تصنیفِ لطیف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

عین الفقر

(اُردو ترجمہ مع فارسی متن)

فیضانِ نظر

سلطان العاشقین حضرت سخی

سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

مترجم

حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری

ایم ایس سی (باٹنی)

تصنیفِ لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ
عین الفقر (اُردو ترجمہ مع فارسی متن)

سلطان الفقر

تصنیفِ لطیف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ

عین الفقر

(اُردو ترجمہ مع فارسی متن)

فیضانِ نظر

سلطان العاشقین حضرت سخی

سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

مترجم

حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری

ایم ایس سی (باٹنی)

نام کتاب	عین الفقر (اُردو ترجمہ مع فارسی متن)
تصنیفِ لطیف	سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ
مترجم	حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری ایم ایس سی (باٹنی)
ناشر	سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور
بارِ اوّل	اکتوبر 2016
بارِ دوم	اکتوبر 2020
تعداد	500

ISBN: 978-969-2220-00-2

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4-5/A ۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: 042-35436600, 0322-4722766
www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-arifeen.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

انتساب

یہ عاجز اور غلام نہایت ادب واحترام اور عاجزی سے

کتاب

عین الفقر

کے اُردو ترجمہ کو اپنے آقا، اپنے ہادی، اپنے رہبر ورہنما،

سلطان العاشقین

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس کی بارگاہِ اقدس میں

اس التجا سے پیش کرتا ہے کہ اس کاوش کو اپنی بارگاہِ اقدس میں قبول ومنظور فرما کر اسے اُمتِ محمدیہ کے لیے مشعلِ راہ بنائیں اور اس عاجز کو ہمیشہ اپنی غلامی میں رکھ کر نظرِ کرم سے منور فرمائیں۔

فہرس

پیش لفظ

تمام تعریفیں اس ذاتِ حق کے لیے جس کی شان لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ۚ وَھُوَالسَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ہے۔ جس نے اپنی پہچان کے لیے انسان کو تخلیق کیا۔ لامحدود درود وسلام ہو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جن کی خاطر دو جہان کو سجایا گیا۔ لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آلِ اطہار اور اصحاب کبار پر جو امتِ محمدیہ کے لیے سفینۂ نوح اور نجم کی صورت ہیں۔

عین الفقر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ تصنیف ہے جو راہِ فقر کے پیچ وخم میں طالبانِ مولیٰ کی دستگیر ہے۔ اس تصنیف میں سلطان العارفین نے آسان فہم زبان میں فقر کی منازل کو بیان کیا ہے تاکہ طالبانِ مولیٰ آسانی سے اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر کے بارے میں فرماتے ہیں:

> ''جان لے یہ کتاب جس کا نام 'عین الفقر' رکھا ہے طالبانِ مولیٰ اور فقرا فنا فی اللہ کی ہر خاص و عام مقام پر، خواہ وہ ابتدائی، متوسط یا انتہائی مقام ہو، رہنمائی کرتی ہے اور انہیں صراطِ مستقیم پر گامزن کر کے اللہ کے رازوں کے راز، مشاہدات، عین ذاتِ توحید کے انوار و تجلیات، علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین اور ذاتِ حق تعالیٰ سے محبت کے اعلیٰ مراتب تک لے جاتی ہے۔''

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف کی طرح عین الفقر کا ترجمہ

کرنا تو در کنار اس کو سمجھنا بھی مرشد کامل اکمل کے بغیر ناممکن ہے۔ عین الفقر کا ترجمہ کرتے ہوئے بار ہا اپنے رہبر و رہنما اپنے مرشد کریم سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دقیق اصطلاحاتِ فقر کی تعلیم و تلقین لی اور اس قابل ہوا کہ عین الفقر کے فارسی متن کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے اُردو ترجمہ کر سکوں۔ میں اپنے مرشد کریم سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کا نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے ہر لمحہ اس مشتِ خاک پر خاص نظرِ کرم رکھی اور عین الفقر کا اُردو ترجمہ قارئین کے لیے تیار ہو سکا۔

عین الفقر کے قلمی نسخہ جات

عین الفقر کے وہ قلمی نسخہ جات جن سے فارسی متن اخذ کرتے ہوئے استفادہ کیا گیا' درج ذیل ہیں:

1۔ عین الفقر از گل محمد سندھی 1336ھ

2۔ عین الفقر از فقیر سیّد عبداللہ متوطن لاہور۔ سالِ کتابت ندارد

3۔ عین الفقر از عبدالحکیم سکنہ موضع خانپور 1348ھ مملوکہ مسعود جھنڈیر ریسرچ لائبریری میلسی

4۔ عین الفقر کے اس نسخہ پر کاتب کا نام موجود نہیں البتہ یہ نسخہ 1977ء میں جیکب آباد سندھ پاکستان کی ایک لائبریری سے ملا جس میں دیگر تصانیف مجالستہ النبیؐ، محبت الاسرار، فضل اللقا، سلطان الوھم، دیدار بخش، عین العارفین اور چند دیگر تصانیف شامل ہیں۔

5۔ عین الفقر از فقیر نور محمد کلاچوی 1332ھ

مطبوعہ فارسی متن مع اردو ترجمہ

1۔ عین الفقر۔ مولوی نظام الدین ملتانی نے 1347ھ میں طبع کروایا جو کہ نایاب ہو چکا ہے۔

2۔ عین الفقراز کے۔ بی۔نسیم 1994ء

3۔ عین الفقراز سید امیر خان نیازی

مطبوعہ اُردو تراجم (فارسی متن کے بغیر)

1۔ عین الفقر ملک چنن دین اللہ والوں کی قومی دکان سے شائع ہوا۔

2۔ عین الفقراز فقیر الطاف حسین۔اگست 2007ء میں شبیر برادرز لاہور نے شائع کیا۔

3۔ عین الفقراز محمد علی چراغ۔ 2010ء میں نذیر سنز پبلیشرز اُردو بازار لاہور نے شائع کیا۔

4۔ عین الفقراز فقیر میر محمد اعوان 1431ھ میں شائع ہوا۔

یہ عاجز اپنے مرشد پاک سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کا انتہائی مشکور ہے جنہوں نے اس خاکسار کو عین الفقر کا ترجمہ کرنے کی توفیق بخشی۔ میں سلطان الفقر پبلیکیشنز کی تمام ٹیم کا شکر گزار ہوں جنہوں نے عین الفقر کے ترجمہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہمہ وقت محنت کی۔ میں سلطان الفقر ڈیجیٹل پروڈکشن کا شکر گزار ہوں جنہوں نے دور دراز علاقوں میں میرے ساتھ اپنی ٹیم بھیجی تا کہ میں قلمی نسخہ جات کو محفوظ کر سکوں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس عاجزانہ کوشش کو قبول فرما کر میرا ذریعۂ نجات اور عوام الناس کے لیے تا قیامت ذریعۂ ہدایت بنائے۔ آمین

خاکسار
حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری
ایم۔ایس۔سی (باٹنی)
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

تاریخ: اکتوبر 2016ء
لاہور

سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اعوانوں کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے اجداد وادی سون سکیسر (تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب) کے گاؤں انگہ میں رہائش پذیر رہے۔ انگہ کے قبرستان میں سلطان العارفینؒ کے دادا حضرت سلطان فتح محمد رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ اسی انگہ گاؤں میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی دادی محترمہ اور نانا رحمتہ اللہ علیہم کی مبارک قبریں بھی موجود ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے والد محترم کا اسمِ گرامی حضرت سلطان بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ تھا۔ سلطان بازید رحمتہ اللہ علیہ پیشہ ور سپاہی اور مغل بادشاہ شاہجہان کے لشکر میں ایک ممتاز عہدے پر فائز تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تمام جوانی جہاد کی نذر کر دی۔ جب آپ کی عمر ڈھل چکی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے علاقے میں واپس آ گئے اور اپنی ایک رشتہ دار ہم کفو خاتون حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا ایک عارفہ کاملہ تھیں اور فنا فی ھُو کے مرتبہ پر فائز تھیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں اپنی والدہ محترمہ سے عقیدت و محبت کا بارہا اظہار فرماتے ہیں:

''مائی راستی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا کی روح پر اللہ تعالیٰ کی صد بار رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام باھُو (رحمتہ اللہ علیہ)

رکھا ہے۔"

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ ایک بیت میں فرماتے ہیں:

راستی از راستی آراستی

رحمت و غفران بود بر راستی

ترجمہ: راستی علیہم السلام راستی (حق) سے آراستہ ہیں۔ اللہ کی رحمت و مغفرت ہو راستی علیہ السلام پر۔

آپؒ کے والدین کے مزارات شورکوٹ شہر میں مرجع خلائق ہیں اور مائی باپ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ یکم جمادی الثانی 1039ھ (17 جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقتِ فجر مغل بادشاہ شاہجہان کے عہدِ حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ نے آپؒ کا نام حکمِ خداوندی سے باھُو رکھا۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ سے قبل تاریخ میں کسی کا نام باھُو نہیں ہے۔ سلطان العارفین اسم ھُو کے عین مظہر ہیں اسی لیے آپؒ کا اسم بھی باھُو ہے۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ مادرزاد ولی کامل تھے اسی لیے آپؒ کی آنکھوں میں ازلی نور چمکتا تھا اور آپؒ کی پیشانی نورِ حق سے منور تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ زمانہ شیر خواری میں سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرح ماہِ رمضان میں سحر تا افطار دودھ نہیں پیتے تھے۔ بچپن سے ہی آپؒ میں نورِ حق اس قدر جلوہ گر تھا کہ آپؒ جس پر بھی نظر ڈالتے اسے واصل باللہ کر دیتے۔ اگر کسی کافر پر نظر ڈالتے تو وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ اسی خوف سے کفار اور ہندو آپؒ کے سامنے نہیں آتے تھے۔ آپؒ کی یہ کرامت آخری عمر تک جاری رہی۔ ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت بہت ناساز ہوگئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے برہمن طبیب سے علاج کے لیے رابطہ کیا گیا۔ برہمن طبیب نے جواب دیا "میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی نگاہ کے سامنے گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان کا کرتہ یہاں بھیج دو"۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کا کرتہ طبیب کے پاس پہنچا تو وہ اسے دیکھتے ہی مسلمان ہوگیا۔

سلطان العارفینؒ نے کسی قسم کا کتابی اور ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''عین الفقر'' میں فرماتے ہیں:

''مجھے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ظاہری علم حاصل نہیں لیکن وارداتِ غیبی کے سبب علمِ باطن کی فتوحات اس قدر ہیں کہ ان کے بیان کے لیے کئی دفتر درکار ہیں''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں تیس (30) سال تک مرشد کی تلاش میں سرگردان رہا لیکن مجھے اپنے پائے کا مرشد نہیں مل سکا۔'' ایک دن دیدارِ الٰہی میں مستغرق آپ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ کے نواح میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا جس نے اپنائیت سے پکڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قریب کیا اور بڑے دلنشین انداز میں فرمایا کہ میں علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہٗ) ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ خود کو آپ رضی اللہ عنہٗ پر نثار کر دیتے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر توجہ مرکوز کی اور فرمایا ''فرزند! آج تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں طلب کیے گئے ہو۔''

پھر جیسے وقت تھم گیا، ہر شے ساکت ہو گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمحے میں خود کو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پایا۔ اس وقت اس بارگاہِ عالیہ میں حضرت صدیقِ اکبرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور تمام اہلِ بیت رضی اللہ عنہم حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجلس سے اٹھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ بھی توجہ فرمانے کے بعد مجلس سے رخصت ہو گئے تو مجلس میں صرف اہلِ بیتؓ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی رہ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا ''میرے ہاتھ پکڑو'' اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

مجھے تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اوّل و آخر یکساں ہو گیا۔ جب آنحضرت ﷺ کی تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیدۃ النسا حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا "تو میرا فرزند ہے۔"

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدم چومے اور اپنے گلے میں ان کی غلامی کا حلقہ پہنا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا 'مخلوقِ خدا کو خالقِ کائنات کی جانب بلاؤ اور انہیں تلقین و ہدایت کرو۔ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہوگا اور ابد الآباد تک ایسا ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حکمِ سروری و سرمدی ہے۔'" بعد ازاں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو آقائے دو جہاں ﷺ نے غوث الاعظم محبوبِ سبحانی پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو باطنی فیض سے مالا مال کرنے کے بعد خلقت کو تلقین و ارشاد کا حکم دیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جب فقر کے شاہسوار نے مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالی تو ازل سے ابد تک کا تمام راستہ میں نے طے کر لیا۔"

آپ رحمتہ اللہ علیہ حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اس ظاہری بدن کے ساتھ دیکھا اور مشرف ہوا۔"

رسالہ روحی شریف میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دست بیعت کرد ما را مصطفیٰ ؐ   خواندہ است فرزند ما را مجتبیٰؐ

شد اجازت باھُوؒ را از مصطفیٰ ؐ   خلق را تلقین بکن بہر از خدا

ترجمہ: مجھے حضرت محمد ﷺ نے دستِ بیعت فرمایا اور انہوں نے مجھے اپنا نوری حضوری فرزند قرار دیا۔ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی کہ میں خلقِ خدا کو اللہ کی راہ کی تلقین کروں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرزندِ خود خواندہ است مارا فاطمہؓ   معرفتِ فقر است بر من خاتمہ

ترجمہ: حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے مجھے اپنا فرزند فرمایا ہے اس لیے معرفتِ فقر کی مجھ پر انتہا ہوگئی۔

سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد آپؒ نے سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت فرمائی اور خلق کو تلقین اور رشد وہدایت کا آغاز فرمایا۔ اس مقصد کے لیے آپؒ نے بہت سے سفر کئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر سفر وادی سون سکیسر، ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، سندھ اور بلوچستان کی طرف کئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی شہر شہر، قریہ قریہ گھوم پھر کر طالبانِ مولیٰ کو تلاش کرنے اور انہیں واصل باللہ کرنے میں گزری کیونکہ خلق خدا کو تلقین کرنے کی یہ ذمہ داری آپؒ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے حاصل ہوئی۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوُ رحمۃ اللہ علیہ ''سلطان الفقر'' کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ جس طرح محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اعلان قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ہے اسی طرح سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا ''تا آنکہ از لطفِ ازلی سرفرازیٔ عینِ عنایت حق الحق حاصل شدہ واز حضور فائض النور اکرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکم ارشادِ خلق شدہ، چہ مسلم، چہ کافر، چہ بانصیب، چہ بےنصیب، چہ زندہ وچہ مردہ۔ بزبانِ گوہر فشاں مصطفیٰ ثانی ومجتبیٰ آخر زمانی فرمودہ۔'' (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جب سے لطفِ ازلی کے باعث حقیقتِ حق کی عین نوازش سے سربلندی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض النور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تمام خلقت کیا مسلم، کیا کافر، کیا بانصیب، کیا بےنصیب، کیا زندہ اور کیا مردہ سب کو ہدایت کا حکم ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبانِ گوہرفشاں سے مجھے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے۔

مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی کے لقب سے مراد یہ ہے کہ آخری زمانہ میں جب جاہلیت اپنے پر پھیلانے لگے گی تو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوُؒ کے سلسلہ کا کوئی امام آپؒ کی

تعلیمات کو عام کر کے آپؒ ہی کے سلسلہ فقر کے ذریعے ظلمت و جہالت کو نیست و نابود کر کے دینِ حق کا پھر سے بول بالا کرے گا۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی 140 تصانیف ہیں جن میں سے صرف ایک پنجابی ابیات کی صورت میں ہے اور دیگر تمام فارسی میں ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب علم لدّنی کا شاہکار ہیں۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان ہے کہ جس کو کوئی مرشد کامل اکمل نہ ملتا ہو وہ میری کتب کو وسیلہ بنائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں:

''اگر کوئی ولیٔ واصل عالمِ روحانی یا عالم قدس شہود سے رجعت کھا کر اپنے مرتبے سے گر گیا ہو وہ اس رسالہ کو وسیلہ بنائے تو یہ رسالہ اس کے لیے مرشدِ کامل اکمل ثابت ہوگا۔ اگر وہ اسے وسیلہ نہ بنائے تو اسے قسم ہے اور اگر ہم اسے اس کے مرتبے پر بحال نہ کریں تو ہمیں قسم ہے۔''

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا یہ اعلان آپؒ کی ہر کتاب میں الفاظ کی ردوبدل کے ساتھ موجود ہے۔ میرے مرشد کامل سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس اپنی تصنیف شمس الفقرا میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت بہت سادہ اور سلیس ہے جسے عام اور معمولی تعلیم یافتہ آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت میں ایسی روانی اور تاثیر ہے جو دورانِ مطالعہ قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ان کتب کو اگر باادب اور باوضو پڑھا جائے تو فیض کا ایک سمندر کتب سے قاری کے اندر منتقل ہوتا ہے۔ اگر قاری صدقِ دل سے مطالعہ جاری رکھے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حقیقی وارث سروری قادری مرشد تک راہنمائی ہو جاتی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور احادیثِ قدسی کا استعمال فرمایا ہے۔ ان کتب میں جہاں کہیں بھی عبارت میں ان کا ذکر ہے، اگر ان کو وہاں سے نکال دیا جائے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس جگہ آیاتِ قرآنی یا احادیث کو درج نہ کیا جاتا تو مطلب مکمل نہ ہوتا۔ حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ عبارت میں اشعار کا برمحل اور خوبصورت استعمال کرتے ہیں جس سے

عبارت کا اثر دو چند ہو جاتا ہے۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی جو کتب بازار میں تراجم کی صورت میں دستیاب ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابیاتِ سلطان باھوؒ (پنجابی) ۲۔ دیوانِ باھوؒ (فارسی) ۳۔ عین الفقر ۴۔ مجالستہ النبیؐ ۵۔ کلید التوحید (کلاں) ۶۔ کلید التوحید (خورد) ۷۔ شمس العارفین ۸۔ امیر الکونین ۹۔ تیغِ برہنہ ۱۰۔ رسالہ روحی شریف ۱۱۔ گنج الاسرار ۱۲۔ محک الفقر (خورد) ۱۳۔ محک الفقر (کلاں) ۱۴۔ اسرارِ قادری ۱۵۔ اورنگ شاہی ۱۶۔ جامع الاسرار ۱۷۔ عقلِ بیدار ۱۸۔ فضل اللقا (خورد) ۱۹۔ فضل اللقا (کلاں) ۲۰۔ مفتاح العارفین ۲۱۔ نور الہدیٰ (خورد) ۲۲۔ نور الہدیٰ (کلاں) ۲۳۔ توفیقِ ہدایت ۲۴۔ قربِ دیدار ۲۵۔ عین العارفین ۲۶۔ کلیدِ جنت ۲۷۔ محکم الفقرا ۲۸۔ سلطانُ الوھم ۲۹۔ دیدار بخش ۳۰۔ کشف الاسرار ۳۱۔ محبت الاسرار ۳۲۔ طرفتہ العین یا حجت الاسرار (یہ کتاب دونوں ناموں سے معروف ہے)۔

''مناقبِ سلطانی'' اور ''شمس العارفین'' سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی چند ایسی تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں جو اب تک نایاب ہیں۔ (۱) مجموعتہ الفضل (۲) عین نما (۳) تلمیذ الرحمٰن (۴) قطب الاقطاب (۵) شمس العاشقین (۶) دیوانِ باھوؒ کبیر و صغیر۔ ایک ہی دیوانِ باھوؒ (فارسی) دستیاب ہے جو یا تو کبیر ہے یا صغیر۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں اپنی تعلیمات کو نہ تو تصوف اور نہ ہی طریقت بلکہ ''فقر'' کا نام دیا ہے اور ''راہِ فقر'' اختیار کرنے پر زور دیا ہے۔ راہِ فقر میں مرشد کامل اکمل کی راہنمائی بہت ضروری اور اہم ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد بھی وہ ہونا چاہئے جو پہلے دن ہی طالبِ مولیٰ کو اسم اَللّٰہُ ذات سنہری حروف سے لکھ کر دے اور اس کے ذکر اور تصور کا حکم دے۔ مرشد کی مہربانی اور ذکر و تصور اسم اَللّٰہُ ذات سے طالب پر دو انتہائی اہم مقام دیدارِ حق تعالیٰ اور دائمی حضوریٔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھلتے ہیں۔ باطن میں ان سے اعلیٰ اور کوئی مقام نہیں۔ یہ مقامات صرف ان کو حاصل ہوتے ہیں جو اخلاص اور استقامت سے مرشد کی اتباع اور رضا کے مطابق راہِ حق میں اپنا

سفر جاری رکھتے ہیں[1]

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ سروری قادری ہے بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ہی سلسلہ سروری قادری کو برصغیر میں عروج عطا فرمایا۔ اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مرشد کامل طالبِ صادق کو ایک ہی نگاہ میں اور ایک ہی توجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر کر دیتا ہے اور ذاتِ حق تعالیٰ کے مشاہدے میں مستغرق کر دیتا ہے۔ اس پاک وطیب سلسلہ میں رنج ریاضت، چلہ کشی، حبسِ دم، ابتدائی سلوک اور ذکر وفکر کی الجھنیں ہرگز نہیں ہیں۔ یہ سلسلہ ظاہری درویشانہ لباس اور رنگ ڈھنگ سے پاک ہے اور ہر قسم کے مشائخانہ طور طریقوں مثلاً عصا وتسبیح وجبہ ودستار وغیرہ سے بیزار ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے امانتِ الٰہیہ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل فرمائی جن کا مزار احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے تریسٹھ (63) برس عمر پائی اور یکم جمادی الثانی 1102ھ (یکم مارچ 1691ء) بروز جمعرات بوقتِ عصر وصال فرمایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک شہر گڑھ مہاراجہ (ضلع جھنگ پاکستان) کے قریب قصبہ سلطان باھُو میں مرجع خلائق ہے اور ہر ایک کے لیے مرکزِ تجلیات ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو منایا جاتا ہے۔ (استفادہ: شمس الفقرا، مجتبیٰ آخر زمانی، سلطان باھُوؒ۔ تصانیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

---

[1] سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات اور سلسلہ سروری قادری کے تفصیلی مطالعہ کے لیے سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصانیف ''شمس الفقرا''، ''مجتبیٰ آخر زمانی'' اور ''سلطان باھُوؒ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

عین الفقر

اُردو ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ o

ترجمہ: اللہ ہی کے لیے ہیں تمام تعریفیں، جو تمام عالمین کا ربّ ہے۔اس کی ذات زوال اور خسارے سے پاک ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (الروم۔19)

ترجمہ: وہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الشوریٰ۔11)

ترجمہ: اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

درود ہو سیّد السادات پر، جو اٹھارہ ہزار مخلوقات سے افضل ہیں اور دینِ حق اور ہدایت کے رسول ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف اس حدیثِ قدسی میں بیان کی گئی ہے:

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ

ترجمہ: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران - 31)

ترجمہ: (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرما دیں اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی) اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

درود و سلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل، اصحاب اور تمام اہلِ بیت رضی اللہ عنہم پر۔

جان لے یہ کتاب جس کا نام ''عین الفقر'' رکھا ہے طالبانِ مولیٰ اور فقرا فنافی اللہ کی ہر خاص و عام مقام پر، خواہ وہ ابتدائی، متوسط یا انتہائی مقام ہو، رہنمائی کرتی ہے اور انہیں صراطِ مستقیم پر گامزن کر کے اللہ کے رازوں کے راز، مشاہدات، عین ذاتِ توحید کے انوار و تجلیات، علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین اور ذاتِ حق تعالیٰ سے محبت کے اعلیٰ مراتب تک لے جاتی ہے۔

حدیثِ قدسی:

۞ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ

ترجمہ: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے اپنی پہچان کے لیے مخلوق کو پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ کی پہچان صرف وہ طالبانِ مولیٰ حاصل کرتے ہیں جو راہِ حق پر ثابت قدم رہتے ہیں اور کبھی شریعتِ محمدیؐ کے خلاف عمل نہیں کرتے اور نہ ہی بدعت و استدراج[1] کی گمراہ کن راہ اختیار کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ (الاعراف - 182)

ترجمہ: اور جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں تو ہم ایسے لوگوں کو اس طریقے سے پکڑتے ہیں جس کا انہیں علم بھی نہیں ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

۞ كُلُّ طَرِيْقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِيْعَةُ فَهِيَ زِنْدِيْقَةٌ

---

[1] دھوکہ، فریب، غیر مسلموں، جوگیوں اور جھوٹے عاملوں سے ظاہر ہونے والے خلافِ عادات افعال

ترجمہ: ہر وہ طریقہ جسے شریعت ردّ کر دے وہ زندقہ[1] ہے۔

ہر وہ راہ جسے شریعت رد کر دے، کفر، شیطان، نفسانی خواہشات اور کمینی راہزن دنیا کی راہ ہے۔ اہلِ علم ان سے خبردار رہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ مَنْ طَلَبَ شَیْئًا فَلَا تَجِدْلَهٗ خَیْرًا وَ مَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ

ترجمہ: جو (ماسویٰ اللہ) کسی چیز کی طلب کرتا ہے اُسے اس چیز میں کوئی خیر نہیں ملتی اور جو اللہ کی طلب کرتا ہے اُسے سب کچھ مل جاتا ہے۔

یہ چند کلماتِ سلک سلوک ظاہری و باطنی طیر سیر کے بارے میں ہیں۔ راہِ فقر کا مقصود ''فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ'' (ترجمہ: دوڑو اللہ کی طرف) ہے جبکہ طالبِ دنیا مردود کا مطلوب فَفِرُّوْٓا مِنَ اللّٰهِ (ترجمہ: دوڑو اللہ سے دور) ہے۔

پیکر من از توحیدش شد توحیدش در توحید
عین ازان توحید مطلق ماسویٰ دیگر ندید

ترجمہ: میرا وجود توحید میں غرق ہو کر سراسر توحید ہو گیا ہے اور میں اس توحیدِ مطلق کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔

بُرد بالا عرش و کرسی باشریعت شاہراہ
ہر مقامش خوش بدیدم سِرِّ وحدت از اِلٰہ

ترجمہ: شریعت کی راہ پر چلتے ہوئے میں عرش اور کرسی سے بھی بلند مقامات پر جا پہنچا اور تمام مقامات کا مشاہدہ کرتے ہوئے وحدت کے راز کو اپنے معبود سے بلاواسطہ پالیا۔

ہر حرف توحید بینی ہر سطر توحید بین
باش دائم در مطالعہ تا شوی حق الیقین

---

[1] کفر، شرک اور منافقت کا طریقہ۔

ترجمہ: ہر حرف اور ہر سطر میں توحید کو دیکھ اور ہمیشہ توحید کے مطالعہ میں مصروف رہ یہاں تک کہ تجھے حق الیقین[1] حاصل ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ کُلُّ اِنَآءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ

ترجمہ: برتن سے وہی چیز نکلتی ہے جو اس میں موجود ہو۔

جان لے! فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ باطن کی راہ پر چلنے والوں کو آگاہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مشرق و مغرب، جنوب و شمال اور بلندی و پستی میں نہیں سماتا۔ اللہ تعالیٰ چاند و سورج، آگ و پانی اور مٹی و ہوا میں نہیں ملتا۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ دن رات علم سیکھنے سے ملتا ہے اور نہ ہی جہل اور قیل و قال میں ہے۔ اللہ تعالیٰ وقت و حال، شکل و صورت اور مشاہدۂ جمال میں بھی نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ ورد و وظائف، تسبیح اور حروف[2] پڑھنے سے بھی نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ زہد و تقویٰ، پاکبازی اور در در کی گدائی سے بھی نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نہ تو گدڑی پہننے سے ملتا ہے اور نہ ہی ہونٹ سی کر خاموشی اختیار کرنے سے ملتا ہے۔ دانا بن اور جان لے! اللہ تعالیٰ کا راز صاحبِ راز[3] کے سینہ میں ہے۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو حق بے نیاز ہے۔

ای سرّ تو در سینۂ ہر صاحبِ راز
پیوستہ در رحمتِ تو بر ہمہ باز

ترجمہ: اے اللہ! تیرا سِرّ ہر صاحبِ راز کے سینہ میں ہے اور تیری رحمت کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھلا ہے۔

ہر کس کہ بدرگاہِ تو آید بہ نیاز
محروم ز درگاہِ تو کی گردد باز

---

[1] یقین کامل۔ یقین کا آخری مقام جس میں شبے کی گنجائش نہیں ہے۔ [2] حروف سے مراد ظاہری علوم کا مطالعہ ہے۔
[3] مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ

ترجمہ: جو بھی تیری بارگاہ میں عاجزی وانکساری سے آتا ہے، وہ تیری رحمت سے کبھی محروم و مایوس نہیں لوٹتا۔

قدرتِ توحید کا دریائے وحدت مومن کے دل میں موجزن رہتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال کا طالب ہے اُسے چاہیے کہ سب سے پہلے مرشد کامل مکمل کی طلب کرے کیونکہ مرشد کامل مکمل دل کے خزانوں کا مالک ہوتا ہے۔ اسمِ اللہ کے ذکر اور تصور کی تاثیر سے فقیر کا وجود پُر نور رہوتا ہے۔ جو کوئی دل کا محرم ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی نعمت سے محروم نہیں رہتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ

ترجمہ: پہلے رفیق (راستہ جاننے والا ساتھی) تلاش کرو پھر راستہ پر چلو۔

❁ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ

ترجمہ: جس کا مرشد نہیں اس کا دین نہیں۔

❁ لِمَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ یَتَّخِذُہُ الشَّیْطٰنُ

ترجمہ: جس کا کوئی مرشد نہیں شیطان اس کو گھیر لیتا ہے۔

دِل کیا ہے؟ چودہ طبقات سے وسیع تر ہے۔ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

❁ لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ فِیْ قَلْبِ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ

ترجمہ: نہ میں زمین میں سماتا ہوں اور نہ آسمانوں میں، لیکن بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَ نِیَّاتِکُمْ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ تمہاری نیتوں اور دلوں کو دیکھتا ہے۔

مرشد کامل کی نشانی کیا ہے؟ پلک جھپکتے ہی دو جہان سے گزار کر مقامِ فنا فی اللہ میں مستغرق کر دیتا ہے، نہ تو قصے سناتا ہے اور نہ ہی طالبِ مولیٰ کو زبانی ذکر میں مشغول رکھتا ہے۔ مرشد کامل کی نشانی کیا ہے؟ اس کی ایک نگاہ دائمی عبادت سے بہتر ہے۔ مرشد کامل اکمل کی نشانی کیا ہے؟ طالبِ مولیٰ کا ہاتھ پکڑتے ہی اسے امن الامان کے اس مقام پر پہنچا دیتا ہے جس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آل عمران-97)

ترجمہ: جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن پا گیا۔

اے مردک! کوشش کر کہ تو مرتبۂ مردک سے گزر کر مرتبۂ مرد حاصل کر لے۔ مرتبۂ مردک کیا ہے اور مرتبۂ مرد کونسا ہے؟ مرتبۂ مردک یہ ہے کہ طالب ہر لمحہ اللہ کے دشمنوں یعنی نفس اور شیطان سے لڑتا رہے اور مرتبۂ مردِ غازی یہ ہے کہ وہ ایک ہی وار میں غیر ماسویٰ اللہ کا سر قلم کر کے نفس کو خواہشات سے پاک کر لے اور اس لڑائی سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا پا کر استقامت اختیار کر لے کیونکہ استقامت کرامت اور مقامات (درجات ومقامات کے حصول) سے بہتر ہے۔

مرشد کامل کی کیا نشانی ہے؟ طالبِ مولیٰ کو حضوریٔ حق عطا کرتا ہے۔ حضوریٔ حق کے بغیر طالبانِ مولیٰ کو ذکر میں مشغول رکھنا سو گناہ اور ہزار ہا نقصان کا باعث ہے کیونکہ مرشد کامل صاحبِ استغراق[1] ہے اور ذکر نام ہے دوری، ہجر اور فراق کا۔ صاحبِ مسمّٰی کا اسم کے ساتھ کیا تعلق؟ پس مرشد کامل مکمل واصل باللہ وہ ہے جو طالب کے وجود کو غیر ماسویٰ اللہ سے پاک کر کے اسے تمام پریشانیوں اور دکھاوے کی ریاضت سے نجات دلا دے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات-13)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک تم میں عزت والا وہ ہے جو متقی ہے۔

اس راہ (راہِ فقر) میں رازدانہ طور پر ریاضت کی ضرورت ہے نہ کہ ظاہری گفتگو اور وعظ ونصیحت کی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] ذاتِ حق تعالیٰ میں غرق

✿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (البقرہ-44)

ترجمہ: تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے حتیٰ کہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو تو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

اے صاحبِ علمِ جہال[1]! مرشد کامل مکمل کی ایک نظر ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ علمِ قیل وقال میں صرف سر دردی ہے۔ صاحبِ نظر (مرشد کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی) کی نگاہ ہی معرفت و وصالِ الٰہی کا اصل ذریعہ ہے۔ اگر مرشد کامل مکمل طالبِ مولیٰ کو زہد و تقویٰ میں مصروف رکھنا چاہے تو بارہ یا چوبیس یا چالیس سال تک ریاضت کروا سکتا ہے۔ لیکن اگر چاہے تو بغیر ذکر، فکر اور زہد و تقویٰ کے ایک ہی لمحہ میں وصالِ الٰہی عطا کر سکتا ہے۔ جہاں استغراق فنا فی اللہ بقا باللہ کا لازوال وصال ہے وہاں سالہا سال کی مشقت کی کیا حاجت!

اسم و جسم یک شدہ بایک وجود
آنچہ بودہ سرِّ پنہان رُخ نمود

ترجمہ: جب اسم و جسم (ذات) یکجان و یک وجود ہو گئے تو رازِ پنہاں ظاہر ہو گیا۔

اس مقام پر غیر ماسویٰ اللہ ہر شے (طالبِ مولیٰ پر) حرام ہو جاتی ہے۔ اسم جسم میں پیوست ہو جاتا ہے اور جسم اسم میں۔

چناں کُن اسم را در جسم پنہان
کہ میگردد الف در بسم پنہان

ترجمہ: اپنے وجود کو اسم (اللّٰہ) میں یوں غرق کر لے جس طرح بسم اللہ میں الف گم ہوتا ہے۔

جب طالبِ اللہ اسمِ اللّٰہ کو اپنا لباس بنا لیتا ہے تو اسمِ اللّٰہ اس کی جان بن جاتا ہے اور اس کی زندگی ھُو کا نشان بن جاتی ہے۔ ھُو کی ذات و صفات اس طالب کی ذات و صفات بن جاتی ہیں۔

---

[1] وہ علم جو معرفتِ حق تعالیٰ عطا نہ کرے اور دنیا میں مشغول کر کے اللہ سے دور کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا اُس نے اپنے ربّ کو بقا سے پہچانا۔

قِدم[1] ہر سانس کے ساتھ اور ہر سانس قِدم کے ساتھ ہونا چاہیے۔

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانیؒ
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانیؑ

ترجمہ: خاقانیؒ کو تیس سال کی تحقیق کے بعد اس بات کا علم ہوا کہ تصورِ اسم اللہ میں لیا گیا ایک سانس حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی سے بہتر ہے۔

باھُوؒ (رحمتہ اللہ علیہ) کا جواب ہے:

بسی صد سالہا باید فنا فی اللہ شود فانی
دمی نامحرم است آنجا غلط گفتہ است خاقانیؒ

ترجمہ: یہاں خاقانی نے غلط کہا ہے۔ طالب کو مقامِ فنا فی اللہ میں یوں غرق ہونا چاہیے کہ ایک سانس تو کیا اسے صدیاں گزر جانے کا بھی احساس نہ ہو۔

بعض فقیر ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول ہو کر صاحبِ تاثیر، فیض نظر، روشن ضمیر اور اپنے نفس پر غالب ہو جاتے ہیں اور دنیا اور اس کی طمع اور نفس و شیطان سے فارغ تارک ہو کر رازق کی طرف رغبت اختیار کرتے ہیں۔ ایسے ذاکر فقیر ہی اللہ کے مقرب اور حبیب ہیں اور دونوں جہان میں بہترین مقام کے حامل ہیں۔

بعض فقیر صرف خلقِ خدا میں مشہور ہونے کے لیے ذکر اسمِ اللہ ذات میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کے غلام ہوتے ہیں جو لوگوں کو مال و دولت کی خاطر اپنے جال میں پھنساتے ہیں۔ ان دونوں اقسام کے فقیروں کی پہچان ان کے دنیاوی معاملات اور دنیا کے متعلق گفتگو سے ہو جاتی

[1] قدیم ذات یعنی اللہ تعالیٰ

ہے۔فقیرِ کامل دنیا کا ذکر حقارت سے کرتا ہے اور ایسا کرنے سے اس کا دل (دنیا کی میل سے) صاف ہو جاتا ہے جبکہ طالبِ دنیا فقیر دنیا کا ذکر خلوص سے کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے دل میں دنیا کی مزید محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

سُن! جاہل کا لباس جہالت ہے اور جہالت شیطان کا لباس ہے۔ عالم کا لباس علم ہے اور لباسِ علم کلامِ الٰہی کی حکمت و دانش عطا کرتا ہے جو جہالتِ شیطانی سے (طالب کی) حفاظت کرتی ہے۔ فقیر کا لباس نور ہے جس سے معرفت کے راز اور دونوں جہانوں کی سیر نصیب ہوتی ہے۔ جاہل کا لباس (یعنی جہالت) قہر کا سبب ہے، عالم کا لباس (یعنی علم) مغفرت کا سبب ہے۔ عالم، جاہل اور فقیر میں فرق یہ ہے کہ جاہل عام ہے، عالم خاص ہے اور فقیر عارف باللہ خاص الخاص ہے۔ لباسِ جہل پہننے والا جاہل شرک، کفر، جہالت اور بدعت کی ہی بات کرتا ہے۔لباسِ علم پہننے والا عالم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام اور نص واحادیث کے متعلق گفتگو کرتا ہے۔نور کا لباس پہننے والے فقیر کی ہر بات اسمِ اَللّٰہُ، معرفتِ اِلَّا اللّٰہ اور جمالِ الٰہی کے متعلق ہوتی ہے۔حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

❁ کُلُّ اِنَآءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ

ترجمہ: برتن سے وہی چیز نکلتی ہے جو اس میں موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❁ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ (الکہف-24)

ترجمہ: اپنے ربّ کا ذکر (اس قدر محویت سے) کرو کہ تم (خود کو بھی) بھول جاؤ۔

سن! صاحبِ حضور فنا فی اللہ مرشد کے لیے طالبِ مولیٰ کو وحدت میں غرق کرنا اور مجلسِ محمدیؐ کی حضوری سے مشرف کرنا کونسا مشکل کام ہے؟ بلکہ کامل مرشد کے لیے طالب کو حضوری دلوانا اسے ذکر فکر، زہد و تقویٰ میں مشغول رکھنے سے زیادہ آسان ہے۔ سودا مست دست بدست[1]۔ مرشد

[1] فقرا کا فیض ہاتھوں ہاتھ وصول ہوتا ہے۔

طالب کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اسے فوراً حضوریٔ حق میں پہنچا کر حق کے سپرد کر دیتا ہے۔ جو مرشد ایسا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اُسے مرشد نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ راہزن ہے اور راہزن ''عورت[1]'' کو کہتے ہیں اور شیطان بھی اکثر عورت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح-10)

ترجمہ: اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

دست مردی گیر تا مردی شوی

جز بمردان نیست راہ راہبری

ترجمہ: کسی مَرد (مرشد کامل) کا ہاتھ تھام تا کہ تو مَرد[2] بن جائے کہ مَردوں کے سوا کوئی راہبری کی راہ نہیں جانتا۔

لیکن شرط یہ ہے کہ مرشد کامل کی راہبری سے طالبِ مولیٰ اپنی (باطنی) آنکھوں سے جو کچھ بھی دیکھے وہ عین ذات ہو کیونکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہادی ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور شیطان اہلِ ہدایت کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ ○ مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَ الْحَقِّ

ترجمہ: بے شک شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا، جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق دیکھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر-42)

ترجمہ: (اے شیطان!) بے شک تو میرے بندوں پر غالب نہیں آ سکے گا۔

---

[1] یہاں عورت سے مراد کمتر یا حقیر انسان ہے نہ کہ اصل عورت مراد ہے۔ [2] مرد سے مراد طالبِ مولیٰ ہے جو ہمت کے ساتھ راہِ فقر پر چلے۔

پس مرشدِ کامل مکمل قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہوتا ہے اور ناقص مرشد شیطان کی طرح ہوتا ہے۔ صاحبِ نظر (مرشد کامل اکمل) جب طالبِ مولیٰ پر نگاہ کرتا ہے تو اس کے وجود میں ذکر خود بخود جاری ہو جاتا ہے، اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور اس کا نفس کمزور و لاچار ہو جاتا ہے۔ اس کے ارد گرد کے لوگ اسے دیوانہ کہتے ہیں۔ وہ مخلوق سے بیگانہ مگر اللہ تعالیٰ سے یگانہ ہوتا ہے اور اُس کی زبان سے شوق کا یہ ترانہ جاری و ساری رہتا ہے۔

باھُوؒ ردّ خَلقیم ہر کہ بیند رد
رد خَلق است فقر لا یرد

ترجمہ: اے باھُو (رحمتہ اللہ علیہ)! لوگوں میں سے جو بھی ہمیں دیکھتا ہے ردّ کر دیتا ہے کیونکہ ہم نے فقر کو اختیار کیا ہے جسے عام لوگ اختیار نہیں کرتے۔ فقر کو بھی کسی کی حاجت نہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ لَا یَشْغَلُھُمْ شَیْئٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی طَرْفَۃَ الْعَیْنِ

ترجمہ: (فقرا کو) کوئی شے ایک لمحے کے لیے بھی ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل کر کے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی۔

باھُوؒ! ہر دو جہانش یاد نیاید
از ہر دو جہان آزاد برآید

ترجمہ: اے باھُوؒ! انہیں (فقرا کو) دونوں جہانوں کی یاد نہیں آتی کیونکہ یہ دونوں جہانوں سے آزاد ہو چکے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰیO (النجم-17)

ترجمہ: نہ ان کی نگاہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی۔

سالک دو قسم کے ہیں۔ سالک مجذوب اور سالک محبوب۔ فقیر ان دونوں سے ماورا ہوتا ہے کہ وہ

مالک الملکی[1] محبوب، صاحبِ وھم[2] اور صاحبِ تصرف[3] ہوتا ہے۔ جب کوئی اس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو اُسے غیر ماسویٰ اللہ سے وحشت ہوتی ہے اور حق تعالیٰ سے اُنس ہو جاتا ہے۔ وہ غیر ماسویٰ اللہ ہر شے سے دور بھاگتا ہے اور ذاتِ حق کے شوق اور فراق میں دن رات جلتا رہتا ہے جس سے اس کا نفس ہلاک ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جب تک تو اپنے بیٹوں کو یتیم اور اپنی بیویوں کو بیوہ نہیں کر دیتا، خود کو کتے کی طرح خاک میں نہیں ملا دیتا، لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ (آلِ عمران-92) (ترجمہ: تم اُس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی محبوب ترین چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر دو) کا ورد کرتے ہوئے اپنے گھر بار کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کر دیتا اور يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ-54) (ترجمہ: اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں) کو ظاہر اور باطن میں اختیار کر کے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ (البینۃ-8) (ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے) کا مقام و مرتبہ حاصل نہیں کر لیتا تب تک تیرا یارِ جانی تجھ سے کہاں راضی ہوگا؟

فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ راہِ فقر میں استقامت اختیار کرنی چاہیے نہ کہ خواہشاتِ نفس اور کرامت۔ کیونکہ استقامت مرتبۂ خاص ہے اور کرامت مرتبہ حیض و نفاس ہے۔ اے عزیز سن! طالبِ مولیٰ کا حیض و نفاس سے کیا کام؟ پہلے قلبِ سلیم حاصل کر پھر حق کو تسلیم کر۔

---

[1] کائنات پر تصرف و اختیار رکھنے والا۔ [2] وھم کے معنی ظن اور گمان کے ہیں۔ اصطلاحِ فقر میں وھم سے مراد طالبِ مولیٰ کی ایک ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ ظاہر و باطن میں اُس کے دل میں جو سوال بھی پیدا ہوتا ہے اس کا جواب بارگاہِ الٰہی سے وصول پاتا ہے دوسرے الفاظ میں وھم سے مراد اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہے۔ وھم کی کیفیت رکھنے والے طالب کو صاحبِ وھم کہتے ہیں۔ (شمس الفقرا، تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس) [3] جب بندہ عشقِ الٰہی کی بدولت فنافی اللہ بقاباللہ کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں بندے کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت رکھنے والا صاحبِ تصرف ہوتا ہے۔ اسے زبانِ کُن حاصل ہو جاتی ہے یعنی وہ جس امر کے لیے کُن کہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ نے پنجابی ابیات میں فرمایا ''زبان تاں میری کن برابر، موڑاں کم قلم دے ھُو''۔

کُشتگانِ خنجر تسلیم را

ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

ترجمہ: تسلیم ورضا کے خنجر سے ذبح ہونے والوں کو ہر لحہ غیب سے نئی زندگی ملتی رہتی ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ لَا یَدْخُلُ الْمَلَآئِکَۃُ فِیْ بَیْتِ الْکَلْبِ

ترجمہ: اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جہاں کتا موجود ہو۔

دل گھر کی طرح ہے' ذکر فرشتے کی طرح ہے اور نفس کتے کی طرح ہے۔ جو دل دنیا کی محبت میں گرفتار ہو' شیطان کی تباہ کاریوں اور خطرات میں پھنسا ہو' نفسانی خواہشات اور ہوا و ہوس سے معمور ہو، اس پر اللہ تعالیٰ اپنی نگاہِ رحمت نہیں ڈالتا۔ جس دل پر اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت نہیں ہوتی وہ دل سیاہی، گمراہی، حرص، حسد اور کبر میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اسی حسد کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ حرص نے حضرت آدمؑ کو گندم کا دانہ کھلا کر جنت سے نکلوا دیا تھا اور کبر نے ابلیس کو مرتبۂ عَلَیْہِ لَعْنَتِیْ (اس پر اللہ کی لعنت ہو) تک پہنچایا۔ جو دل ہوس کا گھر بن جاتا ہے وہ ہمیشہ حرص، حسد، کبر، غرور اور ذلیل دنیا کی پریشانیوں میں گھرا رہتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ حُبُّ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ لَا یَسْعَانِ فِیْ قَلْبٍ وَّاحِدٍ کَالْمَآءِ وَالنَّارِ فِیْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ

ترجمہ: کسی دل میں دین اور دنیا کی محبت اکٹھی نہیں رہ سکتیں جیسا کہ آگ اور پانی ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔

بر زبان اللہ و در دل گاؤخر

این چنین تسبیح کی دارد اثر

ترجمہ: اگر زبان پر اللہ کا ذکر جاری ہو لیکن دل میں گاؤخر یعنی دنیاوی مال و اسباب کے خیالات ہوں تو ایسی تسبیح پڑھنے کا کیا اثر ہوگا۔

فقیر وہ ہے کہ جب آنکھیں بند کرے تو دو جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کا مشاہدہ کر لے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (النجم-17)

ترجمہ: نہ ان کی نظر بہکی اور نہ ہی حد سے بڑھی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ

ترجمہ: میں فقرِ مکّب[1] سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے میں ایسے فقر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو دنیا داروں کے سامنے دنیا کی خاطر سر جھکانے پر مجبور کر دے۔ جو فقیر دنیا کا مال اور پیسہ جمع کرے اور اس پر راضی ہو جائے وہ فرعون کی مانند ہے، جو مال اکٹھا کر کے اس پر بخل کرے وہ قارون ہے، جو اپنے مال پر غرور کرے وہ نمرود کی مثل ہے اور جو دنیا کی عزت کرے وہ شداد کی مانند ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (المائدہ-54)

ترجمہ: (مومنین) مومنین کے لیے نرم دل اور کفار کے لیے سخت ہیں، یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔

سن! اللہ تعالیٰ نے تجھے سب سے اشرف بنایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل-70)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔

اور تجھے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] فقرِ مکّب سے مراد فقرِ اضطراری ہے جو مجبوراً یا دکھاوے کے لیے یا دنیا حاصل کرنے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔

۞ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ[1] (الذٰریٰت-56)

ترجمہ: اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا (یعنی اپنی معرفت کے لیے پیدا کیا)۔

پس عابد اور عارف وہ ہے جو خود کو عبادت کے اس درجہ (یعنی درجہ معرفت) تک پہنچائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر-99)

ترجمہ: اپنے ربّ کی عبادت کرتا رہ حتیٰ کہ تجھے یقین (حق الیقین کا مقام حاصل) ہو جائے۔

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؓ فرماتے ہیں:

۞ مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ حُصُوْلِ الْوَصُوْلِ فَقَدْ كَفَرَ وَاَشْرَكَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ: جس نے وصالِ الٰہی کی منزل کو پا لینے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا گویا اُس نے کفر اور اللہ کے ساتھ شرک کیا۔[2]

سن! جو کوئی مراتبِ عبودیت سے گزر کر مقامِ ربوبیتِ فنا فی اللہ تک پہنچ جاتا ہے وہ صاحبِ مشاہدہ بن جاتا ہے اور صاحبِ مشاہدہ کا عبادت (مجاہدہ) سے کیا کام؟[3] بیت:

بے سر بینم خدا مثلش کجا
زانمقام خود نہ وصلش کجا

ترجمہ: میں بے سر (فنا) ہو کر خدا کو دیکھتا ہوں جس کی مثل کوئی نہیں۔ جس مقام پر میرا کوئی وجود ہی باقی نہیں رہا وہاں وصل کی کیا گنجائش ہے۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ الذاریات کی اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے لِيَعْبُدُوْنَ (عبادت کے لیے) کی شرح کے لیے اَیْ لِيَعْرِفُوْنَ (یعنی معرفت کے لیے) کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

[2] [3] یہاں عبادت سے مراد فنا فی اللہ ہو جانے کے بعد حق تعالیٰ کے دیدار کے سوا اس کے غیر کی طرف متوجہ ہونا ہے یعنی دیدار و لقائے الٰہی کے سوا کسی اور مقصد کے لیے عبادت کرنا۔ شریعت کو چھوڑ دینا مراد نہیں ہے بلکہ اس مقام پر شرعی عبادات بھی کامل ہو جاتی ہیں مثال کے طور پر نماز معراج بن جاتی ہے۔

تا نگردی از خود فنا

کجا رسی با لِیْ مَعَ اللّٰہِ سر ہوا

ترجمہ: جب تک تو خود سے فنا نہیں ہو جاتا، تو ہوا و ہوس میں قید رہے گا۔ ایسے میں تو مقامِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ[1] تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے:

❁ مَا نَظَرْتُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فَھُوَ فِیْہِ عَیْنٌ

ترجمہ: میں نے جس چیز کو دیکھا اس میں اللہ کو ہی دیکھا کیونکہ ہر چیز کی عین اللہ ہی ہے۔

حدیثِ قدسی ہے:

❁ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فَلْیَظُنُّ بِیْ مَا یَشَآءُ

ترجمہ: میں اپنے بندے کے ظن (گمان) کے مطابق اس سے پیش آتا ہوں اب وہ جیسا چاہے میرے ساتھ ظن (گمان) رکھے۔

پس اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میرے بندوں سے کہہ دو کہ جیسا چاہیں (بہترین) گمان میرے ساتھ رکھیں۔ چنانچہ جب وہ عین ذاتِ حق کا مشاہدہ اپنی ذات میں کرتے ہیں تو وہ عین ذاتِ حق کو پا لیتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (الذٰریٰت-21)

ترجمہ: اور میں تمہارے اندر موجود ہوں کیا تم دیکھتے نہیں۔

البتہ اس راہ پر صرف (حقیقی) انسان ہی چل سکتا ہے جس کی (باطنی) آنکھ کھلی ہو جس سے وہ (اس راہ اور عین ذات کو) دیکھ سکے۔

---

[1] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثِ مبارکہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ (ترجمہ: میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت ایسا بھی ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے کی گنجائش ہے اور نہ کسی نبی مرسل کی) کے مطابق مقامِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وہ مقام ہے جہاں اللہ اور بندے کے درمیان کسی غیر ماسویٰ اللہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

حدیثِ قدسی ہے:

خُلِقَتِ الْحِمَارُ بِصُوْرَةِ الْبَشَرِ

ترجمہ: (بہت سے انسان ایسے ہیں جو) انسان کی صورت میں گدھے تخلیق کیے گئے ہیں۔

ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں اگرچہ وہ ہزار کتابیں کیوں نہ پڑھ لے وہ سلک سلوکِ تصوف (راہِ باطن) کو نہیں جان سکتا۔ اس کی زبان زندہ لیکن دل مردہ ہے اور اس کا علم جانور پر لدے ہوئے بوجھ کی مانند ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ (ق-16)

ترجمہ:۔ اور ہم تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

ہر کہ جانِ خود را فروخت اسمِ اللہ را خرید
ہر کہ اسمِ اَللّٰهُ خرید بعین العیان دید

ترجمہ: جو شخص اپنی جان بیچ کر (یعنی اپنا سب کچھ نثار کر کے) اسمِ اللہ ذات خرید لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کھلی آنکھوں سے کرتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

تَفَكَّرُوْا فِيْ اٰيٰتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ

ترجمہ: اللہ کی نشانیوں میں تفکر کرو اس کی ذات میں تفکر نہ کرو۔

او ز شہرگ نزدیک چون گویند دور
تو ازو لبس دور تر او باحضور

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے تُو اسے دور کیوں سمجھتا ہے۔ یہ تُو ہی ہے جو اللہ سے دوری اختیار کیے ہوئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت تیرے قریب ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحدید۔4)

ترجمہ: تم جہاں بھی ہوتے ہو اللہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو ہر وقت تمہارے ساتھ ہے مگر تم ہی اللہ کو اپنے (باطنی) اندھے پن اور گمراہی کی وجہ سے نہیں دیکھتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل۔72)

ترجمہ: جو شخص اس دنیا میں اندھا (دیدارِ الٰہی سے محروم) رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

(اللہ کی اس تنبیہ کے باوجود) لوگ صرف دنیا میں نام اور پیسہ کمانے یا دنیاوی بادشاہ کا قرب پانے کے لیے علم حاصل کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ (الم نشرح 2-1)

ترجمہ: کیا ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں فرما دیا اور آپ کا بار نہیں اتار دیا۔

اصل علم وہ ہے جو سینہ (یعنی قلب اور باطن) سے حاصل ہو۔ لیکن یہ علم اس سینہ میں ہرگز قرار نہیں پاتا جس میں حسد اور کینہ ہو۔ اے حق شناس سن! اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہو جا اور غیر ماسویٰ اللہ ہر شے کو اپنی لوحِ ضمیر سے مٹا دے حتیٰ کہ تیرے دِل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ باقی نہ رہے اور اس آیت کی حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (الرحمٰن 27-26)

ترجمہ: ہر چیز کو فنا ہونا ہے اور (صرف) تمہارے ربّ کے چہرے کو بقا ہے جو صاحبِ جلال و اکرام ہے۔

او مرا داند مرا بیند بما او خوش نظر
حقِ وحدت را چہ داند گاؤ خر

ترجمہ: وہ مجھے جانتا ہے، مجھے دیکھتا ہے اور اپنی نظرِ کرم مجھ پر رکھتا ہے۔ وحدتِ حق کو یہ بیل اور گدھے کیا جانیں؟

جب اسمِ اللہ دل پر نقش ہو جاتا ہے تو اسمِ اللہ کی تجلی دل پر غالب ہو جاتی ہے۔ اس تجلی کے سوز سے نفس مغلوب ہو کر مر جاتا ہے اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر طالب کے دل میں (غیر ماسویٰ اللہ سے) وحشت پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ العزیز کا فرمان ہے:

۞ اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحَّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ

ترجمہ: جو اللہ سے اُنس (محبت) رکھتا ہے وہ غیر اللہ سے وحشت کھاتا ہے۔

اسم اللہ شد ہویدا بر جبین
برزخ فی اللہ بُرد حق الیقین

ترجمہ: اسمِ اللہ ذات (کا نور) جب پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے تو یہ اللہ تک رسائی کا ذریعہ بن کر مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

۞ اَلدُّنْیَا لَکُمْ وَالْعُقْبٰی لَکُمْ وَالْمَوْلٰی لِیْ

ترجمہ: دنیا تمہارے لیے ہے اور عقبیٰ بھی تمہارے لیے ہیں میرے لیے صرف اللہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

۞ مَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا فَلَہُ الدُّنْیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَلَہُ الْعُقْبٰی وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ

ترجمہ: جس نے دنیا کا ارادہ کیا اس کے لیے دنیا ہے، جس نے عقبیٰ کا ارادہ کیا اسکے لیے عقبیٰ ہے اور جس نے اللہ کا ارادہ کیا اس کے لیے سب کچھ ہے۔

حدیثِ قدسی ہے:

۞ دَعْ نَفْسَکَ وَتَعَالْ

ترجمہ: نفس کو چھوڑ اور (روحانی) بلندی کو حاصل کر لے۔

از دل برون کشیم غمِ دنیا و آخرت

یا خانہ جائی رخت بود یا خیالِ دوست

ترجمہ: میں نے اپنے دل سے دنیا اور آخرت کے غم کو نکال دیا کیونکہ دل میں یا تو دوست (اللہ تعالیٰ) کی محبت رہ سکتی ہے یا دیگر چیزیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْعِشْقُ نَارٌ یَحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ

ترجمہ: عشق ایسی آگ ہے جو محبوب کے سوا ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

ہمہ اوست در مغز و پوست[1] پس عارف باللہ جو بات بھی کرتا ہے اسمِ اَللّٰہُ کے متعلق ہی کرتا ہے اور جدھر بھی دیکھتا ہے اسمِ اَللّٰہُ ہی دیکھتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ (البقرہ-115)

ترجمہ: تم جدھر بھی دیکھو گے تمہیں اللہ کا چہرہ ہی دکھائی دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز سے وسیع ہے۔

اور وہ جو کچھ بھی سنتا ہے اسے اسمِ اَللّٰہُ ہی سنائی دیتا ہے۔

❁ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ

ترجمہ: بے شک اللہ ہر شے پر محیط ہے۔

اس مقام پر عاشق کو فقر کا فخر حاصل ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ فَاَفْتَخِرُ بِهٖ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے، فقر کی وجہ سے ہی مجھے تمام انبیا اور رسولوں پر

---

[1] حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا نظریہ وحدت الوجود۔ معنی: ''ظاہر و باطن، جسم و روح میں صرف اللہ ہی ہے''۔

افتخار حاصل ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَآءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ

ترجمہ: فقرا سے محبت کرنا انبیا کا اخلاق ہے اور فقرا سے بغض رکھنا فرعون کا طریقہ ہے۔

حدیثِ قدسی ہے:

❁ مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَقِیْرٍ وَیَسْمَعُ کَلَامَہٗ یَحْشُرُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

ترجمہ: جس شخص نے کسی فقیر کو (محبت کی نظر سے) دیکھا اور اس کے کلام کو سنا (اور اس کی پیروی کی) اللہ تعالیٰ یومِ حشر اسے انبیا اور رسولوں کے ساتھ اٹھائے گا۔

حدیثِ قدسی ہے:

❁ اَنَا جَلِیْسٌ مَعَ مَنْ ذَکَرَنِیْ

ترجمہ: جب کوئی میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت کے ثواب سے بہتر ہے کیونکہ مسائلِ فقہ سیکھنا اسلام کی بنیاد ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو کر ذکرِ اَللّٰہُ کے ساتھ لیا گیا ایک سانس ہزار مسائلِ فقہ سیکھنے کے ثواب سے افضل ہے۔ تلاوتِ قرآن اور تمام ظاہری عبادات اگر چھوٹ جائیں تو ان کی قضا ہے لیکن سانس کی قضا نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ مَنْ لَّمْ یُؤَدِّ فَرْضَ الدَّآئِمِ لَمْ یَقْبَلُ اللّٰہُ فَرْضَ الْوَقْتِ

ترجمہ: جو دائمی فرض[1] ادا نہیں کرتا اللہ اس کا وقتی فرض بھی قبول نہیں فرماتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَۃٌ وَکُلُّ نَفَسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ مَیِّتٌ

ترجمہ: سانس گنتی کے ہیں اور ہر وہ سانس جو اللہ کے ذکر کے بغیر نکلتا ہے وہ مردہ ہے۔

---

[1] ہر سانس کے ساتھ ذکرِ اَللّٰہُ کرنا

نگہدار دم را کہ عالم دمیست

دمی پیش دانا بہ از عالمیست

ترجمہ: اپنے سانسوں کی حفاظت کر کہ ہر سانس ایک عالم ہے۔ دانا لوگوں کے نزدیک ذکرِ اللہ میں لیا گیا ایک سانس تمام عالم سے بہتر ہے۔

مکن عمر ضائع بافسوس و حیف

کہ فرصت عزیزست و الوقت سیف

ترجمہ: جو وقت گزر گیا اس کے غم اور افسوس میں اپنی باقی کی عمر برباد نہ کر۔ جو مہلت تجھے ملی ہے عزیز رکھ (اور ذکر اللہ کے ذریعے اپنے بچے ہوئے سانسوں کی حفاظت کر) کیونکہ وقت کی تلوار اس مہلت کو بھی کاٹ رہی ہے۔

جان کنی کے وقت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے (ذکرِ اللہ میں نکلے ہوئے) سانس[1] بندے کے ساتھی بن جاتے ہیں لہٰذا اللہ کی طلب کے سوا ہر شے گمراہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ طَلَبُ الْخَیْرِ طَلَبُ اللّٰہِ وَ ذِکْرُ الْخَیْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ

ترجمہ: سب سے بہتر طلب اللہ کی طلب ہے اور سب سے بہتر ذکر اَللّٰہُ کا ذکر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (الکہف-28)

ترجمہ: ایسے شخص کی پیروی مت کرو جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ ہوائے نفس کی اتباع کرتا ہے اور اس کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے۔

حدیثِ قدسی ہے:

❁ مَنْ طَلَبَنِیْ فَقَدْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ

---

[1] یعنی موت کے وقت جان کنی اور نزع کے عذاب سے نجات دینے والی شے صرف ذکرِ اَللّٰہُ میں نکلنے والے سانس ہی ہیں۔

عَشِقَنِیْ وَمَنْ عَشِقَنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَعَلَیَّ دِیَّتُہٗ وَاَنَا دِیَّتُہٗ

ترجمہ: جو میری طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے اور جو مجھے پالیتا ہے وہ میری معرفت حاصل کر لیتا ہے اور جو میری معرفت حاصل کر لیتا ہے اسے مجھ سے محبت ہو جاتی ہے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے میرے ساتھ عشق ہو جاتا ہے اور جسے میرے ساتھ عشق ہو جاتا ہے میں اسے قتل کر دیتا ہوں اور جسے میں قتل کرتا ہوں اس کی دیت مجھ پر لازم ہوتی ہے اور اس کی دیت میں خود ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ فِیْہِ وَجَدَہٗ

ترجمہ: جو شخص کسی چیز کی طلب اور اس کے لیے کوشش کرتا ہے تو وہ اس چیز کو حاصل کر لیتا ہے۔

حدیثِ قدسی ہے:

❁ اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ اٰدَمَ مُضْغَۃً وَمُضْغَۃٌ فِیْ فَوَادٍ وَفَوَادٌ فِیْ قَلْبٍ وَقَلْبٌ فِیْ رُوْحٍ وَ رُوْحٌ فِیْ سِرٍّ وَسِرٌّ فِیْ خَفِیٍّ وَخَفِیٌّ فِیْ اَنَاءٍ

ترجمہ: بے شک آدمی کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے جو فواد میں ہے اور فواد قلب میں ہے اور قلب روح میں ہے اور روح سرّ میں ہے اور سرّ خفی میں ہے اور خفی انا میں ہے۔

جب فنا فی اللہ فقیر مقامِ اَنا پر پہنچ جاتا ہے تو اس پر سکر[1] غالب ہو جاتا ہے اور نورِ توحید اس پر تین اقسام کی تجلیات وارد کرتا ہے۔ اوّل اس کی پیشانی پر تجلیات کا نزول ہوتا ہے، دوم آنکھوں پر اور سوم دل پر تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ اگر وہ ان تینوں اعضا کی عبادت میں مشغول رہے تو اسے معرفت نصیب ہوتی ہے ورنہ اس سے یہ مقام سلب کر لیا جاتا ہے۔ پیشانی کی عبادت سجدہ میں رہنا ہے، نگاہ کی عبادت یہ ہے کہ وہ شریعتِ مطہرہ پر رہے اور دل کی عبادت صدق سے اتباعِ

---

[1] روحانی حال یا تجلی خاص کے غلبہ کا نام 'سکر و مستی' ہے۔ ''سکر'' قلب کا جوش و خروش اور مستی ہے جو ذکر اور تصور اسمِ اللہ ذات سے یا دیدارِ یار کے موقع پر پیدا ہوتا ہے۔ اس حال میں طالب دنیا و مافیہا اور اپنی ذات سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کرتے رہنا ہے۔

انا کی بھی دو اقسام ہیں، پہلی قسم قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ[1] (اٹھ اللہ کے حکم سے) اور دوسری قسم قُمْ بِاِذْنِیْ[2] (اٹھ میرے حکم سے) ہے۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ

ترجمہ: میں پاک ہوں میری شان بلند ہے۔

اور منصور حلاجؒ نے فرمایا:

❁ اَنَا الْحَقّ

ترجمہ: میں حق ہوں۔

اَنَا ایک راز ہے، جو اس راز کو جان لیتا ہے وہ سرِ الٰہی کو حاصل کر لیتا ہے۔ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس مقام پر پہنچے تو فرمایا:

❁ سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ

ترجمہ: یا اللہ! تیری ذات پاک ہے میں تیری معرفت اس طرح حاصل نہیں کر سکا جس طرح تیری معرفت کا حق ہے اور میں تیری عبادت اس طرح نہیں کر سکا جس طرح تیری عبادت کا حق ہے۔

پس معلوم ہوا کہ یہ مقام بھی خام ہے اس مقام سے آگے بڑھ کر مقامِ لَا تَخَفْ پر پہنچنا چاہیے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس-62)

ترجمہ: بے شک اولیا اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم ہے۔

عقلمند بن اور یاد رکھ کہ یہ مقام "فقر" ہے جس پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فخر فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آلِ عمران-110)

---

[1] اٹھ اللہ کے حکم سے۔ [2] اٹھ میرے حکم سے۔

ترجمہ: تم بہترین اُمت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ہے اور قُمْ بِاِذْنِیْ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کا مرتبہ ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان توحید میں غرق تھی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے فقرا سرتاپا توحید ہیں۔ ان کے دل اور جان (ظاہر و باطن) توحید میں غرق ہیں۔ نہ خدا نہ خدا سے جُدا۔ جیسے آگ اور چنگاری، جیسے کھانا اور نمک۔ ہر چہ در نمک افتد ہمہ نمک گردد[1] جیسے دودھ اور پانی مل کر ایک ہو جاتے ہیں اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے فقیر وحدت میں غرق ہو کر ہمہ تن توحید بن جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ

ترجمہ: اللہ کے ساتھ میرا ایک وقت ایسا بھی ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ ہی کسی نبی مرسل کی گنجائش ہوتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ○ لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح 1-2)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو فتح مبین عطا کی تاکہ اللہ آپ (کے وسیلہ سے آپ کی اُمت) کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس قدر عبادت کی اور شکر ادا کیا کہ کسی اور کی کیا مجال کہ اس قدر عبادت اور شکرِ خداوندی بجا لا سکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا

ترجمہ: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

---

[1] فارسی محاورہ۔ معنی: جو چیز نمک کی کان میں پڑی نمک ہو گئی۔

﴾ كُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِلظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ

ترجمہ: ہر وہ باطن جو ظاہر کے خلاف ہو، باطل ہے۔

علم را آموز اوّل آخر اینجا بیا

جاہلانرا پیشِ حضرت حق تعالیٰ نیست جا

ترجمہ: پہلے علم حاصل کرو پھر راہِ فقر (راہِ خدا) میں قدم رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جاہلوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

﴾ مَنْ تَزَهَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَهُوَ جُنَّ فِيْ اٰخِرِ عُمْرِهٖ اَوْ مَاتَ كَافِرًا

ترجمہ: جو علم کے بغیر زہد اختیار کرتا ہے آخر کار وہ پاگل یا کافر ہو کر مرتا ہے۔

علمِ حق نور است روشن مثل او انوار نیست

علم باید با عمل علمش کہ بر خر بار نیست

ترجمہ: علمِ معرفتِ حق تعالیٰ روشن نور ہے جس کی مثل کوئی نور نہیں۔ علم گدھے پر لدے ہوئے بوجھ کی طرح نہیں ہونا چاہیے، اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (الزلزال 7-8)

ترجمہ: جس نے ذرّہ بھر بھی خیر کا کام کیا ہوگا وہ اسے پالے گا اور جس نے ذرّہ بھر بھی برائی کی ہوگی وہ اسے (بھی) پالے گا۔

علمِ باطن ہم چو مسکہ، علمِ ظاہر ہم چو شیر

کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

ترجمہ: علمِ باطن مکھن اور علمِ ظاہر دودھ کی مثل ہے۔ جس طرح دودھ کے بغیر مکھن نکالنا ممکن نہیں اسی طرح پیر کے بغیر بزرگی حاصل کرنا ممکن نہیں۔

(اصل) علم وہ ہے جو معلوم (اللہ تعالیٰ) تک پہنچائے اور ہر چیز سے باخبر کر دے ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ

ترجمہ: (ظاہری) علم[1] بہت بڑا حجاب ہے۔

علمے کہ راہ بدوست بُرد در کتاب نیست
اینہا کہ خواندہ ایم ہمہ در حساب نیست

ترجمہ: دوست (اللہ تعالیٰ) سے ملانے والا علم کتابوں میں نہیں ملتا۔ جو علم ہم نے کتابوں میں پڑھا وہ اس راہ (فقر) میں کسی کام نہیں آتا (اس راہ کا علم مرشد کامل سے بلاواسطہ حاصل ہوتا ہے)۔

گر دل عنان صحبت جانان گرفت یافت
عمریکہ پای رحلت او در رکاب نیست

ترجمہ: اگر دل کو محبوب (اللہ) کی صحبت نصیب ہو جائے تو طالب کو ایسی جاودانی زندگی حاصل ہوتی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا (الجمعہ۔5)

ترجمہ: ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے پر بوجھ لادا ہو۔

ز اہلِ مدرسہ اسرارِ معرفت مطلب
کہ نکتہ دان نشود کِرم گر کتاب خورد

ترجمہ: معرفت کے رازوں کو مدرسے والوں سے نہ پوچھ کیونکہ کیڑا اگر کتاب کو کھا بھی لے پھر بھی نکتہ دان نہیں بن سکتا۔

1۔ وہ علم جو غرور و تکبر پیدا کرے یا دنیاوی مال و دولت اور مرتبے کے حصول میں مگن کر کے اللہ کی راہ پر چلنے سے روک دے۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

❁ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ غِفَارِیْ تَمْشِیْ وَحْدَكَ فَاللّٰهُ تَعَالٰی فِی السَّمَآءِ فَرْدٌ وَّ اَنْتَ فِی الْاَرْضِ كُنْ فَرْدًا o يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالِ o قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِیْ مَا غَمِّیْ وَ فِكْرِیْ وَ لِاَیِّ شَیْءٍ اِشْتِيَاقِیْ o فَقَالَ اَخْبَرْنِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِغَمِّكَ وَ فِكْرِكَ o قَالَ آهٍ آهٍ آهٍ وَ اِشْتِيَاقِیْ اِلٰی لِقَآءِ اِخْوَانِیْ يَكُوْنُ مِنْ بَعْدِیْ شَأْنُهُمْ كَشَانِ الْاَنْبِيَآءِ وَ هُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بِمَنْزِلَةِ الشُّهَدَآءِ يَفِرُّوْنَ مِنَ الْاٰبَآءِ وَ الْاُمَّهَاتِ وَ الْاِخْوَانِ وَ الْاِخْوَاتِ وَ الْاَبْنَآءِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ هُمْ يَتْرُكُوْنَ الْاَمْوَالَ لِلّٰهِ وَ يُبَدِّلُوْنَ اَنْفُسَهُمْ بِالتَّوَاضُعِ لَا يَرْغَبُوْنَ فِی الشَّهْوَاتِ وَ حُصُوْلِ الدُّنْيَا يَجْتَمِعُوْنَ فِیْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ مَغْمُوْمِيْنَ وَ مَجْذُوْبِيْنَ مِنْ حُبِّ اللّٰهِ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلَی اللّٰهِ وَ اَرْوَاحُهُمْ مِنَ اللّٰهِ وَ عَمَلُهُمْ لِلّٰهِ اِذَا مَرِضَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ هُوَ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ وَ اِنْ شِئْتَ اَزِيْدُكَ يَا اَبَاذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يَمُوْتُ فَهُوَ كَمَنْ مَاتَ فِی السَّمَآءِ لِكَرَامَتِهِمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اَزِيْدُكَ يَا اَبَاذَرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يُؤْذِيْهِ قُمْلَةٌ فِیْ ثِيَابِهٖ فَلَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ اَجْرُ سَبْعِيْنَ حَجَّةٍ وَ عُمْرَةٍ وَّ كَانَ لَهٗ اَجْرُ مَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً مِنْ اَوْلَادِ اِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِاِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفَ دِيْنَارٍ وَّ اِنْ شِئْتَ اَزِيْدُكَ يَا اَبَاذَرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يَذْكُرُ اَهْلَ الْوُدِّ ثُمَّ يَغْتَمُّ يُكْتَبُ لَهٗ بِكُلِّ نَفَسٍ اَلْفَ دَرَجَةٍ اِنْ شِئْتَ اَنْ اَزِيْدُكَ يَا اَبَاذَرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ يَعْبُدُ اللّٰهَ فِیْ جَبَلِ الْعَرَفَاتِ لَهٗ ثَوَابُ مِثْلِ عُمْرِ نُوْحٍ اَلْفَ سَنَةٍ وَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اَزِيْدُكَ يَا اَبَاذَرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ لَهٗ تَسْبِيْحَةٌ خَيْرٌ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَنْ يَصِيْرَ مَعَهٗ جِبَالُ الدُّنْيَا ذَهَبًا وَّ فِضَّةً وَ هَبًا وَ اِنْ شِئْتَ اَزِيْدُكَ يَا اَبَاذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ يَّنْظُرُ اِلٰی اَحَدِهِمْ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ اِلٰی

بَیْتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ مَنْ نَظَرَ اِلَیْہِ فَکَاَنَّمَا یَنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ وَمَنْ سَتَرَہٗ فَکَاَنَّمَا سَتَرَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَنْ اَطْعَمَہٗ فَکَاَنَّمَا اَطْعَمَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَ اِنْ شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَاذَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ بَلٰی یَارَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ الْوَاحِدُ یَجْلِسُ اِلَیْہِمْ قَوْمٌ مُّصِرِیْنَ مُثْقِلِیْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُمَا یَقُوْمُوْنَ مِنْ اَحَدٍ عِنْدَھُمْ اِلَّا الْمُخَفَّفِیْنَ فَاعْلَمْ اَنَّ اَرْبَابَ الْقُلُوْبِ یُکَاشِفُوْنَ بِاَسْرَارِ الْمَلَکُوْتِ تَارَۃً عَلٰی سَبِیْلِ الرُّؤْیَاءِ الصَّالِحَۃِ وَ تَارَۃً فِی الْیَقْظَۃِ عَلٰی سَبِیْلِ کَشْفِ الْمَعَانِیْ بِمُشَاھِدَۃِ الْاَمْثِلَۃِ کَمَا یَکُوْنَ فِی الْمَنَامِ وَھٰذَا مِنْ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَھِیَ مِنْ دَرَجَاتِ النَّبُوَّۃِ الْعَالِیَۃِ کَمَا اَنَّ الرُّؤْیَاءِ الصَّالِحَۃِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃِ اَرْبَعِیْنَ وَھِیَ مِنَ النَّبُوَّۃِ فَاِیَّاکَ وَاِنْ کَانَ خَطَائُکَ یَکُوْنُ مِنَ الْعِلْمِ وَاِنْ کَانَ کُلُّ مَا جَاوَزَ حَدَّ قُصُوْرِکَ قَضِیَّۃٌ ھَلَکَ الْمُتَخِذَ بَعِیْنٍ وَالْجَھْلُ خَیْرٌ مِّنْ عَقْلٍ یَّدْعُوْنَ بِہٖ اِلَی الْاِنْکَارِ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ الْاَوْلِیَاءَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَنْ اَنْکَرَ ذَالِکَ الْاَوْلِیَاءِ لَزِمَہٗ اِنْکَارُ الْاَنْبِیَاءِ وَکَانَ خَارِجِیًّا مِّنَ الدِّیْنِ کُلِّہٖ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

ترجمہ: ''اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! اکیلے چلا کرو، اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اکیلا ہے تم زمین میں اکیلے ہو جاؤ۔ اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے۔ اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! کیا تجھے ادراک ہے کہ میں کس غم اور فکر میں رہتا ہوں اور مجھے کس چیز کا اشتیاق ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے اپنے غم، فکر اور اشتیاق سے آگاہ فرمائیں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''آہ! آہ! آہ! مجھے اپنے اُن بھائیوں سے ملاقات کا اشتیاق ہے جو میرے بعد آئیں گے۔ وہ انبیا جیسی شان کے مالک ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا مرتبہ شہدا جیسا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے والدین، بھائی بہنوں اور اولاد سے جدائی اختیار کریں گے، اپنے مال و دولت کو اللہ کے لیے ترک کر دیں گے، انکساری اختیار کریں گے اور شہوات اور حصولِ دنیا کی طرف راغب نہیں ہوں گے۔ وہ اللہ کے گھروں میں سے ایک میں جمع ہوں گے اور اللہ کی محبت میں درد اور تکلیف برداشت کریں گے۔ ان کے دِل اللہ

کے ساتھ ہوں گے، ان کی روحیں اللہ میں فنا ہوں گی اور ان کے اعمال اللہ کی خاطر ہوں گے۔ جب ان میں سے کوئی بیمار ہوگا تو اس کی بیماری اللہ کے نزدیک ہزار سالہ عبادت سے افضل ہوگی۔ اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! اگر تم چاہو تو ان کی شان میں کچھ اور بیان کروں؟'' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مزید ارشاد فرمائیں''۔ فرمایا! ''جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو گویا آسمان والوں میں سے کسی کو موت آ گئی اور اللہ کے نزدیک وہ اہلِ اکرام ہوں گے۔ اے ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) اگر تم چاہو تو مزید ان کے بارے میں بیان کروں؟'' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مزید ارشاد فرمائیں''۔ فرمایا! ''اگر کوئی جوں ان کے کپڑوں میں گھس کر انہیں کاٹے گی تو (اس تکلیف کے بدلے) اللہ تعالیٰ انہیں ستر حج اور ستر عمرہ کے برابر اجر دے گا اور ان کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چالیس غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہوگا اور وہ غلام بھی اتنے قیمتی کہ ان میں ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہو۔ اے ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ)! اگر تم کہو تو میں مزید ان کی شان بیان کروں؟'' عرض کی ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مزید ارشاد فرمائیں''۔ فرمایا! ''ان میں سے جب کوئی اہلِ محبت ذکرِ اللہ کرے گا تو اس کے ہر سانس کے بدلے دس لاکھ درجات لکھے جائیں گے۔ اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! اگر تم کہو تو میں ان کے بارے میں کچھ اور بیان کروں؟'' عرض کی ''ہاں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مزید ارشاد فرمائیں''۔ فرمایا! ''ان میں سے جب کوئی عرفات کے پہاڑ پر دو رکعت نماز پڑھے گا تو اس کو حضرت نوح علیہ السلام کی ایک ہزار سالہ عمر جتنی عبادت کا ثواب دیا جائے گا۔ اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) اگر تم چاہو تو ان کے بارے میں مزید بیان کروں؟'' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید ارشاد فرمائیں''۔ فرمایا! ''ان میں سے جب کوئی اللہ کی تسبیح بیان کرے گا تو قیامت کے دِن وہ بیان کردہ تسبیح ان کے لیے اس بات سے بھی بہتر ثابت ہوگی کہ دنیا کے پہاڑ سونے اور چاندی کے بن کر اُس کے ساتھ چلا کرتے اور وہ انہیں خیرات کرتا۔ اے ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) اگر تم چاہو تو ان کے بارے میں مزید بیان کروں؟'' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''ہاں! اے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مزید ارشاد فرمائیں''۔ فرمایا! ''جس نے عقیدت و محبت کی نگاہ سے ان کی طرف دیکھا تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات اس کے بیت اللہ کی طرف محبت سے دیکھنے سے زیادہ پسند ہوگی۔ جس نے ان کو دیکھا گویا اس نے اللہ کو دیکھا، جس نے انہیں لباس پہنایا گویا اس نے اللہ کو لباس پہنایا اور جس نے انہیں کھانا کھلایا گویا اس نے اللہ کو کھانا کھلایا۔ اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) اگر تم چاہو تو میں مزید بیان کروں؟'' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مزید ارشاد فرمائیں''۔ فرمایا! ''وہ گنہگار جو گناہ کرنے پر بضد ہو اگر ان کی محفل میں آبیٹھے گا تو اُٹھنے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پس تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہلِ دِل کبھی سچے خوابوں کی صورت میں اسرارِ ملکوت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور کبھی بیداری کی حالت میں انہیں مشاہدہ ہوتا ہے جیسے نیند میں ہوتا ہے جس سے انہیں ہر چیز کے معانی سمجھ آجاتے ہیں۔ یہ حالت اعلیٰ درجات میں سے ہے جو درجاتِ انبیا میں سے ہیں۔ بے شک سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ پس تم ان کے معاملہ میں ڈرنا، اگر تم ان کے معاملے میں غلطی کرو گے تو تمہارے قصور کی حد تجاوز کر جائے گی اور تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔ ایسی عقل سے جہالت بہتر ہے جو اُن کے انکار کی طرف راغب کرے۔ اولیا اللہ کے امور سے جس نے انکار کیا اُس نے گویا انبیا کا انکار کیا اور وہ دین سے مکمل طور پر خارج ہو گیا۔''

یہ آیت فقرا کی شان میں نازل ہوئی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (الکہف۔28)

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ان لوگوں کے ساتھ رہا کریں جو اپنے ربّ کے دیدار کی طلب میں دن رات گزارتے ہیں اور آپ کی آنکھیں دنیا کی زینت کی طرف نہ اٹھیں۔ اور ایسے لوگوں کی پیروی نہ کریں جن کے دلوں کو اللہ نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا۔ وہ ہوا و ہوس کی پیروی کرتے ہیں اور

ان کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے۔

نیز یہ آیت بھی فقرا کے لیے ہی نازل ہوئی ہے۔

یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ (الفجر۔27-30)

ترجمہ: اے نفسِ مطمئنہ! لوٹ اپنے ربّ کی طرف (اس حالت میں کہ) وہ تجھ سے راضی ہو گیا اور تو اس سے۔ پس میرے نیک بندوں میں شامل ہو جا اور (میرے قرب کی) جنت میں داخل ہو جا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ (الاحزاب۔4)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں رکھے۔

رسالہ غوث العالم میں حضرت غوث الاعظم محی الدین قدس سرّہ العزیز لکھتے ہیں:

قَالَ اللّٰهُ لِیْ یَا غَوْثَ مُحْیِ الدِّیْنِ لَیْسَ الْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ بَلِ الْفَقِیْرُ الَّذِیْ لَهٗ اَمْرٌ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْن ٥ یَا غَوْثَ مُحْیِ الدِّیْنِ قُلْ لِاَصْحٰبِكَ وَاَحْبَابِكَ فَمَنْ اَرَادَ مِنْکُمْ حُبِّیْ فَعَلَیْهِ بِاَخْتِیَارِ الْفَقْرِ وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ٥ یَا غَوْثَ مُحْیِ الدِّیْنِ قُلْ لِاَصْحٰبِكَ اِغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَآءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِیْ وَ اَنَا عِنْدَهُمْ ٥ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمْ مُحْیُ الدِّیْنِ اِذَا رَاَیْتَ الْمُحْتَرِقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَالْمُنْکَسِرِ بِکَثْرَةِ الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبْ اِلَیْهِ فَلَیْسَ حِجَابٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا اے غوث محی الدینؓ! میرے نزدیک فقیر وہ نہیں کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کا امر ہر شے پر ہو اور جب وہ کسی شے کے لیے کُن کہے تو فَیَکُوْن ہو جائے۔ اے غوث محی الدینؓ! اپنے اصحاب اور احباب سے کہہ دو جو شخص تجھ سے میری محبت کا طلبگار ہو پس اس پر لازم ہے کہ فقر اختیار کرے، جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔ اے

غوث محی الدینؓ! اپنے اصحاب سے کہہ دو کہ فقرا کی دعا کو غنیمت جانیں کہ بے شک فقرا میرے قریب ہیں اور میں ان کے قریب ہوں۔ اے غوث الاعظم محی الدینؓ! جب کسی کو فقر کی آگ میں جلتا ہوا اور کثرتِ فاقہ سے بے حال دیکھو تو اس کے قریب ہو جاؤ (اس کی صحبت اختیار کرلو) کہ میرے اور اُس کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْفَقْرُ شَیْنٌ عِنْدَ النَّاسِ وَ خَزِیْنَۃٌ عِنْدَ اللّٰہِ

ترجمہ: فقر لوگوں کے خیال میں پریشانی ہے اور اللہ کے مطابق خزانہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْفَقِیْرُ الشَّقِیُّ خَیْرٌ مِّنْ غَنِیٍّ شَاکِرٍ

ترجمہ: بے نصیب فقیر شاکر غنی سے بہتر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْفَقْرُ بَیَاضُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ

ترجمہ: فقر دونوں جہانوں میں چہرے کا نور ہے۔

چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا ''اے شیخ! ہمیں بتائیں کہ درویشی اور فقیری کیا ہے؟'' آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''درویشی اور فقیری یہ ہے کہ اگر اٹھارہ ہزار عالموں میں موجود سیم وزران (فقرا اور درویشوں) کو دے دیا جائے تو وہ اسے فوراً اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں''۔ درویشی اور فقیری کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ جب تک فقیر درویش ان ستر ہزار مقامات کی سیر نہیں کر لیتا اور ان مقامات کا مشاہدہ خود کر کے دوسروں کو دکھانے کے قابل نہیں ہو جاتا درویش فقیر ہر گز نہیں کہلا سکتا۔ جب تک فقیر درویش تمام مقامات سے واقف نہیں ہو جاتا اور ان تمام مقامات سے گزر نہیں جاتا اس وقت تک وہ درویش فقیر نہیں، وہ درویشی اللہ کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے کرتا ہے۔ جہاں خزانہ ہوتا ہے وہاں اس خزانہ پر سانپ بھی ہوتا ہے، جہاں پھول ہوتے ہیں

وہاں کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ جب فقیر درویش اٹھارہ ہزار عالموں سے گزر کر بالائے عرش پہنچ جاتا ہے تو ہر شے کو دیکھ (اور جان) لیتا ہے۔ مذہب سلوک (راہِ باطن) میں درویش فقیر اسے ہی کہتے ہیں۔ جب فقیر درویش عرش و کرسی سے گزر کر ان ستر ہزار مقامات سے بھی آگے پہنچ جاتا ہے تو اس کا معاملہ عقل و فہم سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ یہ بندہ اور مولیٰ کے درمیان ایسا راز ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ اللہ تعالیٰ داناترین ذات ہے۔ بیت

چنان غرق گردد بدریای عشق

کہ ہر دم سر از عرش بالا کشد

ترجمہ: ہم دریائے عشق میں اس شان سے غرق ہوئے کہ ہمارا سر ہمیشہ عرش سے بلند ہی ہوتا رہا ہے۔

یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ جب شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم براق پر سوار ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالموں کو سجا کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں دست بستہ پیش کیا۔ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عرش و کرسی سے بھی بالاتر مقامات "سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى [1] مَحْمُوْدًا نَّصِيْرًا [2] اور قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى [3]" پر پہنچے تو اللہ نے پوچھا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں نے آپ کو اٹھارہ ہزار عالموں کا مشاہدہ کرایا اور انہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے تابع کر دیا اور تمام موجودات کو آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو ان تمام عالمین میں سے کونسی چیز پسند آئی اور آپ کونسی چیز (تحفتاً لینا) چاہتے ہیں"۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! مجھے اسمِ اللہ ذات اور تیری محبت سب سے زیادہ پسند آئی ہے اور میں تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میری محبت کس چیز میں ہے؟ میں کیا چاہتا ہوں اور میری پسندیدہ چیز کونسی ہے جسے میرا اس قدر قرب حاصل ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے"۔

---

[1] عالمِ جبروت کی انتہا جس کے آگے انسانِ کامل کے سوا کسی بھی مخلوق کے داخلہ کی گنجائش نہیں ہے۔ [2] مقامِ محمود یا عالمِ وحدت۔ [3] قرب و وصالِ حق تعالیٰ یا یکتائی کا آخری مقام۔ عالمِ ھاھویت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ’’یا اللہ! وہ فقر فنا فی اللہ بقا باللہ ہے‘‘۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ

ترجمہ: یا اللہ! مجھے مساکین[1] والی زندگی اور مساکین جیسی موت عطا کر اور میرا حساب بھی مساکین کے ساتھ کرنا۔

جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فقر کو اللہ کے ساتھ یکتا دیکھا تو فرمایا:

❁ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ

ترجمہ: قوم کا سردار فقرا کا خادم ہوتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ

ترجمہ: جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (محمد۔38)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب فقرا ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَآءُ الْاَغْنِیَآءُ

ترجمہ: بے شک اللہ غنی فقرا سے محبت کرتا ہے۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فقر اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو کونسی چیز ناپسند ہے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ’’یا اللہ! ہر وہ چیز جو تجھے ناپسند ہے وہی مجھے ناپسند ہے‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا ’’مجھے کونسی چیز ناپسند ہے‘‘؟

---

[1] اصطلاحِ فقر میں مساکین سے مراد ساکن مع اللہ ہے یعنی ہر لمحہ اللہ کے ساتھ رہنے والے فقرا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''یا اللہ! تیری ناپسندیدہ چیز دنیا ہے کیونکہ تیرے نزدیک دنیا کی قدر مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں ہے۔ پس جو دنیا کو پسند کرتا ہے وہ تیری بارگاہِ اقدس میں ناپسندیدہ شخص ہے''۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِیْہَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی

ترجمہ: ذکرِ اللہ کے سوا دنیا اور اس میں موجود ہر چیز ملعون ہے۔

سن! فقیر باھُو کہتا ہے کہ فقر کے تین حرف ہیں، فقہ کے بھی تین حرف ہیں، علم کے بھی تین حرف ہیں، عمل کے بھی تین حرف ہیں، حلم کے بھی تین حرف ہیں اور حلیم اللہ کا نام ہے۔ ان تمام کو ملا کر یکجا کرلو اور اس میں طریقت، حقیقت، معرفت، عشق اور محبت کو ملا کر ان سب کو شریعت کے پانی میں بھگو دو اور پھر اس پیالہ کو پی لو۔ اس کے بعد فقر کے میدان میں قدم رکھو اور تمام جہانوں کو بھول جاؤ۔ اللہ بس ماسوئ اللہ ہوس۔ یہ قدم اٹھائے بغیر راہِ فقر پر نہیں چلا جا سکتا کیونکہ ہزاروں ہزار راہی یہ قدم اٹھائے بغیر توحید کی راہ پر چلے تو ہلاکت خیز مقامات اور گرداب میں پھنس کر راہ بھول گئے اور جذب خوردہ ہو کر رجعت اور حسرت کی نذر ہو گئے، بالآخر روحانی طور پر مردہ ہو گئے۔ (اس راہ پر چلنے کے لیے ضروری ہے کہ) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت پر ہوشیاری سے کاربند رہا جائے اور سوتے جاگتے، مستی و ہوشیاری ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم رکھا جائے۔

باب اوّل

شرحِ اسمِ اللہ ذات اور توحید فنا فی اللہ

سن! چاروں الہامی کتابیں توریت، زبور، انجیل اور اُمّ الکتاب یعنی قرآنِ پاک اسمِ اللہ ذات کی شرح ہیں۔ اسمِ اللہ کیا ہے؟ عین اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو بے چون و بے چگون اور بے مثل و بے شبہ ہے۔

❁ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص۔1)

ترجمہ: (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیجیے کہ) اللہ یکتا ہے۔

جو بھی اسمِ اللہ کا ذکر کرتا اور اسے یاد رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اسمِ اللہ ذات کو پڑھنے اور اس کا ذکر کرنے سے (ذاکر پر) علمِ لدّنی[1] کھل جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

❁ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرہ۔31)

ترجمہ: ''اور ہم نے آدم کو کُل اسما کا علم عطا کیا۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ (الانعام۔121)

ترجمہ: جس چیز پر اسمِ اللہ نہیں پڑھا جاتا بے شک وہ چیز فاسق ہے۔

جان لے! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسمِ اللہ کی برکت سے عرش و کرسی اور لوح و قلم سے بالاتر قَابَ قَوْسَيْنِ کے مقام پر پہنچے جہاں اللہ اور ان کے درمیان کوئی حجاب نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے کیونکہ اسمِ اللہ دونوں جہانوں کی چابی ہے۔ سات آسمانوں اور سات زمینوں کا بغیر

---

[1] علمِ لدنّی وہ الہامی و باطنی علم ہے جو اللہ بغیر کسی واسطے کے اپنے خاص بندے کے قلب پر القاء کرتا ہے۔

کسی ستون کے قائم رہنا بھی اسمِ اللّٰہ کی ہی برکت سے ممکن ہے۔ تمام پیغمبروں کو پیغمبری اسمِ اللّٰہ کی بدولت ملی اور اسمِ اللّٰہ کی ہی برکت سے انہیں کفار سے نجات اور ان پر فتح حاصل ہوئی کیونکہ انہوں نے کہا اَللّٰہُ مُعِیْنِیْ (اللہ ہی ہمارا مددگار ہے)۔ بندے اور مولیٰ کے درمیان وسیلہ اسمِ اللّٰہ ہے۔ تمام اولیا، غوث، قطب اور اہلِ اللہ کو ذکر، فکر، الہام مذکور، استغراقِ توحید، مراقبہ اور کشف و کرامات کے سب (مراتب) اسمِ اللّٰہ کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ ذکرِ اسمِ اللّٰہ سے اس قدر علمِ لدنی کھلتا ہے کہ کوئی دوسرا علم پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔

ہر کرا باسم اَللّٰہُ شد قرار

ہر چہ باشد غیر اللہ زان فرار

ترجمہ: جسے اسمِ اللّٰہ ذات کے ساتھ قرار نصیب ہو جاتا ہے وہ غیر اللہ سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔

(جیسا کہ) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (المائدہ۔25)

ترجمہ: یا اللہ! تو ہمارے اور فاسقوں کے درمیان علیحدگی فرما دے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لَا تَجْلَسُوْا مَعَ اَهْلَ الْبِدْعَةِ

ترجمہ: اہلِ بدعت سے میل جول نہ رکھو۔

❁ اَهْلُ الْبِدْعَةِ كِلَابُ النَّارِ

ترجمہ: اہلِ بدعت دوزخ کے کتے ہیں۔

سن! اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات (کا ذکر کرنے) سے استدراج[1] ہو سکتا ہے لیکن اسمِ اللّٰہ ذات

1۔ دھوکہ، فریب۔ صفاتی اسما چونکہ بیشمار ہیں اور ذاتِ حق تعالیٰ واحد ہے لہٰذا کسی ایک یا زیادہ صفاتی اسما کے ذکر سے واحد ذاتِ حق تعالیٰ تک پہنچنے کی بجائے ذاکر صرف اس خاص صفاتی اسم تک محدود رہتا ہے اور حقیقتِ الٰہیہ تک رسائی حاصل نہیں کر پاتا۔ اسمِ اللّٰہ ذات اللہ کا ذاتی اسم ہے اس لیے اس کا ذکر حقیقتِ ذات تک پہنچنے کا سب سے موثر ذریعہ ہے۔

(کے ذکر) میں استدراج کی کمی یا زیادتی کا خدشہ نہیں کیونکہ اسمِ اللہ کے چار حروف ہیں ''ا ل ل ہ'' جب ''ا'' الگ کرلیا جاتا ہے تو وہ ''لِلّٰہ'' رہ جاتا ہے اور جب پہلا ''ل'' الگ کرلیا جائے تو ''لَہٗ'' رہ جاتا ہے اور جب دوسرا ''ل'' جدا کیا جاتا ہے تو ''ھُوْ'' رہ جاتا ہے۔ پس یہ چاروں اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ اور ھُو اسمِ اعظم یعنی اسم اللہ ذات ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (البقرہ-255)

ترجمہ: وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

❁ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (البقرہ-257)

ترجمہ: اللہ (اسمِ اللہ ذات) مومنوں کا دوست ہے جو انہیں ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔

❁ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا (مزمل-9)

ترجمہ: ھُو کے سوا کوئی معبود نہیں پس ھُو کو ہی اپنا مددگار بناؤ۔

قرآن پاک میں اسم اللہ چار ہزار مرتبہ آیا ہے۔ اسم اللہ کی برکت سے سارا قرآن بھی اسم اللہ ہے۔ مرشد کامل اکمل وہ ہے جو اسمِ اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ جانتا ہو اور اس کے علاوہ (اللہ کے قرب و دیدار تک پہنچنے کی) دوسری کوئی راہ نہ جانتا ہو اور صادق طالبِ مولیٰ وہ ہے جو اللہ کے سوا کوئی اور طلب نہ رکھے کیونکہ اس ذات پاک کے بغیر پاکی اور بلندی ممکن نہیں۔

دادہ　　خود　　سپہر　　بستاند
اسمِ　　اللہ　　جاودان　　ماند

ترجمہ: آسمان (کائنات) اسی کا بنایا ہوا ہے وہ جب چاہے گا اسے سمیٹ لے گا مگر اسمِ اللہ ہمیشہ باقی رہے گا۔

جان لے! جب اللہ تعالیٰ نے (خود کو ظاہر کرنا) چاہا تو اپنے آپ سے اسمِ اللہ ذات کو جدا کیا جس سے نورِ محمدی ظاہر ہوا۔ اور جب آئینہ قدرت میں اپنی ہی توحید کو نورِ محمدی کی صورت میں دیکھا تو

اپنی ہی صورت پر مائل، مشتاق، عاشق اور فریفتہ ہوگیا اور اپنی ہی بارگاہ سے ربّ الارباب حبیب اللہ کا خطاب پایا۔ اور پھر اس نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اٹھارہ ہزار عالم کی تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ حدیثِ قدسی ہے:

❀ لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم !) اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنا ربّ ہونا ظاہر ہی نہ کرتا۔

سب سے پہلے کلمہ طیب خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پڑھا اور کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی روحِ مبارکہ نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا، پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روح مبارکہ نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ شکمِ مادر[1] میں ہی پڑھا اور مسلمان ہوئے۔ اس کے بعد تمام صحابہ کرامؓ اس (کلمہ طیب) کے معجزہ سے ایمان لے آئے۔

سن! ہر زندہ جاندار جن، انسان، پرندے اور دیگر تمام مخلوقات اسمِ ھُو کے ساتھ سانس لیتے ہیں۔ کوئی (اس حقیقت سے) باخبر ہے اور کوئی غافل۔ جو باخبر ہے وہ ذاکر ہے اور جو غافل ہے وہ مردہ ہے۔

ابتدا ''ھُو'' انتہا ''ھُو'' ہر کہ با ''ھُو'' می رسد
عارفِ عرفان شود ہر کہ با ھُو ''ھُو'' شود

ترجمہ: ابتدا بھی ھُو ہے اور انتہا بھی ھُو ہے۔ جس نے ھُو کا ساتھ اختیار کیا وہ اللہ تعالیٰ کا عارف اور (ھُو میں فنا ہو کر) ھُو ہو گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❀ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (الحدید۔3)

ترجمہ: ھُو ہی اوّل ہے ھُو ہی آخر ہے اور ھُو ہی ظاہر اور باطن ہے۔

---

[1] مراد یہ کہ جسمانی صورت اختیار کرنے سے قبل ہی روحانی حالت میں۔

خود حجاب است زان ہزار ہزار

خود نماند ببین کہ یار بیار

ترجمہ: تیری اپنی ذات ایک ایسا حجاب ہے جو مزید ہزاروں ہزار حجابات کو پیدا کرتی ہے۔ (اے طالب) اگر تو اپنی ذات کو فنا کر دے تو تُو دیکھے گا کہ محبّ اپنے محبوب (اللہ) کے ساتھ ہے (یعنی دونوں میں جدائی اور دوئی نہیں)۔

میں نہ زاہد ہوں، نہ متقی، نہ پرہیز گار ہوں، نہ ہی راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے والا ہوں بلکہ میں فنا فی اللہ ہو کر اپنے محبوب سے مل گیا ہوں۔

(اے طالب) محاسبۂ نفس کے لیے اپنے آپ کو قاضی بنا اور اس کافر نفس کو ختم کرنے کے لیے غازی بن جا۔ اللہ سے رضا (موافقت) اختیار کر کہ دوستوں کے ساتھ دوستوں کی طرح اور غیروں کے ساتھ غیروں کی طرح رہا جاتا ہے اور اپنے نفس کی خوشنودی کے لیے بہانے نہ ڈھونڈ۔

اگر کوئی ریاضت کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ بارہ سال تک شریعت میں اس طرح ریاضت کرے کہ راتوں کو عبادات میں گزارے اور دن میں روزے سے رہے۔ پھر بارہ سال طریقت میں اس طرح ریاضت کرے کہ تمام غیر ماسویٰ اللہ کو طلاق دے دے اور پھر بارہ سال حقیقت میں اس طرح ریاضت کرے کہ حق کے سوا کچھ طلب نہ کرے۔ پھر بارہ سال معرفت میں اس طرح ریاضت کرے کہ صرف معرفتِ الٰہی میں محو رہے۔ اس کے بعد وہ مقامِ عشق و محبت پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی ظاہری و باطنی آنکھ کھل جاتی ہے۔ لیکن مرشد کامل کے بغیر اگر کوئی ساری عمر ریاضت کے پتھر سے سر پھوڑتا رہے پھر بھی اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بغیر پیر و مرشد کوئی اللہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ مرشد باطن کی راہ کے تمام مقامات و منازل سے آگاہ ہوتا ہے اور ہر مشکل کا مشکل کشا ہوتا ہے۔ مرشد کامل توفیقِ الٰہی کا دوسرا نام ہے۔ توفیقِ الٰہی کے بغیر کوئی بھی کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ مرشد جہاز کے تجربہ کار اور باخبر جہاز ران کی مانند ہوتا ہے جسے راستے میں آنے والی تمام آفات اور مشکلات (اور ان کے حل) کا علم ہوتا ہے۔ اگر بحری جہاز پر تجربہ کار جہاز ران نہ ہو

تو جہاز ڈوب کر غرق ہو جاتا ہے۔ مرشد خود ہی جہاز ہے اور خود ہی جہاز ران ہے: فَھِمَ مَنْ فَھِمَ (جو سمجھ گیا سو سمجھ گیا)۔

باھُوؒ! تیرا نزدیک از شہ رگ خدا
آں خدا با تست تو از وی جدا

ترجمہ: اے باھُوؒ! خدا تو تیری شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ وہ تو ہر وقت تیرے ساتھ ہے لیکن تو ہی اس سے دور ہے۔

جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

❁ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق-16)

ترجمہ: اور ہم اپنے بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔

عشق دو قسم کا ہے عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی۔ عشقِ حقیقی وہ ہے جس میں اللہ کے سوا اور کچھ یاد نہ رہے اور عشقِ مجازی وہ ہے جس میں طالب پر ذکر (اسمِ اللہ ذات) کے اثرات سے سکر و مستی، وجد و جذب و مجذوب کی کیفیات طاری ہو جائیں اور معشوق (مرشد کامل کی حقیقت) کو پہچان کر اس کا عاشق و دیوانہ بن جائے۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔

اگر در خوابم غرقِ توحید خدا یارم
وگر بیدارم باخدا یارم و ہوشیارم

ترجمہ: میں نیند کی حالت میں بھی اپنے محبوب اللہ کی توحید میں غرق ہوتا ہوں اور بیداری کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کے قرب میں ہوشیار رہتا ہوں۔

واصلانرا ہر دو وقت خوش نظر
حالِ مستی را چہ داند بی خبر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات سے واصل ہو جانے والے ہر دو وقت (یعنی نیند و بیداری دونوں حالتوں میں) خوش رہتے ہیں۔ غافلوں کو ان کے احوالِ مستی کی کیا خبر۔

سبحان اللہ! اللہ میرے ساتھ ہے اور میں اللہ کے ساتھ ہوں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوْ (ھو کے سوا کوئی معبود نہیں)۔

باھُوؒ ولدِ راستی با صدق دین است
کہ ہر دو چشمِ او دیدار بین است

ترجمہ: حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا بیٹا باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) صدق سے دین پر عمل پیرا ہے۔ اس کی آنکھیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کے دیدار میں محو رہتی ہیں۔

راستیؒ از راستی آراستی
رحمت و غفران بود بر راستیؒ

ترجمہ: حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا سچائی سے آراستہ ہیں۔ یا اللہ! تو حضرت بی بی راستیؒ پر رحمت نازل فرما اور ان کی مغفرت فرما۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَ طَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَ طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ

ترجمہ: طالبِ دنیا مخنث ہیں، طالبِ عقبیٰ مؤنث ہیں اور طالبِ مولیٰ مرد مذکر ہیں۔

مرد مذکر کسے کہتے ہیں؟ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی طلب نہ ہو۔ نہ دنیا نہ زینتِ دنیا کی، نہ حوروں اور جنت کے محلات اور میووں کی، نہ براق اور نہ ہی جنت کی کسی اور لذت کی۔ اہلِ دیدار کے نزدیک یہ سب کریہہ، بدصورت اور بے حیثیت ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے دل میں اسمِ اللہ کو بسا لیا ہے اور وہ ازل سے اس کی مستی میں غرق ہیں۔ جس نے اسمِ اللہ کو اپنا جسم اور جان بنا لیا وہ دونوں جہانوں کے غم سے آزاد ہو گیا۔ جب روزِ محشر لوگوں کی نیکی اور بدی کا حساب ہوگا تو جس کے دل پر اسمِ اللہ نقش ہوگا یا جس نے ایک مرتبہ بھی سچے دل سے اسمِ اَللّٰہُ کا ذکر کیا ہوگا، اگر اس کے گناہ آسمانوں اور زمینوں کے چودہ طبقات کے برابر بھی ہوئے تو اسمِ اللہ کی برکت سے ترازو کا نیکیوں والا پلڑہ وزنی ہو جائے گا۔ یہ دیکھ کر فرشتے پکاریں گے کہ اے اللہ! اس

شخص کی کونسی نیکی کی وجہ سے ترازو کا پلڑہ بھاری ہوگیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ بندہ میرا طالب ہے اور یہ ہمیشہ اسمِ اللہ میں غرق رہتا تھا۔ اے فرشتو! تم اہلِ حجاب ہو کیونکہ تم عبادتِ حق اور اسمِ اللہ کی حقیقت سے ناواقف ہو۔ میں ان کے ساتھ ہوں (جو ذکرِ اسمِ اللہ کرتے ہیں) اور وہ میرے ساتھ ہیں جبکہ تم (اسمِ اللہ کی حقیقت سے) بیگانے ہو۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

اسمِ اللہ کی شان یہ ہے کہ اگر کوئی تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآنِ پاک اور دیگر عبادات میں مصروف رہے یا عالم و معلم بن کر اہلِ فضیلت میں سے ہو جائے مگر اسمِ اللہ اور اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے خبر رہے اور ان اسما مبارک کا ذکر نہ کرے تو اس کی زندگی بھر کی عبادت ضائع اور برباد ہوگئی اور اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ (ایسے ہی لوگوں کے متعلق) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ كَمَا تُبْعَثُوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَ كَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ

ترجمہ: جیسے پیدا ہوئے ویسے ہی مر گئے اور جیسے مرے ویسے ہی دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (البقرہ۔40)

ترجمہ: تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارے عہد پورے کروں گا۔

عالم فاضل عقلمند بہت ہیں، مسائلِ فقہ جاننے والے، راتوں کو قیام کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے زاہد عابد بھی بہت ہیں، چلہ کشی اور خلوت نشینی اختیار کرنے والے حاجی اور غازی بھی بہت ہیں۔ غوث، قطب، اہلِ اللہ، ولی اللہ، صاحبِ تقویٰ اور فتوے دینے والے شیخ مشائخ بھی بہت ہیں، ورد و وظائف کرنے والے، صاحبِ مشاہدہ و مجاہدہ، مفلس، عاجز، شاکر، صابر، وصال اور حضوری کے احوال کا ذکر کرنے والے، نیک بخت اور عمدہ خصائل والے مومن اور مسلمان بھی بہت ہیں۔ ذوق و شوق رکھنے والے، خاموشی اختیار کرنے والے اور راتوں کو جاگنے والے ہوشیار بھی بہت ہیں۔ مگر یہ سب نفس پرست اور اپنی ہی ذات کے تکبر میں مست ہیں۔ قربِ الٰہی کی

نعمت رکھنے والے حق پرست بہت کم ہیں۔

فقیر عارف باللہ اسے کہتے ہیں جو فنا فی اللہ، فنا فی الرسول، فنا فی فقر اور فنا فی ھُو ہو۔

باھُوؒ اسمِ اللہ ہر کرا گردد رفیق
از خود فنا فی اللہ شود در جان غریق

ترجمہ: اے باھُو (رحمتہ اللہ علیہ)! جو بھی اسم اللہ ذات کو اپنا رفیق بنالیتا ہے وہ فنا فی اللہ ہو کر اللہ کی ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔

غم ندارد جاودان غم رفتہ ازو
مست ہم ہوشیار بیغم بردہ گو

ترجمہ: اسے کوئی غم نہیں رہتا کہ اس کے غم (اسم اللہ کی برکت سے) ہمیشہ کے لیے دور ہو چکے ہیں اور وہ مستی کی حالت میں بھی ہوشیار رہتا ہے۔

سن! مرشد کامل مکمل وہ ہے جو برزخِ[1] اسم اللہ یا برزخِ[2] اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھ کر طالبِ مولیٰ کو دے اور اسے (ان اسما کی راہ) دکھا دے۔ طالبِ مولیٰ اس برزخ سے جو کچھ دیکھے گا (اگر اس پر یقین کرے تو) بے شک صراطِ مستقیم پائے گا۔ جو طالب ایسے مرشد سے روگردانی کرتا ہے وہ یقیناً اسم اللہ اور اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روگردانی کرتا ہے۔ کلمہ طیب میں بھی یہ دونوں اسم موجود ہیں، جس نے ان دونوں اسما یعنی اسم اللہ اور اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روگردانی کی اس نے کلمہ طیب سے روگردانی کی اور جس نے کلمہ طیب سے روگردانی کی وہ مرتد ہو گیا اور مرتد کی نماز، روزہ اور کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے:

❁ مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَائِیْ

ترجمہ: جس نے مجھے ایک حرف سکھایا وہ میرا مولا ہے۔

---

[1]، [2] برزخ سے مراد دو جگہوں کو ملانے والا پل یا دو مقامات کے درمیان کی جگہ ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اسم اللہ ذات اور اسمِ محمد کو برزخ اس لیے فرمایا ہے کیونکہ یہ عبد اور معبود کو ملانے کا ذریعہ یا وسیلہ ہیں۔

ہر شخص استاد سے جو پہلا حرف پڑھتا ہے وہ اسمِ اللہ ہی ہے کیونکہ استاد جب پڑھانا شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے جو سبق دیتا ہے وہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے اور بِسۡمِ اللّٰہ حقیقت میں اسمِ اللہ ہی ہے۔ سن! نفس اور زبان مخلوق ہیں۔ قلب، روح اور جسم بھی مخلوق ہیں جبکہ اسمِ اللہ غیر مخلوق ہے۔ پس غیر مخلوق کو غیر مخلوق سے ہی یاد کرنا چاہیے۔ اسم اور مسمّٰی میں کیا فرق ہے؟ صاحبِ اسم (محض) ذکر کرنے والا ہوتا ہے اور صاحبِ مسمّٰی اللہ تعالیٰ کی ذات میں غرق ہوتا ہے۔ صاحبِ اسم مقامِ مخلوق پر رہتا ہے اور صاحبِ مسمّٰی مقامِ غیر مخلوق پر رہتا ہے۔ صاحبِ مسمّٰی پر ذکر حرام ہے کیونکہ صاحبِ مسمّٰی ظاہر اور باطن میں ہر وقت حضوریٔ فنا فی اللہ میں مکمل طور پر غرق ہوتا ہے۔ جو شخص روزِ ازل سے (حضوریٔ فنا فی اللہ کی) مستی میں (غرق) ہو اس کا جسم اسمِ اللہ سے یوں یکتا ہوتا ہے جیسے نقش اپنے نقاش میں سمایا ہو اور اس کے ساتھ یکتا ہو۔

نقاش چون در نقش آید خانہ میگردد نقاش
گر محرمی اسرارِ خانہ از نقاش غافل مباش

ترجمہ: نقاش[1] جب نقش[2] میں سما جاتا ہے تو سارا گھر (قلب اور وجود) نقاش بن جاتا ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کے رازوں کا محرم بننا چاہتا ہے تو نقاش سے غافل مت رہ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا فرمان ہے:

❁ تَفَکُّرُ السَّاعَةِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ

ترجمہ: ایک لمحہ کا تفکر دونوں جہانوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں جس تفکر کی بات ہوئی ہے وہ انتہائی درجہ کے طالب کا تفکر ہے جو اسمِ اللہ کے برزخ سے فنا فی اللہ ذات ہو نہ کہ ذکر، فکر اور مخلوقات کے نظارہ کے ذریعے صاحبِ تصرف کے مراتب پر پہنچانے والے تفکر کا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ یَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُقْبَلُ اللّٰہُ فَفَرِّقِ النَّفْسَ ثُمَّ قُلِ اللّٰہَ دَعْ رُوْحَكَ وَ

---

[1] صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل جو اسمِ اللہ ذات کی تمام خصوصیات کا حامل ہو۔ [2] اسمِ اللہ ذات

قَلْبُكَ ثُمَّ قُلِ اللّٰهَ ثُمَّ ذَرْهُمْ قُلِ اللّٰهُ كَانَ اللّٰهَ طَارَ رُوْحُهٗ

ترجمہ: انسان جب اللہ سے ڈر کر اللہ کی طرف دوڑتا ہے تو اللہ اسے قبول کر لیتا ہے۔ وہ اپنے نفس سے علیحدہ ہو کر اللہ کو پکارتا ہے اور اپنی روح اور قلب سے بھی علیحدہ ہو جاتا ہے اور پھر پکارتا ہے ''اللہ''۔ پھر جب انسان اللہ کو پکارتا ہے تو اس کی روح نورِ حق تعالیٰ کا سمندر بن جاتی ہے۔

جب عارف واصل فنا فی اللہ اسمِ اللہ ذات کے برزخ کو تصور سے اپنے دل پر نقش کرتا اور اسے دیکھتا ہے تو اس کا جسم اسمِ اللہ ذات میں غائب ہو جاتا ہے۔ اسے پتہ چل جاتا ہے کہ جسم اسمِ اللہ ذات میں فنا ہو کر غائب ہو گیا اور اسمِ اللہ ذات ظاہر ہو گیا ہے۔ پھر وہ ظاہر اور باطن میں مشاہدۂ اسمِ اللہ ذات میں اس قدر مگن رہتا ہے کہ اس کے وجود میں ذکر کی لذت باقی نہیں رہتی اور اسمِ اللہ ذات کی سوزش سے اس کا دِل ذکر کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ خواہ وہ اسمِ اللہ کو (ظاہری آنکھوں سے) نہ بھی دیکھے پھر بھی وہ جس طرف دیکھتا ہے اسے اسمِ اللہ ذات کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور نہ ہی اسے اللہ کے سوا کچھ پسند آتا ہے۔ وہ ہمہ اوست در مغز و پوست (ظاہر اور باطن میں صرف اللہ ہے) کے مقام پر پہنچ کر صاحبِ غنایت ہو جاتا ہے اور اسے کامل غنایت[1] حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کا نفس قلب بن جاتا ہے، قلب روح میں ڈھل جاتا ہے، روح سِرّ بن جاتی ہے، سِرّ خفی میں پیوست ہو جاتا ہے، خفی انا میں فنا ہو جاتا ہے اور انا یخفیٰ[2] کی صورت اختیار کر لیتا ہے، اسے توحیدِ مطلق[3] کہتے ہیں۔ چنانچہ یہاں پہنچ کر اوّل و آخر یکساں ہو جاتے ہیں (ابتدا انتہا کی طرف لوٹ جاتی ہے)۔ اوّل توحید سے نورِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوا اور نورِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روح پیدا ہوئی۔ اور روح سے نورِ روشنائی[4] پیدا ہوا جس سے اسم، جسم، قلب، نفس، ظاہری جسم

---

[1] غنایت سے مراد دنیا و عقبیٰ کی تمام نعمتوں سے دل کی سیری اور طمانیت ہے۔ (شمس الفقرا۔ تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس) [2] نفس، قلب، روح، سِرّ، خفی، انا اور یخفیٰ باطن کے سات لطائف ہیں۔ جب یہ ساتوں یکجا ہو کر نورِ مطلق میں ڈھل جاتے ہیں تو وحدت اور توحید حاصل ہو جاتی ہے۔ [3] جب طالب ہمہ تن توحید بن جائے اور فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقام پر پہنچ جائے تو اس کو توحیدِ مطلق کہتے ہیں۔ [4] تمام مخلوقات کو تخلیق کرنے والا نور، جس طرح سیاہی سے ہر قسم کے حرف اور کلمہ کا وجود ہے بالکل اسی طرح تمام مخلوقات کی تخلیق بھی نورِ محمدؐ سے ہوئی۔

(اور ان کے حقیقی) معنی و مطالب اور چار عناصر[1] سے بننے والے وجود پیدا ہوئے۔ مرشد ابتدائی مقام پر ہو اور طالب انتہا پر تو مرشد اپنے طالب کو اعلیٰ مقام (انتہا) تک لے جاتا ہے[2]۔ پس مرشد وہ ہے جو طالبِ مولیٰ کو مراتب بہ مراتب، منزل بہ منزل، مقام بہ مقام گزارتا ہوا ازل (ابتدا) سے ابد (انتہا) تک پہنچا دے پھر اسی طرح مراتب بہ مراتب، منزل بہ منزل مقام بمقام گزارتا ہوا واپس ازل تک لے جائے اور طالبِ مولیٰ کے وجود کو اللہ تعالیٰ کی توحید میں غرق کر دے۔ حتیٰ کہ طالب ازل سے لے کر ابد تک کے کسی مقام اور منزل کی راہ و رسم سے بے خبر نہ رہے اور چشم زدن میں ازل و ابد کا مشاہدہ اپنی نگاہوں سے کر لے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ

ترجمہ: وطن کی محبت ایمان میں شامل ہے۔

مرشد وہ ہے جو طالبِ مولیٰ کو مقامِ توحید پہ واحدانیتِ منفرد میں داخل کر دے۔ مقامِ منفرد کیا ہے؟ وہ مقام ہے جہاں نورِ اوّل (نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نورِ خدا سے جدا ہوا۔ (اے طالب) صدق و ارادت سے سن! مرشد ہی وہ راہنما ہے جو مقامِ منفرد تک پہنچا کر (طالب کو) بقا عطا کر دیتا ہے۔ فَهِمَ مَنْ فَهِمَ (سمجھ گیا جو سمجھ گیا)۔ پس یقین کر کہ جب مرشدِ کامل کسی طالبِ مولیٰ کو اسمِ

[1] آگ، ہوا، پانی، مٹی۔ [2] مولوی نظام الدین ملتانی نے جب شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہؒ کی زیر نگرانی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی کتب کے تراجم کا آغاز کیا اور عین الفقر کے ترجمہ کے دوران جب وہ اس فقرہ ''مرشد ابتدائی مقام پر ہو اور طالب انتہا پر تو مرشد اپنے طالب کو اعلیٰ مقام (انتہا) تک لے جاتا ہے'' پر پہنچے تو بہت پریشان ہوئے۔ ان کو اس فقرہ کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ وہ یہ معاملہ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہؒ کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ کیا یہ فقرہ صحیح ہے؟ تو پیر بہادر علی شاہؒ نے ان کو سلطان محمد عبد العزیزؒ کے پاس بھیج دیا۔ جب مولوی نظام الدین ملتانی نے سلطان محمد عبد العزیزؒ کے پاس پہنچ کر عرض کی کہ اس فقرہ کا مطلب بتائیں تو سلطان محمد عبد العزیزؒ نے جواب دیا کہ مرشد ابتدائی مقام یعنی مقامِ ازل پر ہوتا ہے جہاں صرف وحدت ہی ہوتی ہے۔ اس وحدت ہی سے تمام کثرت پیدا ہوئی ہے اور موجودہ جہان یعنی کثرت اس وحدت کی آخری صورت اور انتہا ہے اور طالب اس انتہائی منزل عالمِ کثرت میں ہوتا ہے۔ اب مرشد کا کمال ہے کہ اپنے اس طالب کو مقامِ دنیا، جو آخری مقام اسفل سافلین ہے، سے نکال کر اعلیٰ مقامِ وحدت تک لے جائے۔ (اقتباس: مجتبیٰ آخر زمانی (بار دوم)۔ تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن)

اللہ ذات عطا کرتا ہے تو اسے پلک جھپکنے میں عین توحیدِ ذات تک پہنچا دیتا ہے اور اسے ہرگز (مقاماتِ) صفات سے نہیں گزارتا کیونکہ توحید سے یکتائی حاصل کرنے کے علاوہ دیگر تمام مقامات و منازل شرک ہیں۔

فرشتہ گرچہ دارد قربِ درگاہ
نگنجد در مقام لِیْ مَعَ اللہ

ترجمہ: فرشتہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت مقرب ہے مگر اس کی پہنچ مقام لِیْ مَعَ اللہ تک نہیں ہے۔

اگرچہ تو توحید میں مکمل طور پر غرق ہی کیوں نہ ہو جائے تب بھی خلافِ شریعت اور سنت کوئی کام نہ کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ اِذَا رَاَیْتَ رَجُلًا یَطِیْرُ فِی الْھَوَآءِ وَیَاْکُلُ النَّارَ وَیَمْشِیْ عَلَی الْمَآءِ وَتَرَکَ سُنَّۃً مِنْ سُنَّتِیْ فَاضْرِبْہُ بِالنَّعْلَیْنِ

ترجمہ: اگر تم کسی کو ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھو، آگ نگلتے دیکھو یا پانی پر چلتے ہوئے دیکھو مگر وہ میری سنتوں میں سے کسی کو ترک کرنے والا ہو تو اسے جوتے مارو۔

باھُوؒ! نماز دائمی با وقت پندار
کسی وقتی نخواند بس گنہگار

ترجمہ: اے باھُوؒ! نماز ہمیشہ وقت پر ادا کر۔ اگر تو اسے وقت پر ادا نہ کرے گا تو گنہگار ہو جائے گا۔

سن! جو فقیر اسمِ اللہ کے ذکر و تصور میں ہر وقت مصروف رہتا ہے وہ اللہ کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ دانا ہو خواہ مجذوب اور دیوانہ۔ اسمِ اللہ کا ورد ہر خاص و عام اور ہر زندہ و جاندار کی زبان پر رہتا ہے۔

محبت است کہ دل را نمی دہد آرام
وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد

ترجمہ: یہ محبت ہی ہے جس کی وجہ سے دل کبھی آرام وسکون نہیں پاتا ورنہ کون ہے جو آرام اور سکون نہیں چاہتا۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا نام سن کر کسی شخص کے چہرہ پر غصہ آجائے تو جان لو کہ وہ اسمِ اللہ ذات کو پسند نہیں کرتا۔ ایسا شخص اللہ کا دشمن ہے اگرچہ اللہ کا نام سن کر جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا فرضِ کفایہ ہے اور جَلَّ جَلَالُہٗ کہنا بذاتِ خود عبادت ہے۔ اہلِ اسلام کو چاہیے کہ جب وہ شیطان کا نام سنیں تو ان کو غصہ آجائے اور دنیا اور اہلِ دنیا کا نام سننا بھی پسند نہ کریں۔ جس کی یہ کیفیت ہوتی ہے وہی اللہ کا دوست ہوتا ہے۔

قیامت اس وقت آئے گی جب زمین پر اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ اسمِ اللہ ذات اور اس کے ذکر سے منع کرنے والا دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا، وہ منافق و کافر ہوتا ہے یا حاسد و متکبر۔ دونوں جہانوں میں راہ دکھانے والا اسمِ اللہ ذات ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اسمِ اللہ یہ ہے:



ایک ہی لمحہ میں توحید تک پہنچانے والا برزخ اسم اللہ

۱؎ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ (النور۔ 35)

باب دوم

تجلیات اور نفس، شیطان و غیر ماسویٰ اللہ کے مقامات کی تحقیق کا ذکر

جان لے کہ تجلّی روشنی (نور) کا نام ہے۔ تجلّی چودہ قسم کی ہوتی ہے اور چودہ مقامات پر ہوتی ہے۔ یادر ہے کہ ہر تجلّی اپنے آثار اور وجود پر پڑنے والے اثرات سے پہچانی جاتی ہے۔ تمام (روحانی) مقامات میں سے سخت ترین مقام، مقامِ تجلّی ہے کیونکہ ہزاروں ہزار عارف، واصل، محقق، موحد، ذاکر اور طالب ان تجلیات کے دریا کے بھنور میں ڈوب کر ایسے بھٹکے کہ کبھی بھی دوبارہ خیر و عافیت سے ساحل پر نہ پہنچ سکے۔ ان میں سے بعض مرتد ہو گئے، بعض شہرت میں پھنس گئے، بعض مشرک ہو گئے اور بعض بدعت اور استدراج کا شکار ہو گئے، بالآخر یہ سب دوزخ میں درجہ بدرجہ جا گرے۔

پہلی تجلّی شریعت ہے جس کا تعلق چشمِ ظاہر سے ہے اور (اس کے اثر سے) آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے اس (کی حقیقت) کا معائنہ کرتی ہے اور یہ تجلّی پیشانی پر ظاہر ہوتی ہے۔ دوسری تجلّی طریقت ہے جس سے نورِ قلب روشن ہو جاتا ہے۔ تیسری تجلّی حقیقت ہے جس سے نورِ روح ظاہر ہوتا ہے۔ چوتھی تجلّی معرفت ہے جس سے نورِ سِرّ ظاہر ہوتا ہے۔ پانچویں تجلّیٔ عشق ہے جو اسرارِ الٰہی کا نور ہویدا کرتی ہے۔ چھٹی تجلّیٔ مرشد شیخ ہے جو مرشد سے محبت اور خلوص کا نور پیدا کرتی ہے۔ ساتویں تجلّیٔ فقر ہے جس کے نور سے (طالب کا وجود) غیر ماسویٰ اللہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ آٹھویں تجلّی فرشتوں کی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کا نور پیدا ہوتا ہے۔ نویں تجلّیٔ جنّ

ہے جس سے جنون اور دیوانہ پن پیدا ہوتا ہے۔ دسویں تجلّیٔ نفس ہے جس سے شہوت اور ہوا و ہوس پیدا ہوتی ہیں۔ گیارہویں تجلّیٔ شیطان ہے جس سے گناہ و معصیت (کی طرف رغبت) پیدا ہوتی ہیں۔ بارھویں تجلّیٔ شمس ہے جس سے نورِ برق ظاہر ہوتا ہے۔ تیرھویں تجلّیٔ ماہتاب ہے جس سے نورِ پرتو پیدا ہوتا ہے (جس کی بدولت ہر چیز نظر آنے لگتی ہے)۔ چودھویں تجلّی اسم اَللّٰہُ، اسم لِلّٰہ، اسم لَہٗ، اسمِ ھُو، ننانوے اسمائے باری تعالیٰ، اسمِ فقر اور اسمِ محمد ﷺ کے برزخ کی ہے۔ ان کے ہر حرف سے چراغ اور شمع کی مانند روشن نور نکلتا ہے جس سے (طالب کا قلب) چمکدار ہو جاتا ہے لیکن ان تمام مقاماتِ تجلیات پر ٹھہرنا اور غرور نہیں کرنا چاہیے بلکہ آگے بڑھ جانا چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلسُّکُوْنُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ الْاَوْلِیَآءِ

ترجمہ: اولیا اللہ کے دلوں پر سکون[1] حرام ہے۔

نفس دیو کی طرح ہے۔

باھُوؒ! دیوزادہ نفس را علاجی نیست

از سوزِ عشق بسوز تا آن دیو مسخّر گردد

ترجمہ: اے باھُوؒ! اس دیو کے بچے نفس کا اس کے سوا کوئی علاج نہیں کہ اسے عشق کے سوز سے اتنا جلایا جائے کہ اس کی تپش سے یہ دیو مسخر اور تابع ہو جائے۔

الغرض اہلِ شریعت کے چہرے پر تجلّی چمکتی ہے، اہلِ طریقت کے دل میں، اہلِ حقیقت کے مشاہدہ میں جبکہ اہلِ معرفت کے سر سے قدم تک تجلّی چمکتی ہے (وہ سرتاپا تجلّی ہوتے ہیں)۔ یاد رکھ کہ دو تجلیاتِ ظاہر یعنی شیطانی اور نفسانی تجلیات بھی ہیں۔ مال و دولت کی تجلّی شیطانی ہے اور عورت کی تجلّی نفسانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا فرمان ہے:

❁ اَلنِّسَآءُ شَیَاطِیْنُ خُلِقْنَ لَنَا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْهَا وَ مِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ

---

[1] یہاں سکون سے مراد سکوت ہے یعنی کسی مقام پر ٹھہر جانا۔

ترجمہ: عورتیں شیاطین کی مثل ہمارے لیے پیدا کی گئی ہیں میں ان عورتوں اور شیاطین کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

نیز دو ظاہری تجلیات اور بھی ہیں۔ ایک تجلی دن کی ہے اور دوسری تجلی رات کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًاO وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (النباء 11-10)

ترجمہ: اور ہم نے رات کو لباس بنایا اور دن کو (کسب) معاش (کا وقت) بنایا۔

ان دونوں (دن اور رات کی) تجلیات میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو۔

باھُوؒ! گر کنم شرحِ تجلی را تمام
رقم گردد دفترش از خاص و عام

ترجمہ: اے باھُوؒ! اگر میں تجلی کی مکمل شرح بیان کروں تو اس کی خاص و عام قسموں کی تفصیل سے کئی کتابیں بھر جائیں۔

جب تک طالبِ مولیٰ وحدت میں غرق ہو کر صاحبِ حضور نہیں ہو جاتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کے مطابق مرنے سے پہلے مر نہیں جاتا اس وقت تک وہ ہر مقام پر غمزدہ رہتا ہے اور مشاہدۂ بہشت کا مزدور ہوتا ہے۔[1]

تپ زدۂ عشق چوں طبیب طلب
داد داروی دوای جان طلب

ترجمہ: بیمارِ عشق کو جب طبیب (مرشد) کے پاس لے جایا گیا تو طبیب نے ایسی دوا دی کہ جس سے اس کی جان چلی گئی (یعنی وہ ''مرنے سے پہلے مر جاؤ'' کے مقام پر پہنچ گیا)۔

ہائے افسوس! ہائے افسوس!

---

[1] یعنی جب تک نفس مکمل طور پر مر نہیں جاتا طالب درجات و مقامات کا طلبگار رہتا ہے اور ان کے حصول کے لیے مزدوری اور جدوجہد کرتا ہے۔

باھُوؒ! بعد مُردن زندہ گشتم من بذکرِ لَآ اِلٰہَ

از ہر عبادت گشتہ بہتر دم بآہ اِلَّا اللّٰہ

ترجمہ:۔اے باھُوؒ! مرنے کے بعد بھی میں لَآ اِلٰہَ[1] کے ذکر کی بدولت زندہ رہا کہ ہر عبادت سے بہتر وہ سانس ہے جو اِلَّا اللّٰہ[2] کے ذکر سے نکلے۔

خاص تجلی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے درد سے پیدا ہو۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدارِ الٰہی کی خواہش کی اور مناجات میں عرض کی:

❁ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (الاعراف-143)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کرلوں۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ نے میری بارگاہ میں گستاخی کی ہے کیونکہ یہ میرا وعدہ ہے کہ جب تک میرے محبوب پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور ان کی اُمت میرا دیدار نہ کرلیں اس وقت تک کوئی مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کے شوق میں اس بات کو اَن سنا کر دیا اور دوبارہ عرض کی، جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

❁ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (الاعراف-143)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کرلوں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں اپنی تجلّی آپ پر کرتو دوں مگر آپ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اسے برداشت کرسکیں۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ''یا اللہ میں برداشت کرلوں گا۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ''اے موسیٰؑ کوہِ طور پر آجایئے اور عاجزانہ دو رکعت نماز ادا کرکے ادب سے دوزانو ہو کر بیٹھ جائیں۔'' جب موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی نازل فرمائی جس سے کوہِ طور ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے۔ تین دن اور تین راتیں اسی بے ہوشی کی حالت میں خود سے بے خبر پڑے رہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] لَآ اِلٰہَ نفی غیر ماسویٰ اللہ ہے۔ [2] اِلَّا اللّٰہُ اثبات ہے۔

وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (الاعراف-143)

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے موسیٰؑ! میں نے نہ کہا تھا کہ آپ میں برداشت کی طاقت نہیں ہے؟'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے موسیٰ (علیہ السلام)! آپ پر نور کی تجلّی ہوئی مگر آپ بے خود ہو کر بے ہوش ہو گئے اور میرا راز بھی فاش کر دیا۔ مگر آخری زمانہ میں میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے دلوں پر میں ایسی تجلیات کا نور ہر روز ہزار بار نازل کروں گا مگر وہ ذرہ بھر بھی حد سے تجاوز نہیں کریں گے بلکہ خواہش اور فریاد کریں گے کہ:

اِشْتِيَاقِیْ وَمَحَبَّتِیْ اِلَى الْحَبِيْبِ

ترجمہ: محبوب (اللہ) کے لیے میری محبت اور اشتیاق اب بھی قائم ہے۔

کیونکہ عشق کی آگ وہ آگ ہے جو عاشق درویش کے دل کے سوا کہیں قرار نہیں پکڑتی۔ خدانخواستہ اگر ان میں سے کوئی صاحبِ دردِ غلبۂ شوق کی وجہ سے اپنے سینہ سے ایک آہ بھی نکال دے تو مشرق سے مغرب تک تمام عالم جل جائے اور ان میں موجود ہر چیز ختم ہو جائے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تجلّیٔ عشق کے انوار سے مشرف ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرۂ اقدس اس تجلی کے انوار سے روشن ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا ''اے موسیٰ! اپنے چہرہ کو نقاب سے چھپالیں''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے چہرہ پر جو بھی نقاب ڈالتے وہ آتشِ عشق سے جل جاتا۔ چنانچہ سونے، چاندی، لوہے اور تانبے سے بنے ہوئے نقاب بھی سلامت نہ رہے اور جل کر راکھ ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے موسیٰ! اگر آپ اس طرح کے ہزاروں نقاب بھی پہن لیں تو باقی نہ بچیں گے اور تمام کے تمام جل جائیں گے لیکن اگر آپ کسی گدڑی پہننے والے فقیر عارف باللہ فنا فی اللہ کے لباس کا ٹکڑا لیں اور اس کا نقاب بنا کر اپنے چہرے پر ڈالیں گے تو یہ ٹکڑا آپ کی نگاہ سے ہرگز نہیں جلے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور ایک گدڑی پوش فقیر عارف باللہ کی گدڑی سے ٹکڑا لے کر نقاب بنایا اور اپنے چہرے پر ڈالا تو وہ بالکل نہیں جلا۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی! ''اے اللہ! یہ نقاب کیوں نہیں جلا''؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے موسیٰ! یہ نقاب ان درویشوں کے لباس کا ٹکڑا ہے کہ جن کے وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کچھ نہیں۔ انہوں نے اپنے وجود کو ذکر اسم اللہ ذات کے ذریعہ تجلّی سِرّ میں فنا کر رکھا ہے اور وہ دن رات صرف اللہ کی یاد میں رہتے ہیں''۔ فقر اللہ کا سِرّ (راز) ہے اور اللہ فقر کا سِرّ (راز) ہے۔ صرف فقیر[1] انسان (حقیقی) ہیں اور دوسرے تمام لوگ حیوان[2] ہیں۔ حدیثِ قدسی ہے:

❁ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ

ترجمہ: انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں۔

من آن وقت کردہ سجدہ پیشِ معبود
کہ منبر مسجد و کعبہ نجا بود

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کو اس وقت سجدہ کیا جب منبر، مسجد اور خانہ کعبہ کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔

نہ بودہ نفس و شیطان کفر و اسلام
نہ بودہ جسم وجان و روح و اعظام

ترجمہ: اس وقت نہ نفس تھا نہ شیطان تھا، نہ کفر تھا اور نہ ہی اسلام تھا۔ نہ اس وقت جسم بنے تھے، نہ جان تھی، نہ روح تھی اور نہ ہی ہڈیاں بنی تھیں۔

نہ بودہ انبیا و اولیائی
بہ ہر یک را دہم زان جانشانی

ترجمہ: نہ انبیا اور اولیا تھے اور نہ ہی کسی اور چیز کا نام ونشان موجود تھا۔

باھُوؒ ہم نابود بودند ما چہ بودم
فنا فی اللہ بوحدت حق ربودم

---

[1] یہاں فقیر سے مراد تمام انبیا، صحابہ اور خاص و عام اولیا ہیں جن کی روح زندہ ہے۔ [2] جن کے صرف جسم زندہ اور ارواح مردہ ہیں۔

ترجمہ: اے باھُوؒ! جب اس وقت کسی چیز کا وجود نہ تھا تو میرا وجود کیسے ہوتا۔ میں اس وقت وحدتِ حق تعالیٰ میں فنا تھا۔

❀ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ

ترجمہ: جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔

حقیقتِ ابتدا از من چہ پُرسی
نبودی کُن قلم نہ عرش و کرسی

ترجمہ: تو مجھ سے ابتدا (ازل) کی حقیقت کیا پوچھتا ہے، اس وقت نہ کُن (ذاتِ حق کا اظہار) تھا، نہ قلم تھا نہ عرش اور نہ ہی کرسی تھی۔

نہ بودہ ہیچ کس آن دم خدا بود
کجا بودیم من و تو این بمقصود

ترجمہ: اگر اس وقت خدا کے سوا کچھ موجود نہیں تھا تو سوال یہ ہے کہ میں اور تُو کہاں تھے۔

خدا بودی بہ من و من با خدائی
توحید است مطلق کبریائی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ میرے ساتھ تھا اور میں اللہ کے ساتھ تھا۔ یہی یکجائی اور توحیدِ مطلق مقامِ کبریائی ہے۔

نہ بودی شش جہات زیر و بالا
بقدرت خویش بودی حق تعالیٰ

ترجمہ: اس وقت نہ چھ سمتیں تھیں نہ بلندی و پستی میں کچھ تھا۔ اس وقت صرف اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے موجود تھا۔

باھُوؒ! مکانِ حق بود در لامکانی
کہ سرِ عاشقاں سرِ نہانی

ترجمہ: اے باھُوؒ! حق کا مقام لامکان میں ہے۔ یہی مقام عاشقوں کا راز ہے جو سب سے مخفی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ فِی الْاِثْنَیْنِ

ترجمہ: وحدت میں سلامتی ہے اور کثرت میں آفات ہیں۔

بجز دیدارِ حق مردار باشد
کہ عاشق طالب دیدار باشد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے دیدار کے سوا ہر چیز مردہ ہے۔ عاشق صرف اور صرف دیدارِ الٰہی کی طلب کرتا ہے۔

باھُوؒ! یہ بدنامی رہی ہر دم سلامت
سلامت عاشقی اندر ملامت

ترجمہ: اے باھُوؒ! یہ بدنامی ہمیشہ سلامت رہے کہ عاشقی بھی ملامت کی وجہ سے سلامت رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ! تیری نظر فقیر فنا فی اللہ پر غالب و قادر نہیں آسکتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ فقیروں اور درویشوں کی جماعت کا خمیر عشق کی مٹی اور انوارِ تجلی سے گوندھا گیا ہے۔ میں نے زادالمجتبیٰ میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے اہلِ عشق کو اپنے علمِ قدرت سے عالمِ موجودات میں زمین پر پیدا کرنا چاہا تو اس زمین سے خاک لے کر اس پر رحمت، کرم، شوق، اشتیاق، زندگی، خوشی، ہمت، فرحت، سخاوت اور بے غمی کی نگاہ ڈالی اور اسے پاک کر دیا۔ پھر اس خاک پر اسرارِ عشق و محبت کے انوار ڈالے تو یہ خاک جنبش اور مستی میں آگئی، اس خاک میں زندگی کے آثار کا آغاز ہوا اور وہ جھومتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنے لگی اَنَا الْمُشْتَاقُ اِلٰی لِقَآئِکَ (یا اللہ میں تیرے دیدار کی مشتاق ہوں)۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس خاک سے عشق والوں کو پیدا کیا۔ سن! حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی اپنی والدہ کے پیٹ میں ہی تھے کہ آپ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (یا اللہ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں) کی التجا کی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ کَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ۖ٘ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ (الاعراف 144-143)

ترجمہ: اور جب موسیٰ (علیہ السلام) اپنے ربّ کے وعدہ پر اللہ کے سامنے حاضر ہوئے تو ربّ نے اُن سے کلام فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی !یا اللہ! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کر لوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے موسیٰؑ !تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا ہاں مگر اس پہاڑ کو دیکھو پس اگر یہ پہاڑ (میرے دیدار کی تجلی برداشت کرکے) اپنی جگہ قائم رہا تو عنقریب تم مجھے دیکھ لوگے۔'' پھر جب ان کے ربّ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو (شدتِ انوار سے) اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو عرض کی ''تیری ذات پاک ہے میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور میں پہلا مومن ہوں''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے موسیٰ (علیہ السلام) میں نے تجھے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے لیے چن لیا۔ پس جو میں تجھے عطا کروں وہ تو لے لے اور اللہ کا شکر کرنے والے بندوں میں شامل ہو جا۔''

مشاہدہ پندرہ قسم کا ہوتا ہے۔ چودہ قسم کا مشاہدہ ناسوت کے چودہ طبقات کا ہے اور پندرہویں قسم کا مشاہدہ دونوں جہانوں سے بالاتر عالمِ لاھوت کا مشاہدہ ہے۔ مقامِ لاھوت صرف عین ذات یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کا مقام ہے۔ چنانچہ ہر ایک مقام کی شرح پیش ہے: مشاہدۂ تسبیح زبان، نفس، قلب، روح، سورج، چاند، جن، فرشتے، شیطان، آگ، ہوا، مٹی، پانی اور مرشد کی ظاہری صورت کا مشاہدہ۔ ان چودہ اقسام کے مشاہدہ کا تعلق ناسوت سے ہے۔

پندرہویں قسم کے مشاہدہ کا مقام توحید فنا فی اللہ بقا باللہ ہے جہاں ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ'' (جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہی اللہ ہے) کی تکمیل ہوتی ہے اور طالب ہمہ اوست در مغز و پوست (ظاہر اور

باطن اللہ ہی ہے) کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ اس مقامِ توحید میں غرق ہونے کے بعد طالب ناسوت کے چودہ مقاماتِ مشاہدہ سے جدا اور علیحدہ ہو جاتا ہے۔

باھُو ہر کہ بیند روی فقرش صبح شام
آتشِ دوزخ برو گردد حرام

ترجمہ: باھُوؒ جو شخص صبح و شام فقر کا چہرہ[1] دیکھتا ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

باھُوؒ باخدا ہم نفس است
از برای این خادم ہم نفس است

ترجمہ: باھُو اللہ تعالیٰ کا ہم نفس ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس خادم کا ہم نفس ہے۔

باھُوؒ کو اللہ سے دائمی محبت ہے اس لیے لوگ باھُوؒ کو باھو (ھُو کے ساتھ) کے نام سے پکارتے ہیں۔ باھُو کی عاقبت پر عافیت ہو!

۞ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (طٰہٰ-47)

ترجمہ: اور سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

تو عین تجلّی او تجلّی مجو
با سرّ تجلّی تو شوی عین او

ترجمہ: تو خود عین تجلی ہے اس لیے کسی دوسری جگہ تجلی کی تلاش نہ کر۔ جب تو نے تجلی کا راز پا لیا تو تُو خود عین تجلی بن گیا۔

نور ز نورش ہمہ شد ظہور
ہرچہ بہ بینی او ازو گشتہ نور

ترجمہ: تمام نور اسی (اللہ) کے نور سے ہیں اور اسی سے ظاہر ہوئے۔ جو کچھ نظر آتا ہے وہ اللہ کا نور

---

[1] فقر کے چہرہ سے مراد صاحبِ لولاک مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ کے چہرہ کا تصور ہے۔

ہی ہے۔

آن نور تجلی کہ بموسیٰؑ کوہِ طور
عین عنایت است مرا حق ظہور

ترجمہ: جس نورِ تجلّی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر دیکھا تھا عنایتِ حق تعالیٰ سے وہ تجلّی میری اپنی ہی ذات میں ظاہر ہے۔

باھُوؒ ہمدم ہمقدم و ہم در کنار
گر تو چشمی داشتی باحق نگار

ترجمہ: باھُوؒ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور قریب ہوتا ہے۔ اگر تیرے پاس دیکھنے والی آنکھ ہوتی تو تُو بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا۔

خاص الخاص تجلی وہ ہے جو اسمِ **اللہ** ذات کے حروف سے ظاہر ہوتی ہے۔

تو بخود مغرور و از حق بے خبر
کی رسی در معرفت ای بے بصر

ترجمہ: تو اپنی ذات کے غرور کی وجہ سے حق سے بے خبر ہے۔ اے بے بصیرت! (اس حالت میں) تو معرفتِ حق تعالیٰ کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

اسمِ اعظم کا برزخ یہ ہے:



[1] آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ اللہ ہی کی جو یکتا اور سب پر غالب ہے (المومن۔ 16) [2] اسم اللہ کا برزخ جو ایک ہی نگاہ میں غرق بتوحید کرتا ہے۔

قیامت کے دن جب عاشقوں کو مقامِ تجلّی میں لا کر کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا ''اپنی آنکھیں کھولو''۔ پس ان میں سے ہر ایک عاشق کو ہزار دفعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اور اللہ فرمائے گا ''میرا دیدار کرو'' اور ہر فقیر پر اپنی تجلّی فرمائے گا۔ ہر بار جب اس فقیر پر تجلّی ہوگی تو وہ ستر ہزار سال کے لیے بے ہوش ہو جائے گا۔ جب بھی وہ ہوش میں آئے گا کہے گا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (کیا اور ہے) اللہ تعالیٰ اس پر پھر تجلّی فرمائے گا اور ہر دفعہ تجلّی پڑنے پر وہ ستر ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہے گا اور پھر بالآخر اپنے اصل مقام پر لوٹے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی تجلّی فقیر فنا فی اللہ عاشقوں کا وجود ہے جو سر سے پاؤں تک تجلّی سے پُر ہیں۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز حضرت رابعہ بصریؒ اولیا اللہ کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے گھر تشریف فرما تھیں، رات کا وقت ہوا تو گھر میں ہر طرف اندھیرا پھیل گیا۔ آپؒ کے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا جس سے تیل خریدا جا سکے تا کہ چراغ روشن ہو جائے۔ سب اولیا ایک دوسرے کا چہرہ نہ دیکھ سکنے کے باعث پریشان تھے۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے اپنی انگلیوں پر (اسمِ اَللّٰہُ پڑھ کر) دم کیا تو ان کی دو انگلیوں سے سورج کی مثل روشنی نمودار ہوئی۔ تمام اولیا اللہ حیران رہ گئے۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر فنا فی اللہ کا وجود ہمہ تن تجلّی ہوتا ہے کیونکہ فقیر عین ذات کے ساتھ ہم ذات ہوتا ہے اس لیے اس پر اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلیات (ہر وقت) روشن رہتی ہیں۔

باھُوؒ از سرتاپا تجلی گشت نوری
من ازان نورم کہ نور از من ظہوری

ترجمہ: باھُوؒ سر سے پاؤں تک نوری تجلی بن چکا ہے۔ میں اسی کے نور سے ہوں کہ جس کا نور مجھ سے ظاہر ہے۔

دیدہ بیار کہ لائقِ دیدار باشد
نگار جلوۂ ذاتی ز ما گرہ بکشاید

ترجمہ: تو دیدارِ الٰہی کے لائق آنکھیں لے آ۔ ہم تجھ پر جلوۂ ذات کا نظارہ کھول دیں گے۔

دیدارِ دوست کے دوران پلک جھپکنا بھی غلط ہے۔ فقیروں کا وجود نور سے پُر ہوتا ہے نہ کہ عام

لوگوں کے وجود کی طرح جو چار عناصر (آگ، ہوا، پانی، مٹی) سے بنا ہوا ہے۔ جب فقیر چاہتا ہے کہ اُس کے وجود میں موجود آگ اُسے ہمہ تن آگ بنا دے تو وہ آگ بن کر آگ سے مل جاتا ہے۔ جب فقیر چاہتا ہے کہ اُس کے وجود کا پانی اسے پانی بنا دے تو وہ پانی بن کر پانی سے مل جاتا ہے۔ جب فقیر چاہتا ہے کہ اُس کے وجود کی ہوا اُسے ہوا بنا دے تو وہ ہوا بن کر ہوا میں ملتا ہے اور ہوا کے ساتھ اُڑ جاتا ہے۔ فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی مٹی اُسے مٹی بنا دے تو وہ مٹی بن جاتا ہے اور اس کے وجود کی مٹی، مٹی سے مل جاتی ہے۔ پس فقیر کا وجود ایک لطیف شے ہے جو عشق سے پیدا ہوا ہے اور جسے ذاتِ معشوق[1] کے سوا کسی کے ساتھ قرار نہیں ملتا۔ جب تک ذاتِ معشوق نظر نہیں آتی اس وقت تک فقیر کا وجود ازل سے ابد تک معشوق کے شوق میں سرگردان رہتا ہے۔ چار چیزوں کو شوقِ دیدار کے باعث قرار نہیں وہ چار چیزیں ہوا، سورج، چاند اور عاشق ہیں۔

سن! فقیر عاشق اس وقت تک فنا فی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ گیارہ چیزوں کو خود سے جدا نہیں کر دیتا۔ پہلی چیز ترکِ اکسیر[2]، دوسری ترکِ تکسیر[3]، تیسری ترکِ علوم، چوتھی ترکِ ذکر، پانچویں ترکِ فکر، چھٹی ترکِ امیدِ بہشت، ساتویں ترکِ خوفِ جہنم، آٹھویں ترکِ حبِ دنیا و مال و زر، نویں ترکِ رجوعاتِ خلق، دسویں ترکِ نام و ناموس اور گیارھویں ترکِ مجلسِ اہلِ دنیا۔

جب تک کوئی ان چیزوں کو چھوڑ نہیں دیتا اُس وقت تک وہ مراتبِ فقر فنا فی اللہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اپنی جان کو قربان اور نفس کو قتل کیے بغیر اور مرشد کامل اکمل کے ہاتھ پر بیعت کیے بغیر کوئی بھی راہِ ربانی[4] حاصل نہیں کر سکتا کہ دنیا فانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

✿ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ ترجمہ: دنیا ایک دن کی ہے اور ہم اس دن روزہ سے ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

✿ اَلدُّنْیَا ظِلٌّ زَائِلٌ ترجمہ: دنیا زوال پذیر (ختم ہونے والا) سایہ ہے۔

---

1 ذاتِ حق تعالیٰ مراد ہے۔ 2 مٹی کو سونا بنانے کا علم۔ 3 جوڑ جمع کرنا 4 راہِ ربانی سے مراد صراطِ مستقیم یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کی راہ ہے جو قرب و دیدارِ الٰہی کی راہ ہے۔

باب سوم

مرشد، طالبِ اللہ اور فقر فنا فی اللہ بقا باللہ کا ذکر

مرشد کامل کسے کہتے ہیں اور مرشد کن خواص اور صفات کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد کس طرح طالبِ مولیٰ کو راہِ سلوک پر چلا کر توحید میں غرق کرتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس کی حضوری سے مشرف کراتا ہے؟ مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے اور وہ کس مقام، منزل اور مرتبہ کا حامل ہوتا ہے؟ مرشد صاحبِ تصرف فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر ہوتا ہے۔ یُحۡیِ وَ یُمِیۡتُ لَا یُحۡتَاجُ ترجمہ: ''(دلوں کو) زندہ کرنے والا اور (نفس کو) مارنے والا ہوتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں ہوتا''۔ مرشد پارس[1] کے پتھر کی طرح ہوتا ہے۔ مرشد کسوٹی[2] کی طرح ہے۔ اسکی نظر سورج کی طرح (فیض بخش) ہے جو بدخصائل کو (نیک عادات سے) تبدیل کر دیتی ہے۔ مرشد رنگریز[3] کی طرح ہے۔ مرشد تنبولی[4] کی طرح باخبر ہوتا ہے جو پان کے پتوں (کی خصوصیات) سے آگاہ ہوتا ہے (اسی طرح مرشد بھی اپنے مریدوں کی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ ہوتا ہے)۔

آہن کہ بپارس آشنا شد
فی الحال بصورتِ طلا شد

ترجمہ: لوہا جو پارس کو چھو جائے فوراً سونا بن جاتا ہے۔

مرشد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح صاحبِ خُلق ہوتا ہے۔ ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان، اللہ کی راہ میں ہدایت دینے والا بہترین راہنما، (معرفتِ الٰہی کا) خزانہ عطا کرنے والا

---

[1] جو شے پارس پتھر سے چھو جاتی ہے سونا بن جاتی ہے [2] کھرے اور کھوٹے کی تمیز کرنے والا [3] جو طالب کے دل سے دنیا کی سیاہی کا رنگ اُتار کر عشقِ حقیقی کا رنگ چڑھا دیتا ہے [4] پان کے پتے چھانٹنے والا

جیسے کہ بیش قیمت لعل اور ہیروں کی کان، کرم کی موج جیسے موتیوں کا دریا، ہر منزل کا ایسا منزل کشا جیسے کہ ہر تالے کو کھولنے والی چابی، دنیا اور اس کے مال و دولت سے بے نیاز اور بے طمع، طالبانِ مولیٰ کو اپنی جان کی طرح عزیز رکھنے والا، درویشوں کی طرح (مال و متاعِ دنیا سے) بالکل مفلس۔ مرشد مردے کو غسل دینے والے کی طرح ہوتا ہے اور ایسے مردہ طالبِ مولیٰ کی تلاش میں رہتا ہے جو (نفس کی موت کے بعد) مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کے مقام پر پہنچ چکا ہو، اس کا جسم مردہ اور دل زندہ ہو چکا ہو اور وہ راہِ فقر میں فاقہ کشی[1] کرنے والا ہو نہ کہ نالائق طالب جو اپنی مرضی پر چلتا ہے۔ مرشد کمہار کی طرح ہے، کمہار مٹی کے ساتھ جو چاہے کرتا ہے لیکن مٹی اس کے سامنے دم نہیں مارتی۔

گل را چہ مجال است کہ گوید بکلال
از بہر چہ سازی و چرامی شکنی

ترجمہ: مٹی کی کیا مجال کہ وہ کمہار کو کہے کہ وہ اسے کیوں بناتا اور کیوں توڑتا ہے۔

لیکن مرشد اللہ کا دیدار بین اور طالب صادق الیقین ہونا چاہیے۔ مرشد رفیق کو کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ

ترجمہ: پہلے رفیق تلاش کرو پھر راستہ پر چلو۔

باھُوؒ مرشدانِ این زمانہ زر بگیر
ہر کہ نظرش زر کند آن بینظیر

ترجمہ: اے باھُوؒ! اس زمانہ کے مرشد پیسہ لوٹنے والے ہیں۔ ایک ہی نظر سے سونا بنانے والے مرشد نایاب ہیں۔

1۔ جس چیز سے مرشد منع کرے اس سے منع ہو جائے اور مرشد کی رضا میں راضی رہے۔

باھُوؒ! مرشدانِ این زمانہ زر پرست وزن پرست

زن پرست و زر پرست و دل سیاہ وخود پرست

ترجمہ: اے باھُوؒ! اس زمانہ کے مرشد مال و دولت اور عورتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ یہ زن پرست، زر پرست اور خود پرست ہیں اس لیے ان کے دِل سیاہ ہیں۔

باھُوؒ! مرشدانِ واصلانِ حق عشق سوز

ہر ساعتی ہر دم بسوزد شب بروز

ترجمہ: اے باھُوؒ! اللہ تعالیٰ سے واصل مرشد دن رات ہر لمحہ اور ہر سانس عشق میں جلتے رہتے ہیں۔

سن! آدمی کا وجود دودھ کی طرح ہے۔ دودھ میں دہی، لسّی، مکھن اور گھی بھی موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح آدمی کے وجود میں نفس، قلب، روح اور سرّ اکٹھے پائے جاتے ہیں۔ مرشد ایسا ہونا چاہیے کہ جس طرح عورت دودھ میں مناسب مقدار میں دہی ملاتی ہے، پھر یہ دودھ ساری رات میں جم کر دہی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر جب اس دہی کو بلویا جاتا ہے تو اس پر مکھن آجاتا ہے، مکھن الگ ہو جاتا ہے اور لسی الگ ہو جاتی ہے۔ پھر جب اس مکھن کو آگ پر رکھا جائے تو آگ کی تپش سے اس میں موجود میل الگ ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی میل سے پاک خالص گھی تیار ہو جاتا ہے۔ پس مرشد کو عورت سے کمتر نہیں ہونا چاہیے جس طرح عورت دودھ کے کام کو انتہا تک پہنچاتی ہے بالکل اسی طرح مرشد طالبِ مولیٰ کو اس کے وجود میں مقامِ نفس، مقامِ قلب، مقامِ روح، مقامِ سرّ، مقامِ توفیقِ الٰہی، مقامِ علمِ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کو الگ الگ کر کے دِکھا دیتا ہے۔ وہ طالبِ مولیٰ کو مقامِ خنّاس، خرطوم، شیطان، حرص، حسد اور کبر کو بھی اسی طرح الگ الگ کر کے دکھاتا ہے جس طرح قصاب بکرے کو ذبح کر کے اس کی کھال اتارتا ہے اور اس کی ہر رگ اور بوٹی کو الگ کر دیتا ہے اور اس کے گوشت سے آلائشوں کو نکال پھینکتا ہے۔ مرشد کامل مکمل کو اسی طرح ہونا چاہیے (کہ طالبِ مولیٰ کے وجود سے غیر ماسویٰ اللہ کو جدا کر دے) ورنہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔

طالب کو چار مرشدوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ مرشدِ شریعت، مرشدِ طریقت، مرشدِ حقیقت اور مرشدِ معرفت۔ مرشدِ شریعت کون ہے؟ جو طالب کو اسلام کے بنیادی ارکان کلمہ، حج، مال کی زکوٰۃ، روزہ اور نماز کی حقیقت سمجھا دے۔ مرشدِ طریقت کون ہے؟ جو طالب کی گردن میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کا طوق ڈال کر دونوں جہانوں سے بے نیاز کر دے۔ مرشدِ حقیقت کون ہے؟ جو طالب کو جانباز بنا کر اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی جان لے لینا سکھا دے۔ مرشدِ معرفت کون ہے؟ جو طالب کو اللہ تعالیٰ کے اسرار کا رازدان بنا کر صاحبِ سرّ بنا دے۔ جو مرشد طالبِ مولیٰ کو ان مقامات تک نہیں پہنچاتا وہ جھوٹا اور دغا باز ہے۔ جب تو کسی ایسے فقیر کو دیکھے جو زہد و تقویٰ، ریاضت، چلہ کشی اور عبادات میں تو بہت محنت کرتا ہے مگر باطن سے بے خبر ہے تو سمجھ لو کہ وہ گمراہی کے بیابان میں بھٹک رہا ہے۔ اس کی عاقبت دھوکہ بازوں جیسی ہے۔

فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک صاحبِ باطن[1] اور دوسرے صاحبِ بطن[2]۔ جو شخص (ریاضت کی خاطر) بھوکا پیاسا رہتا ہے لیکن باطن سے بے خبر ہے ایسے شخص کا انجام باطل ہے۔ صاحبِ باطن جتنا کھانا کھاتا ہے اس سے دوگنا نور اس کے وجود میں ظاہر ہوتا ہے۔ فقرا کا کھانا نور ہے، ان کا پیٹ تنور ہے اور ان کا قلب بیت المعمور ہے۔ فقرا کا سونا حضور ہے، ان کے نزدیک زاہد جنت کی طلب (میں عبادات) کرنے والا مزدور ہے اور ان کی عاقبت مغفور ہے۔ نیز مرشد بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک صاحبِ نظر اور دوسرے صاحبِ زر۔ مرشد فصلی سالی[3] (مرشد ناقص) اور مرشد وصلی لازوالی[4] (مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ)۔ مرشد درخت کی طرح ہوتا ہے جو موسم کی سردی اور گرمی خود برداشت کرتا ہے مگر اپنے زیرِ سایہ بیٹھنے والے کو سکون اور آرام مہیا کرتا ہے۔ مرشد کو دین کا دوست اور دنیا کا دشمن ہونا چاہیے جبکہ طالبِ مولیٰ کو صاحبِ یقین ہونا چاہیے جو مرشد پر مال اور جان قربان کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرے۔ مرشد کو نبی اللہ کی مثل ہونا چاہیے اور طالبِ مولیٰ کو

---

[1] باطن کی خبر رکھنے والا۔ [2] پیٹ کی فکر میں مبتلا رہنے والا۔ [3] ہر سال فصل میں سے حصہ بٹورنے والا [4] اللہ سے لازوال وصال رکھنے والا

ولی اللہ کی مثل ہونا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ تَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ

ترجمہ: دنیا کو ترک کرنا تمام عبادات کی جڑ ہے اور دنیا سے محبت کرنا تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

وسیلت[1] فضیلت[2] سے بہتر ہے کیونکہ گناہ کرتے وقت علمِ فضیلت (گناہ کرنے والے کو) روک نہیں سکتا جبکہ وسیلت بندے کو گناہ کرنے سے پہلے روک دیتی ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والد اور مرشد حضرت یعقوب علیہ السلام (کی وسیلت) نے زلیخا سے بچایا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَنَبِیٍّ فِیْ اُمَّتِہٖ

ترجمہ: مرشد اپنی قوم میں یوں ہوتا ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں۔

مرشد اُسے کہتے ہیں جو اپنی ایک ہی نگاہ سے سارا علم بھلا کر دونوں جہانوں کی پہچان عطا کر دے اور اگر جاہل پر ایک نظر ڈالے تو اُسے علمِ کُلی عطا کر دے، حتیٰ کہ جو کچھ وہ پہلے نہیں جانتا تھا جان جائے۔

باھُوؒ گر ترا علم است یا حلم است یا دانشِ عظیم
بی وسیلت می روند راہِ رجیم

ترجمہ: اگر تیرے پاس علم اور حلم ہے یا تو بہت ہی عقلمند ہے مگر تو بے وسیلت ہے تو جان لے کہ تو شیطان کی راہ پر چل رہا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْوَسِیْلَۃُ دَرَجَۃٌ

ترجمہ: وسیلہ ایک سیڑھی ہے۔

---

[1] وسیلت سے مراد مرشد کامل اکمل کی بیعت کر کے اس کے وسیلے سے اللہ تک پہنچنا ہے [2] فضیلت سے مراد علم، دولت یا طاقت سے حاصل ہونے والا مقام و مرتبہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المائدہ-35)

ترجمہ: اور اللہ (کے قرب) کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ

ترجمہ: مرید وہ ہے جو کسی چیز کی طلب نہ رکھتا ہو۔

اے باھُوؒ! تلقین کیا ہے اور کسے کہتے ہیں؟ تلقین غیر ماسویٰ اللہ کو ترک کرنے اور طلاق دینے کا نام ہے۔ تلقین توکل کا نام ہے۔ جو شخص صاحبِ توکل نہیں وہ صاحبِ تلقین نہیں ہو سکتا۔ ذکرِ اَللّٰهُ اور اسمِ اللّٰہ شیر کی مثل ہیں۔ جس جگہ شیر آ جاتا ہے وہاں سے سب جانور شیر کے ڈر سے بھاگ جاتے ہیں۔ اسی طرح جب طالبِ مولیٰ کے وجود میں ذکر اسمِ اللّٰہ ذات آتا ہے تو تمام خطرات اور وہمات اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں۔ اگر یہ پھر بھی باقی رہیں تو جان لو کہ ابھی اس ذاکر کے وجود میں ذکرِ اسمِ اللّٰہ ذات کی تاثیر پیدا نہیں ہوئی۔ مرشد عارف کو کہتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ

ترجمہ: جس نے اپنے ربّ کی معرفت حاصل کر لی پس وہ گونگا ہو گیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهٗ

ترجمہ: جس نے اپنے ربّ کی معرفت حاصل کر لی بے شک اس کی زبان لمبی ہو گئی۔

نیز عارف تین قسم کے ہوتے ہیں۔ عارفِ دنیا، عارفِ عقبیٰ اور عارفِ مولیٰ۔ عارفِ دنیا مال و دولت اور رجوعاتِ خلق کا طالب ہوتا ہے۔ وہ اپنے مریدوں کی ہڈیاں تک بیچ کھاتا ہے اور

خانقاہیں تعمیر کرنے، کشف و کرامات دکھانے، زمین و آسمان کی سیر کرنے اور بادشاہِ وقت کے قرب اور ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے۔ یہ تمام مراتبِ مخنّث ہیں۔ عارفِ دنیا مرشدِ مخنّث ہوتا ہے اور اس کے طالب بھی مخنّث ہوتے ہیں۔ دوسرے عارفِ عقبیٰ ہیں۔ یہ زاہد، عابد، عالم، متقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں جو دوزخ کے خوف سے سہمے رہتے ہیں اور جنت حاصل کرنے کے لیے عبادت کرتے ہیں۔ ان کا مرتبہ مؤنث ہے اور ان کے طالب بھی مؤنث ہیں۔

زاہدا! از بیم دوزخ چند ترسانی مرا
آتشی دارم کہ دوزخ نزد آن خاکستر است

ترجمہ: اے زاہد! تو دوزخ کی آگ سے مجھے کیوں ڈرا رہا ہے؟ میرے اندر تو وہ آگ ہے کہ دوزخ اس کے نزدیک آتے ہی جل کر خاک ہو جائے۔

تیسرے عارفِ مولیٰ، توحید میں غرق عارف باللہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر، دنیا اور عقبیٰ سے دور، اللہ تعالیٰ کی ذات میں مگن اور مسرور رہتے ہیں۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

اللہ کے نام میں پہلے 'الف' آتا ہے اور انسان کے نام میں بھی پہلے 'الف' آتا ہے۔ احد کے نام میں بھی پہلے 'الف' آتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام "احمد" میں بھی پہلے 'الف' آتا ہے۔ پس (حقیقی) انسان اہلِ سِرّ کو کہتے ہیں اور سِرّ فقیر کا نام ہے۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی ہے:

۞ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ

ترجمہ: انسان میرا سِرّ (راز) ہے اور میں انسان کا سِرّ ہوں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسان (کامل) ہیں۔ پس (حقیقی) انسان وہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرتا ہے۔ انسان کو مرتبۂ پیغمبری حاصل ہے (بشرطیکہ) وہ شریعت کا پابند ہو۔ اللہ کے نام میں پہلے الف آتا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے نام میں بھی پہلے 'الف' آتا ہے۔ پس آدمی وہ ہے جو مرتبۂ آدم پر ہو ورنہ وہ حیوانِ ناطق[1] ہے۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول حضرت

---

[1] بولنے والا حیوان

محمد رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ہو وہ ہوا و ہوس، لذتِ دنیا اور نفسِ شیطانی سے دور ہوتا ہے۔ جو شخص دنیا، خواہشاتِ شیطانی اور جاہل نفس کے قریب ہے وہ اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے دور ہے۔ استغراق کے بھی دو راستے (مقامات) ہیں۔ ایک مجلسِ محمدی ﷺ میں داخل ہونا اور دوسرا توحید فنا فی اللہ بقا باللہ میں غرق ہونا۔ اہلِ مجلسِ محمدی عارف[1] ہوتے ہیں جبکہ صاحبِ استغراقِ توحید معارف[2] ہوتے ہیں۔ عارف مرشد کامل کو کہتے ہیں اور معارف مرشد مکمل کو کہتے ہیں۔ مرشد وہ ہے جو کامل اور مکمل ہو۔ مرشد عارف ظاہری جسم کے ساتھ حضوری[3] سے مشرف ہوتا ہے اور مرشد معارف اپنے روحانی جسم کے ساتھ حضوری حاصل کرتا ہے۔ مجلسِ محمدی ﷺ میں جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ معارف سے کلام کرتے ہیں تو اہلِ مجلس کو وہ نظر نہیں آتا۔ وہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ کس سے بے واسطہ کلام کر رہے ہیں؟ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''یہ معارف ہے کہ جس کا ظاہر زمین پر ہے مگر اس کا باطن روحانی جسم کے ساتھ ہمارے سامنے حاضر ہے۔ یہ میرا دیوانہ اور عاشق ہے اور اللہ تعالیٰ کا معشوق ہے''۔ حدیثِ قدسی ہے:

❁ اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ

ترجمہ: بے شک میرے کچھ ولی میری قبا کے نیچے ہیں جن کو میرے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا۔

پس جب اللہ تعالیٰ کسی کو معارف بنا کر فقر فنا فی اللہ عطا کرتا ہے تو اسے فقر کے علمِ باطن کا عالم فاضل اور دانشمند بنا دیتا ہے۔ اس پر کشف اور کرامات کی راہ بند ہو جاتی ہے کیونکہ فقر میں دو راستے ہیں، ایک کرم کا راستہ ہے اور دوسرا کرامات کا۔ کرم کے راستے کے مزید دو راستے ہیں۔ ایک کرمِ کمالیت کا راستہ اور دوسرا تکبر کا راستہ ہے۔ چنانچہ شیطان کرمِ کمالیت کی راہ پر نہیں چلا بلکہ اس نے راہِ تکبر اور کرامات کو اختیار کیا اسی لیے 'انا' کے جال میں گھر گیا اور کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (میں اس سے

1۔ اللہ کو دیکھ کر عبادت کرنے والا، اللہ کو پہچاننے والا اور اس کی معرفت رکھنے والا۔ 2۔ جس کی معرفت حاصل کرنے سے اللہ کی معرفت حاصل ہو۔ 3۔ یہاں حضوری سے مراد بارگاہِ حق اور مجلسِ محمدی ﷺ میں حاضر ہونا ہے۔

بہتر ہوں)۔ راہِ فقر میں دعا اور بددعا کا کوئی کام نہیں ہے کہ دعا اور بددعا (کے پورا ہونے) میں دیر ہو جاتی ہے۔ فقر فنا فی اللہ بقا باللہ میں وَھم اور جذب ہے۔ فقیروں کا وَھم اللہ تعالیٰ کی رحمت (کا سبب) ہے جو ابدالا باد تک جاری ہے اور فقیروں کا جذب اور غضب اللہ تعالیٰ کا قہر ہے **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا** (میں اس سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں)۔

مرشد آئینہ کی مثل ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ **اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ**

ترجمہ: مومن، مومن کا آئینہ ہے۔

آئینہ کبھی غلطی نہیں کرتا۔ جو رنگ جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دکھاتا ہے۔ کالے کو کالا، سرخ کو سرخ اور زرد کو زرد دکھاتا ہے۔ پہلے مرشد تحقیق کرتا ہے کہ آیا طالب حق کا طالب ہے یا غیر اللہ کا۔ پس مرشد حق (کی طلب رکھنے والے) کو حق تک پہنچا دیتا ہے اور باطل (یعنی غیر اللہ کی طلب رکھنے والے) کو باطل سے ملا دیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ **کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ**

ترجمہ: ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

جاسوس طالب سے ڈرو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے:

❁ **اِخْوَانُ ھٰذِہِ الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ**

ترجمہ: اس زمانے کے بھائی (طالب) عیبوں کے جاسوس ہیں۔

چنانچہ جس طرح سنار سونے کو آگ کی بھٹی میں ڈال کر پرکھتا ہے اسی طرح مرشد طالب کو پرکھتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ **اِنَّ اللّٰہَ یُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْبَلَآءِ کَمَا یُجَرِّبُ الذَّھَبُ فِی النَّارِ**

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ مومنوں کی آزمائش دکھوں اور بلاؤں سے کرتا ہے۔ جس طرح سونے کی

آزمائش آگ میں ڈال کر کی جاتی ہے۔

آدمی کا دشمن اس کا معدہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے:

❁ ''آدمی کا دشمن اس کا اپنا پیٹ ہے''۔

فقیر وہ ہے جو طمع نہ کرے، اگر کوئی کچھ دے تو منع نہ کرے اور اگر کچھ ملے تو جمع نہ کرے۔ فقر کے لیے علمِ ملاقات[1] ہے اور دوسروں کے لیے علمِ کرامات ہے۔ ملاقات کیا ہے اور کرامات کیا ہے؟ کرامات مقامِ ناسوت ہے اور ملاقات مقامِ لاھوت ہے۔ کرامات لوگوں کو اپنی بازیگری کا تماشا دکھانا ہے جبکہ ملاقات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت اور حضوری سے مشرف ہونا ہے۔ نیز ملاقات سے مراد مقامِ ربوبیت پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور واحدانیت میں غرق ہونا ہے جو فنا فی اللہ بقا باللہ عارف باللہ کا شرف ہے۔ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اختیار کر کے مقامِ شریعت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں داخل ہوتا ہے اسے مقامِ طریقت میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہونے کے احوال کی کیا خبر؟ جو کوئی مقامِ طریقت میں حضوری سے مشرف ہو کر مجلسِ محمدی میں داخل ہوتا ہے اُسے مقامِ حقیقت میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کی کیا خبر؟ جو مقامِ حقیقت پر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوا اُسے مقامِ معرفت کے حقائق واحوال کی کیا خبر؟ جو مقامِ معرفت پر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوا اُسے مقامِ عشق کی حضوری کی کیا خبر؟ جسے مقامِ عشق میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہوا اُسے مقامِ محبت کی حضوریات کی حقیقت کی کیا خبر؟ جو اللہ کے مدِ نظر رہتا ہے دونوں جہان اُس کے مدِ نظر رہتے ہیں۔ جسے مقامِ محبت کی حضوری حاصل ہوتی ہے وہ فنا فی اللہ کی حضوری کی حقیقت کو کیا جانے؟ پس ہر کسی کو درجہ بدرجہ (اپنے مرتبہ کے لحاظ سے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں) عزت و مقام حاصل ہے مگر فقیر فنا فی اللہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام مراتب کو اور ان مراتب کی حضوری رکھنے والوں کو جانتا پہچانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

---

[1] اللہ کے دیدار اور لقا کا علم

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ

ترجمہ: جس نے اللہ کی معرفت حاصل کر لی اس سے کوئی چیز بھی چھپی نہ رہی۔

عالم اسے کہتے ہیں جو عین طالبِ حق ہو اور مولانا اُسے کہتے ہیں جو طالبِ مولیٰ ہو۔ دانشمند اُسے کہتے ہیں جو اپنے ہی نفس کے خلاف دعویٰ کر کے مدعی بن جائے اور فاضل اُسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے جاودانی محبت کے سوا سب کچھ چھوڑ دے اور اللہ کا رفیق باتوفیق بن جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْيَا فَهُوَ كَافِرٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْحُجَّةِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلٰى فَهُوَ مُسْلِمٌ

ترجمہ: جس نے دنیا کی خاطر علم حاصل کیا وہ کافر ہے اور جس نے حجت کی خاطر علم حاصل کیا وہ منافق ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے علم حاصل کیا وہ مسلمان ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

اَلسَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ شَيْطٰنٌ اَخْرَسٌ

ترجمہ: جو شخص حق بات کہنے سے چپ رہا وہ گونگا شیطان ہے۔

پس علم بھی دو قسم کا ہے۔ علمِ عارفیت اور علمِ عاریّت۔ علمِ عارفیت اللہ تعالیٰ کا علم ہے جو بندہ کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کا طالب بناتا ہے جبکہ علمِ عاریّت مردار دنیا کا طالب بناتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلدُّنْيَا مَنَامٌ وَعَيْشُهَا فِيْهِ اِحْتِلَامٌ

ترجمہ: دنیا خواب ہے اور اس کی عیش و عشرت احتلام ہے۔

ایسا علم جو اللہ کے لیے اور نیک اعمال سیکھنے کی خاطر حاصل کیا جائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے اور جو علم دنیا کمانے کے لیے حاصل کیا جائے ابوجہل کا ہم نشین بناتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

✿ اَلْعُذْرَۃُ شَیْئٌ وَالْجَھْلُ لَا شَیْئٍ

ترجمہ: عذر کی کوئی حیثیت ہے مگر جہالت کی کوئی حیثیت نہیں۔

مرشد کو عالم ہونا چاہیے اور طالبِ مولیٰ کو طالبِ علم ہونا چاہیے، جاہل کی (راہِ فقر میں) کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حدیثِ قدسی ہے:

✿ مَا تَخِذَ اللّٰہُ وَلِیًّا جَاھِلًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جاہلوں کو دوست نہیں رکھتا۔

جاہل کون ہوتا ہے اور جاہل کسے کہتے ہیں؟ جاہل وہ ہے جو دنیا کی محبت کا طالب ہو، حرص میں مبتلا خواہشاتِ نفس کا طالب ہو، علما اور اللہ کے کلام کا دشمن ہو، پس وہ کافر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

✿ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ (البقرہ۔39)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

✿ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (ھود۔6)

ترجمہ: زمین میں کوئی بھی جاندار ایسا نہیں کہ جس کے رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہ اٹھایا ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

✿ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (الطلاق۔3)

ترجمہ: اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا اس کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

✿ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (آل عمران۔37)

ترجمہ: بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

پس اسباب کو چھوڑ اور مسبّب کی طلب کر۔ مرشد سبب کی بجائے مسبّب کی راہ عطا کرتا ہے۔

چون رزق مقدر است گردیدن چیست
رازق چو بگرداند پرسیدن چیست

ترجمہ: جب رزق مقدر میں ہے تو اس کی خاطر سرگردانی کس لیے؟ رازق یہ رزق خود پہنچا تا ہے تو اس کے لیے جستجو کیسی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ (الزخرف-32)

ترجمہ: ہم نے ان کے درمیان روزی تقسیم کر دی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (ابراہیم-27)

ترجمہ: اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (المائدہ-1)

ترجمہ: اللہ جو چاہتا ہے اس کا حکم دے دیتا ہے۔

درویشوں کے طریق میں ایک درویش کے لیے فاقہ کی رات استقامت کی رات ہوتی ہے۔ اس رات درویش کو معراج حاصل ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

مِعْرَاجُ الْفُقَرَآءِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ

ترجمہ: فقرا کے لیے فاقہ کی رات معراج ہے۔

جس جگہ درویش بھوکا سو جائے اس جگہ خرابی اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر درویش نہ ہوتے تو سب شہر اور مقام تباہ و برباد ہو جاتے۔ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک جہاں بھی آبادی ہے درویشوں کی دعا کی برکت اور ان کے مبارک قدموں کی وجہ سے قائم ہے۔ پس مرشد درویش فقیر، اہلِ اللہ فقیر، فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر ہوتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی

ترجمہ: مفلس اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے۔

مرشد کے مراتب حاصل کرنا آسان کام نہیں ہے (اس کے لیے) اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مگن ہو کر خود کو فنا کرنا پڑتا ہے۔ مرشد کے مراتب اس آیت کے عین مطابق ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (البقرہ-260)

ترجمہ: اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا یا اللہ! مجھے دکھا دے کہ تو کس طرح موت کے بعد زندہ کرتا ہے؟ اللہ نے فرمایا! کیا تیرا ایمان نہیں ہے؟ (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کیوں نہیں لیکن میں اپنے دل کو مطمئن کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: سو تم چار پرندے پکڑو، انہیں اپنے ساتھ مانوس کرو پھر (ان کو ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ، وہ تمہارے پاس دوڑ کر آئیں گے۔ اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب اور حکمت والا ہے۔

قبر مارا ھُو بگوید باھُوؒ
این چہ خوش خانہ است خلوت باخدا

ترجمہ: میری قبر سے 'ھُو' کی صدا بلند ہوتی رہتی ہے کہ اے باھُوؒ! یہ جگہ اللہ سے خلوت کے لیے بہت اچھی جگہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ترجمہ: ''مرنے سے پہلے مرجاؤ'' سے مراد یہی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

۞ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

ترجمہ: جب تم اپنے کاموں میں حیران ہو جایا کرو تو اہلِ قبور سے مدد لیا کرو۔

یا اللہ! اپنے عاشقوں کی جان اپنی قدرت سے خود ہی قبض کرنا کہ تیرے اور تیرے عاشقوں کے

درمیان عزرائیلؑ نامحرم ہے۔پس مرشد کسے کہتے ہیں؟ یُحْیِ الْقَلْبَ وَ یُمِیْتُ النَّفْسَ ترجمہ: دل کو زندہ اور نفس کو مارنے والا۔جب وہ طالب پر جذب اور غضب کرتا ہے تو نفس کو زندہ کر کے قلب کو مار دیتا ہے۔

مرشد وہ ہے جو فقر کی انتہا تک پہنچا ہو اور جس نے خود پر غیر ماسویٰ اللہ کو حرام کر رکھا ہو، ازل سے ابد تک احرام باندھے اللہ تعالیٰ کا بے حجاب دیدار کرنے والا حاجی ہو۔ ایسا ہی مرشد کامل اور کامیاب ہے جو ظاہر میں بے شک گناہ کر رہا ہو مگر باطن میں وہی کام عین ثواب ہو۔جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضرؑ کے واقعہ میں بیان ہوا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا (الکہف۔78)

ترجمہ: (حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہا کہ اب میں آپ سے الگ ہوتا ہوں اور آپ کو ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

چنانچہ ان کا کشتی کو توڑنے، ٹوٹی ہوئی دیوار کو بنانے اور بچے کو قتل کرنے کا یہ قصہ سورۃ الکہف میں درج ہے۔پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس علمِ ظاہر تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کے پاس علمِ باطن تھا۔ علما اور طالب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثل ہیں جبکہ مرشد فقیر حضرت خضر علیہ السلام کی مثل ہے۔اسی لیے فقرا سے حضرت خضر علیہ السلام جیسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ مرشد طبیب کی طرح ہے اور طالب مریض کی مثل ہے۔طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے تو اُسے کڑوی اور میٹھی دوائیاں دیتا ہے۔مریض کو چاہیے کہ وہ انہیں کھائے تاکہ صحت یاب ہو جائے۔

مرشد کے چار حروف ہیں اور عارف کے بھی چار حروف ہیں۔حرف ''م'' سے صاحبِ مروّت، حرف ''ر'' سے ریاضت کش، حرف ''ش'' سے اہلِ شوق اور حرف ''د'' سے صاحبِ درد۔سن! ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ نماز نفل وغیرہ پڑھنا بیوہ عورتوں کا کام ہے، نفلی روزہ رکھنا کھانے کی بچت ہے، حج پر جانا دنیا کی سیر و تماشہ دیکھنا ہے جبکہ مردوں کا کام دِل کو اپنے قابو میں کر لینا ہے۔یہ فقیر

باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ نفل نماز ادا کرنا اپنی جان کو پاک کرنا ہے، نفلی روزے رکھنا رحمٰن کی خوشنودی حاصل کرنا ہے اور حج کے لیے جانا ایمان کا ثبوت ہے' دل کو قابو میں لانا خام لوگوں کا کام ہے' اللہ تعالیٰ کو دیکھنا اور پہچاننا نامکمل لوگوں کا کام ہے جبکہ بشریت سے آزاد ہو کر خود کو فنا کرنا اور عین فنا فی اللہ بقا باللہ ہونا مردوں کا کام ہے۔ پس مرشد کامل مرد صاحبِ تجرّد[1] اور صاحبِ درد ہونا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (النساء۔76)

ترجمہ: اللہ کی راہ میں قتال کرو۔

پس مرشدی وراثت نہیں ہے بلکہ کھرا اور کھوٹا پرکھنے کی صرافی ہے۔ مرشدی روپے پیسے اور اشیا کے لین دین سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ خاص الخاص اور نہایت افضل (مرتبہ) ہے۔

مرشد میرا اخص[2] ہے اور ارادت میری کامل ہے۔ (مقامات چار ہیں:) مقامِ عام، مقامِ خاص، مقامِ خاص الخاص، مقامِ اخص۔ مقامِ اخص مقامِ سِرّ[3] ہے۔ چونکہ میرا پیر اخص ہے اس لیے اس پر میرا اعتقاد کامل ہے۔

---

[1] سب سے جدا اور اللہ کے ساتھ یکتا و تنہا [2] نہایت اعلیٰ، افضل، خاص الخاص سے بھی خاص [3] جہاں انسان کامل اللہ کا راز بھی اور رازدان بھی بن جاتا ہے۔

باب چہارم

نفس کی مخالفت اور
اللہ کی مدد سے اسے مارنے اور زیر کرنے کا ذکر

نفس کے خلاف چلنے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور اللہ کی نافرمانی اور اس کی رضا کے خلاف چلنے میں نفس کی خوشنودی ہے۔ نفس کیا چیز ہے اور اس کی فطرت کیا ہے؟ نفس سانپ کی طرح ہے اور اس کی خصلت کفار جیسی ہے۔ پہلے سانپ پر منتر پڑھنا چاہیے پھر اس پر ہاتھ ڈالنا چاہیے تاکہ یہ زیر ہو کر قید میں آ جائے۔ چنانچہ جب سانپ سے پوچھا گیا کہ تو سوراخ سے باہر کیوں نکلا؟ سانپ نے کہا جب کوئی میرے دروازے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو مجھ پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ میں اللہ کے نام پر اپنا سر قربان کر دوں۔ پس نفس سانپ کی طرح ہے، انسان کا وجود سوراخ کی مثل ہے اور اسم اللہ ذات کا ذکر منتر کی طرح ہے۔ کافر نفس کی فطرت اور خصلت یہ ہے کہ یہ علم شریعت اور کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (پر کامل مکمل طور پر عمل) کے بغیر اسلام قبول نہیں کرتا اور مسلمان نہیں ہوتا۔

❁ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَ الْکُفْرُ بَاطِلٌ

ترجمہ: اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔

راحتی گر خویش خواہی نفس را گردن بزن
گر وصال حق بخواہی بگذر از فرزند و زن

ترجمہ: اگر تو راحت چاہتا ہے تو اپنے نفس کی گردن مار دے۔ اگر تو وصالِ حق چاہتا ہے تو اپنے بیوی

بچوں کا خیال دل سے نکال دے۔

چون نفس را گردن زنم نفس مردِ حق
غیر نفسے خویش کُش نیابد عشقِ حق

ترجمہ: جب میں نے اپنے نفس کی گردن اڑا دی تو نفس مردِ حق بن گیا۔ اپنے نفس کو مارے بغیر کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کے عشق کو نہیں پا سکا۔

چون نفس را گردن زنم آن نفس مرشد پیشوا
ہر مقامی خوش نماید میبرد با کبریا

ترجمہ: جب میں نے نفس کی گردن اڑا دی تو نفس میرا مرشد اور رہنما بن گیا اور مجھے ہر (روحانی) مقام کی سیر و تماشا کرا کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچا دیا۔

نفس تابع یار بہ ای جان عزیز
نفس را احمق چہ داند بے تمیز

ترجمہ: اگر نفس تابع ہو جائے تو یہ جان سے عزیز دوست بن جاتا ہے۔ نفس کی حقیقت کو احمق اور بے تمیز لوگ کیا جانیں؟

نفس راحت جاودانی را گذار
تاشوی باحق تعالیٰ یارِ غار
تا کارِ تو می بر آرد کردگار

ترجمہ: اے نفس! اگر تو عیش پرستی کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دے تو تُو اللہ تعالیٰ کا سب سے اچھا دوست بن جائے گا اور تیری سب آرزوئیں اللہ تعالیٰ پوری کر دے گا۔

گر نفس را گردن زنم ضائع شوم
از ہوائے نفس را بیرون کنم

نفس با ما یار ما با من یار او

سرِّ وحدت آب نفسم آب جو

ترجمہ: اگر میں نفس کی گردن اڑا دوں تو یہ برباد ہو جائے گا۔ ضروری یہ ہے کہ میں اسے ہوا اور ہوس سے پاک کر دوں پھر یہ نفس میرا دوست بن جائے گا اور میں اس کا دوست بن جاؤں گا۔ سرِّ وحدت دریا ہے اور میرا نفس اس دریا سے نکلنے والی ندی ہے۔

دیو دیوانہ است نفس آن دیو بذدم

گر خدا بر خود شوم وی را کشم

ترجمہ: نفس ایک دیوانہ دیو ہے اور مجھے اس کو مارنا ہے۔ میں خود پر (اپنی خواہشات پر) غالب آ جاؤں تو اس دیو کو ختم کر سکتا ہوں۔

میں کفر اور کافری سے بیزار ہوں اور میں نے دینِ اسلام قبول کیا ہے۔

❁ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ واحد اور لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ عبدہٗ اور اللہ کے رسول ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ○ (طٰہٰ۔47)

ترجمہ: سلامتی ہے اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ دن رات ہر وقت، ہر لمحہ نفس کی مخالفت کرے اور کسی بھی وقت نفس سے غافل نہ رہے کیونکہ نفس کافر ہے۔ نیند ہو یا بیداری، مستی ہو یا ہوشیاری' ہر حال میں اس نفس سے دشمنی اور جنگ جاری رکھے کہ یہ جان کے اندر چھپا ہوا چور اور دشمن ہے اور راہ (حق) کا رہزن اور نقصان پہنچانے والا ہے۔ اس کی طرف سے کبھی بھی مطمئن نہ ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰى جِهَادِ الْاَكْبَرِ

ترجمہ: ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آتے ہیں[1]

نفس دو قسم کا ہے، جس طرح انسان کا وجود دو قسم کا ہے وجودِ لطیف اور وجودِ کثیف۔ وجودِ کثیف ان لوگوں کا ہے جن کا نفس امارہ، لوامہ یا ملہمہ ہے۔ امارہ راہزن شیطان کا نام ہے۔ نفسِ امارہ کے تابع نفسِ لوامہ ہے اور نفسِ لوامہ کے تابع نفسِ ملہمہ ہے۔ ان تینوں کا ایک دوسرے سے اتفاق ہے۔ وجودِ لطیف ان لوگوں کا ہے جن کا نفس مطمئنہ ہے۔ اور مطمئنہ ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے (نفس) کو کہتے ہیں۔ اطاعت روح کے تابع ہے اور روح توفیقِ الٰہی کے تابع ہے۔ صاحبِ نفسِ مطمئنہ ذکر، فکر، استغراقِ الٰہی میں مشغول رہنے والے فنا فی اللہ فقیر ہیں۔ پس تمام انبیا، اصفیا، اولیا، مومن، مسلمان اور اہلِ ایمان کا نفس مطمئنہ ہے اور اہلِ نفسِ مطمئنہ ہی اہلِ معرفت ہیں۔

باھُوؒ در کسی معرفت معروف گردد
کہ سِرّ وحدتش مکشوف گردد

ترجمہ: اے باھُوؒ! جس پر سِرِّ وحدت ظاہر ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں کامل ہو جاتا ہے۔

نماند پردہ زان سِرّ اسرار
کہ عین با عین بیند یار با یار

ترجمہ: پھر اللہ اور اس کے اسرار کے رازدان (فقیرِ کامل) کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا اور عین اپنے عین کو اور دوست اپنے دوست کو دیکھ لیتا ہے۔

در خود گم شو کہ اہلِ بدعت مشو
و از ہر دو جہان دست بشو

ترجمہ: اہلِ بدعت نہ بن، اپنے آپ میں گم ہو جا اور دونوں جہانوں کی طلب کو چھوڑ دے۔

---

[1] چھوٹے جہاد سے مراد کافروں اور مشرکوں سے جہاد ہے جبکہ بڑے جہاد سے مراد نفس کے خلاف جہاد ہے۔

خدا یک دِل یک یکے را بجو
با یکے یک شوی چون عین او

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایک ہے، دل بھی ایک ہے، ایک کی جستجو کر اور اس ایک کے ساتھ ایک ہو جا تا کہ عین وہی ہو جائے۔

کافروں، منافقوں، فاسقوں، مردود، لعنتی اور شراب نوشی کرنے والوں کا نفس امارہ ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء۔43)

ترجمہ: جب تم حالت سکر (نشے) میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔

اہلِ نفسِ مطمئنہ وہ ہیں جو اہلِ روح ہیں اور اہلِ روح اہلِ ذکر، وجد، شوق اشتیاق، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غرق رہنے والے، اہلِ توحید فنافی اللہ ہوتے ہیں۔ اہلِ فنافی اللہ کا نفس نہیں ہوتا۔ ہمہ اوست در مغز و پوست (ظاہر اور باطن میں صرف اللہ ہے) جیسا کہ حدیث لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ[1] سے واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا سے پوچھا گیا کہ اے رابعہؒ نفس، شیطان اور دنیا کے بارے میں آپ کیا خیالات رکھتی ہیں؟ حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا کہ میں محبوب کے قرب اور توحید فنافی اللہ میں اس قدر غرق ہوں کہ نہ مجھے اپنی خبر ہے، نہ ہی نفس، شیطان اور دنیا کی کچھ خبر ہے۔

باھُوؒ بہ مردم می کند این نفس محتاج
کسی را نیست نفسش ہست لایحتاج

ترجمہ: اے باھُوؒ! یہ نفس لوگوں کو محتاج بنا دیتا ہے۔ جس کا نفس تباہ ہو جائے صرف وہی لایحتاج[2] ہوتا ہے۔

---

[1] "لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُ فِیْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ" ترجمہ: میرا اللہ کے ساتھ ایک وقت ایسا بھی ہے جس میں میرے اور اللہ کے درمیان کسی مقرب فرشتے اور رسول کی گنجائش نہیں۔ [2] کسی کا محتاج نہ ہونا۔

پس اولیا اللہ لا یحتاج ہوتے ہیں اولیا اللہ اہلِ فقر کو کہتے ہیں اور اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہ (ترجمہ: فقر اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہے) لیکن ہر چیز فقر کی محتاج ہے۔ فقیر کا نفس نہیں ہوتا بلکہ نَفَس ہوتا ہے۔ اور نَفَس پاس انفاس کو کہتے ہیں۔ پاس انفاس اس خاص ذکر کو کہتے ہیں جو ہر آتی جاتی سانس کے ساتھ کیا جاتا ہے جس میں کوئی سانس بھی ذکرِ اَللّٰہُ سے خالی نہیں ہوتا۔ اہلِ نفسِ امارہ کا دل مردہ اور سانس (ذکرِ اَللّٰہُ کے بغیر) افسردہ ہوتا ہے۔

باھُوؒ ز نفس بد تر نباشد سر ہوا
کہ دعویٰ ہمچون فرعونش خدائی

ترجمہ: اے باھُوؒ! نفس سے بدتر اور کوئی نہیں ہے کیونکہ یہ ہوا و ہوس کا سرچشمہ ہے اور فرعون کی طرح خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النّٰزعٰت 41-40)

ترجمہ: جو شخص اپنے ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے وقت ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات و شہوات سے روکے رکھا بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

آدمی دو قسم کے ہیں۔ اہلِ نفس، جو خواہشات کے غلام ہیں اور اہلِ اطاعت، جو اللہ کے بندے ہیں۔ نفس، دنیا اور شیطان یہ تینوں کافر ہیں یا جلاد کی مثل حرام خور ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے وہ صاحبِ نفس ہو جاتا ہے اور شہوت سے پُر، خواہشات پرست، طالبِ دنیا، حسن پرست اور زینت کی نمائش کرنے والا بن کر شیطان کے ساتھ مل جاتا ہے۔ کھانے پینے اور گناہ کرنے میں لذّت محسوس کرتا ہے اور انہی میں غرق رہتا ہے۔ اس کا دل تاریک اور عشق و محبت و نورِ الٰہی سے خالی ہو جاتا ہے۔ وہ علمِ معرفت سے بے بہرہ رہتا ہے اور اس کا دل اس کے جسم کی قبر میں

مردہ ہو جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (التغابن۔15)

ترجمہ: بے شک تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں۔

نفس کسے کہتے ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتا ہے۔ نفس اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی طلب کو کہتے ہیں۔ دنیا، نفس اور شیطان ہم مَردوں[1] کے دشمن ہیں۔ شیطان ہماری راہ کا رہزن ہے؟ شیطان کا رہزن کونسا شیطان ہے؟ تکبر! تکبر کس چیز سے پیدا ہوتا ہے؟ تکبر اللہ تعالیٰ کے جلالِ قہر اور شر سے پیدا ہوتا ہے۔ میرے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیشوا کون ہے؟ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیشوا اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کیسے نصیب ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے جمال کی مہربانی سے۔

❁ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ: خیر اور شر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔

این خاک را انسان کنم آن نار را شیطان کنم
هم این کنم هم آن کنم کس را نباشد زین خبر

ترجمہ: اس مٹی کو میں نے انسان بنا دیا اور اس آگ کو میں نے شیطان بنا دیا۔ یہ بھی میں نے کیا وہ بھی میں نے کیا ہے مگر کسی کو اس بات کی خبر نہیں۔

زہد و تقویٰ و ریاضت اختیار کرنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، زکوٰۃ دینا نفس کے خلاف ہے، کیا ان سے نفس مر جاتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ نہیں مرتا۔ ذکر، فکر، مجاہدہ، مشاہدہ، مراقبہ، محاسبۂ نفس، حضورِ مذکور (اللہ تعالیٰ) کا وصال نفس کے خلاف ہیں، کیا ان سے نفس مر جاتا ہے؟ میں کہتا ہوں نہیں مرتا۔ ورد وظائف، تسبیح، قرآن کی تلاوت، فقہ کے مسائل بیان کرنا بھی نفس کے خلاف ہیں، کیا ان سے نفس مر جاتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ نہیں مرتا۔ موٹا کھردرا لباس پہننا، مخلوق سے جدائی اختیار کرنا،

---

[1] مَرد سے مراد طالبِ مولیٰ ہے۔

زبان کو خاموش رکھنا، نیک لوگوں سے صحبت رکھنا اور اچھے کام کرنا نفس کے خلاف ہے، کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ نہیں مرتا۔ کسی تنہا گوشے میں چلہ کاٹنا، خود کو ہر چیز سے لاتعلق کر کے سرگردان پھرنا بھی خلافِ نفس ہے، کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہتا ہوں نہیں مرتا۔ (دین کا) علم پڑھنا، پڑھانا اور اللہ کو جاننا پہچاننا بھی خلافِ نفس ہے، کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ نہیں مرتا۔

نفس گر سلطان شود مسند نشین
سگ بگردِ آسیا گردد یقین

ترجمہ: نفس خواہ بادشاہ بن کر تخت پر ہی کیوں نہ بیٹھ جائے پھر بھی یہ (اپنی لالچی فطرت کی بنا پر) چکی کے گرد گھومنے والا کتا ہی رہے گا۔

نفس کو اگر بھوکا رکھا جائے تو اس میں اطاعت کرنے کی طاقت اور قوت نہیں رہتی اس لیے بندے کو اطاعت سے محروم رکھتا ہے۔ اگر نفس کا پیٹ بھرا ہو تو وہ خواہشاتِ نفس اور شہوت سے پُر فتنہ بن جاتا ہے۔ تو اس کا کیا علاج کرنا چاہیے؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ-286)

ترجمہ: اللہ کسی کو اس کی ہمت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

جو نفس بھوک کی حالت میں سکون میں رہتا ہے اور ذکر و اطاعت میں فرحت محسوس کرتا ہے اُسے زہد اور ریاضت میں مصروف رکھنا چاہیے۔ جو نفس بھوک کی حالت میں ذکر اور اطاعت میں فرحت محسوس نہیں کرتا اور وسوسوں، کفر اور نفاق میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کے لیے بہتر ہے کہ زیادہ کھائے بشرطیکہ زیادہ کھانے سے اس میں بدی کے اثرات پیدا ہونے کی بجائے آسانی سے احکامِ الٰہی کی اطاعت کرنے اور فرمانبرداری کی طاقت پیدا ہو جائے۔ ورنہ اس کے لیے بہتر ہے کہ آدھا بھوکا رہے اور آدھا سیر۔ ایسے نفس کو صرف قوت لایموت[1] دینی چاہیے اور اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر لگانا

[1] صرف اس قدر خوراک جس سے زندگی قائم رہے۔

چاہیے۔ نفس کا گھر زمین کے نیچے قبر میں بنانا چاہیے، لباس کے طور پر اسے کفن پہنانا چاہیے اور اسے روزِ محشر کا تماشا دکھانا چاہیے تا کہ اسے عبرت حاصل ہو اور طالب کا دِل ہر قسم کی آلودگی اور گندگی سے پاک ہو جائے، اللہ اور اس کے درمیان موجود تمام پردے ہٹ جائیں اور اس کا نفس تمام جھگڑوں سے باز آ کر پُرسکون ہو جائے اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کے مطابق مر جائے۔ نفس کیا چیز ہے؟ نفس موٹے خنزیر کی طرح ہے جو اہلِ کفر سے دوستی رکھتا ہے اور خود پرستی میں مبتلا ہو کر خوار رہتا ہے۔ سن!

در وجود آدمی صد خوک است
خوک باید کشت یا با زنار بست

ترجمہ: آدمی کے وجود میں سینکڑوں خنزیر ہیں۔ ان خنزیروں کو مار دینا چاہیے یا رسی سے باندھ دینا چاہیے۔

یہی نفس اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور یہی نفس فتنہ پھیلانے والا بھی ہے۔ یہی نفس نفسانی خواہشات سے بھرا ہوا ہے اور یہی نفس عادل بادشاہ بھی ہے۔ یہی نفس اَنا کی وجہ سے گمراہ ہے اور یہی نفس عالم، متعلّم، مفتی، قاضی، حساب لینے والا اور حساب دینے والا بھی ہے۔ یہی نفس رشوت اور حرام کھانے والا خبیث بھی ہے اور یہی نفس صاحبِ ارشاد ہادی مرشد بھی ہے۔ یہ نفس کبھی خود پرستی اور حرص و حسد میں گرفتار ہو کر برباد ہو جاتا ہے تو کبھی یہی نفس سلطان العارفین عاشق اور معشوق بن جاتا ہے۔ کبھی یہ نفس مخلوق (سے عزت حاصل کرنے) کے طمع میں در در بھیک مانگتا ہے۔ مردِ فقیر وہ ہے جو نفس کو کسی بھی حال میں اطاعت سے فارغ نہ رہنے دے اور جو کچھ نفس مانگے اسے ہرگز نہ دے اور ہمیشہ اس کے خلاف کرے۔ ہمیشہ اس سے یہ کہہ کر جھگڑا کرتا رہے کہ اے نفس تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوئی بھی ایسا کام نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق ہو سکے اور قیامت کے دن تیرا چھٹکارا ہو۔ نہ ہی تو نے اللہ تعالیٰ کو ایسے پہچانا جیسے اسے پہچاننے کا حق ہے۔ اللہ کے خوف سے تمام انبیا اور اولیا اللہ یوں پگھلتے ہیں جیسے سونا کٹھالی

میں پگھلتا ہے۔ یہ بزرگ نہ تمام عمر سوتے ہیں، نہ زمین سے پہلو لگاتے ہیں اور نہ ہی اپنے نفس کو دنیا کی کوئی لذت پہنچاتے ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ تجھے بھی چاہیے کہ تو ہر وقت اپنے نفس کی حرکتوں اور حالتوں پر نظر رکھ کر اس کی خواہشات کو تباہ کر دے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ

ترجمہ: مظلوم کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے۔

پس فقرا نفس کے ہاتھوں ستم رسیدہ اور مظلوم ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ

ترجمہ: مظلوم کی فریاد سے ڈرو کیونکہ مظلوم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

پس اہلِ اللہ فقرا مظلوم ہیں جو اپنے نفس کے ظلم سے عاجز آ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ (سے اس کے خلاف مدد مانگنے) میں مگن رہتے ہیں۔ فقرا سے ڈرو کہ فقرا حالتِ شہوت میں بھی باشعور اور فنا فی اللہ حضور ہوتے ہیں اس لیے وہ اللہ کی نظر میں منظور ہیں۔ نفس غصے کی حالت میں درندہ اور گناہ کرتے وقت بچہ بن جاتا ہے۔ نعمت ملنے پر نفس فرعون بن جاتا ہے، سخاوت کے وقت قارون، بھوک لگنے پر دیوانہ کتا اور پیٹ بھر جائے تو یہ متکبر اور مغرور گدھا بن جاتا ہے۔

گر نفس گرسنہ شود سگ میشود
در شکم پُر شود خر میشود

ترجمہ: نفس اگر بھوکا ہو تو کتے کی طرح ہوتا ہے اور اگر پیٹ بھرا ہو تو گدھے کی طرح ہوتا ہے۔

اگر تُو نفس کا پیٹ بھرے گا تو یہ نافرمان ہو جائے گا اور اگر اسے بھوکا رکھے گا تو یہ چیخ چلا کر فریاد کرے گا۔ نفس کو گناہ کرتے وقت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلکہ تمام نبیوں، رسولوں، اولیا اللہ اور صالح لوگوں کے واسطے دے لو، آیات اور روایات سنا لو یا موت اور قبر کے حالات، منکر نکیر کے

سوال و جواب، اعمالنامہ، مسائلِ فقہ، قیامت کے روز کی نفسانفسی، پل صراط اور دوزخ کے حالات یاد دلا کر ڈراؤ یا جنت اور دیدارِ الٰہی کی نعمت کے بارے میں یاد کراؤ مگر نفس باز نہیں آتا اور گناہ کرنے سے نہیں رُکتا۔ لیکن صرف توفیقِ الٰہی اور مرشد کامل اکمل کی بیعت کا وسیلہ نفس کو گناہ سے روک سکتا ہے۔ جس وقت بھی طالب گناہ کرنے لگتا ہے بے شک مرشد کو آگاہی ہو جاتی ہے، وہ گناہ اور طالب کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے اور طالب کو الہام یا پیغام رسانی کے ذریعے یا (باطنی طور پر) ہاتھ پکڑ کر گناہ سے بچالیتا ہے۔ اسی وجہ سے وسیلت فضیلت سے بہتر ہے۔ اہلِ نفس فضیلت کے محتاج ہیں جبکہ وسیلہ (مرشد کامل) رکھنے والے کسی کے محتاج نہیں۔ فضیلت پر نفس غالب ہوتا ہے جبکہ وسیلت نفس پر غالب ہو کر نفس کو مغلوب کر لیتی ہے۔ علم سونے چاندی کی مثل ہے اس لیے باعثِ فضیلت ہے جبکہ وسیلت فولاد کی مثل ہے جیسے کہ تیز دھار تلوار۔

نفس حریص شکر و شِیر می طلبد
بادشاہی شہ جہانگیر می طلبد

ترجمہ: نفس لالچی ہے اسی لیے ہر وقت مال و دولت کی طلب کرتا رہتا ہے اور جہانگیر بادشاہ کی طرح بادشاہ بننے کی طلب میں رہتا ہے۔

باھُوؒ بہ گدائی ز شاہیٔ اورنگ شاہ
طالب اللہ بس از فقیر می طلبد

ترجمہ: اے باھُوؒ! فقیری اورنگ زیب شاہ کی بادشاہی سے بہتر ہے۔ طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ فقیر (مرشد کامل) سے صرف اللہ تعالیٰ کی طلب کرے۔

اے باھُوؒ! نفس کافر بد ہے یا جلاد۔ پس جس طرح کافر کے لیے زنار[1] توڑنا اور جلاد کے لیے حلال کھانا مشکل ہے اسی طرح نفس جب مسلمان ہو جاتا ہے تو مسلمان کے لیے خنزیر کھانا اور گلے میں زنار ڈالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ سونا چاندی سے زیب و زینت کرنا اہلِ دنیا کا کام ہے جبکہ فولاد کی تیز

---

[1] زنار: وہ زنجیر یا دھاگہ جو برہمن اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔ مراد خواہشاتِ نفس کی زنجیریں ہیں۔

دھار تلوار سے نفس کو کاٹ ڈالنا اہلِ دین کا کام ہے۔ مال و دولت کی خاطر کافر نفس سے جنگ کرنا طمع اور ریا ہے۔ نفس کشی صرف اللہ تعالیٰ کی طلب میں ہونی چاہیے۔ زندہ نفس شیطان ہے یا دیو یا بیابان میں بھوتوں کا بسیرا ہے۔ نفس کیا ہے، شیطان کیا ہے اور دنیا کیا ہے؟ نفس بادشاہ ہے، شیطان اس کا وزیر ہے اور دنیا ان دونوں کی ماں ہے جو ان کی پرورش کرتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِنَّمَا الشَّیْطٰنُ یَصِیْرُ مُسْتَوْلِیًا عَلَی الْاِنْسَانِ

ترجمہ: بے شک شیطان ہر وقت انسان پر غالب آنے کی کوشش میں رہتا ہے۔

جس دِل میں دنیا کی محبت ہوتی ہے وہ شیطان کی نشست گاہ (گھر) بن جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ۙ وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۙ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی ؕ (النّٰزعٰت 39-37)

ترجمہ: جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو پسند کیا بے شک اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

جو دِل شیطان کی نشست گاہ بن جاتا ہے اس پر چار مؤکل مسلط ہو جاتے ہیں۔ پہلا خناس[1]، دوسرا خرطوم[2]، تیسرا وسوسہ[3] اور چوتھا خطرات[4] یہ چاروں نفس کے قائم مقام ہیں۔ صدق نفس کے

---

[1] خناس کے لغوی معنی ہیں ''چھپ کر حملہ کرنے والا''۔ اس سے مراد شیطان ہے جو جنوں اور انسانوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ سورۃ الناس میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ [2] خرطوم کے لغوی معنی تیز نشے والی انگوری شراب کے ہیں لیکن اس سے مراد کوئی بھی خلافِ شریعت و طریقت و فقر ایسا خبط ہے جو ذہن پر اس طرح چھا جائے کہ ہر روحانی اور اخلاقی احساس کو ختم کر ڈالے۔ شریعت و فقر کے اصول و ضوابط کے خلاف کوئی خبط ذہن پر سوار ہو کر پختہ ہو جائے تو اسے خرطوم کہتے ہیں۔ [3] وسوسہ دل میں آنے والے بُرے خیال، شبہ یا گمان کو کہتے ہیں۔ یہ خناس کی بدولت دل میں آتے ہیں۔ اس کا ذکر بھی سورۃ الناس میں ہے۔ [4] ہر وہ چیز جو راہِ فقر سے ہٹا دے۔ خطرات کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً خطرۂ نفس، خطرۂ شیطان، خطرۂ فرشتہ، خطرۂ عقل، خطرۂ قلب اور خطرۂ یقین۔ تفصیل کے لیے شمس الفقرا (تصنیفِ لطیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس) کا مطالعہ فرمائیں۔

خلاف ہے۔ اہلِ صدق و استغراق کے لیے غفلت و حضوری، سونا اور جاگنا برابر ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ (بنی اسرائیل-44)

ترجمہ: (کائنات میں) کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو۔

لیکن اس کے لیے دِل (حقیقی قلب) ہونا چاہیے نہ کہ دیو کا گھر۔ جو نفس (پاک ہو کر) روح کے ساتھ مل گیا ہو وہ نفس اللہ کی روح بن جاتا ہے اور صرف اللہ کی طلب میں اس کی عبادت کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا سے اللہ نے پوچھا کہ آپ اللہ کی عبادت کس غرض سے کرتی ہیں؟ دوزخ کے خوف سے یا جنت کی اُمید میں؟ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے عرض کی ''اے اللہ! اگر میں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں جلا دے اور اگر میں جنت کی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے کبھی جنت نصیب نہ کرنا اور اگر میں تیری عبادت صرف تیرے لیے کرتی ہوں تو مجھے اپنے دیدار اور جمال سے محروم نہ رکھنا''۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ اپنی خانقاہ سے باہر نکلے اور ہیجڑوں (مخنّث) کے گھر جا کر ان کی قوم میں سکونت اختیار کر لی۔ مریدوں نے پوچھا! یا حضرت یہ کیا ہے؟ شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''سارا عالم تین گروہوں میں تقسیم ہے۔ مرد، عورت اور مخنّث۔ مرد بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ تھے اور عورت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا تھیں، میں ان دونوں میں سے نہیں ہوں اس لیے مجبوراً اس گروہ میں آ گیا''۔ پس اہلِ ذکر و فکر عورتوں[1] میں سے ہیں، اہلِ استغراق مردوں[2] میں سے ہیں اور اہلِ دنیا ان دونوں میں سے نہیں اسی لیے مخنّث (ہیجڑے) ہیں۔ سن! ابلیس نے کہا ''میں نے اطاعت کی''۔ آواز آئی ''میں نے تجھ پر لعنت کی''۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ''مجھ سے غلطی ہو گئی''۔ آواز آئی ''میں نے معاف کر دی''۔ عذر کے ساتھ کیا گیا گناہ، عُجب کے ساتھ کی گئی عبادت سے بہتر ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ آسانی سے منزل پر پہنچ جائے تو فوراً اپنی خودی (اَنا) کو درمیان سے نکال

---

[1] مراد طالبِ عقبیٰ ہیں۔ [2] مراد طالبِ مولیٰ ہیں۔

پھینک تا کہ نفس شرمندہ ہو جائے۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک بزرگ کا نفس انہی کی شکل وصورت میں ان کے سامنے آ کر مصلّے پر بیٹھ گیا۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی ہی صورت کو خود سے جدا دیکھا تو پوچھا ''تو کون ہے''؟ اس نے جواب دیا ''میں تیرا نفس ہوں''۔ میں نے ہمت کی اور اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور چاہا کہ اس کو مار ڈالوں۔ نفس چلایا کہ مجھے اس طرح نہیں مارا جا سکتا۔ میرے خلاف چل کر ہی مجھے مارا جا سکتا ہے۔

نفس دانی چیست کافر در وجود
دوست دارد نفس را کافر یہود

ترجمہ: کیا تو جانتا ہے کہ نفس کیا ہے؟ تیرے وجود کے اندر چھپا ہوا کافر ہے۔ نفس کو صرف کافر اور یہودی ہی دوست رکھ سکتے ہیں۔

نفس سے ہوشیار رہو، خدا کی پناہ! خدا کی پناہ!

ترا با نفس کافر کیش کاریست
بدام آور کہ این طرفہ شکاریست

ترجمہ: تیرا واسطہ کافر نفس سے پڑا ہے۔ تو اس کو اپنے جال میں پھنسا لے کہ یہ ایک بہت ہی نایاب شکار ہے۔

اگر مارِ سیاہ در آستین است
بہ از نفسیکہ باتُو ہمنشین است

ترجمہ: اگر ایک سیاہ ناگ تیری آستین میں گھس جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ نفس تیرا ہمنشین ہو۔

کیا تو جانتا ہے کہ نفس کیا ہے؟ نفس طمع ہے۔ جب تک تو اس طمع کو تین طلاقیں نہیں دے دیتا اس وقت تک حق تعالیٰ کا وصال حاصل نہیں کر سکتا۔

باھُوؒ! کہ مرغش جان کشد آن طمع دانہ

نہ بیند دام بر دانہ دیوانہ

ترجمہ: پرندہ ایک دانہ کے لالچ میں اپنی جان گنوا دیتا ہے کیونکہ وہ (حرص میں) دیوانہ ہو کر اس دانہ پر بچھے جال کو نہیں دیکھ سکتا۔

طمع جال کی مثل ہے اور دنیا دانے کی مثل ہے۔ طالبِ دنیا اس کی حرص میں دیوانہ ہوتا ہے۔ بے طمع شخص ہرگز اس جال میں نہیں پھنستا لیکن احمق، اہلِ نفس، بے عقل اور (رزق کی کمی کے) خوف میں مبتلا لوگ جو اللہ سے نہیں ڈرتے' اس جال میں پھنس جاتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور فقر سے پیار کرتا ہے وہ بے طمع ہوتا ہے اور (طلبِ دنیا سے) بے نیاز ہو کر اپنی گردن بلند رکھتا ہے کہ طمع غم کا نام ہے اور فقر اللہ تعالیٰ سے یگانہ ہونے کی وجہ سے اس غم سے آزاد ہے۔ جو کوئی نادار[1] ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

باھُوؒ! کسیرا غم بود از بہرِ دنیا

کہ آن دون است از پروردہ دنیا

ترجمہ: اے باھُوؒ! جو شخص دنیا کی خاطر غمزدہ رہتا ہے وہ کمینہ ہے جس کی پرورش دنیا کرتی ہے۔

شیطان دنیا کو کہتے ہیں اور اہلِ نفس شیطانی کاموں میں مبتلا رہتے ہیں۔ ایک دن حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے لگے تو اپنی عمر کا حساب لگایا اور کہنے لگے ''اے نفس تو ساٹھ سال کا ہو گیا ہے اور تیری عمر کے کُل دن اکیس ہزار تین سو[2] ہیں''۔ اتنا کہا اور آہ بھر کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو عقیدت مندوں نے پوچھا کہ آپؒ بے ہوش کیوں ہو گئے تھے؟ آپؒ نے فرمایا ''میں نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا اور حساب لگایا کہ میری عمر اس دنیا میں ساٹھ سال ہو گئی ہے۔ اگر نابالغ عمر کی مہلت نکال دی جائے تو ساٹھ سال میں سے باقی سولہ ہزار چھ سو پچاسی دن بچتے ہیں۔ میں نے اپنے نفس سے کہا کہ اے نفس تُو نے ہر روز بیس گناہ تو کیے ہوں گے''۔ نفس نے کہا

[1] جس کے پاس اللہ کے سوا کچھ نہ ہو۔ [2] یہ قمری کیلنڈر کے مطابق ہے۔

''نہیں''۔ میں نے کہا ''دس گناہ تو کیے ہوں گے''؟ نفس نے کہا ''نہیں''۔ میں نے کہا ''ایک گناہ تو کیا ہوگا؟'' نفس نے اقرار کر لیا۔ میں نے کہا اگر تو کسی جگہ پر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک پتھر رکھتا جاتا تو اب تک پہاڑ کھڑا ہو جاتا اور اگر ہر گناہ پر ایک مٹھی مٹی جمع کرتا تو مٹی کا ڈھیر لگ چکا ہوتا۔ اے نفس! تو نے آخرت کے عذاب کے خوف کے باوجود اتنے گناہ کیسے کر لیے؟ تو نے اس خوف کو کیسے نظر انداز کر دیا کہ تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو ایک گناہ کی وجہ سے ذِلّت اٹھانی پڑی تھی اور انہیں دنیا کے قید خانہ میں ڈالا گیا تھا اور انہیں سرزنش کے طور پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا:

❁ وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ۝ (طٰہٰ-121)

ترجمہ: اور آدم (علیہ السلام) سے اپنے ربّ کے حکم (کو سمجھنے) میں غلطی ہوئی۔

اے آدم زاد! تو نے کیوں نہ خود کو گناہوں سے بچایا۔ بے چارے کو اتنے گناہوں کے بعد چھٹکارا کی اُمید کیسے ہو سکتی ہے؟ عزازیل پر ایک گناہ کے باعث لعنت کا داغ لگ گیا، اس کا نام ابلیس رکھ دیا گیا اور تمام عالم میں یہ اعلان کر دیا گیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (ص-78)

ترجمہ: بے شک تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت ہے۔

پس جس کا نفس کمزور ہے اس کا دین مضبوط ہے، جس نے نفس پر قابو پا لیا اس نے گویا شیطان اور نفسانی خواہشات کا راستہ بند کر دیا۔

باھُوؒ! نفس پلید بر تن جامہ پاک چہ سُود
در دل ہمہ شرک است سجدہ بر خاک چہ سُود

ترجمہ: اے باھُوؒ! اگر نفس ناپاک ہو تو جسم پر پاک لباس پہننے کا کیا فائدہ اور اگر دِل میں شرک ہو تو زمین پر سجدہ کرنے کا کیا فائدہ۔

جس نے اپنے نفس کو آباد کیا وہ شیطان کا پیروکار ہے، پس وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور اللہ کے بندوں کا بھی دشمن ہے۔ یاد رکھو کہ شیطان اور نفس آپس میں موافقت رکھتے ہیں اور یہ دونوں ہی

کافر ہیں۔ جو شخص اپنے نفس کو قابو کر لیتا ہے شیطان اس سے دور بھاگ جاتا ہے۔

تمثیل: اگر دو چور ایک ہی گھر میں چوری کرنے جائیں، ان میں سے ایک چور پکڑا جائے اور دوسرا بھاگ جائے تو بھاگنے والا چور کبھی پکڑے جانے والے چور کے نزدیک نہیں آتا کیونکہ اسے اس کے پاس جانے میں اپنا نقصان نظر آتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کے چور کو قابو نہیں کرتا وہ شیطان کے قریب ہوتا ہے اور رحمٰن سے دور۔

تمثیل: نفس بادشاہ کی طرح ہے اور شیطان وزیر کی طرح ہے۔ اگر بادشاہ قید ہو جائے تو وزیر اس سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کو قید نہیں کرتا وہ بیوقوف ہے۔

تمثیل: اگر باز اور چڑیا ایک ہی گھر میں ہوں تو جب تک باز بندھا ہے چڑیا کو اس سے کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر نفس بندھا ہوا ہو تو بندے کو (شیطان سے) کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ (الکہف-35)

ترجمہ: وہ شخص جنت میں داخل ہوا جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

مقامِ شریعت میں نفس، نفسِ امارہ (کے درجہ پر) ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اپنے دشمن نفس کو مار دو''۔ یا اللہ مجھے ایسی آنکھ عطا کر جس سے میں اس دشمن کو دیکھ سکوں اور پھر اسے مار دوں۔ مقامِ طریقت میں نفس، نفسِ لوامہ ہوتا ہے۔ نفسِ لوامہ کو لذت سے دور رکھ اور اس کی خواہشات کو پامال کر کے ہوا و ہوس سے بالاتر ہو جا۔ مقامِ حقیقت میں نفس، نفسِ ملہمہ ہوتا ہے۔ اسے عشق کی آگ اور اللہ کے ذکر سے موم کرتا کہ یہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کے مقام تک پہنچ جائے۔ مقامِ معرفت میں نفس، نفسِ مطمئنہ ہوتا ہے۔ درحقیقت یہی نفسِ مطمئنہ مطیع، پُر خلوص، اللہ کو احد ماننے والا، خاص الخاص، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رازوں کا محرم اور تمام غیر ماسویٰ اللہ سے توبہ کرنے والا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (البقرہ-285)

ترجمہ: یااللہ! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔

نفسِ مطمئنہ کے مقام پر کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ لا مقام مشاہدۂ فقر فنا فی اللہ اور بُرے اور بدکردار نفسوں (یعنی نفسِ امارہ، لوامہ اور ملہمہ) سے ہمیشہ کے لیے نجات۔

نفس یارِ غار ای جانِ عزیز
با عزیزی باش بی غفلت تمیز

ترجمہ: نفس (مطمئنہ) یارِ غار کی طرح تیری جان سے پیارا دوست ہے۔ اس عزیز دوست کے ساتھ رہ اور کبھی اس سے غافل نہ ہو۔

فقیر کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روز بروز ترقی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنا مال وجان قربان کرنا چاہیے نہ کہ دولت اکٹھی کرنی چاہیے۔ نفس کی حقیقت کو جاننا سیکھو۔

تمثیل: نفس آدمی کی طرح ہے اور شیطان آدمی کے سانس کی طرح ہے۔ اگر آدمی زندہ ہے تو سانس آدمی کے اندر باہر آتا جاتا رہتا ہے۔ مرنے کے بعد آدمی کا سانس اندر باہر آنا جانا بند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب کسی کا نفس مرجاتا ہے تو اس کے وجود میں شیطان کی آمد و رفت کی راہ بند ہو جاتی ہے۔ پھر نفس کو شیطان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور قلب نرم ہو کر آباد ہو جاتا ہے اور (اس کی) آبادی سے ہر قسم کا فائدہ اور مقصود حاصل ہوتا ہے۔ ہر قسم کی عبادت آبادی میں ہوتی ہے اور ویرانے میں ہر قسم کی برائی ہوتی ہے۔ تُو آبادی کی راہ پر قدم رکھ، ویرانی کی طرف کیوں جاتا ہے؟ تو اپنے دشمن نفس کی طلب ہرگز پوری نہ کر۔ مردار نفس کا مرجانا اس کے زندہ رہنے سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دل کے نور سے پہچانا جاتا ہے، دِل کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ دل کی تاریکی بہت نقصان دہ ہے خواہ ایک رات کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ نابینا شخص خواہ کتنی بھی کوشش کر لے وہ راستے پر ٹھیک سے نہیں چل سکتا، اگر اس کے راستے میں کانٹے، سانپ، کنواں یا گندگی سے بھرا ہوا کوئی گڑھا آجائے تو وہ یہ نہیں جان سکتا کہ اس کے سامنے کوئی اچھی چیز

ہے یا بُری؟ جو شخص نفس کو قید کر لیتا ہے وہ اللہ کی محبت اور رضا کو حاصل کر لیتا ہے۔ جس شخص نے اپنے نفس کو قید نہ کیا ہو وہ نفس اور شیطان کی محبت و رضا (کی طلب) میں ہے۔

باھُوؒ! نفس را سگ گفت سگ بانی مکن
تابع شیطان شیطانی مکن

ترجمہ: اے باھُوؒ! نفس کو کتا کہا گیا ہے۔ اس کتے کو مت پال اور شیطان کے تابع ہو کر شیطانی نہ کر۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

✿ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (یٰسٓ-60)

ترجمہ: اے بنی آدم! شیطان کی عبادت نہ کرو۔ بے شک یہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

جس کے دِل کا رجحان نفس کی طرف ہوتا ہے اس کا دِل مکمل طور پر سیاہ ہو کر (اللہ سے) غافل ہو جاتا ہے۔ جب نفس اور دِل ایک ہو جاتے ہیں تو روح کمزور اور عاجز ہو جاتی ہے۔ جب دِل اور روح ایک ہو جاتے ہیں تو نفس کمزور، عاجز اور مفلس ہو کر تابع ہو جاتا ہے۔ یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی ایک بات ہزار دشمنوں کے برابر نفس اور شیطان (کے وار سے) سے بہتر ہے (ان پر غالب ہے)۔ جس دِل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر پڑ جاتی ہے وہ دِل نفس اور شیطان سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

✿ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (آلِ عمران-26)

ترجمہ: اور اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

پس نفس اور شیطان خدا کے شریک ہیں۔ جو شخص اللہ کی بارگاہ سے دھتکارا ہوا ہوتا ہے نفس اور شیطان اس کے ہمراہ ہوتے ہیں اور اسے (مزید) گمراہ کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

✿ فَمَنْ یَّھْدِی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا ھَادِیَ لَهٗ

ترجمہ: اللہ جسے ہدایت دیتا ہے اس کے لیے گمراہی نہیں ہے اور اللہ جسے گمراہ کرتا ہے اس کے لیے

ہدایت نہیں ہے۔

ہدایت یافتہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل روزِ ازل سے ہے۔ جس شخص کو قاضی کی طرف سے رعایت حاصل نہ ہو اسے ہزار گواہ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے اسی طرح جسے اللہ کی طرف سے ہدایت حاصل نہ ہو اس کے لیے ہزار زہد و تقویٰ بھی مفید نہیں۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

عنایتِ تو مرا بس بود ز علم و عمل
کہ یک رعایتِ قاضی بہ از ہزار گواہ

ترجمہ: تیری عنایت میرے علم و عمل سے بہتر ہے۔ جس طرح قاضی کی ایک رعایت ہزار گواہوں سے بہتر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ (یوسف-21)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔

ہر شے حکیم[1] کے حکم کے تابع ہے۔ نفس، شیطان، دنیا یا غیر اللہ ہر شے اللہ کے حکم کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ

ترجمہ: حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

پس نفس چور کی مثل ہے اور طالبِ مولیٰ نگہبان کی طرح ہے، محافظ ہمیشہ چور کے خطرات سے خبردار رہتا ہے۔ مرشد کامل مکمل حاکم اللہ تعالیٰ کے حکم سے صاحبِ حکم ہوتا ہے، جب کوئی چور اس (کے طالب کے وجود) کی ولایت میں گھس آتا ہے تو وہ ایک ہی وار میں قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح مرشد کی ملکیت میں (طالب کے) وجود کی ولایت دار السلام بن جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

---

[1] اللہ کا صفاتی نام

اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ

ترجمہ: ملک اس کا ہوتا ہے جو اس پر غالب ہوتا ہے۔

اگر میں نفس وشیطان کی برائی اور اپنے گناہ یاد کرنے لگوں تو اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہوں اور اس سے بڑھ کر کبیرہ گناہ اور کوئی نہیں ہے۔ پس تُو اپنے وجود میں قلب اور روح کو اس طرح اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت کے اسرار میں غرق کر کہ تو نفس، شیطان، دنیا، شہوات، حرص، حسد، کبر، ہوا کو بھول جائے۔ تُو جو کام بھی کرے اللہ تعالیٰ کے لیے کرے، جو کچھ بھی پہنے اللہ تعالیٰ کے لیے پہنے، جو کچھ بھی پیئے اللہ کے لیے پیئے۔ عقلِ جزوی[1] کو چھوڑ اور ہوشیار بن کر آخرت کی عقلِ کلّی کو حاصل کر لے۔ عارف باللہ نفس کی تحقیق کرتا ہے (اس کے نیک و بد پر نظر رکھتا ہے) اور صاحبِ نفس، نفس کو اپنا رفیق بنا کر رکھتا ہے۔

سن! قیامت کے دن اللہ سے عشق و محبت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق و اشتیاق رکھنے والے اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ ان کے خیمے دوزخ کے قریب لگا دیئے جائیں۔ جب یہ اپنے اپنے خیموں میں جا کر بیٹھیں گے تو جونہی ان کی نظر دوزخ پر پڑے گی دوزخ کی آگ بجھ جائے گی اور دوزخ خاکستر ہو کر ناپید ہو جائے گی۔ پھر اس کی آگ میں دوبارہ سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوگی۔ جب دوزخ کی آگ بجھ جائے گی تو اللہ کی مخلوق (جو دوزخ میں ہوگی) راحت پائے گی اور انہیں دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو گا۔ ان (عاشقوں) کا خیمہ دوزخ کے قریب لگانے کا مقصد یہی ہوگا (کہ دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کر کے مخلوقِ خدا کو دوزخ کے عذاب سے بچایا جائے)۔ پس دنیا بھی آگ کی طرح ہے اور حرص دوزخ کی مثل ہے۔ جب اہلِ اللہ فقرا دنیاداروں کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان پر اپنی نظرِ رحمت ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے اہلِ دنیا کے وجود سے حرص ختم ہو جاتی ہے۔ اہلِ اللہ اپنے ہر سانس کو اللہ کی ذات میں مشغول رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول ہونا راحتِ جاودانی کا

---

[1] جو عقل صرف دنیا اور اس کے فائدے کے حصول تک محدود ہو۔

باعث ہے۔ لہٰذا حرصِ دنیا کی دوزخ اور آخرت کی دوزخ کی آگ سے نجات حاصل کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''جو شخص میرا اور میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام خلوص اور صدقِ دِل سے لیتا ہے اور زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرتا ہے میں اس پر عذاب نہیں کرتا کہ آشنا آشنا کو اور دوست دوستوں کو عذاب نہیں دیتے۔

چنانچہ حدیثِ قدسی ہے:

❁ اَنَا لِلْعَبْدِ اَرْحَمُ مِنْ اَخِیْہِ وَمِنْ اَبَوَیْہِ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ

ترجمہ: میں اپنے بندے پر اس کے باپ اور بھائیوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ پس اگر تو میرا طالب ہے تو مجھے پالے گا۔

عبد اہلِ عبادت کو کہتے ہیں۔ یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ کلمہ کی تین اقسام[1] ہیں۔ پہلی قسم لَآ اِلٰہَ ہے دوسری قسم اِلَّا اللّٰہُ ہے اور تیسری قسم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ ہزاروں ہزار میں سے صرف چند لَآ اِلٰہَ تک پہنچتے ہیں، چند اِلَّا اللّٰہُ تک پہنچتے ہیں اور صرف چند ایک مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک پہنچتے ہیں۔ پس لَآ اِلٰہَ نفی اور فنا ہے۔ اِلَّا اللّٰہُ اثبات (اقرار اور بقا) ہے۔ مرتے وقت لَآ اِلٰہَ کہنے سے تمام عمر کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں کہ نفی میں سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے بندہ اثبات کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے مراتبِ انبیا و پیغمبری پر پہنچ جاتا ہے۔ پس پیغمبروں پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور یہ مطلق محبوبیت کا مقام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (آل عمران-97)

ترجمہ: جو شخص اس میں داخل ہوا امن میں آ گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ

ترجمہ: فقر جہاں مکمل ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔

---

[1] یہاں اقسام سے مراد ''درجات'' ہیں۔

پس مخلوق لا ہے اور اسم اللّٰہ ذات غیر مخلوق ہے۔ مخلوق کا تعلق ناسوت سے ہے اور اہلِ اللہ فقرا ناسوتی نہیں ہیں۔ مرد وہ ہے جو باطن میں اس انتہا پر ہو جسے بیان نہ کیا جا سکے لیکن اس کے باوجود شریعت پر مکمل طور پر کاربند رہے اور ہمیشہ ذکر فکر میں مشغول رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ

ترجمہ: فکر کے بغیر ذکر کرنا گویا کتے کا بھونکنا ہے۔

جو لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق رہتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے ہی ان کا مقصود انہیں عطا کر دیتا ہے اور انہیں اپنی تجلیات کے انوار سے مشرف کر دیتا ہے۔

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں نے آج ایک ایسی چیز دیکھی ہے جو پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ شہر میں ایک بت پرست بت کو سامنے رکھ کر پکار رہا تھا ''اے میرے ربّ! اے میرے ربّ!'' تو مقامِ ربوبیت سے آواز آئی: لَبَّیْکَ عَبْدِیْ ترجمہ: اے میرے بندے میں حاضر ہوں۔ میں نے عرض کی ''اے اللہ! تو ایک بت پرست کو کیوں جواب دے رہا ہے؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے جبرائیلؑ اگرچہ اس نے اپنے ربّ کو فراموش کر دیا ہے لیکن مجھے تو پتہ ہے کہ اس کا ربّ کون ہے؟ پس میں اپنے اسم کو کس طرح فراموش کر دوں؟ غلطی کی میری بارگاہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ چونکہ حقیقت میں ربّ میں ہی ہوں اس لیے جو بھی مجھے پکارتا ہے میں اُس کی حاجت پوری کرتا ہوں''۔ اے ابوالفضل! اس بے نیاز ربّ کے کرم کو دیکھ اور کچھ سیکھ اور تکبر نہ کر۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ولی اللہ کی ملاقات ایک فرشتے سے ہوئی۔ ولی اللہ نے فرشتے سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ فرشتے نے جواب دیا ''ایک یہودی کو مچھلیاں پکڑنے کی خواہش پیدا ہوئی ہے اور پانی میں مچھلیاں نہیں ہیں۔ ربّ العالمین کا حکم ہے کہ دریا کے پانی سے مچھلیاں نکال کر اس پانی میں ڈالوں جہاں یہودی مچھلیاں پکڑ رہا ہے تاکہ یہودی کو اس کی مراد حاصل ہو جائے اور وہ اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ سے نااُمید نہ ہو"۔ یقین رکھ کہ جب اللہ اپنے دشمنوں پر اتنا مہربان ہے تو اپنے دوستوں کو کیسے محروم رکھ سکتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (محمد-11)

ترجمہ: یہ اس لیے ہے کہ مومنین کا مولیٰ اللہ ہے اور کفار کا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔

یاد رکھ کہ ابلیس لعنتی کو مرتبۂ رحمت سے معزول کر کے مرتبۂ لعنت ''اَسْفَلَ السّٰفِلِيْنَ'' پر بھیجا گیا اور مقامِ علیین سے نکال کر مقامِ سجین پر پھینک دیا گیا تو ابلیس، نفس اور دنیا تینوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا اور ایک دوسرے سے معاہدہ کیا کہ اولادِ آدم کو ذلّت اور ہلاکت کی طرف لے جائیں گے۔ ابلیس نے کہا ''میں اولادِ آدم کو اللہ کی اطاعت سے ہٹا کر معصیت کی طرف راغب کروں گا اور عبادت سے روگردانی کروا کر گناہ کی طرف مائل کروں گا''۔ دنیا نے کہا ''میں خود کو ان کی نظروں میں آراستہ کر کے انہیں اپنی طرف مائل کروں گی اور انہیں حرص اور بلا میں مبتلا کر کے ہلاک کر دوں گی اور اس طرح انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے سے روک دوں گی''۔ نفس نے کہا ''میں انہیں ہوا اور شہوت میں مبتلا کر کے دیوانہ بنا دوں گا اور انہیں نظر بازی میں مبتلا کر کے خراب اور گمراہ کر دوں گا''۔ طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ ان تینوں کو ان کے افعال سے پہچانے اور ان کے ناشائستہ کاموں کو چھوڑ دے۔ جب کسی عابد عارف باللہ کا قلب ذکرِ اَللّٰهُ سے زندہ ہو جاتا ہے اور وہ علمِ شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت اور توفیقِ الٰہی کی بدولت امر معروف، توکل، حیا، صبر، خوف، رجا اور عشق و محبتِ الٰہی اختیار کر کے فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور تجرید[1] و تفرید[2] کے مقامات سے گزر کر توحید اور وحدانیت تک پہنچ جاتا ہے تو یہ تینوں (یعنی دنیا، نفس اور ابلیس) مردود ہو کر دفع ہو جاتے ہیں۔ فقیر کو کسی دنیادار کے گھر لے جانے سے بہتر ہے کہ اسے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اگر کسی کو طاعت، ریاضت اور پارسائی سے حق حاصل ہوتا تو ابلیس کو ہوتا کہ ابلیس زاہد، عابد اور

---

[1] تجرید: طالب کا غیر ماسویٰ اللہ سے علیحدگی اختیار کر کے اللہ واحد کی خاطر تنہا ہو جانا۔ [2] تفرید: طالب کا اپنی ہی ذات سے اللہ کی خاطر جدا ہو جانا۔ کامل توحید تک پہنچنے کے لیے طالب کو تجرید و تفرید کے مقامات سے گزرنا پڑتا ہے۔

صاحبِ طاعت تھا مگر اس میں کبر اور اَنا پیدا ہوگئی جس سے وہ مردود ہوگیا۔ اگر کسی کو علم اور فضیلت سے حق حاصل ہوتا تو بلعم باعور کو ہوتا کہ اس کے مدرسے میں ہر وقت بارہ ہزار قلم و دواتیں قاف سے قاف تک (تمام علوم) کی زیر و زبر کی حقیقت لکھنے میں مصروف رہتے تھے۔ اگر کسی کو مال و دولت سے حق حاصل ہوتا تو قارون کو حاصل ہوتا کہ اس کے خزانے تحت الثریٰ[1] سے بھی نیچے تک دفن تھے۔ اگر کسی کو خدائی کا دعویٰ کرنے سے حق حاصل ہوتا تو فرعون کو ہوتا کہ فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور دریائے نیل میں ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔ اگر کسی کو جہالت سے حق حاصل ہوتا تو ابوجہل کو ہوتا۔ حق تعالیٰ کا قرب پانا صرف اللہ تعالیٰ کی خالص محبت اور خلوص سے ممکن ہے۔ چنانچہ اسی محبت اور خلوص نے اصحابِ کہف کے کتے کو کتوں کی نسل سے نکال کر آدمیوں کی صف میں شامل کر دیا۔ یہ واقعہ قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ (الکہف-22)

ترجمہ: چھٹا ان کا کتا ہے۔ یہ ان کا غائبانہ قیاس ہے۔

اگر تو آدم علیہ السلام کی اولاد ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں کتے سے تو کمتر نہ ہو۔ فقر کے تین درجات ہیں۔ پہلا درجہ لَآ اِلٰهَ نفی میں فنا ہونا ہے، دوسرا درجہ اِلَّا اللّٰهُ سے بقا حاصل کرنا ہے اور تیسرا اور انتہا کی طرف رہنمائی کرنے والا درجہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یگانہ فقیر وہ ہے جو تمام غیر ماسویٰ اللہ سے بیگانہ ہے۔ جو شخص غیر اللہ اہلِ دنیا سے یگانہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بیگانہ ہے، یگانگی اور بے گانگی دونوں ایک جگہ نہیں رہ سکتیں۔ جب تک فنا حاصل نہ ہو کوئی بقا تک نہیں پہنچ سکتا۔ نفس کی چار لذات آدمی کے وجود میں موجود ہیں۔ جب نفس کی یہ چاروں لذات فنا ہو جاتی ہیں تو (قربِ) حق تعالیٰ کی پانچویں لذت وجود میں ہمیشہ کے لیے باقی رہ جاتی ہے۔ پہلی لذت اچھے کھانے کھانے کی ہے، دوسری لذت عورت کے ساتھ مجامعت کی ہے، تیسری لذت حکومت کرنے اور حاکم بن کر حکم چلانے کی ہے اور چوتھی لذت علم کے ذریعے فضیلت حاصل کرنے کی

---

[1] زمین کا سب سے نیچے کا طبقہ، پاتال۔

ہے۔ طالبِ مولیٰ کے وجود پر جب پانچویں لذّت یعنی لذتِ حق تعالیٰ غالب آجاتی ہے تو وہ دیگر چاروں لذّات کو مغلوب کر دیتی ہے۔ پھر طالبِ مولیٰ کو اللہ کی راہ پر چلتے ہوئے یہ چاروں لذات اسی طرح اچھی نہیں لگتیں جیسے بیمار کو کھانا اچھا نہیں لگتا۔ آدمی کے وجود میں دس اہم اعضا پائے جاتے ہیں جن میں سے نو (9) ایک طرف اور دسواں ایک طرف ہے۔ چنانچہ (دو) کان، (دو) ہاتھ، (دو) پاؤں، زبان، (دو) آنکھیں ایک طرف ہیں اور پیٹ ایک طرف ہے۔ جب پیٹ خالی اور بھوکا ہو تو یہ نو اعضا بھرے ہوتے ہیں اور جب پیٹ بھرا ہو تو باقی نو اعضا بھوکے ہوتے ہیں۔ جس کا نفس اس کے تابع ہو کر مطمئنہ ہو جائے وہ چاہے خالی پیٹ رہے یا بھرے پیٹ، اس کے باطن کی آنکھ روشن رہتی ہے۔

دو چشم سر و دل یکتائی بسر تاج
در آن وقت واصلانرا گشت معراج

ترجمہ: جب قلب کی آنکھیں اور سر کی آنکھیں دونوں ایک ہو کر یکتائی کا تاج پہن لیتی ہیں تو اس وقت واصلوں کو معراج نصیب ہو جاتی ہے۔

اگرچہ شکم پُر او را پُر ز نور است
کہ واصل دائمی اندر حضور است

ترجمہ: وہ پیٹ بھرا ہونے کے باوجود سراپا نور ہوتے ہیں کہ انہیں حضوریٔ حق میں دائمی وصال حاصل ہوتا ہے۔

نہ آنجا لاغری نہ جسم و جانی
نہ آنجا ذکر فکرش بر زبانی

ترجمہ: اس مقام پر نہ جسم ہے نہ جان اور نہ ہی کمزور وجود کی ضروریات۔ وہاں نہ ذکر ہے نہ فکر۔

باھُوؒ نہ سجادہ نہ تسبیح نہ دلق جُبہ و دستار
دلم در سجدہ ام دیدار با یار

ترجمہ: اے باھُوؒ! اس مقام پر سجادہ نشینی، وظائف، دلق پوشی، جبہ ودستار کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بس اس مقام پر میرا دل ہے جو اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہے اور محبوب کے دیدار میں مگن ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

۞ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ: نماز مومن کی معراج ہے۔

مقامِ شریعت رواں کنویں کی طرح ہے۔ مقامِ طریقت بادل اور ہوا کی طرح ہے، مقامِ حقیقت رحمت کی بارش کی طرح ہے۔ مقامِ معرفت ندی کی طرح ہے۔ مقامِ عشق محبت فنا فی اللہ گہرے دریا کی مانند ہے، اگر دریا میں نجاست اور گندگی گر جائے تو وہ ہر گز ناپاک نہیں ہوتا۔ دریا سے اگر ہزار ندی نالے بھی نکال لیے جائیں تو پھر بھی دریا کا پانی کم نہیں ہوتا۔ اور اگر ہزار ندی نالے دریا میں آکر مل جائیں تو وہ بھی دریا بن جاتے ہیں۔ شریعت پہلا دروازہ ہے، طریقت دوسرا، حقیقت تیسرا اور معرفت چوتھا دروازہ ہے۔ مقامِ عشق اللہ کی محبت کا گھر ہے۔ مقامِ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت تک محدود رہنے والا سالک محض دروازہ پر کھڑے ہونے والے دربان کی طرح حق سے بیگانہ ہے۔ جب تک وہ محبت کے گھر کے اندر داخل نہ ہو جائے محرمِ راز نہیں بنتا۔ پس معلوم ہوا کہ اہلِ درجات شیخ و مخدوم بن کر بھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے محروم رہتے ہیں۔

ترا شرمندگی از حق بدوری
پریشان دل نیابد حق حضوری

ترجمہ: تیری شرمندگی کی وجہ حق سے دوری ہے، (نفس، دنیا اور شیطان کے ہاتھوں) پریشان دل کو اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل نہیں ہو سکتی۔

دل بھی دو قسم کے ہیں۔ اہلِ قلب کا دل اور اہلِ سلب کا دل۔ اہلِ قلب کا دل ذکرِ اَللّٰہُ کی بدولت پُر نور اور زندہ ہے۔ اہلِ سلب کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کی وجہ سے مردہ اور دونوں جہانوں میں خوار، روسیاہ اور شرمندہ ہے۔ جس شخص کے وجود میں ذکرِ قلب جاری ہو جاتا ہے اس

کے (دل پر پڑے تمام) حجاب اکبر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور اللہ کی ذات ظاہر ہو جاتی ہے۔ ذاکرِ قلب مشاہدۂ ذوق میں محو ہو کر عرش سے بالا دائمی سیر کرتا رہتا ہے۔ وہ مینڈک کی طرح ادھر اُدھر پھدکتا اور ٹراتا نہیں رہتا۔

ترا شرمندگی زین ذکر باید
کہ دم بستن نہ حبِّ ذکر شاید

ترجمہ: تجھے ایسا ذکر کرنے پر شرمندہ ہونا چاہیے جس میں تو اپنے سانس کو تو روک رہا ہے مگر تجھے اس ذات سے کوئی محبت نہیں جس کا تو ذکر کر رہا ہے۔

ذاکر اسے کہتے ہیں کہ جس پر ذکر اس حد تک غالب ہو کہ وہ رات دن بے قرار اور بے آرام رہے، (اس حالتِ بے قراری کی وجہ سے) اسے ذکر فکر کی بھی ہوش نہ رہے۔ اہلِ ذکر صابر و شاکر ہوتے ہیں لیکن بے حضور ذاکر خطرات سے گھرا رہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

۞ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

ترجمہ: حضوریٔ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

چون معدہ بود خالی از طعام
در آن وقت معراج باشد تمام

ترجمہ: جس وقت معدہ کھانے سے خالی ہوتا ہے، اسی وقت مکمل معراج حاصل ہوتی ہے۔

یہ بھی خام لوگوں کا مرتبہ ہے کہ صبر اور شکر کرنا بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ جب کسی عورت کا شوہر مر جائے تو دوسری عورتیں اس سے کہتی ہیں کہ مت رو، صبر اور شکر کر۔ اللہ تعالیٰ حیّ قیوم ہے مردہ نہیں ہے۔ (حقیقی) صبر اور شکر یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کی محبت پر صبر کیا جائے اور شکر کیا جائے کہ الحمد للہ حق تعالیٰ نے مجھے فقر عطا کیا جو پیغمبروں کا ورثہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ-153)

ترجمہ: بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ؕ وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ (السباء-13)

ترجمہ: اے آلِ داؤد! شکرادا کرتے رہو، اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہی ہوئے ہیں۔

پس غور کرو کہ ذاکرِ حقیقی اور صابرِ تحقیقی کے سوا کوئی بھی فقر پر شکر ادا نہیں کرتا۔ دنیا اور وہ تمام چیزیں جنہیں دنیا میں نعمت سمجھا جاتا ہے حقیقت میں نعمت نہیں ہیں۔ قیامت کے دن یہی نعمتیں تلخ لگیں گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَّ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ (الاعراف-31)

ترجمہ: اور کھاؤ پیو اور فضول خرچی مت کرو، بیشک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ آیت واجب احکامات والی آیات میں شامل ہے۔

عشق فقرش نہ راہِ دانش و پند
ہر کہ در عشق تام دانش مند

ترجمہ: فقر عشق کی راہ ہے نہ کہ عقل ونصیحت کی۔ جو عشق میں کامل ہے وہی (اصل) دانش مند ہے۔

گرچہ رسوا ملامتش حاصل
علم آنست کند بحق واصل

ترجمہ: اگرچہ تجھے ملامت اور رسوائی ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے تو وہ علم حاصل کر جو تجھے اللہ تعالیٰ کا وصال عطا کر دے۔

این ہمہ جہل است آنچہ میخوانی
عزِ دنیا و جاہ نادانی

ترجمہ: جس علم کو تُو پڑھتا ہے وہ سراسر جہالت ہے۔ اس علم سے تجھے صرف دنیا کی فانی عزت و

حکومت مل سکتی ہے لہٰذا ایسا علم حاصل کرنا نادانی ہے۔

باھُوؒ دلق پوشی بہ است گرچہ نمد
ہم نشینی دوام با یار صمد

ترجمہ: اے باھُوؒ! ایسی شان وشوکت سے فقیر کی گدڑی بہتر ہے جس کو پہننے سے بے نیاز محبوب (اللہ تعالیٰ) کی دائمی ہم نشینی حاصل ہوتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ جُعِلَتْ فِی النَّفْسِ طَرِیْقَةُ الزَّاهِدِیْنَ وَ جُعِلَتْ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقَةُ الرَّاغِبِیْنَ وَجُعِلَتْ فِی الرُّوْحِ طَرِیْقَةُ الْعَارِفِیْنَ

ترجمہ: نفس کی اصلاح کرنا زاہدوں کا کام ہے اور قلب کی اصلاح کرنا اللہ کی طرف راغب ہونے والوں کا کام ہے اور روح کی اصلاح کرنا عارفین کا کام ہے۔

باھُوا! می نماند پردۂ نفس و ہوا
چون در آید در دلم ذکرِ خدا

ترجمہ: اے باھُوؒ! جب دِل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جاتا ہے تو نفس اور خواہشاتِ نفس کا حجاب ہٹ جاتا ہے۔

باب پنجم

علما، فقرا، اور ذکرِ اللّٰہ

اُولٰی وَ اَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَتَمُّ وَ اَکْبَرُ کے بارے میں

(حقیقی) علما وہ ہیں جو انبیا کے وارث ہوں، جن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نشانیاں پائی جائیں اور جو امانتِ الٰہیہ کے امین ہوں۔ طالبِ علم کے کیا معنی ہیں؟ اطاعت کی طلب

کی طرح صاحبِ حیا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرح صاحبِ غزا و صاحبِ رضا اور تمام انبیا و اصفیا کے سرتاج، خاتم النبیین، امین، رسولِ ربّ العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح

اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (المجادلہ-11)

اے دوست! علم پر عمل کرنا چاہیے ورنہ یہ محض ایک بوجھ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ وَّ کَثْرَتُھَا لِلْعَمَلِ

ترجمہ: علم ایک نکتہ ہے اور اس کی کثرت عمل کے لیے ہے۔

جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا اس کا علم اس کے لیے وبال ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْعُلَمَآءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَآءِ

ترجمہ: علما انبیا کے وارث ہیں۔

انبیا کے وراث صرف وہ علما ہیں جو انبیا کی متابعت کرتے ہیں۔ ان میں فسق و فجور، دھوکہ دہی، جھوٹ، حسد، تکبر اور حرص نہیں ہوتے بلکہ وہ مکمل طور پر حق ہی حق اور صراطِ مستقیم پر چلانے والے رہنما ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَآءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَۃِ الْاَنْبِیَآءِ

ترجمہ: اگر علما میں حسد نہ ہوتا تو وہ انبیا کے مرتبہ پر فائز ہوتے۔

عالم وہ ہے جو سب سے پہلے دنیا کو تین طلاقیں دے، پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سب سے بڑی سنت ادا کرے یعنی اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار خرچ کر دے، تیسرے خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اختیار کرے یعنی بے طمع اور بے ریا ہو کر اللہ کی اطاعت کا طالب، خدا پرست اور خوفِ خدا رکھنے والا بن جائے۔ جس قدر علم حاصل کرتا جائے اسی قدر ہی عمل اور اطاعت میں بھی ترقی کرے۔ پس معلوم ہوا کہ جس میں (علم حاصل کرنے سے) عمل، اطاعت اور خوفِ خدا نہیں بڑھتا اس میں جہالت بڑھتی ہے۔ علم جاننے[1] کو کہتے ہیں۔ جو جانتا نہیں وہ گناہوں سے بھرا ہوا جہالت کا گھر ہے۔

علما اور فقرا کے درمیان کیا فرق ہے؟ جو فقیر ہے بے شک وہی (اللہ کا علم رکھنے والا حقیقی) عالم بھی ہے، جو عالم ہے وہی ولی ہے اور جو ولی ہے وہی اللہ تعالیٰ سے پیوستہ ہے۔ علما

---

[1] یہاں جاننے سے مراد اللہ اور اللہ کی راہ کو جاننا ہے۔

طالبِ علم ہیں اور فقرا طالبِ مولیٰ ہیں۔ علما کی نظر ورق، سطور اور حروف پر رہتی ہے جبکہ صاحبِ معرفت فقیر کی نظر معروف[1] پر ہوتی ہے۔ علما کہتے ہیں کہ علم کے مسائل یاد کرو، فقرا کہتے ہیں کہ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ترجمہ: ''اسمِ اللہ ذات کا ذکر کثرت سے کرو'' اور (گمراہ کرنے والے) علم کو ترک کردو۔ علما[2] روزی روٹی کمانے کی خاطر مال و دولت کے انتظار میں رہتے ہیں جبکہ فقیر دنیا اور اہلِ دنیا سے بیزار رہتا ہے۔ علما کہتے ہیں کہ ایسے دنیادار کا ہاتھ پکڑو جو صالح اور نیک نام ہو۔ فقیر کہتا ہے کہ کسی بھی دنیادار کا ہاتھ پکڑنا بالکل حرام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَّطَالِبُهَا كِلَابٌ

ترجمہ: دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔

دنیا میں تین فرقے ہیں۔ اہلِ دنیا، اہلِ علما اور اہلِ فقرا۔ جب صبح ہوتی ہے اور مؤذن اذان دیتا ہے تو ایسے محسوس ہوتا ہے گویا صورِ اسرافیل پھونک دیا گیا ہو اور روزِ محشر آ گیا ہو۔ اہلِ دنیا حرص، نفسانی خواہشات اور شیطانی گناہوں کے دوزخ کی طرف دھکیلے جاتے ہیں۔ اہلِ علم کو ان کی جنت یعنی علم اور مسائلِ فقہ سیکھنے میں مشغول کر دیا جاتا ہے جبکہ اہلِ فقر کو دیدارِ الٰہی کی جانب لے جایا جاتا ہے چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے ذکر میں غرق ہو جاتے ہیں۔

چوں میرد مبتلا میرد
چوں خیزد مبتلا خیزد

ترجمہ: جب اور جس حالت میں مرے ویسے ہی اسی حالت میں اُٹھائے جائیں گے۔[3]

---

[1] معروف سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کی معرفت کی خاطر مخلوق کو تخلیق کیا گیا۔ [2] یہاں علما سے مراد وہ عالم ہیں جو ظاہری علم کے حصول کی خاطر تگ و دو کرتے ہیں اور علم حاصل کر کے اس کو اپنی روزی روٹی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ [3] یعنی دنیا میں جس چیز کی طلب میں مبتلا ہو کر زندگی گزاری جاتی ہے موت بھی اسی کی فکر میں مبتلا ہونے کی حالت میں آتی ہے اور دوبارہ بھی اسی حالت میں اُٹھتے ہیں۔ اہلِ دنیا، دنیا کی فکر میں، اہلِ عقبیٰ جنت کی طلب میں اور اہلِ اللہ دیدارِ الٰہی کی طلب میں۔

علما اہلِ شعور اور صاحبِ فہم ہیں جبکہ فقرا اہلِ حضور اور صاحبِ وَھمِ دل[1] ہیں۔ صاحبِ شعور اللہ تعالیٰ کی نظر (میں منظوری) سے محروم ہیں کیونکہ وہ دن رات پڑھنے لکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ کی نظر میں صرف حضوری والا دل منظور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور دل کی کیا نشانی ہے؟ منظور دل وہ ہے جو پُر درد اور صاحبِ حضور ہو، اس کی مراد (ایمان کی) سلامتی والی موت ہو، بردبار اور حلیم ہو، صراطِ مستقیم پر گامزن، (عشقِ الٰہی میں) شکستہ خاطر، اشتغالِ اللہ کی بدولت ربّ قدیم کی توحید میں غرق اور شیطان کے بُرے کاموں سے بیزار ہو۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ بِسْمِ اللّٰہِ ہے، دوسرا حصہ الرَّحْمٰن ہے اور تیسرا حصہ الرَّحِیْمِ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ دلِ مذکور[2] پر لکھا ہے۔ الرَّحْمٰنِ مومن، منافق اور کافر سب کے دل پر لکھا ہے جس کے ذریعے ان کو رزق نصیب ہوتا ہے۔ الرَّحِیْمِ صرف مومن مسلمان کے دل پر لکھا ہے۔ علما کہتے ہیں کہ زیادہ علم پڑھو اور بادشاہ و قاضی کے ہمنشین بن جاؤ۔ فقیر کہتا ہے کہ راہِ توکل اختیار کر کے صرف اللہ کے قرب پر راضی ہو جاؤ۔ علما کہتے ہیں کہ علمِ صرف و نحو پڑھ کہ علمِ اصول حاصل کرنا بہت اچھا ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اے جاہل! علم کو بھول جا اور فنا فی اللہ ہو کر (ذاتِ حق میں) غرق ہو جا۔ علما کہتے ہیں کہ علم کے بغیر انسان ابوجہل کی طرح ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ تمام علم صرف ایک حرف (اسمِ اللّٰہ) میں ہے جس کے ذریعے علمِ لدنی حاصل کرنا بہت آسان ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکہف-65)

ترجمہ: اور ہم نے اسے علمِ لدنی عطا کیا۔

---

[1] وَھمِ دل سے مراد قلب میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا ہے۔ یہ ایک باطنی کمال ہے جو صرف اہلِ فقر کو حاصل ہے۔ [2] ذکر اسم اَللّٰہُ میں مشغول دل

علما نے دنیا کے کیل کو اپنے دل میں گاڑھ رکھا ہے اور فقرا نے دنیا کے کیل کو مٹی میں گاڑھ دیا ہے۔ عالم عقلمند اور اہلِ شعور ہے جبکہ فقیر عاشق، حق کا دیوانہ اور اہلِ حضور ہے۔ فقیر ذکر اور فکر سے اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول ہو کر وحدانیت میں غرق رہتا ہے اور علمِ باطن کے ذریعے اسے تمام علوم حاصل ہوتے ہیں۔ علما فکرِ اشتغال اور معرفتِ باطنی کے علم کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں۔ فقرا خادم ہیں اور علما مخدوم ہیں۔ علما نصیحت کرنے والے اور فقرا مسیحی کرنے والے ہیں۔ مسیحی سے مراد مردوں کو قبر سے زندہ کرنا ہے۔ فقیر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قلب کو زندہ کرنے کا طریقہ جانتا ہے۔ مسیحی سے حاصل کردہ زندگی ایک دن یا ایک لمحہ کی زندگی ہے مگر فقرا جس دل کو قُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰہِ (اُٹھ اللہ کے حکم سے) کہہ کر ذِکرِ اَللّٰہُ سے زندہ کرتے ہیں وہ ابدی زندگی پا کر پاس انفاس سے اَللّٰہُ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّہُمۡ مَّیِّتُوۡنَ (الزمر 30-29)

ترجمہ: اللہ کے لیے ہی تمام تعریفیں ہیں مگر ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ بیشک تمہیں بھی موت ہے اور ان کو بھی موت ہے۔

زیرِ زمین (یعنی قبر میں) سراسر افسوس ہے۔ فقر اور طلبِ مولیٰ میں سراسر بے نیازی ہے اور علم کی طلب میں سراسر حرص ہے۔ فقیر عشق میں مبتلا ہو کر بے قرار اور بے چین رہتا ہے۔ معرفت کے بغیر علم ایسے ہے کہ جیسے نمک کے بغیر کھانا۔ اہلِ علم اللہ تعالیٰ کو چون و چرا[1] سے مانتے ہیں یعنی علم میں صرف چون و چرا ہی ہے اسی لیے فرمایا گیا اَلۡعِلۡمُ حِجَابُ اللّٰہِ الۡاَکۡبَرُ ترجمہ: علم اللہ کی راہ میں سب سے بڑا حجاب ہے۔ اور فقیر اللہ تعالیٰ کو دلیل اور حجت کے بغیر پہچانتا ہے یعنی فقر میں بے خودی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات بے چون و بچگون ہے۔ فقیر صاحبِ نظر ہوتے ہیں اور علما صاحبِ مرقوم[2] ہوتے ہیں۔ خادم (فقیر) مخدوم (عالم) سے افضل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

---

1. کیا، کیوں، کیسے، کہاں وغیرہ جیسے سوالات۔ 2. یعنی فقرا اللہ کو دیکھ کر پہچانتے ہیں جبکہ علما صرف کتابوں میں لکھے ہوئے علم کو پڑھتے ہیں۔

والسلام کا فرمان ہے:

۞ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ خَيْرٌ مِّنْهُمْ

ترجمہ: قوم کا سردار، قوم کا خادم اور ان سب سے بہتر ہوتا ہے۔

علما کا مرتبہ بہت بلند اور بزرگی والا ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اگرچہ عالم کا مرتبہ بہت بلند و برتر ہے مگر وہ سلک سلوک اور تصوف کی راہ سے بے خبر ہے۔ عالم کی نظر دنیا کی لذتوں اور نعمتوں پر ہوتی ہے اور فقیر کی نظر روزِ قیامت کے خوف پر ہوتی ہے۔ علما کہتے ہیں کہ آخرت میں جنت کتنی خوبصورت جگہ ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کے سوا سب کچھ بدصورت اور ذلیل و خوار ہے۔ علما کہتے ہیں کہ فقیر کتنا احمق، مجنوں اور دیوانہ ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ علما اللہ تعالیٰ سے بیگانے ہیں۔ علما کہتے ہیں کہ علم حاصل کر کے ہر چیز کے معنی اور منطق کو سمجھنا بہت اچھا ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اللہ کی یاد کے بغیر علم حاصل کرنا سراسر نادانی اور عمر کی بربادی ہے۔ طالبِ مولیٰ فقیر کسے کہتے ہیں؟ مولیٰ کے چار حروف ہیں، ان چاروں حروف کی تاثیر سے طالبِ مولیٰ میں چار اوصاف پائے جاتے ہیں۔ حرف ''م'' سے طالبِ مولیٰ اپنے نفس کو اس کی مراد اور لذت نہیں پہنچاتا اور معرفت میں محو رہتا ہے۔ حرف ''و'' سے طالبِ مولیٰ وحدانیت میں غرق رہتا ہے۔ حرف ''ل'' سے دنیا مردار کے تعلقات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لائق بنتا ہے۔ حرف ''ی'' سے یادِ حق میں اس قدر محو رہتا ہے کہ اسے دوست (اللہ) کے سوا نہ مال یاد رہتا ہے نہ اولاد اور نہ ہی اپنا آپ۔

طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟ علم کے تین حروف ہیں۔ حرف ''ع'' سے عقل سے تعلق رکھنے والا، حرف ''ل'' سے لَا یُسَبِّحُ (اللہ کی تسبیح سے غافل) ہو کر طالبِ دنیا سے معاش کے سلسلے میں مدد مانگنے والا اور حرف ''م'' سے اپنے والد کی میراث چاہنے والا۔ بے علم زاہد (اللہ کی ذات سے) بے خبری کی وجہ سے دوزخ کا ایندھن ہے۔ باعمل علم سے ہی تجھے (اللہ تعالیٰ سے) یگانگی حاصل ہوگی۔ عمل کے بغیر علم دیوانگی ہے۔ علم کے بغیر زہد اس طرح ہے جیسے کلر زدہ (مردہ) زمین میں بیج بونا اور زہد

کے بغیر علم ایسے ہے کہ جیسے قبر میں مردہ۔ علما پوچھتے ہیں کہ فقیر کو وارداتِ غیبی کا علم کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ فقیر کہتا ہے کہ میرا استاد حَیٌّ قَیُّوْم اللہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَدَّبَنِیْ مَا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ

ترجمہ: مجھے جو کچھ بھی سکھایا میرے ربّ نے سکھایا۔

اگر زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق ہے تو محبت میں ہے۔ اگر ذوق ہے تو ذکر میں ہے۔ اگر مشاہدہ ہے تو مجاہدے میں ہے۔ اگر فرحت ہے تو فقر میں ہے۔ اگر مشتاق کا اشتیاق ہے تو اتفاق (وصال) میں ہے۔ اگر نور ہے تو علم میں ہے۔ اگر تاریکی اور ظلمت ہے تو جہالت میں ہے۔ اگر عزت ہے تو معرفت میں ہے۔ اہلِ محبت درویش کو اس وقت تک مقامِ حق کی حضوری حاصل نہیں ہو سکتی جب تک وہ مخلوق کو چھوڑ کر خلوت نہ اختیار کر لے، اپنے دوستوں کو اپنا دشمن نہ سمجھے اور اپنے بیٹوں کو سب سے بڑا یتیم نہ کر لے صرف تب ہی وہ مقامِ حضوری تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ فقیر باھُو کہتا ہے کہ طالبِ مولیٰ کو خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنا کر مخلوق کے ساتھ ہمیشہ حسنِ اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔ اگر تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کر کے ریاضت کرنے سے حق حاصل ہوتا تو مرغیوں کو ہوتا۔ جسے بھی حق حاصل ہوا اہلِ اللہ کی صحبت اختیار کرنے سے ہوا جو توحید میں غرق رہتے ہیں۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے واصل ہوا انسان (انسانِ کامل، مرشد کامل اکمل) کے وسیلے سے ہی ہوا نہ کہ کسی جن یا فرشتے کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ (کے وصال) کا راستہ بال سے بھی باریک تر ہے، اس راہ میں فنا فی اللہ ذات ہونا پڑتا ہے۔ (اس کی باریکی اس آیت سے بیان ہوتی ہے):

❁ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ (الاعراف۔ 40)

ترجمہ: حتیٰ کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ گزر جائے۔

فقیری پُر درد مشقت ہے، یہ ماں یا خالہ کے گھر کا پکا ہوا حلوہ یا نرم و لذیذ خوراک کا نوالہ کھانے جیسا

(آسان) نہیں بلکہ یہ تو دن رات درد میں جلنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ رُؤْیَۃُ وَجْہِ الظَّالِمِ یُسَوِّدُ الْقَلْبِ

ترجمہ: ظالم کا چہرہ دیکھنے سے دل کی سیاہی بڑھتی ہے۔

❁ لِکُلِّ شَیْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ

ترجمہ: ہر چیز کی چابی ہے اور جنت کی چابی فقرا کی محبت ہے۔

چنانچہ شیخ واجد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن درویشوں کو حکم ہوگا کہ میزان اور پل صراط کے قریب جا کر ان لوگوں کو تلاش کریں جنہوں نے دنیا میں اُنہیں کوئی چیز دی ہو یا اُن کی مدد کی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے درویشو! میں تمہیں اختیار دیتا ہوں کہ ان کو میزان اور پل صراط سے گزار لو اور اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا جس نے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ اور دیگر ہر طرح کی عبادت کی ہوگی۔ فرشتوں کو حکمِ باری تعالیٰ ہوگا کہ اسے عذاب کے لیے دوزخ میں ڈال دو۔ وہ شخص عرض کرے گا کہ اے اللہ! میں نے دینِ محمدیؐ کی پیروی میں بہت سے اعمالِ صالحہ کیے ہیں، مجھے کس عمل کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے؟ فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا کہ تُو نے دنیا میں میرے درویشوں سے روگردانی کی، اب میں تجھ سے منہ پھیرتا ہوں اور تیری طاعت و عبادت تیرے منہ پر مارتا ہوں۔ پھر ایک اور شخص لایا جائے گا جو عیبوں اور خطاؤں سے پُر ہوگا، فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جنت میں لے جائیں۔ وہ شخص حیران اور متعجب ہوگا کہ مجھے کس وجہ سے جنت میں بھیجا جا رہا ہے؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہوگا ''اے فلاں! تجھے دنیا میں جو کچھ بھی ملتا تھا تو اسے درویشوں کی محبت میں ان پر خرچ کر دیا کرتا تھا۔ انہی کی دعا کی برکت سے میں نے تجھے جنت میں بھیجا ہے کہ تو دن رات ان کی محبت میں غرق رہتا تھا۔ کوئی نعمت اور رحمت درویشوں اور فقرا کی محبت سے بالاتر نہیں ہے۔'' اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ[1] کے کیا معنی ہیں؟ یعنی فقیر کے گھر میں فاقہ ہوتا ہے پھر بھی وہ کسی سے کچھ طلب نہیں کرتا

[1] فقر کو کوئی حاجت نہیں۔

کیونکہ اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ ۔فقیر کے پاس کیمیائی نظر ہوتی ہے پھر بھی وہ اپنی ذات کے لیے اس کا فائدہ نہیں اُٹھاتا کیونکہ اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ ۔فقیر اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں صَرف کر دیتا ہے اور ترکِ دنیا کے بعد پھر کبھی دنیا کی طلب نہیں کرتا کیونکہ اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ ۔اس کا دل اسمِ اللّٰہ سے جمعیت حاصل کر کے غنی ہو جاتا ہے کیونکہ اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ ۔فقیر دنیا اور دنیا داروں کی طرف ہرگز میلان نہیں رکھتا اور نہ ہی اسے غیر ماسویٰ اللہ کا کوئی لالچ ہوتا ہے کیونکہ اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ ۔فقیر کی زبان تلوار کی طرح ہوتی ہے، وہ صاحبِ لفظ ہوتا ہے، جو بھی خواہش وہ کرتا ہے اللہ اسے فوراً پورا کر دیتا ہے پھر بھی وہ کوئی خواہش نہیں کرتا کیونکہ اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ ۔فقیر مرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پہنچا ہوا ہوتا ہے جو اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ ہے۔

فقیر کو چاہیے کہ اگر وہ جاہل ہے تو علم حاصل کرے، اگر عالم ہے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کو جانے اور پہچانے۔ فقیری میں دو مرتبے ہیں: علم پڑھ کر اسمِ اللّٰہ کا عالم اور قاری بن جائے یا اللہ کو پہچان کر صاحبِ مسمّٰی ہو جائے۔ جس جگہ حیُّ القیوم ذات ہے وہاں رسم ورواج نہیں ہوتے۔ اگر تو غافل ہے تو ہوشیار ہو جا اور اگر سویا ہوا ہے تو بیدار ہو جا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ

ترجمہ: میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ رَاَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ

ترجمہ: میں اپنے ربّ کو اپنے دل میں دیکھتا ہوں۔

خدا من بیدار چون بخوابم
خواب اندر خدا کجا یابم

ترجمہ: میرا خدا جاگ رہا ہے جبکہ میں سو رہا ہوں۔ نیند (غفلت) کی حالت میں خدا کو کیسے پایا جا

سکتا ہے؟

جو (حقیقی) علم کی راہ جانتا ہے وہ فقر کو مکمل سمجھ جاتا ہے۔ جو خود پر نگاہ رکھتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ جو نہ (حقیقی) علم کی راہ جانتا ہے نہ فقر سے آگاہ ہے اس کا (ظاہری) علم اس کے لیے وبال اور سو گناہ کے برابر ہے۔ فقیر کو تزکیۂ نفس[1]، تصفیۂ قلب[2] اور تجلیۂ روح[3] کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لِكُلِّ شَيْءٍ مُصْقِلَةٌ وَ مُصْقِلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ: ہر چیز کو صاف کرنے کا ایک آلہ ہے اور دل کی صفائی کا آلہ اَللّٰہُ کا ذکر ہے۔

انسان کے وجود میں نفس کے چار مقامات ہیں۔ پہلا مقام زبان ہے جس سے وہ فضول اور لغو باتیں کرتا ہے۔ دوسرا مقام دِل ہے جو خطرات اور وسوسوں سے بھرا رہتا ہے۔ تیسرا مقام ناف ہے جو نفسانی خواہشات اور شہوت سے بھرا رہتا ہے۔ چوتھا مقام دِل کے گرد ہے جو حرص، حسد، تکبر، عُجب، ریا، کینہ اور بغض سے بھرا رہتا ہے۔ یہ چاروں مقام آگ میں جلتے رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے پانی کے سوا کسی چیز سے نہیں بجھتے۔ علما انسانی وجود میں نفس کے ان مقامات سے بے خبر ہیں کیونکہ انہوں نے معرفت، عشق اور محبت کی راہ اختیار نہیں کی بلکہ حرص، حسد اور کبر کی راہ اختیار کی ہے۔ جو صاحبِ نظر ہوتا ہے وہ ہمیشہ روشن لوحِ ضمیر کے مطالعہ میں مشغول رہتا ہے۔

گر بمیرم برد مارا زیرِ خاک
جان، تن، من خوش بگوید ذکر پاک

ترجمہ: اگر مرنے کے بعد مجھے زمین کے نیچے دفنا دیا جائے گا تو بھی میرا تن، من اور جان اللہ کے پاک ذکر میں ہی مشغول رہیں گے۔

---

[1] نفس کا خواہشات و شہوات سے پاک ہو جانا۔ [2] قلب کا باطنی بیماریوں حسد، تکبر، حرص، بغض، عُجب، ریا، طمع، کینہ وغیرہ سے پاک ہو جانا۔ [3] روح کا نورِ الٰہی سے منور ہو جانا۔

گر پرسند از من منکر نکیر
خوش بیا اے طالبان زان ذکر گیر

ترجمہ: جب منکر نکیر مجھ سے سوال پوچھیں گے تو میں ان طالبوں کو خوش آمدید کہوں گا اور ذکرِ اَللّٰہُ ان کے سامنے پیش کر دوں گا۔

قبر خلوت خوش ببین ای خفتہ اند
ہمنشین مجلس بشو خود گفتہ اند

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ اے قبر میں سونے والے! تیری قبر بہت اچھی خلوت گاہ ہے اس میں تُو اللہ تعالیٰ کی مجلس کا ہمنشین بن کر رہ۔

باھُوؒ! از مردہ دِل بہتر بود قبرِ فقیر
ہر چہ داری حاجتی زان طلب خوشتر بگیر

ترجمہ: اے باھُوؒ! مردہ دِل (پیر) سے فقیر کی قبر بہتر ہے کیونکہ تو اس سے جو کچھ بھی طلب کرے گا تجھے آسانی سے ملے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

۞ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ

ترجمہ: بیشک اولیا اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک جہان سے دوسرے جہان میں منتقل ہوتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

۞ اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ

ترجمہ: موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔

باھُوؒ! مردہ تن دل زندہ آن باحق حبیب
زندہ تن دل مردہ از حق بے نصیب

ترجمہ: اے باھُوؒ! تن مردہ اور دل زندہ ہو تو بندہ حق تعالیٰ کا حبیب بنتا ہے۔ تن زندہ اور دل مردہ ہو

تو بندہ حق سے بے نصیب رہتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ (التغابن-11)

ترجمہ: اور جو اللہ پر ایمان لے آیا اس کے دل کو ہدایت مل گئی۔

اینچنین پیغمبرِ من مصطفیٰ ؐ

جملہ جرم عفو گردد از الٰہ

ترجمہ: میرے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس قدر برگزیدہ ہیں کہ انکی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے میرے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ نے اپنی امت کے لیے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی:

۞ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (المائدہ۔118)

ترجمہ: اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (البقرہ۔105)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے خاص کر لیتا ہے۔ اور اللہ عظیم فضل فرمانے والا ہے۔

پس درویش فقیر وہ ہے جو اپنی روزی کو بھی دوسروں کے نصیب کر دیتا ہے۔ درویش فقیر اسے کہتے ہیں جسے دنیا میں ہدیے یا کسی اور صورت میں جو کچھ بھی عطا ہو وہ اسے اللہ کے لیے خرچ کر دے۔ اگر اسے دن کو کچھ عطا ہو تو وہ رات کے لیے ایک پیسہ بھی بچا کر نہ رکھے اور اگر رات کو عطا ہو تو دن کے لیے کچھ بچا کر نہ رکھے بلکہ اللہ کی راہ میں صَرف کر دے۔ فقیر درویش کو صاحبِ تصرف ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے، ایک فضیلت، جو علمِ کامل حاصل کر لینے

میں ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کا فضل، جو معرفتِ فقر میں ہے۔ پس فضیلت اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید وار ہے۔ عالم فقیر کا محتاج ہے لیکن فقیر عالم کا محتاج نہیں کیونکہ اس کے پاس علم فیض ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکہف-65)

ترجمہ: اور ہم نے اسے علمِ لدنی عطا کیا۔

نیز علم صرف ایک مرتبہ ہے جس کی مراد ''ذات'' نہیں (یعنی قربِ ذاتِ حق تعالیٰ نہیں)۔

ماسویٰ اللہ از دلِ خود دُور کُن
دل بوحدت عشقِ حق پُر نور کُن

ترجمہ: اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے دل سے دور کر دے اور عشقِ حق کے ذریعے دل کو مقامِ وحدت تک پہنچا کر پُرنور کر لے۔

مردہ تن دل زندہ گشتہ جانِ من
پا ز سر ہمہ شد تجلی جان و تن

ترجمہ: اے میری جان! تیرا تن مردہ اور دل زندہ ہو جائے گا تو تُو سر سے پاؤں تک تجلی بن جائے گا۔

دیدۂ دل بہ بود دیدار بین
طرفہ زد جلوہ شود حق الیقین

ترجمہ: دیدارِ الٰہی سے دل کی آنکھ اور تیز ہو گی اور تجھے پل بھر میں اللہ کا جلوہ دکھا کر حق الیقین کے مقام پر پہنچا دے گی۔

گر شود تحصیل از حق اتصال
تا نگردد یک وجودش ہم خیال

ترجمہ: اگر تُو اللہ کا وصال چاہتا ہے تو یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ یک وجود

اور ہم خیال نہ ہوا جائے۔

صد فضیلت جاہلی در قیل و قال
ہر کرا وحدت نباشد حق وصال

ترجمہ: جسے وصالِ حق میں مقامِ وحدت حاصل نہ ہو اس کی سو فضیلتیں بھی محض جہالت اور قیل و قال ہیں۔

سن! جب تو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے اور دیگر تمام لوگ عاجز اور مفلس ہیں، پس تجھے غنی کو چھوڑ کر مفلس اور عاجز سے مانگتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ تجھے جو بھی طلب کرنا ہے اللہ سے طلب کر۔ سن! جب تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ طاقتور ہے اور اللہ کے سوا سب کمزور ہیں پس جب اللہ تعالیٰ تیرا مددگار ہے تو تُو کمزور سے مت ڈر۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک ذرّہ بھی حرکت نہیں کر سکتا۔

فقیر درویش اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسی طرح یکتا ہوتا ہے جس طرح وہ ازل میں تھا۔ جب فقیر ذکرِ اَللّٰهُ میں مشغول اور غرق ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے کہ کاش میں زمین ہوتا اور یہ فقیر مجھ پر بیٹھ کر اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتا۔ زمین کہتی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں ذکرِ اَللّٰهُ کی حلاوت پا رہی ہوں۔ جب ذکرِ اَللّٰهُ بندہ کے ہر بال، رگ و پوست، مغز، سانس، قلب، روح اور سرّ میں جاری ہو جاتا ہے اور بندے کے تمام اعضا اسمِ اَللّٰه پکارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَبَّيْكَ عَبْدِيْ ۔ یہ فرمان سن کر فرشتے رشک کرنے لگتے ہیں کہ ہم نے تمام عمر تسبیح اور رکوع و سجود میں گزار دی مگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے کبھی لبیک نہیں فرمایا۔ کاش کہ ہم بھی عبد ہوتے۔ پس اے بندے خود کو پہچان تا کہ تو خواص میں شامل ہو جائے۔

آسمان سجدہ کند پیشِ زمینی کہ برو
یک دو کس یک دو نفس بہرِ خدا بہ نشینند

ترجمہ: جب ایک یا دو شخص ایک دو پل کے لیے بھی زمین پر بیٹھ کر ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول ہوتے ہیں تو آسمان زمین کو سجدہ کرنے لگتا ہے۔

ذاکر کے خون، جان، رگ اور گوشت میں اللہ ہی اللہ ہوتا ہے بشرطیکہ اس کے اور اللہ کے درمیان سے دوئی ختم ہو جائے۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کے قرب اور دیدار کی خواہش ہو تو راہِ فقر اختیار کرے جو ذکر، فکر، عشق، محبت اور معرفت کی راہ ہے۔ اگر کسی کو جنت اور حور و قصور کی خواہش ہے تو اسے چاہیے کہ عبادت، ریاضت، زہد، تقویٰ، نماز، روزہ، تلاوتِ قرآنِ پاک، حج اور زکوٰۃ جیسے بنیادی ارکانِ اسلام کی پابندی کرے۔ اگر کسی کو دوزخ کی خواہش ہے تو اسے چاہیے کہ لذّتِ نفسانی، خواہشاتِ حیوانی اور شیطانی گناہ کی راہ اختیار کرے۔ جو منہ میں آئے کہتا پھرے، جو کچھ بھی سامنے آئے حرام و حلال کی تمیز کیے بغیر کھاتا رہے اور کفار کے ساتھ مخلص رہے۔ ایسا شخص فاسق اور منافق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْھُمْ

ترجمہ: جو شخص جس قوم سے محبت رکھتا ہے وہ اسی قوم سے ہے۔

سن! ایک دن حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے بایزیدؒ! کیا تو اتنی محنت، مشقت، مجاہدہ اور ریاضت عرش تک پہنچنے کی خواہش میں کرتا ہے؟'' حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی ''اے اللہ! عرش تو روحانیوں کی جگہ ہے میں روحانی نہیں ہوں''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا ''اے بایزیدؒ! کیا تجھے کرسی کی خواہش ہے؟'' حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا ''یا اللہ! کرسی تو کروبیوں کا مقام ہے اور میں کروبی نہیں ہوں''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے بایزیدؒ! کیا تجھے آسمان کی خواہش ہے؟'' حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا ''اے اللہ! آسمان تو فرشتوں کے رہنے کی جگہ ہے میں فرشتہ نہیں ہوں''۔ پھر آواز آئی ''اے بایزیدؒ! کیا تجھے جنت کی خواہش ہے؟'' حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا ''یا اللہ! جنت تو زاہدوں کے لیے ہے اور میں زاہد نہیں ہوں''۔ پھر ندا آئی ''اے بایزیدؒ! کیا تجھے دوزخ کی خواہش ہے؟''

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا ''یا اللہ! دوزخ تو منکروں کی جگہ ہے میں منکر تو نہیں ہوں''۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لطف و کرم سے ندا کی ''اے بایزیدؒ! کیا تجھے میری خواہش ہے؟ اور اگر ہم تجھے نہ ملے تو پھر کیا کرے گا؟'' یہ سننا تھا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے آہ بھری، سر سجدہ میں رکھا اور اپنی جان اپنے دوست (اللہ تعالیٰ) کے سپرد کر دی۔

خام بودند خام آہی رفت جان
عاشقی آن بہ بود سوزش چنان

ترجمہ: تم خام تھے اسی لیے ایک ہلکی سی آہ سے جان نکل گئی۔ عاشقی تو ایسی بہتر ہے جس میں خود کو اس طرح جلا دیا جائے کہ:

گر بسوزد جانِ من اندر سقر
جُز خدا دیگر نہ از من خبر

ترجمہ: اگر میری جان کو دوزخ میں ڈال کر جلا دیا جائے تب بھی اللہ کے سوا مجھے کسی کی خبر نہ ہو۔

گر گردن زدن تو دم مزن حکمش ضرور
سرّ بپوشد سر دہد عاشق حضور

ترجمہ: اگر وہ تیری گردن اڑا دے تب بھی تو اس کے حکم کے سامنے دم نہ مار کیونکہ اللہ کے عاشق سر دے کر بھی اللہ کا راز پوشیدہ رکھتے ہیں۔

باھُوؒ! بہرہ چہ خواہی از خدا
بہرہ مزدوری بود طالبِ رضا

ترجمہ: اے باھُوؒ! تو اللہ سے اجر کی خواہش کیوں کرتا ہے، اجر تو مزدور مانگتے ہیں۔ تو صرف اس کی رضا کا طالب بن۔

فقر فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کی توحید میں اس قدر غرق ہو چکا ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ کی حاجت بھی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاجت اسے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے جدا ہو۔ پس

(اللہ تعالیٰ کے ساتھ) یکتا اور یک وجود ہو جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان وسیلہ کون ہے؟ مرشد۔ مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ محبت۔ محبت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ محرمیت سِرّ اسرار[1]۔ محرمیت سِرّ اسرار سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ مقامِ خوفِ موت۔ اور مقامِ خوفِ موت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ حیرت۔ مقامِ حیرت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ فنا اور مقامِ فنا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ رجا و بقا۔ مقامِ رجا و بقا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مقام سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقامِ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ[2]۔ صاحبِ رضا فقیر قدر و قضا کے دائرہ کار سے بھی باہر ہوتا ہے، اسے (اس مقام پر) خوش آمدید مرحبا۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ترجمہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ایک دفعہ فرشتوں میں سے فرشتہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہنے لگے ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! مسلمان شکر ادا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ نے اسے مسلمان پیدا کیا یہودی پیدا نہیں کیا۔ یہودی شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے یہودی پیدا کیا نصرانی پیدا نہیں کیا۔ نصرانی شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے نصرانی پیدا کیا مجوسی پیدا نہیں کیا۔ مجوسی شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے مجوسی پیدا کیا منافق پیدا نہیں کیا۔ منافق شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے منافق پیدا کیا مشرک پیدا نہیں کیا۔ مشرک شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے مشرک پیدا کیا بے دین پیدا نہیں کیا۔ بے دین شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے بے دین پیدا کیا کافر پیدا نہیں کیا۔ کافر شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے کافر پیدا کیا کتا پیدا نہیں کیا۔ کتا شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے کتا بنایا خنزیر بنا کر پیدا نہیں کیا۔ خنزیر شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ نے مجھے خنزیر بنایا نماز ترک کرنے والا نہیں بنایا۔''

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ قاضی دیوان کہ جنہیں نجم الدین سنائی

---

[1] اللہ تعالیٰ کے رازوں کے راز کا محرم ہونا۔ [2] ترجمہ: بیشک اولیا اللہ مرتے نہیں۔

بھی کہتے ہیں، سے ملاقات کے لیے گئے اور دریافت فرمایا کہ قاضی نجم الدین سنائی صاحب کیا کر رہے ہیں؟ بتایا گیا کہ نماز ادا کر رہے ہیں۔ اس پر شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا قاضی صاحب کو نماز ادا کرنی آتی ہے؟ قاضی صاحب نے حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن لی۔ وہ فوراً آپؒ کے پاس آئے اور پوچھا کہ جناب یہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ شیخ صاحب نے فرمایا ''میں نے یہ سوال اس لیے کیا ہے کہ علما کی نماز اور ہے اور فقرا کی نماز اور ہے۔ اس بنا پر کہ علما اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے جب تک کہ اپنا رُخ قبلہ کی طرف نہ کرلیں اور اگر قبلہ کی سمت صحیح معلوم نہ ہو تو دل میں تفکر کر لیتے ہیں اور اُس طرف رُخ کر کے نماز پڑھ لیتے ہیں جس طرف دل گواہی دے۔ لیکن فقرا اس وقت تک نماز ادا نہیں کرتے جب تک عرش کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں۔'' غرض یہ کہ قاضی صاحب اپنے گھر لوٹ آئے اور رات کو خواب میں دیکھتے ہیں کہ شیخ جلال الدینؒ عرش پر مصلّٰی بچھا کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ ہیبت سے قاضی صاحب نیند سے بیدار ہو گئے۔ شیخ جلال الدینؒ کے پاس گئے اور عرض کی ''مجھے (حق جاننے سے) معذور سمجھیے، بہت معذرت خواہ ہوں مجھے معاف کر دیں''۔ شیخ صاحب نے فرمایا ''اے نجم الدین! جو تم نے مجھے عرش پر مصلّٰی بچھائے نماز پڑھتے دیکھا ہے یہ درویشوں کا کم ترین مقام ہے۔ ان کا اصل مقام تو اس سے بھی آگے ہے۔ اگر میں تم پر وہ مقام ظاہر کر دوں تو تم اپنے حال پر قائم نہ رہ سکو گے اور اس کے نور کی کثرت سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ جب درویش اس ابتدائی مقام سے ستر ہزار مقامات آگے پہنچ جاتا ہے تو وہ ہر روز پانچ وقت خود کو عرش پر کھڑا دیکھتا ہے اور عرش والوں کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ جب اس جگہ سے واپس آتا ہے تو خود کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے اور جب وہاں سے واپس آتا ہے تو تمام جہانوں کا نظارہ اپنی دو انگلیوں کے درمیان کرتا ہے''۔

پس اے درویش! یہ اُس مقام تک پہنچنے والے درویش کا ابتدائی حال ہے۔ جب درویش اس سے بھی ستر ہزار مقامات آگے گزر جاتا ہے تو اس کا مکان لامکان میں ہوتا ہے۔ اس مقام سے اللہ کے سوا کوئی واقف نہیں۔

باھُوؒ! عاشقانرا زہد و تقویٰ خلوتی درکار نیست

کار باغمِ عشق وحدت بہر منزل میرسد

ترجمہ: باھُوؒ! عاشقوں کو زہد، تقویٰ اور خلوت نشینی اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کا کام تو عشق کے غم (میں تڑپنے) سے ہی بن جاتا ہے اور عشق انہیں وحدتِ حق تعالیٰ کی ہر منزل پر پہنچا دیتا ہے۔

یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہوئے بغیر جتنے بھی مقامات ہیں تمام شیطان کے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک روز شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ دونوں شہر سے باہر صحرا سے گزر رہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ وہ وضو کر کے نماز ادا کرنے ہی لگے تھے کہ ایک لکڑہارا بھی آ گیا۔ اس نے سر سے لکڑیوں کا گٹھا اتارا، وضو کیا اور ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گیا۔ مشائخ نے اپنی فراست سے جان لیا کہ یہ لکڑہارا ایک ولی اللہ بزرگ ہے اور اسے پیشِ امام بنا لیا۔ یہ بزرگ بہت طویل رکوع و سجود کرتے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے بزرگ سے پوچھا ''آپ نے نماز کے دوران رکوع و سجود میں اتنی دیر کیوں لگائی؟'' ان بزرگ نے جواب دیا ''میں تسبیح پڑھتا تھا اور جب تک لَبَّیْكَ عَبْدِیْ کا جواب نہیں سن لیتا تھا سر نہیں اٹھاتا تھا اسی لیے دیر ہو جاتی تھی''۔ جس نماز میں جواب باصواب نہیں ملتا وہ نماز نہیں بلکہ صرف دل کی پریشانی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حیُّ القیوم ہے، (اس کی عبادت) بت پرستی نہیں کہ جس طرح کفار مٹی اور پتھر کے مردہ بتوں کو سجدہ کرتے ہیں (اور انہیں کوئی جواب باصواب نہیں ملتا)۔ اسی سے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

ترجمہ: حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

نماز اللہ تعالیٰ سے یکتائی ہے نہ کہ پریشانی اور جدائی۔ یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ اہلِ نماز کو مقررہ اوقاتِ نماز کے دوران سجدوں میں لَبَّیْكَ عَبْدِیْ کی صدا آتی ہے، جبکہ عارف باللہ کو ہر لحظہ، ہر گھڑی اور ہر

وقت لَبَّیْكَ عَبْدِیْ کی صدا آتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ۔152)

ترجمہ: پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

اگر میں ایک دفعہ اللہ کہوں تو اللہ تعالیٰ جواباً بیس مرتبہ بذریعہ الہام لَبَّیْكَ عَبْدِیْ ، لَبَّیْكَ عَبْدِیْ کہتا ہے۔ الہام کے ان مراتب تک پہنچنا بھی آسان ہے، مرد کو تو مقامِ فنافی اللہ میں غرقِ توحید ہونا چاہیے۔

نبودہ آدمؑ و حواؑ نہ موسیٰؑ نوحؑ نی کوہِ طور
نبودہ انبیاء و اولیاء من عین بودم نور

ترجمہ: میں اس وقت بھی عین نور کی حالت میں موجود تھا جب نہ آدمؑ وحوّا تھے، نہ نوحؑ، موسیٰؑ نہ ہی کوہِ طور تھا اور نہ انبیا اور اولیا تھے۔

ہیچ ہمہ در ہیچ می بودند آن وقتی خدا
خلوت خوش یافتم اندر مقامِ کبریا

ترجمہ: اس وقت ہر شے نابود تھی مگر خدا موجود تھا اور میں اس وقت بھی اللہ کے ساتھ مقامِ کبریا کی حسین خلوت میں تھا۔

سن! خودی اور خدا ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جس طرح کہ آگ اور پانی ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ غزل:

خدا و دیو در یک خانہ آمد
کہ عشقی کشت دیو دیوانہ آمد

ترجمہ: جب خدا اور دیو (نفس اور غیر ماسویٰ اللہ) ایک ہی جگہ (وجود میں) اکٹھے ہوں تو عشقِ حق دیوانے دیو کو مار ڈالتا ہے۔

ترا خبرش نہ ای باخود خدائی

درونت کفر خود بیگانہ آمد

ترجمہ: تجھے خبر نہیں کہ خدا ہر وقت تیرے ساتھ ہے۔ تیرے اندر کفر ہے جس نے تجھے اللہ تعالیٰ سے بیگانہ کر دیا ہے۔

چراغِ مقبلاں دل گشتہ روشن

کہ ہر گردش برآن پروانہ آمد

ترجمہ: اللہ کے مقبول بندوں کے دل چراغ کی طرح روشن ہیں اسی لیے ہر کوئی ان کے گرد پروانوں کی طرح منڈلاتا ہے۔

باھُوؒ بیچارہ را باجانان جان است

کہ ہر دم بشوق خوش ترانہ آمد

ترجمہ: باھُوؒ بے چارے کی جان معشوق میں اٹکی رہتی ہے اور وہ ہر دم اس کے شوق میں خوبصورت نغمے گاتا رہتا ہے۔

باھُو! فقر کیا ہے اور حقیقتِ فقر کیا ہے؟ بیت:

حقیقتِ فقر را از من چہ پرسی

فقر را زیرِ پائش عرش و کرسی

ترجمہ: فقر کی حقیقت تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے؟ عرش اور کرسی بھی فقر کے زیرِ قدم ہیں۔

فقر کو دس چیزوں سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ نو چیزیں ایک طرف اور ایک چیز ایک طرف ہے۔

ابیات:

دہ چیز باشد ہر مرد را بجان عزیز

نہ سیر یک گرسنہ باعقلش تمیز

ترجمہ: ہر بندے کو دس چیزیں بہت عزیز ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے نو (9) سیر ہوں اور ایک بھوکی ہو تو بندے کی عقل میں (حق و باطل کے) امتیاز کی صلاحیت باقی رہتی ہے۔

گر میشود آن نہ گرسنہ یک بہ سیر

از سیر سرّش باز ماند غرق غیر

ترجمہ: اور اگر ان میں سے نو (9) بھوکی ہوں اور ایک سیر ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے رازوں کی سیر سے روک کر غیر اللہ میں غرق کر دیتی ہے۔

گوش چشم و دست پا و ہم دہن

شکم نفس بد بلا گردن بزن

ترجمہ: وہ نو چیزیں دو کان، دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں اور ایک زبان ہے۔ دسویں چیز پیٹ ہے جو نفس کی طرح بہت بُری بلا ہے اس کی گردن اڑا دے۔

باھُوؒ شکم پُر شیطان سر نفس و ہوا

گر خدا خواہی ازینہا باز آ

ترجمہ: اے باھُوؒ! پیٹ اگر بھرا ہو تو شیطان کی طرح ہے اور خواہشاتِ نفس کا سرچشمہ ہے۔ اگر تو خدا کی طلب رکھتا ہے تو ان سب سے نجات حاصل کر لے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لِکُلِّ شَیْئٍ حِیْلَۃٌ وَ حِیْلَۃُ الذُّنُوْبِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

ترجمہ: ہر (بُری) شے (سے بچنے) کا ایک حیلہ ہے اور گناہوں کا حیلہ استغفار ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مَنْ اَسْتَغْفِرَ بَعْدَ الذُّنُوْبِ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ترجمہ: جب کوئی گناہ کے بعد استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔

اہلِ ظلم کے لیے پیٹ شیطان ہے اور اہلِ اللہ کے لیے پیٹ شوق ہے کہ وہ روٹی اس جہان کی کھاتے ہیں اور کام اُس جہان کے کرتے ہیں جس طرح اونٹ کانٹے کھا کر بھی وزن اٹھاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْمُشَاھَدَۃُ عَنِ الْمُجَاھَدَۃِ

ترجمہ: مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ۝ (النبا-31)

ترجمہ: بے شک متقین کے لیے کامیابی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلنَّاسُ صَنَفَانِ عَالِمُ الْعَامِلُ اَوْ مُتَعَلِّمٌ وَ سَائِرُ النَّاسِ کَالْبَہِیْجِ

ترجمہ: انسان دو قسم کے ہوتے ہیں ایک عمل کرنے والے عالم اور دوسرے علم سیکھنے والے متعلّم اور باقی تمام حیوان ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ کُلُّ الْعَالِمُوْنَ مُوْتُوا اِلَّا الْخَالِصُوْنَ

ترجمہ: تمام (باعمل) عالم مخلصین کی موت مرتے ہیں۔

خاص فقیر وہ ہے جو ہمیشہ اپنے ربّ سے ڈرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَیْبِ لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝ (الملک-12)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اپنے ربّ سے غائبانہ طور پر ڈرتے رہتے ہیں ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

اگر عمل کے بغیر علم سے فضل حاصل ہوتا تو ابلیس کو ہوتا اور وہ گمراہی میں مبتلا نہ ہوتا۔ جو شخص علم حاصل کرنے کے باوجود بدعت میں پڑ جاتا ہے وہ شیطان کی طرح خبیث جن ہے، اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ شیطان نے پچاس ہزار سال تک علم حاصل کیا اور پچاس ہزار سال تک فرشتوں کو علم سکھاتا رہا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَبٰی وَ اسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (البقرہ-34)

ترجمہ: اس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

اگر اللہ کا فضل جہالت میں ہوتا تو ابو جہل کو اس کی جہالت راہِ حق دکھا دیتی۔ اللہ کی راہ نہ علم میں ہے اور نہ جہالت میں بلکہ اللہ کی خالص محبت میں ہے۔ یہ راہ اسے نصیب ہوتی ہے جس کی رفیق توفیقِ الٰہی ہو۔ اہلِ محبت اسے کہتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاضر ناظر مانتا ہو۔ اگر تُو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو جائے تو اللہ کی توحید، معرفت اور محبت کو خلوصِ دل سے اختیار کر کے اللہ کے ساتھ ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تجھ سے راضی ہو جائیں تو دنیا ترک کر کے شریعتِ نبوی کی اتباع کی کوشش کر۔ اگر تو چاہتا ہے کہ علما تجھ سے راضی ہو جائیں تو انہیں مال و زر پیش کر اور خادم بن کر ان کی خدمت میں مصروف ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ فقیر اہلِ اللہ تجھ سے راضی ہو جائیں تو صفائی دل اختیار کر کے ان سے مل جا کیونکہ فقرا کی نظر دل پر ہوتی ہیں۔ ان کو اپنا دل دے کر ان کا دل لے لے تا کہ تجھے دائمی بادشاہی حاصل ہو جائے۔ اگر تو حق حاصل کرنے اور اللہ سے واصل ہونے کی خواہش رکھتا ہے تو چار ''م'' جمع کر لے۔ پہلے ''م'' سے نفس کو اس کی مُراد نہ دے۔ دوسرے ''م'' سے مردانہ وار مردِ میدان بن جا۔ تیسرے ''م'' سے مبتلائے شوقِ دیدار (الٰہی) ہو جا۔ چوتھے ''م'' سے محرمِ راز ہو جا۔ نیز بارہ ''ش'' اکٹھے کر۔ چار ''ش'' فقرا سے تعلق رکھتے ہیں، چار ''ش'' اہلِ علم سے اور چار ''ش'' دنیا والوں سے۔ فقرا کے چار ''ش'' یہ ہیں: پہلا ''ش'' شرم کرنا اللہ عزّ وجل کی نافرمانی سے۔ دوسرا ''ش'' اللہ تعالیٰ کی ذات میں محو رہنے کا شوق۔ تیسرا ''ش'' شب بیداری سے دل کی بیداری حاصل کرنا۔ چوتھا ''ش'' شہوت اور ہوائے نفس سے بچنا۔ اہلِ علم کے چار ''ش'' یہ ہیں: پہلا ''ش'' شرائط دینِ اسلام کو بجا لانا ہے۔ دوسرا ''ش'' شریعت کی حفاظت کرنا۔ تیسرا ''ش'' شعور رکھنا۔ چوتھا ''ش'' شوم[1] اور طمع کو چھوڑ دینا۔ دنیاداروں کے چار ''ش'' یہ ہیں: پہلا ''ش'' شیطان کا شر ہے۔ دوسرا ''ش'' شرم نہ آنا، دنیا دار بے شرم ہوتے ہیں۔ تیسرا ''ش'' شتابی[2] جو شیطان کا کام ہے، چوتھا ''ش'' شرِ آتش جو درحقیقت اہلِ دنیا کی حرص ہے۔

---

[1] کنجوسی۔ [2] جلد بازی۔

اللہ سے محبت کرنے والے گناہ اور برائی سے دور رہتے ہیں۔ خشخاش کے دانہ کے برابر محبتِ الٰہی تمام مسائلِ فقہ کے علم کی فضیلت اور ستر سال کی پارسائی اور عبادت سے بہتر ہے کیونکہ محبت سے بندہ ربوبیت اور توحید کے رازِ الٰہی کا محرم ہو جاتا ہے۔ جبکہ عبادت اور علم سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور بندہ محبتِ الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ-165)

ترجمہ: ان (غیر اللہ) سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کرنی چاہیے۔ اور جو لوگ ایمان لائے وہ (ہر ایک سے بڑھ کر) اللہ سے بہت شدید محبت کرتے ہیں۔

اہلِ ہدایت کا اہلِ بدعت سے کیا کام؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (القصص-56)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ جسے چاہتے ہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے (آپ کے ذریعے) ہدایت دیتا ہے۔

❁ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (البقرہ-7)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی بصارت پر پردے ڈال دیئے ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

❁ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ (البقرہ-18)

ترجمہ: یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں یہ ہرگز راہِ حق کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔

❁ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (فاطر-18)

ترجمہ: کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ مَنْ تَرَكَ ذَرَّةً بِدْعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ

ترجمہ: ایک ذرہ کے برابر بھی بدعت کو ترک کرنا دونوں جہانوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

جاہل جب بدعت اور گمراہی میں گرفتار ہوتا ہے تو وہ ابو جہل کی طرح ہوتا ہے جو جہالت سے باز نہ آرہا ہو۔ اسے صرف ایک صورت میں (اس جہالت سے) نجات مل سکتی ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرے۔ سن! اگر کوئی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات کو مردہ سمجھتا ہے تو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

امت خویش را بحق سپردہ
آن حیات النبیؐ حیات ببردہ

ترجمہ: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی امت کو حق کے سپرد کر کے ہمیشہ کی حیات حاصل کر چکے ہیں۔

حیاتِ نفس، حیاتِ دل، حیاتِ روح، حیاتِ سِرّ، حیاتِ عشق، حیاتِ محبت، حیاتِ ذکر فکر، حیاتِ دین اور حیاتِ فقر فنا فی اللہ اس بات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حیُّ القیوم ذات کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھے اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قائل ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

- اَلْاِیْمَانُ عُرْیَانٌ وَلِبَاسُہُ التَّقْوٰی وَزِیْنَتُہُ الْحَیَآءُ وَثَمَرَۃُ الْعِلْمِ

ترجمہ: ایمان عریاں ہے، تقویٰ اس کا لباس ہے، حیا اس کی زینت ہے اور علم اس کا پھل ہے۔

فقیر صلحِ کُل ہے[1] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

- لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ

ترجمہ: کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

جس کا دین اور ایمان مردہ ہو جائے وہ منافقت، کفر، گناہوں اور دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

---

[1] فقیر ہر ایک کے لیے اصلاح کا منبع اور فیض کا ذریعہ ہے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا (میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔

یہ برزخ دونوں جہانوں میں مشکل کشا ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

ھو

اللّٰہ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

جَلَّ جَلَالُہٗ

بابِ ششم

مراقبہ، مشاہدہ، خواب و تعبیر اور غرق بوحدت فنا فی اللہ کا ذکر

مراقبہ کسے کہتے ہیں؟ مراقبہ کیا چیز ہے؟ اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ مراقبہ رقیب (غیر ماسویٰ اللہ) سے دور کرنے اور اللہ تعالیٰ کی وحدت تک پہنچانے والے (عمل) کو کہتے ہیں۔ مراقبہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا نام ہے جو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے لازوال مقامِ حیئ قیوم میں استغراق کا رہنما ہے اور حضوری کے حال احوال اور سِرّ اسرار کی سیر کرا کے صاحبِ مشاہدہ بناتا ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف کراتا ہے۔ مومن کا مراقبہ اسے معرفت عطا کر کے محرمِ اسرار بناتا ہے۔ منافق کا مراقبہ اسے بدخلق کافروں کی طرح پستیوں میں گرا دیتا ہے۔

نہ علم و نہ دانش نہ حقیقت نہ یقین
چون کافر درویش نہ دنیا نہ دین

ترجمہ: منافق کے پاس نہ علم و دانش ہے نہ حقیقت و یقین۔ کافر درویشوں کی طرح نہ اس کا دین میں کوئی حصہ ہے نہ دنیا میں۔

مراقبہ کے سات درجات ہیں: پہلا مراقبۂ عام، دوسرا مراقبۂ خاص، تیسرا مراقبۂ خاص الخاص، چوتھا مراقبۂ اخص، پانچواں مراقبۂ عشق، چھٹا مراقبۂ محبت اور ساتواں مراقبۂ فنا الفنا فنا فی اللہ بقا باللہ غرقِ توحید ہے جس میں نہ اپنی خبر رہتی ہے اور نہ ہی مخلوق کی، نہ منزل کی اور نہ ہی کسی مقام کی، اور (طالب) مکمل طور پر توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ مراقبہ روحِ روحانی کی طرح ہے اور مراقبہ کرنے

والے کا وجود قبر کی طرح ہوتا ہے۔ صاحبِ مراقبہ کی روح پلک جھپکنے میں تمام آسمانوں اور زمینوں، بالائے عرش، کرسی، لوح اور قلم کا نظارا دیکھ لیتی ہے اور پھر اس کے وجود میں اسی طرح واپس لوٹ آتی ہے جس طرح روحانی قبر میں لوٹ آتا ہے۔ پس اہلِ مراقبہ اُنہیں کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے جمال کے سوا کچھ نہ چاہیں۔

❁ حُبُّ الْجَمِيْلِ لَحْمُكَ لَحْمِيْ جِسْمُكَ جِسْمِيْ

ترجمہ: جمیل (اللہ تعالیٰ) کا عشق ''تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا جسم میرا جسم'' کی مثل (اللہ تعالیٰ سے یکتائی عطا کرتا) ہے۔

عین کے ساتھ عین ہو جا۔ عفوعفوعفو۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

❁ اَصْبَحُوْا مَعَ اللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کی صحبت اختیار کرو۔

مراقبہ سورج کی طرح ہونا چاہیے۔ جب رات کی تاریکی میں سے سورج نکلتا ہے تو قاف سے قاف تک زمین و آسمان کو روشن کر دیتا ہے۔ مراقبہ ستاروں کے جھرمٹ میں چاند کی طرح ہونا چاہیے۔ جب صاحبِ مراقبہ اپنی آنکھ کھولتا ہے تو وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے اللہ کے سوا ہر چیز جل جاتی ہے اور کوئی شے (اللہ اور اس کے درمیان) حجاب نہیں رہتی۔ مراقبہ کی بہت سی اقسام ہیں: مراقبۂ ذکر فکر، مراقبۂ حضور مذکور، مراقبۂ فنا فی الشیخ، مراقبۂ فنا فی ھُو، مراقبۂ فنا فی فقر، مراقبہ فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، مراقبۂ فنا فی النفس، مراقبۂ فنا فی نو دنہ[1] اسمائے باری تعالیٰ، مراقبۂ چشم، مراقبۂ راز، مراقبۂ شہباز اور مراقبۂ دغاباز جیسے کہ بلی چوہے کو پکڑنے کے لیے کرتی ہے۔ اگر کسی کو مراقبہ میں جانور، مال و جاہ، سونا چاندی نظر آئیں تو جان لو کہ یہ مراقبۂ حیوانی ہے اور اس کا تعلق ناسوت سے ہے۔ ابھی وہ شخص طلبِ دنیا کے صحرا میں بھٹک رہا ہے اور اس پر ذکرِ اَللّٰہُ کی تاثیر نہیں ہوئی۔ اس کا علاج یہ ہے کہ وہ طلبِ دنیا کو ترک کر کے دونوں جہانوں کی لذات سے نجات حاصل کر لے۔ اگر

1۔ ننانوے

کسی کو مراقبہ کے دوران بہشت کی مثل باغ اور باغیچے، دریا کا پانی، سبزہ کی بہار، بلند و بالا مکانات اور محلات اور حور و قصور نظر آئیں تو جان لو کہ اس کے دل پر میل، کثافت اور زنگ لگا ہوا ہے جو مرشد کامل اکمل کی نگاہ کے بغیر صاف نہیں ہو سکتا۔ ابھی اس کے دل کے گرد خناس اور خرطوم موجود ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ اس کا ذکرِ سلطانی بھی اصل نہیں ہے۔ خاص اور اصلی ذکر کی کیا پہچان ہے؟ خاص ذکرِ اَللّٰہُ جس شخص کا وردِ زبان ہو اس کی زبان سے ذکر اَللّٰہُ، اللہ اور اس کے رسول کی بات اور اولیا کے ذکر کے سوا کوئی اور بات نہیں نکلتی۔ وہ اپنی آنکھ سے کسی غیر اور نامحرم کو نہیں دیکھتا کیونکہ نامحرم کو دیکھنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور اسے اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے شرم و حیا آتی ہے۔ جسے ذکرِ قلبِ خاص حاصل ہو اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے جس سے وہ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور ذکرِ اَللّٰہُ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔ اس کا دل غنی ہو جاتا ہے اور دنیا کی محبت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی۔ اس کے حواسِ خمسہ[1] بند ہو جاتے ہیں اور وہ صاحبِ کشف القلوب[2] ہو جاتا ہے۔ اس کا دل کدورت سے پاک ہو کر آئینہ کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔ جسے روح کا ذکر حاصل ہو جائے اس کی روح کی آنکھ کھل کر روشن ہو جاتی ہے اور وہ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مقام پر فائز ہو کر اسے کشف القبور[3] کی صلاحیت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ مقامِ حیرت پر پہنچ کر ہمیشہ خوفِ خدا میں رہتا ہے، حسد اور غیریت[4] اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں۔ جسے سِرّ کا ذکر حاصل ہوتا ہے اس کے سِرّ کی آنکھ کھل جاتی ہے، وہ ازل سے ابد تک کا مشاہدہ کر کے صاحبِ اسرار ہو جاتا ہے اور ماہ سے ماہی تک ہر چیز اس کی نظر میں رہتی ہے۔

❁ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ

ترجمہ: فقر اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں۔

عرش سے تحت الثریٰ تک ہر شے اس کے حکم کے تابع ہے۔ وہ چاہے تو کسی چیز کو اس کی حالت پر

---

[1] دیکھنے، سننے، چکھنے، محسوس کرنے اور سونگھنے کی پانچ حسیں۔ ظاہری حواسِ خمسہ بند ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے باطنی حواس بیدار ہو جاتے ہیں۔ [2] دلوں کے حال منکشف ہو جانا [3] قبر کے حالات کا علم ہو جانا۔ [4] غیر ما سویٰ اللہ

قائم رکھے یا الٹ پلٹ کردے۔ اسی کو فقیر صاحبِ مراقبہ، صاحبِ تصرف مالک الملکی کہتے ہیں۔ ایسا مراقبہ جو مال دولت کے حصول کی خاطر کیا جائے بلی کے مراقبے کی طرح ہے جو وہ چوہے کو پکڑنے کے لیے کرتی ہے۔

چار منازل پر چار قسم کا مراقبہ ہے۔ مراقبہ شریعت کا تعلق اطاعت، عبودیت اور مشاہدۂ ناسوت سے ہے، مقامِ ناسوت پر صاحبِ مراقبہ جو بھی دیکھتا ہے محض دنیا دیکھتا ہے۔ دوسرا مراقبہ مقامِ ملکوت پر ہے جو وردو وظائف کے ذریعے فرشتوں جیسی پاکیزگی حاصل کرنے والوں اور مَلکی صفات کے حامل لوگوں کا مراقبہ ہے۔ وہ مراقبہ میں جو کچھ دیکھتے ہیں مقامِ ملکوت سے دیکھتے ہیں اور فرشتوں کی صفات سے متصف ہوتے ہیں۔ تیسرا مراقبہ اہلِ جبروت کا ہے جو اہلِ ذکرِ اَللّٰہُ ہیں۔ وہ جو بھی مشاہدہ کرتے ہیں مقامِ جبروت سے کرتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں۔ چوتھا مراقبہ مقامِ لاھوت کا ہے جو اہلِ معرفت کو حاصل ہے۔ انہیں جو بھی مشاہدہ ہوتا ہے مقامِ لاھوت سے ہوتا ہے۔ پانچواں مراقبہ حضور غرق فنا فی اللہ ہے جو مقامِ ربوبیت کا مراقبہ ہے۔ اس مراقبہ میں مشاہدۂ ربوبیتِ توحید اور حق تعالیٰ کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا۔ پس اسی مقام کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمٰن۔29)

ترجمہ: وہ (اللہ) ہر روز ایک نئی شان سے ظاہر ہوتا ہے۔

اور یہی اس مقام کے صاحبِ مراقبہ کا مکان ہے۔

خدا از کرم فضلش عبد خوانی
نہ انصاف است تو در جرم مانی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جب اپنے فضل و کرم سے تجھے اپنا بندہ کہتا ہے تو تیرا جرم میں پڑے رہنا ناانصافی ہے۔

خدا با تو ترا بین چشم باید
بہ چشمِ معرفت حق رونماید

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے بس تجھے دیکھنے والی آنکھ چاہیے۔ حق کا دیدار صرف چشمِ معرفت سے ہوتا ہے۔

چہ داند مردہ دل طالب بمردار
ز خود خبرش ندارد اہلِ دیدار

ترجمہ: مردہ دل، مردار دنیا کے طالبوں کو کیا پتہ کہ اللہ کا دیدار کرنے والوں کو اپنی بھی خبر نہیں ہوتی۔

باھُوؒ را بس بود آن عشق جانی
ساکن لاھوت نظر لامکانی

ترجمہ: باھُوؒ کے لیے بس اس محبوب کا عشق ہی کافی ہے۔ وہ لاھوت میں رہ کر لامکان پر نظر رکھتا ہے۔

اہلِ عبودیت کا ناسوت میں رہ کر خواب میں اللہ کو دیکھنا درست ہے۔ جیسا کہ حضرت امامِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اہلِ شریعت نے اسے درست قرار دیا۔ اہلِ ربوبیت کا خود سے بےخود کر دینے والے مراقبے میں مشاہدہ و دیدارِ حق تعالیٰ روا ہے۔ یہ اس آیت مبارکہ کے عین مطابق ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (الکہف-24)

ترجمہ: اور اپنے ربّ کا ذکر (اس قدر محویت سے) کرو کہ تم (خود کو بھی) بھول جاؤ۔

❁ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل-72)

ترجمہ: جو اس دنیا میں (دیدارِ الٰہی سے) اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

اگر طالب مراقبہ میں خود سے بیگانہ ہو جائے اور پھر مراقبہ سے باہر آ کر جو کچھ مراقبہ میں مشاہدہ کیا اسے پل بھر میں بھول جائے تو جان لے کہ یہ سب الوہیتِ عین ذات کی طرف سے ہے۔ یہ

مراتب اس عاشق دیوانے کے ہیں جو اپنی جان سے بیگانہ ہو کر پروانے کی طرح آگ میں جل رہا ہو۔ یہ بھی درمیانہ درجہ کا مراقبہ ہے، ابھی (طالب کو) وحدت اور حق تعالیٰ سے یگانگی نصیب نہیں ہوئی، وہ شانے پر بکھری زلفوں کی طرح (پریشان) ہے اور ابھی خام و ناتمام ہے۔ مراقبہ سمندر میں غوطہ لگانے والے غواص کی طرح ہونا چاہیے کہ ہر سانس کے ساتھ موتی نکال لائے۔ جو اس قسم کے مراقبہ میں غرق ہو جاتا ہے اس کی نیند بھی بیداری اور اس کی مستی بھی ہوشیاری ہے۔ استغراق اس کے اپنے اختیار میں ہے، وہ جب چاہے انبیا و اولیا کی مجلس میں حاضر ہو کر توحید کے خاص الخاص اخص سرّ کا استغراق حاصل کر لے یا ایک ہی مراقبہ کے دوران بارہ سال یا چالیس سال تک باطنی حضوری میں غرق رہے اور جب مراقبہ سے باہر آئے تو اس کے ظاہری احوال کے مطابق گویا پل بھر کا عرصہ بھی نہ گزرا ہو۔ ایسا مراقبہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے شریعت کے مطابق نماز، روزہ اور دیگر فرائض کو قضا نہ کرے۔ مراقبہ جب کامل اور پختہ ہو جاتا ہے تو صاحبِ مراقبہ ایک لمحے میں جہاں چاہے پہنچ سکتا ہے جیسے تیر اپنے نشانے پر پہنچتا ہے۔

کعبۂ مقصود اگر باشد ہزاران سالہ راہ
نیم گامی ہم نباشد شوق چون رہبر شود

ترجمہ: تیرا کعبۂ مقصود اگرچہ ہزاروں سال کی مسافت پر بھی ہو لیکن اگر شوق تیرا رہبر ہے تو یہ فاصلہ آدھے قدم کے برابر بھی نہیں۔

مراقبہ سے چار قسم کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص ظاہر میں صبح شام عبادت، ذکر، فکر اور مراقبہ میں مشغول رہتا ہے لیکن باطن میں اس کا دل دنیا کی محبت میں مبتلا ہے وہ ظاہر باطن میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ سب ناسوتی، فانی اور جھوٹ ہے۔ جو شخص ظاہر اور باطن میں اللہ کے ذکر، فکر، عشق اور محبت میں جان صرف کر دیتا ہے وہ ظاہر اور باطن میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ سب توحید باری تعالیٰ کا مشاہدہ ہے۔ تیسری قسم کا مشاہدہ اس شخص کا ہے جسے باطن اور ظاہر میں اللہ تعالیٰ کا خوف رہتا ہے؛

وہ جو بھی مشاہدہ کرتا ہے اس میں اہلِ جنت کو دیکھتا ہے۔ چوتھی قسم کا مشاہدہ ظاہر اور باطن میں تارکِ نماز اور اہلِ شرب کو ہوتا ہے۔ وہ مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ سراسر خواب و خیال، اس کے ظالم نفس اور زوال دلانے والے شیاطین کا شیطانی استدراج ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

✽ کُلُّ شَیۡءٍ یَرۡجِعُ اِلٰی اَصۡلِہٖ

ترجمہ: ہر چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

جو شخص صدقِ دل سے صرف اللہ کی خاطر ہمیشہ ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول رہتا ہے دونوں جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں لیکن ایسا طالبِ مولیٰ صرف مولیٰ کا قرب رکھتا ہے، نہ وہ غم رکھتا ہے نہ ہی غلام۔ مراقبہ سورج کی مثل ہے۔ جس طرح سورج طلوع ہونے پر قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتے ہیں اسی طرح مراقبہ کرنے والے کے مدِنظر درو دیوار، شہر اور بازار کی ہر شے آ جاتی ہے بلکہ وہ شش جہات[1] کا نظارہ کر سکتا ہے۔ مگر ذات کا تفکر کرنے والے ان میں سے کچھ بھی نہیں دیکھتے کہ ان کے پاس وہ آنکھ ہی نہیں جو دوست کے سوا کسی اور کو دیکھے۔ اہلِ مراقبہ جب اس (اَللّٰہُ) کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں تو ذکر اور مراقبہ کے دوران وہ اہل مراقبہ یعنی انبیا و اولیا سے ملاقات کرتے ہیں۔ جس شخص کا ذکر اسے اللہ تعالیٰ کی توحیدِ ذات میں غرق کر کے اللہ سے ملاقات نہ کروا سکے اس کا ذکر، ذکر نہیں ہے بلکہ محض مال و دولت کی خاطر کی جانے والی رسم رسوم ہے۔

مراقبۂ شیخ کے دوران صورتِ مرشد حاضر ہوتی ہے اور مراقبہ کرنے والے کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا کر اس کا مطلوب عطا کرتی ہے۔ جسے مراقبہ میں یہ احوال حاصل نہیں وہ فنافی الشیخ کے مقام تک نہیں پہنچا۔ مراقبہ کے دوران جب (مراقبہ کرنے والا) اسمِ اللہ ذات کو دیکھتا ہے تو اسمِ اللہ ذات اسے عینِ ذات کے مقام پر پہنچا دیتا ہے اور وہ اپنے مطلوب کو اپنے ہی اندر دیکھ لیتا ہے اور

[1] چھ سمتیں۔ اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، آگے پیچھے۔ مراد کائنات میں ہر طرف اور ہر جگہ دیکھ سکتا ہے۔

مراقبہ میں اس قدر غرق ہو جاتا ہے کہ اسے نہ ذکر، فکر یاد رہتا ہے نہ دم قدم، نہ راحت وغم، نہ فقر و فاقہ، نہ نفس وذائقہ، نہ حضور مذکور، نہ بُعد ودور، نہ قدر وقضا اور نہ حرص وہوا یاد رہتے ہیں۔ پس وہ کس مقام پر پہنچا ہے اور اُسے کیا یاد رہتا ہے؟ صرف ذوق، شوق اور محبت۔ عاشق جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا ہر کام بالکل مکمل ہو جاتا ہے۔ ذکر اور فکر اس پر حرام ہو جاتا ہے اور وہ جو بھی دیکھتا ہے خاص ہی دیکھتا ہے۔ جس شخص کو خواب یا مراقبہ میں اہلِ کفار اور اہلِ زنار نظر آئیں تو جان لو کہ اس پر مقامِ نفس کُھلا ہوا ہے یا ابھی تک اس پر کلمہ کی ابتدا لَآ اِلٰهَ بھی نہیں کھلی یا شیطان اسے ہر روز کفار کی مجلس دکھاتا ہے تاکہ طالبِ مولیٰ کا دل سرد ہو جائے اور وہ اللہ کی راہ سے رک جائے۔ اسے چاہیے کہ سونے سے پہلے اور مراقبہ کرتے وقت درود شریف اور لَا حَوْلَ کو اپنا ورد بنائے تاکہ خطرات اور وسوسۂ شیطانی ختم ہو جائیں اور اس کا ضمیر روشن ہو جائے۔

مراقبہ کے سات مراتب ہیں۔ پہلا جاہل کا مراقبہ' جو جنگل و بیابان میں بھٹکنے کی طرح ہے۔ دوسرا اہلِ بدعت وسرود کا مراقبہ' جو دجال کے استدراج کی طرح ہے۔ تیسرا مراقبۂ ذکر ہے جس میں مراقبہ کرنے والا ذکر کے مراتب کو دیکھ کر صاحبِ حال[1] ہو جاتا ہے۔ چوتھا مراقبہ صاحبِ فکر کا ہے جس کے احوال اہلِ تفکر کو نصیب ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ تَفَكُّرُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ

ترجمہ: ایک لمحے کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

پانچواں مراقبۂ کامل کمال ہے جس میں عرفانِ ذات کا مشاہدہ کر کے طالب عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ چھٹا مراقبہ مکمل ہے جس میں معارف اہلِ روح اللہ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ساتواں مراقبۂ فقرِ لازوال ہے جو صاحبِ مراقبہ کو اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[2] کے مقام پر پہنچا کر فنافی اللہ اور عینِ ذاتِ

---

[1] طالب کے قلب میں مرشد کی توجہ و تلقین یا تصورِ اسمِ اَللّٰهُ ذات سے جو کیفیت وارد ہوتی ہے اس کو حال کہتے ہیں اور یہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلتی رہتی ہے یعنی یہ کیفیت مستقل نہیں ہوتی۔ (شمس الفقرا تصنیفِ مبارکہ سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری مدظلہ اقدس)

[2] جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔

توحید کی واحدانیت میں غرق کر دیتا ہے۔ مراقبۂ فقر تمام عظیم پیغمبروں کے مراقبوں سے بہتر ہے کہ تمام پیغمبروں کا فخر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فخر ''فقر'' ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

فقیر فنافی اللہ کی زبان گویا قدرتِ خدا تعالیٰ کی زبان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ

ترجمہ: فقرا کی زبان رحمٰن کی تلوار ہے۔

(تقدیریں لکھنے کے بعد) اللہ تعالیٰ کے قلم کی نوک پر جو سیاہی باقی بچی وہ فقرا کی زبان پر لگا دی گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ

ترجمہ: فقر دونوں جہانوں میں چہرے کی روسیاہی ہے۔[1]

فقرا کی زبان پر موجود یہ سیاہی ان کی پیشانیوں پر اس قدر چمکتی ہے کہ دونوں جہان ان کے سامنے روسیاہ ہوتے ہیں۔ ایسے طالبِ مولیٰ مذکر فقرا ہوتے ہیں، نہ خدا نہ ہی خدا سے جدا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ کُلُّ اِنَآءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ

ترجمہ: برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے جو اس میں موجود ہو۔

---

[1] سیّدنا غوث الاعظمؓ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں'' (جس طرح کالا رنگ کوئی اور رنگ قبول نہیں کرتا اسی طرح) فقر ذاتِ حق تعالیٰ کے چہرے کے نور کے علاوہ کوئی رنگ قبول نہیں کرتا۔ (فقر کی) سیاہی محبوب کے چہرے پر کالے تل کی مانند ہے جو اس کے جمال اور حسن کو بڑھا دیتا ہے۔ (سرّالاسرار) سلطان العارفین سلطان باھُوؒ اپنی تصنیفِ لطیف ''سلطان الوھم'' میں اس حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں ''چہرہ ربوبیت کی زیب وزینت اور جمالِ الوہیت اس کے مظہر کامل کی عبودیت کے خال (کالے تل) اور اس کی بشریت کی سیاہ زلف کے بغیر نامکمل ہے''۔

شیطان کو چند صورتیں اختیار کرنے کی قدرت نہیں ہے اللہ کی صورت، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت، سورج، چاند، مدینہ منورہ، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، کعبۃ اللہ اور قرآن کی صورت کہ یہ تمام صورتیں ہادی ہیں اور شیطان ہادی اور ہدایت کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ شیطان اور اس کی راہ باطل ہے جو حق تک ہرگز نہیں پہنچا سکتی۔

باھُوؒ! گرچہ سَر و پا ندارم بے سرم
قالبم اینجا است جان باحق برم

ترجمہ: باھُوؒ! میں سر اور پیر نہیں رکھتا اور بے سر ہوں (کیونکہ میں اپنا سر راہِ حق میں قربان کر چکا ہوں)۔ میرا جسم یہاں ہے اور جان (یعنی روح) حق تک پہنچ چکی ہے۔

اگر کوئی شخص خواب یا مراقبہ میں دیکھتا ہے کہ وہ اذان دے رہا ہے، امامت کروا رہا ہے، قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہا ہے، رحمٰن کا ذکر کر رہا ہے، وضو اور غسل کر رہا ہے یا مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہو رہا ہے تو جان لو اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے اس کا نفس، قلب اور روح ایک ہو گئے ہیں۔

باھُوؒ را ھُو بُرد با آورد بَرد
ہر کہ با آن عین بیند او نمرد

ترجمہ: باھُو کو 'ھُو' اپنے ساتھ لے گیا اور 'با' یہیں رہ گیا۔ جو اس کا ساتھ اختیار کر کے عین ذات کو دیکھ لیتا ہے وہ کبھی نہیں مرتا۔

باھُوؒ! ہر کہ دعویٰ کند بدرویشی خطِ بیزاری از جہان نہ دہد
در حقیقت بدانکہ مردود است رفتہ بدنام کس نشان نہ دہد

ترجمہ: اے باھُوؒ! جو شخص درویشی کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن دونوں جہان سے بیزار نہیں ہوتا، جان لو کہ درحقیقت وہ مردود ہے۔ وہ بالآخر بدنام ہو جائے گا اور دنیا میں اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔

مرشد کو چاہیے کہ طالبِ مولیٰ پر مراقبہ کھول دے البتہ اس کے لیے ریاضت کروائے۔ یہ ریاضت

زہد وتقویٰ کی نہیں بلکہ تصور اور تفکر کی ریاضت ہے۔ مرشد اگر چاہے تو مراقبہ کے لیے ریاضتِ تصور کے چالیس چلّے یا بیس چلّے یا دس چلّے یا پانچ چلّے یا دو چلّے یا ایک چلّہ یا بیس روزہ چلّہ یا دس روزہ چلّہ یا پانچ روزہ چلّہ یا دو روزہ چلّہ یا ایک روزہ چلّہ کروائے اور اگر اپنے لطف سے عطا کرنا چاہے تو نمازِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک طالب کو اس کے مقصود اور مطلوب کی انتہا تک پہنچا دے۔

وہ اگر چاہے تو طالبِ مولیٰ کو اپنے سامنے بٹھا کر اپنی نگاہ کے کمال سے تمام مطلوبہ مقامات طے کرا دے اور پُرنور محفلِ محمدی ﷺ کی حضوری سے مشرف کرا دے۔ اگر طالبِ مولیٰ کے دل میں صدق رہے گا تو وہ اس مقام پر ابدالاباد تک قائم رہے گا۔ لیکن اگر اس کا صدق فاسد ہو گیا تو وہ مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری اور راہِ سلک سلوک سے محروم کر دیا جائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ اگر مرشد کامل نہیں تو طالب کا یقین کس کام کا؟ یقین نام ہے بصیرت رکھنے والی آنکھ کا نہ کہ کولہو کے بیل کی طرح بند آنکھیں رکھنے والے مرشد کا۔ مرشد کے چار حروف ہیں۔ حرف ''م'' سے مردِ خدا، خود سے جدا، محمد رسول اللہ ﷺ و اصفیا کا خادم۔ حرف ''ر'' سے روا نہیں رکھتا اللہ کی توحید کے سوا کسی غیر ماسویٰ اللہ کو۔ حرف ''ش'' سے اللہ کا شوق رکھنے والا، زندہ دل، عشق ومحبت سے اللہ کی وحدت میں غرق عارف باللہ۔ حرف ''د'' سے دائمی حضوری میں غرق فنافی اللہ۔ طالب کے بھی چار حروف ہیں۔ حرف ''ط'' سے غیر ماسویٰ اللہ تمام علائق[1] کو طلاق دینے والا۔ حرف ''الف'' سے اللہ کی الوہیت تک پہنچنے والا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ حرف ''ل'' سے مخلوق کے تمام ناطوں کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس کے لائق۔ حرف ''ب'' سے بدی اور بدکاری چھوڑ دینے والا، صبح سے شام اور شام سے صبح تک باادب بامراد کی حالت میں رہنے والا، بے ریا ہو کر اللہ کی جستجو کرنے والا، دل سے تمام غیر ماسویٰ اللہ کو نکالنے والا، مرشد کے ساتھ اخلاص رکھنے والا جس طرح پانی ندی سے بااخلاص ہوتا ہے۔ جس کے یہ احوال نہیں وہ مرشد ہے نہ طالب بلکہ اس پر خواہشاتِ نفس کا غلبہ ہے۔ مرشد کامل مکمل اسے کہتے ہیں جو اپنی ایک ہی نظر سے طالبِ مولیٰ کو اس طرح

---

[1] تعلقات۔

پہچان لے کہ جس طرح کسوٹی سونے کو، صراف زر کو، شہسوار گھوڑے کو، سورج سنگِ لعل کو یا عالم علمِ صَرف و نحو[1] کو۔ مرشد کامل مکمل کعبہ کی طرح ہے، صرف اس کے حرم میں داخل ہو جانے سے نیک، نیک ظاہر ہو جاتا ہے اور بدٗ بد۔ اس کی ایک نظر سے (فطرتاً) صالح شخص حقیقتاً صالح ہو کر مقبول ہو جاتا ہے اور (فطرتاً) بد شخص بد ظاہر ہو کر مردود ہو جاتا ہے۔ سنار کبھی غلطی نہیں کرتا۔ اگر ہزار مہروں یا ہزار روپیوں میں سے صرف ایک کھرا اور باقی تمام کھوٹے ہوں تو سنار صرف اسی ایک کھرے سکے کو اٹھائے گا اور باقی تمام سکوں کو رد کر دے گا۔ جب تک سونے کو سنار کی دکان میں لے جا کر آگ میں نہ ڈالا جائے اس وقت تک کوئی اس کو پرکھ نہیں سکتا۔ مرشد صاحبِ تحقیق ہوتا ہے جو اہلِ صفات اور اہلِ ذات کو پہچان لیتا ہے۔ جس طرح ایک عالم کتاب میں کوئی غلط حرف نہیں رہنے دیتا حتیٰ کہ بالکل درست نسخہ درست ہو جائے۔ اسی طرح فقیر (مرشد) طالبِ مولیٰ کے دل سے تمام غیر ماسویٰ اللہ کو نکال کر اس میں ذکرِ اَللّٰہُ جاری کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ صاحبِ تسبیح ہو جاتا ہے۔

باھُوؒ! مرد مانرا شد حجابش خلوتش گوشہ نشین

از چہل چلہ بہتر است یک نظر مرشد عین بین

ترجمہ: اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)! لوگوں کے لیے ان کی خلوت اور گوشہ نشینی ہی حجاب بن جاتی ہے۔ ان چالیس چلوں سے عین ذات کا دیدار کرانے والی مرشد کی ایک نظر بہتر ہے۔

باھُو ہر کہ خواہد طالبش خود مدعا

نیست زان بہتر کہ مرشد پیشوا

ترجمہ: اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)! جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ کا طالب بن کر اپنے مقصود (اللہ) تک پہنچ جائے اس کے لیے کسی مرشد کامل اکمل کو پیشوا بنانے سے بہتر کوئی عمل نہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ خُذْ مَا صَفَآءَ وَدَعْ مَا كَدَرًا

---

[1] عربی زبان کے قواعد و ضوابط کا علم

ترجمہ: مخلوق کی ایسی اطاعت درست نہیں جو خالق کی نافرمانی پر مبنی ہو۔ اچھی چیز کو اپنا لو اور بری چیز کو چھوڑ دو۔

خبردار! شریعت کو اپنا دوست بناؤ اور بدعت کو چھوڑ دو۔ طالبِ مولیٰ کو صاحبِ صدق ہونا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (النساء۔171)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی واحد معبود ہے۔

وہ دل صدق سے خالی ہے جس میں دنیا کی محبت ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ (المائدہ۔73)

ترجمہ: (جن لوگوں نے کہا) اللہ تین خداؤں میں سے تیسرا ہے۔

ایک خدا دنیا ہے جس کو یہ لوگ خدا سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ دوسرا خدا ان کے بیٹے ہیں (یعنی اولاد) جس کی قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دی۔ تیسرا خدا اللہ ہے جسے یہ احمق اور نادان لوگ نہ پہچانتے ہیں نہ جانتے ہیں حالانکہ سب نے لوٹ کر اسی کی طرف جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت بندے کے ہمراہ ہے مگر بندہ اللہ سے گمراہ ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا (میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔

باھُوؒ بردار پردہ وعدہ فردا چہ کار
رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ رابہبین ای یارِ غار

ترجمہ: اے باھُوؒ! پردہ اٹھا اور دیدار کر، کل (قیامت کے دن دیدار) کے وعدے سے تجھے کیا سروکار؟ اے دوست رَبِّ اَرِنِیْ[1] اور لَنْ تَرَانِیْ[2] پر غور کر۔

اوّلش دیدارِ اللہ خوش بہبیند مصطفیؐ
انبیاء و اولیائے بعد ازان بیند اللہ

---

[1] حضرت موسیٰؑ کی اللہ سے درخواست کہ ''اے اللہ! مجھے اپنا جلوہ دکھا''۔ [2] اللہ کا حضرت موسیٰؑ کو جواب ''تو مجھے نہیں دیکھ سکتا''۔

ترجمہ: سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا پھر تمام انبیا اور اولیا نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

باھُوؒ آنچہ دیدم بہ کس نگویم سرّ راز
لائقِ کس نیست سرّش جان بباز

ترجمہ: باھُوؒ! میں جو دیکھتا ہوں وہ راز میں کسی کو نہیں بتاتا کیونکہ جانبازوں کے علاوہ کوئی اس راز کے لائق نہیں ہے۔

مراقبہ حضوری کا پیغام ہے اور اہلِ مراقبہ خاص مغفور ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَغْمِضْ عَیْنَیْكَ یَا عَلِیُّ وَ اسْمَعْ فِیْ قَلْبِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ: اے علیؓ آنکھیں بند کر اور اپنے دل میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو سن۔

جو مراقبہ کے کمال کو پہنچ جاتا ہے اسے آنکھیں بند کرنے کی ضرورت نہیں رہتی، وہ غواص کی مانند ہو جاتا ہے جو پانی میں غوطہ لگاتا ہے تو ہر طرف پانی ہی پانی دیکھتا ہے۔

گر توحیدش گشت توحیدش خدا
خود نماندہ درمیان وحدت صفا

ترجمہ: جو توحیدِ خدا میں غرق ہو کر سراپا توحید ہو گیا اس کی ذات (اللہ اور اس کے) درمیان باقی نہیں رہتی اور اسے کامل وحدت نصیب ہو جاتی ہے۔

فقر بکس ورثہ ہفت کرسی نیست
در گفتگو حقیقت پرسی نیست

ترجمہ: فقر کسی کی سات پشتی میراث نہیں ہے اور نہ ہی گفتگو سے فقر کی حقیقت حاصل ہو سکتی ہے۔

فقر موجِ دریا کی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک عطا ہے۔ فقیر اس موج کے حصول کی خاطر انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کب اللہ انہیں یہ بخشے۔

مرا ز پیرِ طریقت نصیحتی یاد است

کہ غیر یادِ خدا ہر چہ ہست برباد است

ترجمہ: مجھے اپنے پیرِ طریقت کی نصیحت یاد ہے کہ اللہ کی یاد کے سوا ہر شے برباد (فانی) ہے۔

دولت بسگان دادند نعمت بخران

ما امن امانیم تماشا نگران

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دولت کتوں کو اور نعمتیں گدھوں کو دے دی ہیں اور ہم آرام سے بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں۔

دنیا دو قسم کی ہے اور دونوں آزمائش ہیں۔ حلال بھی اور حرام بھی۔ حلال پر حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے۔ حلال پیسہ کمانے والوں کو پل صراط پر کھڑا کر کے پوچھا جائے گا کہ اسے کس کس جگہ خرچ کیا۔ جب کوئی بندہ دنیا کا مال حاصل کرتا ہے اور اس کی محبت دل میں رکھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ یہ میرا غلام بن گیا ہے کیونکہ دنیا میری متاع ہے۔ اہلِ دنیا کی تین نشانیاں ہیں۔ پہلی حرص، جو دوزخ کی آگ کی مثل ہے۔ دوسری یہ کہ وہ پیسہ جمع کرتا ہے جو ایندھن کی طرح ہے۔ وہ اس پیسے کو کسی چیز پر خرچ نہیں کرتا اور (اس کے بخل کی وجہ سے) یہ پیسہ اس کے نصیب میں بھی نہیں ہوتا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا مال دوسرے لوگوں کے کام آتا ہے یا ضائع ہو جاتا ہے۔ تیسری نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے (جمع کئے ہوئے) مال پر افسوس کرتا ہے کیونکہ وہ مال مرنے کے بعد اس کا دشمن بن جاتا ہے اور سانپ اور بچھو بن کر اسے کاٹتا ہے اور اس کا گوشت کھاتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا (میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ پس یقین کر لو کہ اہلِ دنیا اہلِ شیطان ہیں۔ اہلِ شیطان اور ذاکرِ رحمٰن کو ایک دوسرے سے کیا نسبت؟ دنیا جھوٹ ہے اور ذکر سچائی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

✿ اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَا یَحْصِلُھَا اِلَّا بِزُوْرٍ

ترجمہ: دنیا دھوکہ ہے اور دھوکے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

اہلِ حضور کو اس سے دور رہنا چاہیے۔ جب تیرا ایمان اس بات کا اقرار ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی ''اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں ہے'' تو کسی دوسرے سے طلب اور سوال کیوں کرتا ہے؟ غیر اللہ سے التماس اور التجا کر کے کیوں مشرک بنتا ہے؟ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا (میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ اہلِ دنیا پر جنت حرام ہے اور اہلِ جنت پر دنیا حرام ہے اور اہلِ دیدار پر دنیا اور جنت دونوں حرام ہیں۔ جس قدر کوئی دنیا کو دوست رکھتا ہے وہ اسی قدر اللہ کے قرب سے دور ہو جاتا ہے۔ بندے اور اللہ کے درمیان پردہ یہی دنیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَصْلُ کُلِّ فِتْنَۃٍ دُنْیَا وَ حِجَابٌ بَیْنَ اللّٰہِ وَ بَیْنَ الْعَبْدِ

ترجمہ: تمام فتنوں کی جڑ یہ دنیا ہے اور یہی اللہ اور اس کے بندے کے درمیان پردہ ہے۔

جو دنیا سے محبت کرتا ہے اسے دنیا خود میں مگن کر لیتی ہے اور اس طرح مصائب میں گرفتار کر دیتی ہے کہ پھر وہ دنیا سے کبھی باہر نہیں نکل سکتا۔ اہلِ اللہ صرف اللہ کے حبیب اور دوست ہوتے ہیں اس لیے وہ اس دنیا کو کبھی قبول نہیں کرتے۔

زر کہ زردی می زند از بہر چیست؟
زانکہ پیشِ اہلِ ہمت زرد رُوست

ترجمہ: سونے کا رنگ کس وجہ سے زرد ہے کیونکہ اہلِ ہمت کے سامنے اس کا چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے۔

طالبِ مولیٰ مذکر وہ ہے جو دنیا سے وضو اور آخرت سے غسل کر لے۔ ہر شے جو اس کے پاس ہے، مال، اولاد، گھر، دل اور جان اللہ پر قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ پس ذاکرِ قلب اُسے کہتے ہیں جو دل میں اللہ کے سوا کسی غیر کی طلب نہ رکھتا ہو، ورنہ وہ کلب (کتا) ہے۔

باھُوؒ! بہر از خدا باید چہ کرد
از جان عزیزش نیست جانم خود سپرد

ترجمہ: اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) اللہ کی خاطر کیا کرنا چاہیے؟ جان سے زیادہ عزیز کچھ نہیں اس لیے میں اپنی جان اس کے سپرد کرتا ہوں۔

آدمی کے وجود میں ذکر کے چار مقام ہیں، زبان، قلب، روح، سرّ۔ یہ چاروں اذکار (ذکرِ زبان، ذکرِ قلب، ذکرِ روح، ذکرِ سرّ) صورت رکھتے ہیں اور مراقبہ کے دوران ہر ایک صورت (مراقبہ کرنے والے سے) ملاقات کرتی ہے اور اس کی تابع ہو جاتی ہے گویا کہ چاروں نفس (نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ، نفسِ ملہمہ، نفسِ مطمئنہ) اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ آدمی کا وجود چار عناصر (ہوا، مٹی، پانی، آگ) سے مل کر بنا ہے۔ ہوا کی صورت الگ ہے، مٹی کی صورت الگ ہے، پانی کی صورت الگ ہے اور آگ کی صورت الگ ہے۔ ہر صورت سے مزید ستّر ہزار صورتیں پیدا ہوتی ہیں اور ظاہر باطن میں فقرا سے ملاقات کرتی ہیں۔

❁ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ

ترجمہ: فقر اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں۔

اور ہر شے فقر کی محتاج ہے۔ دو لاکھ اسّی ہزار صورتیں فقیر کے وجود سے نمودار ہوتی ہیں اور ظاہر میں اس کی ہم مجلس ہو جاتی ہیں۔ پھر یہ تمام صورتیں مراتبِ فقر پر پہنچتی ہیں اور صاحبِ توحید اہلِ ذکرِ اَللّٰہُ ہو جاتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ

ترجمہ: وحدت میں سلامتی ہے اور کثرت میں آفات ہیں۔

جب فقیر ان مراتب پر پہنچتا ہے تو تنہا ہو جاتا ہے اور کسی وقت بھی نماز قضا نہیں کرتا۔ خود امام ہوتا ہے اور یہ پوشیدہ صورتیں مقتدی بن جاتی ہیں۔ پھر یہ سب سنت کے مطابق باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔

باھُوؒ خود امامش مقتدی با خود نماز

این چنین فقرش بود با حق نیاز

ترجمہ: باھُوؒ خود اپنا امام، خود مقتدی اور خود ہی اپنے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ ایسا فقر ہی حق تک پہنچ کر اللہ سے راز و نیاز کرتا ہے۔

اگر چہ فقیر فقر کے ان (اعلیٰ) مراتب پر پہنچا ہوتا ہے پھر بھی ذرّہ بھر شریعت کے خلاف نہیں چلتا کہ اس کا ظاہر عام (لوگوں کی طرح) ہے مگر باطن خاص ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلنَّاسُ عَلٰی تَحْتِ اللِّبَاسِ

ترجمہ: اصل انسان لباس کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے۔

مٹی کے لباس والے آدمی ہیں، پانی کے لباس والے فرشتے ہیں، ہوا کے لباس والے شہید ہیں اور آگ کے لباس والے جن ہیں۔

پس مراقبہ یک دلی[1] کو کہتے ہیں۔ دو دلی[2] منافقت ہے۔ اہلِ دنیا کی مراقبہ سے کیا نسبت؟ دنیا کے بادشاہوں نے اپنی بادشاہی اور خاندان کو فقر اور مراقبہ (کے ذریعے اللہ تک رسائی) کے لیے ترک کر دیا، فقر میں غریبی اور یتیمی اختیار کی، اپنے نفس کے گھوڑے کو توحید کے میدان میں دوڑا دیا، عشق و محبت کی بدولت شوقِ الٰہی کو ہرگز کم نہ ہونے دیا، آخرت کی بازی جیت گئے اور خود کو اپنے اللہ کے سپرد کر دیا۔ اگر چہ وہ بظاہر مر گئے لیکن حقیقت میں نہیں مرے۔ ایسے اہلِ اللہ حاجی اللہ کو بے حجاب دیکھتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے دس سال سے احرام باندھ رکھا ہے، بعض نے چالیس سال سے اور بعض تمام زندگی احرام باندھے صبح و شام مراقبہ میں غرق رہتے ہیں۔

باھُوؒ! روئی مابا سوئی کعبہ، کعبہ را با سوئی من
کعبہ قبلہ گشت در دل آنچہ دارم جان تن

ترجمہ: اے باھُو (رحمتہ اللہ علیہ)! میرا چہرہ کعبہ کی طرف ہے اور کعبہ کا میری طرف۔ میری جان و تن میں جو کچھ بھی ہے سب کعبہ قبلہ بن چکا ہے۔

احرام نام ہے، دل بیداری، شب بیداری اور دوسروں کو آزار نہ پہنچانے کا۔ احرام کفن پہننے کی مثل ہے۔ احرام پہننا درحقیقت مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مراتب پر پہنچنا ہے۔

---

[1] اس سے مراد دل کا صرف ایک نقطہ یعنی توحید پر مرکوز ہونا ہے۔ [2] اس سے مراد اللہ کے ساتھ ساتھ غیر اللہ کو بھی اپنے دل میں جگہ دینا ہے، یعنی خالق کے ساتھ ساتھ مخلوق اور ذاتی خواہشات کی طرف بھی توجہ رکھنا۔

بیا در عشق جانی خوش بدہ خویش

کہ ہردم می برآید جان درویش

ترجمہ: آ! عشق میں اپنی جان کو خوشی سے قربان کر دے کیونکہ درویش کی جان ہر سانس کے ساتھ نکلتی رہتی ہے۔

فقیر درویش را ہفتاد جان است

بہر جانی ہزاران جاودان است

ترجمہ: فقیر درویش کی ستر جانیں ہوتی ہیں اور ہر جان میں ہزاروں جاودان زندگیاں ہوتی ہیں۔

نہ مذہب عاشقی درویش دانی

چرا در پیش درویشی نخوانی

ترجمہ: اگر تو درویشوں کے مذہب عاشقی سے بے خبر ہے تو کسی درویش سے اسے سیکھتا کیوں نہیں!

باھُوؒ لافی مزن فقرش عظیم است

بما اللہ معین مارا چہ بیم است

ترجمہ: باھُوؒ جھوٹ نہیں بولتا کہ اس کا فقر عظیم ہے۔ اللہ ہمارا مددگار ہے تو ہمیں کوئی خوف نہیں ہے۔

علم و دانش باطن طلب کن

جملہ علمش می درآید در یک سخن

ترجمہ: باطنی علم ودانش طلب کر۔ تمام علوم ایک ہی لفظ (اسم اَللّٰہُ) کے باطنی علم میں شامل ہیں۔

دیدارش کی روا باشد کہ دل بیدار نیست

سجدہ با دیدار سنگ دیوار نیست

ترجمہ: جب تک دل بیدار نہ ہو اللہ کا دیدار کیسے ہو سکتا ہے۔ سجدۂ دیوار سجدۂ دیدار نہیں ہوتا۔

فقیر وہ ہے جس کے دل میں دو جہان کے تمام اسرار ہوں۔

باھُوؒ! ترازو وزن کردم جاودانی

فنا فی اللہ شدم با یار جانی

ترجمہ: باھُوؒ! میں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہوں باوجود اس کے کہ میں فنافی اللہ ہو کر اپنے یار سے مل چکا ہوں۔

ازل ابد دو چشمہ در چشم ہر بینی بہ بین

عین را با عین بینم سجدہ کردم با جبین

ترجمہ: ازل اور ابد کے دو چشمے میری نگاہوں کے سامنے رہتے ہیں جن سے میں ہر شے کو دیکھتا ہوں۔ میں جب بھی سجدہ میں پیشانی کو جھکاتا ہوں تو عین اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔

چشم با چشم است سخنش با سخن

این مراتب گر بخواہی نفس را گردن بزن

ترجمہ: اگر تو ان مراتب پر پہنچنا چاہتا ہے جہاں اس کی آنکھ تیری آنکھ اور اس کی بات تیری بات بن جائے تو اپنے نفس کی گردن اڑا دے۔

فقر کی انتہا کو پہنچنا چاہیے۔

ہر کہ با معروف یکتا معرفت بروی حرام

معرفت را فخر کردن عارفی آن ناتمام

ترجمہ: جو معروف (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ یکتا ہو جائے اس پر معرفت حرام ہو جاتی ہے۔ جو اپنے مقامِ معرفت پر فخر کرتا ہے وہ نامکمل عارف ہے۔

معرفت درمیانہ مقام ہے اس سے آگے لامکان کا مقام ہے۔

در وجودِ تو دو خدا جانی

بخدا واحد لاشریک رسیدن کی توانی

ترجمہ: اے دوست! تیرے وجود میں اللہ کے سوا دو خدا (نفس اور دنیا کی محبت) ہیں۔ اس طرح تو

خدائے وحدہٗ لاشریک تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟

قطعہ باھُوؒ:

عاشقان را راز محرم نی کسی جز آن خدا
دو خدا در خویش کشتم یافتم آن یک خدا

ترجمہ: عاشقوں کا راز ان کے خدا کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ جب میں نے اپنے وجود میں موجود دو خداؤں کو مار دیا تو اُس واحد خدا تک پہنچ گیا۔

یک خدائے دو خدائے سہ خدائے شد آن رجیم
دو خدا را قطع کردم یافتم آن ربّ رحیم

ترجمہ: جس نے ایک خدا کے ساتھ دو یا تین خداؤں کو شریک بنا لیا وہ مردود ہو گیا۔ جب میں نے دو خداؤں سے قطع تعلق کر لیا تو ربِ رحیم کو پا لیا۔

خلوت میں شیطان کا خلل پیدا ہو جاتا ہے۔

یار در بغل کنار است تو بخلوت نشین
ز خلوت توبہ ہزار است یار پیش ببین

ترجمہ: محبوب تیرے قریب ہے اور تو اسے خلوت نشینی میں ڈھونڈ رہا ہے؟ ایسی خلوت سے ہزار دفعہ توبہ کر اور محبوب کو اپنے سامنے دیکھ۔

قرب، وصال اور حضوری بھی حجاب ہے۔

قرب غفلت، حضوری ز حق دوری
باھُوؒ بنورش نور گشتہ عین نوری

ترجمہ: قرب غفلت ہے اور حضوری درحقیقت حق تعالیٰ سے دوری ہے، باھُوؒ اللہ اس کے نور میں گم ہو کر عین نور ہو گیا ہے۔

خلوت مکرِ عظیم ہے۔

باھُوؒ! خلوت چیست دانی راہزن
صد ہزاران خلوتش بستہ دہن

ترجمہ: اے باھُوؒ! کیا تو جانتا ہے خلوت کیا ہے؟ راہزن ہے۔ اس خلوت نے ہزاروں لوگوں پر راہِ حق بند کر رکھی ہے۔

پیشوائی یار ساقی یافتی
دیگران فانی تو باقی یافتی

ترجمہ: اگر تو ایسے پیشوا (مرشد) کو پالے گا جو (عشقِ حقیقی کی شراب پلانے والا) ساقی ہو تو تجھے بقا حاصل ہو جائے گی اور باقی سب فنا ہو جائیں گے۔

دلا خوشباش با خوش نوش بادہ
کہ ساغر ساقیت از شوق دادہ

ترجمہ: اے دل خوش ہو جا اور خوشی سے (عشقِ حقیقی کی) شراب پی لے کہ تیرے ساقی نے تجھے شوق سے جام عطا کیا ہے۔

سن! علم عمل سے بڑھتا ہے، اسی طرح فقیر علمِ مراقبہ پر عمل کیے بغیر اللہ کی ذات میں غرق اور واصل نہیں ہو سکتا۔ علم سے عقل حاصل ہوتی ہے اور عقل سے مزید دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں ایک اکل یعنی روزی اور دوسری نقل یعنی کتاب میں لکھے مسائل کا مطالعہ۔ جبکہ مراقبہ سے موت حاصل ہوتی ہے اور موت سے اولیا کے مراتب نصیب ہوتے ہیں۔ فقیر کو زندگی میں موت اور موت میں زندگی نصیب ہوتی ہے۔ یہ مراتب اس صاحبِ ذات کے ہیں جسے مراقبۂ ذات کے دوران علمِ صفات حاصل ہوتا ہے۔ فقیر کو مراقبہ کے دوران دو حال نصیب ہوتے ہیں۔ اگر فقیر کو وصال اور فنا فی اللہ کا استغراق نصیب ہو تو وہ آسانی سے اور شوق واشتیاق کے ساتھ لِیْ مَعَ اللّٰہ کا مقام حاصل کر لیتا ہے جہاں اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی نہیں ہوتا۔ اور اگر فقیر اللہ تعالیٰ سے جدا اور فراق کی حالت میں ہو تو پریشان ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ استغراق کی حالت میں طالب کو (غیر ماسویٰ

اللہ) کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ یہ قبض و بسط[1] کا مقام ہے جہاں نہ دائمی وصال ہے اور نہ ہی دائمی فراق۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ ۖ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (البقرہ-245)

ترجمہ: بے شک اللہ قبض اور بسط عطا کرتا ہے اور تمہیں لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

مشرک مشو کافر مشو راہِ راست گیر

جز شریعت نیست نبویؐ راہ فقیر

ترجمہ: مشرک اور کافر نہ بن، سیدھا راستہ اختیار کر۔ فقیر شریعتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا اور کوئی راہ اختیار نہیں کرتا۔

لوگ زیادہ دنیا حاصل کر لینے پر ہی مشرک اور کافر بنتے ہیں کیونکہ کبھی کسی مفلس نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا، جب بھی کیا دنیادار نے ہی کیا۔

ترا مقصود و معبود است دنیا

بنظرِ عاشقان مردود است دنیا

ترجمہ: تیرا مقصود و معبود دنیا ہے۔ عاشقوں کی نظر میں تو دنیا مردود ہے۔

---

[1] اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی قبض کرتا ہے وہی بسط کرتا ہے۔ قبض و بسط کا معاملہ صاحبِ حال کے لیے ہے۔ قبض کا وجود صفاتِ نفس کے غلبہ کے باعث ہوتا ہے اور بسط صفاتِ قلب کے غلبہ سے ظہور میں آتا ہے۔ جب تک نفسِ لوامہ رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ کبھی وہ مغلوب ہوتا ہے اور کبھی غالب اور اسی کشمکش کے نتیجہ میں قبض و بسط کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں اور جو صاحب نفس ہے وہ اپنے نفس کی وجہ سے تاریک پردے (ظلماتی حجاب) کے تحت ہوتا ہے اور صاحبِ قلب اپنے قلب کی بدولت حجابِ نورانی کے تحت ہوتا ہے (اور اسی اعتبار سے قبض و بسط کا ورود ہوتا ہے) لیکن جب کوئی تمام حجابات سے نکل کر ترقی کرتا ہے تو پھر وہ حال کی قید میں نہیں رہتا اس جگہ پہنچ کر وہ قبض و بسط کی قید سے بھی نکل جاتا ہے اور جب تک قلب کے نورانی وجود سے آزاد رہ کر بارگاہِ قرب میں رہتا ہے تو حجابِ قلب اور حجابِ نفس سے بھی اس کی آزادی رہتی ہے۔ (تصنیف مبارکہ۔ سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

۞ اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَاجْعَلْ فِیْہَا طَاعَۃً

ترجمہ: دنیا ایک پل کی ہے اور اس میں ہمیں اللہ کی اطاعت کرنی ہے۔

قطعہ باھوؒ:

بدنیا مزرعۃ آخر زراعت
تصرف راہِ مولیٰ ہر بساعت

ترجمہ: دنیا آخرت کی کھیتی ہے، اس میں جو کچھ تو کمائے اسے ہر وقت اللہ کی راہ میں خرچ کر۔

کسی دارد فلوسی را نگاہی
ہزاران پردہ افتد صد گناہی

ترجمہ: اگر کسی نے ایک پیسہ بھی بچا کے رکھا تو (اللہ اور اس کے درمیان) ہزاروں پردے حائل ہو گئے اور وہ سینکڑوں گناہوں میں ملوث ہو گیا۔

فقیر چار قسم کے ہیں۔ پہلے فقیر صاحبِ آگاہ، دوسرے صاحبِ نگاہ، تیسرے صاحبِ راہ اور چوتھی قسم کے فقیر صاحبِ ہمراہ ہیں۔ طالب کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کس کے ہمراہ ہے۔

۞ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ (آلِ عمران۔152)

ترجمہ: تم میں سے کوئی دنیا چاہتا ہے اور کوئی آخرت چاہتا ہے۔

فقیر وہ ہے جو ان دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار نہ کرے اور وہ دنیا اور جنت دونوں کو ٹھکرا دیتا ہے۔ سن! اے عشق کے سوختہ جانباز! خود کو فقر فنافی اللہ میں راسخ اور ثابت قدم رکھ، دنیا و عقبیٰ کو چھوڑ دے تاکہ فقیر (مرشد کامل) تیرا ہاتھ پکڑ لے جو دینِ حق الیقین کا رہبر ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

زمان اور لامکان پر قدرت رکھنے والا طریقہ قادری ہے۔ سلسلہ قادری دو قسم کا ہے۔ ایک زاہدی قادری اور دوسرا سروری قادری۔ سروری قادری کیا ہے اور زاہدی قادری کسے کہتے ہیں؟ سروری

قادری سلسلہ وہ ہے جس کے ذریعے یہ فقیر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوا، انہوں نے اس فقیر کو اپنے دستِ اقدس پر بیعت فرمایا اور مسکرا کر فرمایا کہ خلقِ خدا کی رہنمائی میں ہمت کرو۔ تلقین کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس فقیر کو حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے سپرد فرما دیا۔ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ نے بھی سرفراز فرما کر (مخلوقِ خدا کو) تلقین کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ان کی نگاہِ کرم سے میں نے جس طالبِ مولیٰ کو بھی ظاہر و باطن میں برزخِ اسمِ اللہ ذات اور اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ دکھائی اسے ذکر اور مشقت میں ڈالے بغیر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا دیا۔ پھر ان طالبانِ مولیٰ نے جدھر بھی دیکھا انہیں اسمِ اللہ ذات ہی نظر آیا اور ان کے سامنے کوئی حجاب اور پردہ باقی نہ رہا۔ سروری قادری راہِ فیض ہے اور کم حوصلہ نہیں ہے۔ بعض لوگوں (دیگر سلاسل کے ناقص مرشدوں) نے طالبانِ مولیٰ کو اسمِ اللہ کے اثرات کی تپش سے مار ڈالا، بعض اسمِ اللہ ذات کا بار برداشت نہ کر سکے اور عاجز ہو گئے اور بعض مردود اور مرتد ہو گئے۔

آدم چو صراحی بود و روح چو مے
قالب چو نی بود صدای در وے

ترجمہ: آدمی کا جسم صراحی کی طرح اور روح شراب کی طرح ہے۔ یہ وجود بانسری کی طرح ہے اور روح اس کی صدا ہے۔

دانی چہ بود آدم خاکی و خام؟
فانوس خالی و چراغی در وے

ترجمہ: کیا تو خام انسان کے خاکی وجود کی حقیقت جانتا ہے؟ وہ ایک خالی فانوس ہے جس کی روشنی ''زندہ روح'' ہے۔

بعض فقیر ہمیشہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے حال پر رکے رہتے ہیں لیکن میں روز

بروز ترقی کر رہا ہوں، میرے درجات میں دن بدن اور ساعت بہ ساعت اضافہ ہو رہا ہے اور ابدالاباد تک انشاء اللہ ایسا ہی ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حکمِ سروری و سرمدی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور میرے پاس علمِ ظاہر نہ تھا۔ ہمیں علمِ حضوری عطا کیا گیا ہے جس کی واردات وفتوحات سے ظاہر اور باطن میں اتنا وسیع علم نصیب ہوا جس کو لکھنے کے لیے کئی کتابیں درکار ہیں لیکن ہمارے بزرگ کہتے ہیں ''جو کہو مختصر اور جامع کہو''۔ طالبِ محمد رسول اللہ ﷺ وہ ہے جس کے باطن کے تمام پردے اور حجابات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مہربانی سے ختم ہو جاتے ہیں، اس پر فقر فنافی اللہ کی راہ کھل جاتی ہے اور وہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اسے اویس اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ظاہر اور باطن میں اشتغال اللہ تعالیٰ میں غرق رہتا ہے اور کامل اخلاص کے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتا ہے۔

زاہدی قادری طریقہ وہ ہے جس میں طالبِ مولیٰ کو زہد و ریاضت کی بہت مشقت کروائی جاتی ہے۔ پھر بارہ سال یا تیس سال کے بعد وہ حضور غوث پاک حضرت سیّدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ حضرت پیر دستگیرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں اور مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری سے مشرف و سرفراز فرماتے ہیں۔ یہ طریقہ زاہدی قادری ہے۔ سلسلہ قادری کے طالب کی ابتدا دیگر سلاسل کے طالبوں کی انتہا کے برابر ہے اور قادری کی انتہا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محبوبیت کا مرتبہ ہے یعنی وہ فنافی اللہ بقا باللہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی اُس سے یا اسکے طالب مرید سے دشمنی رکھتا ہے تو اس کے تمام درجات سلب ہو جاتے ہیں اور وہ ابلیس کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا (میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ اگر کوئی اس بات میں شک کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا کہ محبوبِ سبحانی شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نائب اور وارث ہیں، دونوں جہان کی کلید ان کے ہاتھ میں ہے۔ جس کا یہ اعتقاد نہیں ہے وہ شیطانی گروہ میں شامل ہے اور راندۂ فقر ہے۔ ایسا شخص دونوں جہانوں میں سرگردان

اور پریشان رہتا ہے۔ اہلِ مراقبہ کی انتہا دریائے ژرف ہے۔ دریائے ژرف کیا ہے؟ دریائے ژرف دریائے توحید ہے جو ہمیشہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدِ نظر رہتا ہے۔ جو شخص اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے اس دریائے ژرف میں غوطہ لگاتا ہے وہ دنیا ترک کر کے فقیر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ دریائے ژرف، دریائے فقر ہے۔ فقر اسی لیے لَا یُحتَاج ہے کیونکہ وہ دریائے ژرف میں غوطہ لگا کر غیر ماسویٰ اللہ سے پاک ہو گیا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ جو طالبِ مولیٰ اس دریائے توحید میں غوطہ لگاتا ہے اس کے وجود میں باطل بالکل نہیں رہتا اور حق مکمل طور پر ظاہر ہو جاتا ہے۔



فقیر وہ ہے جسے سات قسم کے ذکر کے ساتھ ساتھ سات قسم کا فکر بھی حاصل ہو۔ پہلا ذکر فکرِ موت ہے جس سے وہ خوابِ غفلت کو ترک کر دیتا ہے۔ دوسرا ذکر فکرِ منکر نکیر ہے جس سے وہ اللہ سے یگانہ ہو جاتا ہے اور مخلوق اور غیر ماسویٰ اللہ سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ تیسرا ذکر فکرِ قبر ہے جس کی وجہ سے طالب اپنے موٹے نفس کو عذاب اور سزا دیتا رہتا ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائے۔ چوتھا ذکر فکرِ اعمالنامہ ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی زبان کو بدگوئی سے محفوظ رکھتا ہے۔ پانچواں ذکر فکرِ جزائے حشر ہے جب ہر کوئی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا، اس فکر کی بدولت طالب اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول

---

1. ترجمہ: اسم محمد سے ہی دل صاف ہوتا ہے اور اسی اسم سے لقائے الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ 2. اے محمدؐ! تو میں ہے اور میں تو ہوں۔

ہوگا۔ چھٹا ذکر فکرِ پل صراط ہے جو دنیا کے پل صراط سے سلامتیٔ ایمان کے ساتھ گزار دیتا ہے تا کہ آخرت میں پل صراط سے گزرنا آسان ہو جائے، یعنی (یہ ذکر) دنیا کی محبت دل سے نکال دیتا ہے۔ ساتواں ذکر فکرِ طلبِ مولیٰ ہے جو بہشت کی لذّت اور دوزخ کے خوف کو بھلا کر تفکر کے ذریعے اس طرح مقامِ فنا فی اللہ میں غرق کرتا ہے کہ یہ ساتوں ذکر فکر بھلا دیتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ جو فقیر یہ ساتوں ذکر فکر نہیں جانتا اس پر فقیری حرام ہے۔ جب دن نکلتا ہے تو فقیر اسے روزِ محشر سمجھتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم کو نیکی اور بدی کا حساب دینے کی حالت میں دیکھتا ہے اور خدا کو قاضی جان کر اپنے نفس کا خود محاسبہ کرتا ہے۔ اور جب رات ہوتی ہے تو اس کو اپنی قبر سمجھتا ہے جس میں وہ تنہا اور بے خواب ہے۔

سِرًّا وَّ جَهْرًا الَيلًا وَّ نَهَارًا

وہ ظاہر و باطن میں دن رات باخبر رہتا ہے۔

باب ہفتم

کلمہ طیب اور

اسمِ اَللّٰہُ کا جہر و خفیہ ذکرِ قلب و زبان، روح اور سرّ

ذکر کی فضیلت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

❁ مِثْلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مِثْلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ

ترجمہ: جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِنَّ مَلٰٓئِکَۃً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادَوْا وَ اَھْلُمُوْٓا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیُحْفُوْنَھُمْ بِاَجْنِحَتِھِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا

ترجمہ: بے شک اللہ کے فرشتے چل پھر کر ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے کو ان کی طرف بلاتے ہیں۔ پس وہ ان (ذکر کرنے والوں) کو اپنے پروں سے آسمانِ دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔

❁ قَالَ مَعَاذُ اٰخِرُ کَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ قُلْتُ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَ لِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنْہُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَا اسْتَطَعْتَ وَاذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَّ شَجَرٍ

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحلت کے وقت آخری کلام یہ تھا کہ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ''اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے؟'' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تمہاری موت آئے تو تمہاری زبان پر اللہ کا ذکر جاری ہو'' یہ بھی روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی کہ یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ حضرت محمد رسول اللہ نے فرمایا ''اپنی ہمت کے مطابق تقویٰ اختیار کرو اور ہر پتھر اور درخت کے پاس ذکر کرو[1]۔''

❁ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکٰھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَ اَرْفَعُھَا فِیْ دَرَجٰتِکُمْ وَ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْوَرَقِ وَ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَ یَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو اللہ کے نزدیک تمام اعمال سے بہتر ہو، اللہ کے نزدیک وہ تمام درجات سے ارفع واعلیٰ اور اللہ کا پسندیدہ ہو، تمہارے لیے اللہ کی راہ میں سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہو، اس بات سے بھی بہتر ہو کہ تم اللہ کی راہ میں دشمنوں سے لڑو، ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔'' صحابہ کرامؓ نے عرض کی ''کیوں نہیں؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں وہ عمل ضرور بتائیں'' فرمایا ''وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔''

❁ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَا صَدَقَۃٌ اَفْضَلُ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کوئی صدقہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے افضل نہیں۔

ذکر اس طرح کرنا چاہیے جس طرح سمنتر کرتا ہے۔ سمنتر ایک پرندہ کا نام ہے جو لکڑیاں اکٹھی کر کے قلعہ بناتا ہے۔ جب لکڑیوں کا قلعہ تیار ہو جاتا ہے تو اس میں بیٹھ کر ذکرِ ھُو اور ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ جب وہ ذکر کرتا ہے تو ہر سانس ھُو کے ساتھ نکالتا ہے تو سب سے پہلے اُس کے وجود سے ذکرِ اَللّٰہُ اور ذکرِ ھُو کی گرمی سے اس قدر تیز آگ بھڑکتی ہے جو لکڑیوں کو جلا دیتی ہے اور پھر وہ پرندہ خود بھی اس آگ میں جل کر خاکستر ہو جاتا ہے۔ پھر رحمت کی بارش اس خاکستر قلعہ پر برستی ہے تو اس سے ایک انڈہ پیدا ہوتا ہے۔ اس انڈہ سے ایک بچہ باہر آتا ہے۔ جب بچہ بڑا ہو

---

[1] ہر درخت اور پتھر کے پاس ذکر کرنے سے مراد ہر جگہ ذکر کرنا ہے۔ یعنی ہر وقت، ہر جگہ، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، پاکی ناپاکی ہر حال میں پاس انفاس کا ذکر کرنا ہے۔

کر اپنے باپ جتنا ہو جاتا ہے تو اپنے باپ کی طرح وہی عمل دہراتا ہے اور جل کر خاکستر ہو جاتا ہے، یہ سلسلہ ابدالاباد تک جاری رہتا ہے۔ پس ذاکر فقیر بھی ہر لحہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی حالت سے گزرتا رہتا ہے۔

فقر کیا ہے؟ فقر ویران گھر کو کہتے ہیں۔ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا گھر خالی کر دیا، اپنے گھر کی ہر چیز اللہ کی راہ میں خرچ کر دی اور دنیا کو تین طلاقیں دے دیں حتیٰ کہ گھر میں چراغ روشن کرنے کے لیے تیل اور زمین پر بچھانے کے لیے بستر تک نہ رہا۔ فقیر اُسے کہتے ہیں جو خدا کا دیا ہوا اور خدا کا دلوایا ہوا خدا کو ہی واپس لوٹا دے۔

❁ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ قَالُوْا وَ لَا الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَ لَا الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ لَوْ یُضْرِبُ بِالسَّیْفِ حَتّٰی یَنْقَطِعُ۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ’’آدمی کے پاس اللہ کے ذکر سے بڑا کوئی عمل نہیں جس کے ذریعے وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکے۔‘‘ صحابہ کرامؓ نے عرض کی ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا اللہ کی راہ میں جہاد بھی اللہ کے ذکر سے بہتر عمل نہیں ہے؟‘‘ فرمایا ’’ہاں جہاد بھی نہیں۔ اگرچہ تم جہاد میں لڑتے ہوئے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ ہو جاؤ۔‘‘

❁ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ سَیَعْلَمُ اَہْلُ الْجَمْعِ الْیَوْمَ مِنْ اَہْلِ الْکَرَمِ قِیْلَ مَنْ اَہْلُ الْکَرَمِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَہْلُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ مِنَ الْمَسَاجِدِ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عنقریب قیامت کے دِن تم اہل کرم کو پہچان لو گے۔‘‘ عرض کی ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اہلِ کرم کون لوگ ہیں؟‘‘ فرمایا ’’مساجد میں اللہ کے ذکر کی محفلیں سجانے والے۔‘‘

❁ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حُجْرَۃٍ دِرْھَمٌ یَقْسِمُھَا وَ اٰخِرُ یَذْکُرُ اللّٰہَ کَانَ الذَّاکِرُ اللّٰہِ اَفْضَلُ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اگر ایک درہموں سے بھرا ہوا کمرہ ہو اور ایک شخص وہ تمام درہم راہِ حق میں تقسیم کر دے اور دوسرا ذکرِ اَللّٰہُ کرے تو ذکرِ اَللّٰہُ کرنے والا افضل ہے۔

❁ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَا مِنْ اٰدَمِيٍّ اِلَّا فِيْ قَلْبِهٖ بَيْتَانِ فِيْ اَحَدِهِمَا الْمَلَكُ وَ فِيْ اٰخِرِهِمَا الشَّيْطٰنُ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَّسَ اَيْ تَاَخَّرَ وَ تَنَحّٰى وَ اِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ وَضَعَ الشَّيْطٰنُ مِنْقَارَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ وَسْوِسَ لَهٗ۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''ہر آدمی کے دِل میں دو خانے ہیں، ایک خانہ میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسرے خانہ میں شیطان رہتا ہے۔ بندہ جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو خناس اُس سے دور بھاگ جاتا ہے اور جب بندہ ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اُسے گھیر لیتا ہے اور اُس کے قلب کو وسوسوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

❁ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حَلَقَةُ الذِّكْرِ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''جب کبھی جنت کے باغات سے گزرو تو کھا پی لیا کرو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ''کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مگر جنت کے باغات سے کیا مراد ہے؟'' فرمایا ''ذکر کے حلقے۔''

❁ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا وَّتَفَرَّقُوْا مِنْهُ وَ لَمْ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَّكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ جب لوگ کسی مجلس سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اُٹھتے ہیں تو گویا وہ مردہ گدھے کی لاش کے پاس سے اُٹھتے ہیں۔ قیامت کے دن ان لوگوں کو اپنی اس حرکت پر بہت ندامت اور حسرت ہوگی۔''

❁ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ مَا مَشٰى اَحَدُكُمْ تَمْشِيْ وَلَمْ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تَرْهَةٌ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی مجلس سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ گیا پس اسکے پاس شرمندگی کے سوا کچھ نہ رہا۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَا اٰوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ وَلَمْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جب کوئی لیٹے (یعنی اسے ہر کام سے فرصت ہو) اور اللہ کے ذکر سے غافل رہے تو اس کے پاس شرمندگی کے سوا کچھ نہ رہا۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَّرَّتْ بِهِمْ وَ لَمْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی سوائے اس وقت کے کہ جب وہ اللہ کے ذکر سے غافل رہے۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ الْجَبَلَ يُنَادِي الْجَبَلَ بِاِسْمِهٖ اَيْ فُلَانٌ هَلْ مَرَّبِكَ اَحَدٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَاِذَا قَالَ نَعَمْ اَسْتَبْشِرُوْا

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کا نام لے کر پوچھتا ہے کہ فلاں کیا تم پر سے کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے؟ اگر وہ پہاڑ ہاں میں جواب دے تو پہلا پہاڑ اسے مبارکباد دیتا ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قَوْمٌ فِي الدُّنْيَا عَلٰى فَرْشِ الْمُمَهَّدَةِ يَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةِ الْعُلٰى ○ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَزَالُ اَلْسِنَتَهُمْ رَطْبَةً مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جو زمین پر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اللہ انہیں اعلیٰ جنت عطا کرے گا اور جن کی زبانیں ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہیں وہ جنت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے۔

حدیثِ قدسی ہے:

❁ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ یَذْکُرُوْنِیْ فِیْ تَحَرُّکِ الشَّفَتَانِ

ترجمہ: میں اس وقت اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے اپنے ہونٹوں میں یاد کرتا ہے۔

❁ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٌ مِّنْھُمْ

ترجمہ: میں اپنے بندے کے ظن اور گمان کے مطابق ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے قریب ہوتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اپنے دل میں کرتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کسی مجلس میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر مجلس میں کرتا ہوں۔

❁ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا وَ اَزِیْدُ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَہٗ مِثْلُھَا اَوْ اُغْفِرُ وَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ ذِرَاعًا وَّ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا وَّ مَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً وَّ مَنْ لَّقِیَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خُطْبَۃٍ وَّ لَا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُہٗ بِمِثْلِھَا مَغْفِرَۃً۔

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اللہ اسے دس نیکیوں کا اجر دیتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر دیتا ہے اور اگر وہ ایک گناہ کرتا ہے تو اس کا ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے یا وہ بھی بخش دیا جاتا ہے۔ جو شخص میری طرف ایک بالشت چل کر آتا ہے میں اس کی طرف ایک گز چلتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر آتا ہوں اور جو مجھے زمین کے کسی کونے میں شرک سے پاک ہو کر ملتا ہے تو میں اسے عطائے بخشش کے ساتھ ملتا ہوں۔''

سن! اگر کوئی تمام عمر روزہ رکھے اور نمازیں پڑھتا رہے اور حج کرتا رہے اور دن رات قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا رہے کہ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ ترجمہ: ''تلاوتِ قرآن کرنا افضل عبادت ہے'' لیکن زبان سے کلمہ طیب نہ پڑھے تو وہ ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا اور اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ اس کی ہر عبادت کافر کے استدراج کی طرح ہے۔

❁ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ: افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔

عبادت ذکر کی محتاج ہے جبکہ اہلِ ذکر اور اہلِ فقر لایحتاج ہیں۔ پس جسے تصدیقِ دل نصیب نہیں وہ ذاکر بھی نہیں ہوتا، خدانخواستہ کہ اسے مومن و مسلمان کہا جائے۔ خدا ترسی، دل کی صفائی اور تصدیقِ دل ذکر سے پیدا ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لِکُلِّ شَیْءٍ مُصْقِلَۃٌ وَّ مُصْقِلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی

ترجمہ: ہر چیز کو صاف کرنے کا آلہ ہے اور دل کو صاف کرنے کا آلہ ذکرِ اَللّٰہُ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ ذِکْرُہٗ وَعَلَامَۃُ بُغْضِ اللّٰہِ عَدَمُ ذِکْرِہٖ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت اَللّٰہُ کا ذکر کرنا ہے اور اللہ سے بغض کی علامت ذکر سے غفلت رکھنا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ (البقرہ-285)

ترجمہ: (اور وہ جو) مکمل ایمان لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور رسولوں پر اور وہ اس کے رسولوں میں تفریق نہیں کرتے۔

خدا سے ڈرتے رہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰہُمْ عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْہُمْ عَلَیْکَ (النساء-164)

ترجمہ: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اور بہت سے رسولوں کے نہیں بھی کیے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ (النساء-164)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام فرمایا۔

حدیثِ قدسی ہے:

❁ اِذَا رَاَيْتَ عَبْدِىْ لَا يَذْكُرُنِىْ فَاَنَا اَحْجَبُهٗ عَنْ ذٰلِكَ

ترجمہ: جب تو دیکھے کہ میرا بندہ ذکر نہیں کر رہا تو جان لے کہ میں نے اسے (اپنی ذات سے) محجوب کر دیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَفْضَلُ الْعِبَادِ عِنْدَ اللّٰهِ الذَّاكِرُوْنَ

ترجمہ: اللہ کے نزدیک سب سے افضل بندے اس کا ذکر کرنے والے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَمُ الْاِيْمَانِ وَبَرَاۗءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَحِصْنٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

ترجمہ: اَللّٰہُ کا ذکر ایمان کی علامت، نفاق سے خلاصی ہے اور شیطان سے بچاؤ کا قلعہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَفْضَلُ الذِّكْرِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ: افضل ذکر اَللّٰہُ کا ذکر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِنَّ فِىْ ذِكْرِ الْجَلِىِّ عَشَرَ فَوَائِدٍ صَفَاۗءُ الْقُلُوْبِ وَتَنْبِيْهُ الْغَافِلِيْنَ وَصِحَّةُ الْاَبْدَانِ وَ مُحَارَبَةٌ بِاَعْدَاۗءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ اِظْهَارُ الدِّيْنِ وَنَفِىُّ خَوَاطِرِ الشَّيْطَانِيَّةِ وَ نَفِىُّ خَوَاطِرِ النَّفْسَانِيَّةِ وَ تَوَجُّهٌ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَ الْاَعْرَاضُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ وَ فِيْهِ يَرْفَعُ الْحِجَابَ بَيْنَهٗ وَ

بَیْنَ اللّٰہِ

ترجمہ: بے شک ذکرِ جلی کے دس فوائد ہیں۔ دل کی صفائی، غفلت سے نجات، جسموں کی صحت، اللہ کے دشمنوں سے جنگ، دین کا اظہار، شیطانی و نفسانی خطرات سے نجات، اللہ کی طرف توجہ، غیر اللہ سے اعراض، بندے اور اللہ کے درمیان سے حجابات کا اٹھنا۔

یہ فقیر باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ ذکر کیا ہے، ذکر کسے کہتے ہیں اور ذکر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ ذاکر کو کونسے مراتب اور مقام حاصل ہوتے ہیں؟ ذکر نام ہے پاکیزگی کا۔ جس طرح مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنے سے مال حلال اور پاک ہو جاتا ہے اسی طرح ذکر کرنے سے آدمی کا وجود پاک و طاہر ہوتا ہے۔ جس طرح صابن کپڑے کی میل کو صاف کرتا ہے اسی طرح ذکر آدمی کو صاف کرتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا کر ختم کر دیتی ہے اسی طرح ذکر گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ جس طرح بارش پژمردہ گھاس کو سرسبز اور زندہ کر دیتی ہے اسی طرح اللہ کا ذکر آدمی کے ایمان کو آراستہ کر دیتا ہے۔ آدمی کے لیے ذکر ایسے ہی ہے جیسے درخت کے لیے پھل، تاریکی کے لیے روشنی، پھول کے لیے خوشبو اور کھانے کے لیے نمک۔ جس طرح تکبیر ذبح ہونے والے جانور کو حلال کر دیتی ہے بالکل اسی طرح اللہ کا ذکر آدمی کو حلال و طیب کر دیتا ہے۔ پہلے اللہ کا ذکر ہے پھر مقررہ وقت کی نماز ہے کیونکہ نماز میں بھی سب سے پہلے اللہ کا ذکر ہے، تکبیرِ تحریمہ بھی ذِکرِ اَللّٰہُ ہے اور بعد کی پوری نماز میں بھی اللہ کا ذکر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

۞ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ: افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔

پہلے ذکر ہے اس کے بعد قرآنِ پاک کی تلاوت ہے۔ پس بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بھی اسم اللہ کا ذکر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق-1)

ترجمہ: پڑھ اپنے ربّ کے اسمِ (اللہ) سے، جس نے تمام مخلوق کو تخلیق کیا۔

قرآنِ مجید کے نزول کا آغاز اسمِ اللہ ذات سے ہوا جو اللہ کا ذکر ہے۔ جان نکلنے کے وقت بھی اللہ کا ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یا اسم اللہ ذات یا کلمۂ شہادت پڑھنا چاہیے۔ یہ تمام اللہ کے ذکر ہیں۔ قبر میں فرشتے بھی اسمِ اللہ کے بارے میں پوچھیں گے۔ وہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔ جس شخص کے اعمالنامہ کے اوپر اسمِ اللہ لکھا ہوگا اس کا اعمالنامہ اس کے دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا اور جب اعمالنامہ کا ترازو میں وزن کیا جائے گا تو جس پلڑے میں اسم اللہ ذات ہوگا وہ پلڑا سب سے بھاری ہو جائے گا۔ جو شخص پل صراط سے گزرتے ہوئے اسم اللہ ذات کا ذکر کرے گا دوزخ اس سے ڈرے گی اور وہ شخص سلامتی سے پل صراط سے گزر جائیگا۔ جب کوئی جنت کے دروازے پر اسمِ اللہ ذات کا ذکر کرے گا تو جنت اس کے لیے اپنا دروازہ کھول دے گی۔ دیدارِ الٰہی کے وقت جو اسمِ اللہ پڑھے گا وہ اسمِ اللہ ذات کی تجلیات کے دائمی نزول سے مست ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص اسمِ اللہ ذات سے دشمنی رکھتا ہے، اس کا مذاق اڑاتا ہے یا غصہ کرتا ہے وہ لعنتی ہے۔ ایسا شخص تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا، یا کافر ہوگا یا منافق ہوگا یا فاسق ہوگا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی ان تینوں اقسام کے گروہ موجود تھے یعنی کافر، منافق اور فاسق۔ جو شخص اللہ کا ذکر کرنے سے روکتا ہے وہ انہی لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کا ذکر اسلام کی بنیاد اور دین کی مضبوطی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرامؓ جب کفار سے جنگ کرتے تو اللہ کے ذکر کے نعرہ سے آغاز کرتے۔ پھر باطن میں نفس سے جنگ بھی اللہ کے ذکر سے ہی کی جاتی ہے۔

ہر بموئی را زبانش ذاکران را بربدن
قلب قلقل وجد آید استخوان رگ پوست تن

ترجمہ: اللہ کا ذکر کرنے والوں کے جسم پر موجود ہر بال کی زبان ہوتی ہے (جس سے ہمیشہ اللہ کا ذکر جاری رہتا ہے)۔ ان کے دل، ان کی ہڈیاں، ان کی شریانیں، گوشت پوست اس ذکر سے وجد میں آجاتے ہیں۔

دل بمثل دیگ جوشد زیر آتش عشق سوز

گاہ گرمی گاہ سردی ذاکران را شب و روز

ترجمہ: عشق کی آگ کی تپش سے ان کے دل دیگ کی طرح کھولتے ہیں۔ ذاکروں کا حال دن رات بدلتا رہتا ہے کبھی وہ گرمی میں ہوتے ہیں کبھی سردی میں۔[1]

سلک باید سالکی را راہ ہادی پیشوا

باسیر سرّش میرساند با محمد مصطفیٰؐ

ترجمہ: سالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ راہِ سلوک پر چلنے کے لیے کسی ہادی اور پیشوا (مرشد کامل اکمل) کو تلاش کرے جو سالک کو اللہ تعالیٰ کے رازوں سے آشنا کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس تک پہنچا دے۔

باھُوؒ عشق را بامِ بلند است اسم اللہ نردبان

ہر مکانی بی نشانی می برد در لامکان

ترجمہ: اے باھُوؒ! عشق کی چھت بہت اونچی ہے اس تک پہنچانے والی سیڑھی اسمِ اللہ ذات ہے جو تجھے ہر مقام اور منزل سے گزار کر لامکان تک پہنچا دے گا۔

ذکر کے جاری ہونے اور قلب کے بیدار ہونے کی کیا نشانی ہے؟ اس کی نشانی یہ ہے کہ مرنے کے بعد قلب زندہ ہو کر روح کے ساتھ مل جاتا ہے۔ زندہ دل ہرگز نہیں مرتا۔ مٹی اور کیڑے زندہ دل رکھنے والے جسم کا گوشت ہرگز نہیں کھاتے اگرچہ وہ ہزار سال پڑا رہے۔ جس دل کی دھڑکن تجھے اپنے بدن میں اپنے پیٹ کے اوپر کی طرف بائیں جانب معلوم ہوتی ہے یہ قلب نہیں ہے۔ اس کی حیثیت تو راہِ قلب میں کلب (کتا) کی سی ہے جو کافر، منافق، مومن اور مسلم سب کے پاس ہے۔ قلب کی تین اقسام ہیں۔ ایک قلب (اللہ کے عشق کی) آگ میں جلنے والوں کا ہے جو نورِ ذکر، عشق، محبت اور آتشِ شوق سے پُر ہوتا ہے۔ یہ وہ قلب ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کی طلب

---

[1] گرمی اور سردی سے مراد حالتِ قبض و بسط ہے۔

نہیں کرتا۔ دوسرا قلب اہلِ زنار کفار کا ہے جس میں حُبُّ الدُّنْیَا ظُلْمَۃٌ[1] (کے مصداق) دنیا کی محبت کا اندھیرا ابھرا رہتا ہے۔ ایسا انسان ممکن ہے کہ ظاہر میں مسلمان ہو لیکن باطن میں منافق ہے کیونکہ وہ ریاکار اور اہلِ دنیا اور امرا کا تابعدار ہوتا ہے۔ تیسرا قلب اہلِ دنیا کا ہے جو بے معرفت، ذلیل و خوار، باطن سے بے خبر گدھے کی طرح بوجھ اٹھانے والے ہیں جن پر راہِ حق بند کر دی گئی ہے۔ یہ پیر اور مرید بن کر رجوعاتِ خلق کے باعث اپنے آباؤ اجداد کی ہڈیاں بیچتے ہیں۔ جو قلب ہر وقت سر سے پاؤں تک اللہ کے شوق کی آگ میں جلتا رہتا ہے اُس کو یہ آگ اس طرح لذت دیتی ہے جس طرح سخت سردی میں آگ کی تپش اچھی لگتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لَذَّۃُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّۃِ الْاَذْکَارِ

ترجمہ: تفکر کی لذّت ذکر کی لذّت سے بہتر ہے۔

ذکر بافکر وہ ہے جس میں اس آیت کے موافق دنیا کی محبت، علم کی محبت اور قیل وقال کی محبت کی فکر کی سردردی نہ ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ (الکہف۔24)

ترجمہ: اپنے ربّ کا ذکر (اس قدر محویت سے) کرو کہ تم (سب کچھ) بھول جاؤ۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

❁ اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ

ترجمہ: فکر کے بغیر ذکر گویا کتے کا بھونکنا ہے۔

پس ذکر بافکر وہ ہے جو ذاکر پر اس طرح موکل ہو کہ اگر وہ ذکر اور فکر سے غفلت کر بھی لے تو ذکر اس سے غافل نہ ہو خواہ وہ ذکرِ قلبی کرتا ہو یا روحی، سرّی، زبانی، حبس یا پاس انفاس۔ ذکر کیا چیز ہے؟ ذکر وہ ہے جو روح اور قلب کو اللہ سے یگانہ اور تمام انبیا، اولیا اصفیا اور شریعتِ محمدیؐ سے متابعت رکھنے والا بنا دے۔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یگانہ کر کے نفس، شیطان، معصیت، گناہ، دنیا

---

[1] دنیا کی محبت ظلمت ہے۔

کی محبت اور دنیاداروں سے بیگانہ کر دے۔ جب ذاکر ذکر شروع کرتا ہے تو اصل ذکر وہی ہے جو اسے اللہ کی توحید تک لے جاتا ہے یا مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا دیتا ہے یا صحابہ کرامؓ اور اولیا اللہ کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے یا عرش سے کرسی تک تمام مقامات کا مشاہدہ اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ جب ذاکر حالتِ استغراق سے باہر آتا ہے تو اس کی تمام عادات نیک ہو چکی ہوتی ہیں۔ پھر اس کے لیے بھوک اور سیری، نیند اور بیداری، مستی اور ہوشیاری برابر ہو جاتے ہیں۔ جس کے یہ احوال نہیں اگر کسی وقت اس کا حال خود سے بے خود ہو جائے تو سمجھ لو کہ اسے شیطان یا دیو نے طمانچہ مارا ہے۔ ایسا شخص جب ذکر شروع کرتا ہے تو شیطان زمین، آسمان، عرش و کرسی کے ہر مقام اور زمین و آسمان کے ساتوں طبقات اور جو کچھ ان میں ہے، استدراج کے ذریعہ پیدا کر کے اس ذاکر کے سامنے لے آتا ہے۔ جب تو کسی ایسے شخص کو دیکھے جو اہل بدعت ہے یا اہلِ فسق ہے یا اہلِ گمراہ ہے تو اسے کچھ نہ کہو بلکہ جس نے اسے فسق میں مبتلا کیا اس سے جنگ کرو، جس نے اسے بدعت میں مبتلا کیا ہے اس سے جنگ کرو، اسے نصیحت کرو جس نے اسے گمراہ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ (القصص-56)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے (آپ کے ذریعے) ہدایت بخشتا ہے۔

❁ تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ (آلِ عمران-26)

ترجمہ: اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔

❁ يَفۡعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝ (ابراہیم-27)

ترجمہ: اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

❁ يَحۡكُمُ مَا يُرِيۡدُ ۝ (المائدہ-1)

ترجمہ: اللہ جس کام کا ارادہ کرتا ہے پس اس کا حکم دیتا ہے۔

جاہل خشک زمین کی طرح ہے جس میں کبھی بیج نہیں اُگتا اور عالم پانی سے تر زمین کی طرح ہے جس میں ذکرِ اَللّٰہُ کا عمل بیج ہے، معرفت بیلوں کی طرح ہے، تفکر ہل کی طرح ہے، شریعت کانٹوں کی باڑ ہے، طریقت ایک سبز میدان ہے، حقیقت خوشہ ہے اور معرفت پاک غلہ ہے، عشق کی آگ پکی ہوئی روٹی کی طرح ہے، فقر و فاقہ اور محبتِ الٰہی مکمل غذا ہے۔ اس راہ میں قدم نہ رکھنا ناسوتی لوگوں کا کام ہے۔ عقل وہ ہے جو اللہ تک پہنچائے اور علم وہ ہے جو وحدت کی معرفت دے کر معلوم تک پہنچائے۔ ذاکر اگر خبردار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو تمام شیطانی مقامات اور ہوائے نفس کے خطرات ختم ہو جاتے ہیں اور وہ فرشتوں کے حقیقی فلک سے بھی آگے کی سیر کرتا ہے۔ صاحبِ ہدایت اپنے مشاہدے میں جو بھی دیکھتا ہے حقیقی معراج کی راہ سے دیکھتا ہے اور صاحبِ بدعت جو بھی دیکھتا ہے استدراج کی راہ سے دیکھتا ہے۔

بذکرش آن بود در سیر سرورؐ
کہ ذکر و فکر جاری یار در بر

ترجمہ: ذکر وہ ہے کہ جس سے سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس کی (روحانی) سیر نصیب ہو۔ جب ذکر اور فکر جاری ہوتا ہے تو ذاتِ حق بندہ کے سامنے ظاہر ہو جاتی ہے۔

کسی در ذکر نبویؐ راہ نہ بیند
سیاہی دل بہ مجلسِ بد نشیند

ترجمہ: اگر کسی کو ذکر کے دوران حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس کی راہ نصیب نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا دل بُرے لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے سے سیاہ ہو چکا ہے۔

کہ ذکر خاص باشد پاس انفاس
نہ ذاکر دلق پوشاں مکر لباس

ترجمہ: خاص ذکر پاس انفاس کا ہے جو پھٹے پرانے مکر کا لباس پہننے والے ذاکروں کے پاس نہیں

ہوتا۔

باھُوؒ بذکرش ذاکران را کی حجاب است
فنا فی اللہ گشتہ این جواب است

ترجمہ: اے باھُوؒ! کیا ذکر سے ذاکروں کے سامنے کوئی حجاب باقی رہتا ہے؟ اس کا جواب 'نہیں' ہے کہ وہ مکمل طور پر فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں۔

معبود کے ذکر سے قرار و آرام پانے والے وجود کو کم حوصلہ اور کم ظرف نہیں ہونا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ ذکرِ اَللّٰہُ اہلِ محبت ذاکروں اور عارفوں کا لباس ہے کہ وہ غریب اور اللہ کے حبیب ہوتے ہیں۔ غریب کون ہوتا ہے؟ جس کا وجود اللہ کے غیر سے پاک ہو چکا ہو۔ اہلِ محبت مسکین ہوتے ہیں۔ مسکین کون ہیں؟ جو ساکن مع اللہ ہو۔ پس ساکن مع اللہ کون ہیں؟ فقیر۔ اور فقیر کون ہیں؟ ذاکر۔ ذاکر کون ہیں؟ جن کے متعلق حدیثِ قدسی ہے:

❁ اَنَا جَلِيْسٌ مَعَ مَنْ ذَكَرَنِيْ

ترجمہ: جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم مجلس ہوتا ہوں۔

اہلِ محبت یتیم ہوتے ہیں۔ یتیم اسے کہتے ہیں جس کے ماں باپ فوت ہو چکے ہوں اور اس کے پاس اللہ کی اُمید کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ اللہ کے نزدیک ان کے مراتب روز بروز ترقی کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔ پس اہلِ ذکر کا وجود کم حوصلہ نہیں بلکہ پاک ہونا چاہیے کہ اسم اللہ پاک ہے اور پاک جگہ میں ہی قرار پکڑتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے مرشد کے حکم سے ذکر کرتا ہے مگر اس کا وجود دنیا کی محبت سے ناپاک ہے تو کچھ دن اسمِ اللہ اس کے اندر تاثیر نہ کرے گا کیونکہ دنیا کی محبت کی ناپاکی، آلائشوں اور کدورتوں سے اس کے دل کو زنگار لگ چکا ہے اور وہ سیاہ ہو چکا ہے اسی لیے اس کے دل میں تاریکی ہے۔ پس مرشد ایسے شخص کا کیا کرے؟ ذکر صابن کی مثل ہے اور طالب کا وجود ناپاک کپڑے کی طرح ہے۔ مرشد کو چاہیے کہ وہ طالب کو حکم دے کہ اپنے وجود کو اللہ کے خوف کے پانی اور ذکر کے صابن سے دن رات دھویا کرے۔ اگر طالب مرشد کے حکم پر عمل نہ

کرے تو مرشد اس کے حال میں بہتری کیسے لائے؟

سن! اہلِ علم کو قرآنِ پاک میں سے اسمِ اعظم اس لیے نہیں ملتا کہ اسمِ اعظم وجودِ اعظم میں ہی قرار پکڑتا ہے۔ اگر کسی کو اسمِ اعظم مل بھی جائے اور وہ اس کا ذکر بھی کرتا رہے تو بھی اسمِ اعظم اس پر تاثیر نہیں کرے گا کیونکہ جو وجود ہی بے اعظم ہے اس پر اسمِ اعظم کیا تاثیر کرے؟ اسمِ اعظم کے بغیر ذکر جاری نہیں ہوتا اور اسمِ اعظم صرف فقیرِ کامل مکمل اور علمائے عامل کے وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ علمائے عامل بھی صرف فقیر کامل ہی ہیں۔ وہ احمق ہے جو اللہ کی بجائے اسمِ اعظم پر اعتقاد رکھتا ہے۔ اسمِ اعظم اسے حاصل ہوتا ہے جو صاحبِ مسمّٰی ہو اور وہی صاحبِ اسمِ اعظم ہوتا ہے۔ علماءِ عامل اور فقیرِ کامل کے پیٹ میں حرام کا ایک بھی لقمہ ہرگز نہیں جا سکتا، چاہے ظاہر اور باطن میں زمین اور آسمان کی ہر چیز حرام ہو جائے کیونکہ وہ ولایت کے والی ہیں۔ مشرق سے مغرب تک تمام عالم انہی کی برکت سے قائم ہیں۔ یہ صرف اہلِ دنیا کے حق سے اپنی گردن آزاد کرانے کے لیے کھاتے ہیں۔ جس طرح پیغمبر کا حق اُمت پر ہوتا ہے بالکل اسی طرح علماءِ عامل اور فقراءِ کامل کا حق مخلوق پر ہوتا ہے۔ فقیرِ کامل وہ ہے جس کے وجود میں ذکرِ سلطانی[1] ذکرِ حامل جاری ہو چکا ہو۔ ذکر حامل کسے کہتے ہیں؟ ذکر حامل وہ ذکر ہے جو گمان اور فکر کے بغیر ہی تمام ہڈیوں، مغز، رگوں، گوشت، قلب، روح، سِرّ، کھال اور ہر بال یعنی تمام وجود میں جاری رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ۔152)

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

فقیر کے نزدیک یہ مراتب بھی آسان ہیں۔ ذکر سے گزر جا اور مذکور کا طالب بن جا۔ اے قلب رکھنے والے سن:

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتان
بیت المقدس است مکن جای بت گران

---

[1] سلطان الاذکار، ذکرِ ھُو

ترجمہ: دل کعبۂ اعظم ہے اسے تمام بتوں سے خالی کر دے۔ یہ بیت المقدس ہے اسے بت گروں کا گھر نہ بنا۔

قلب بھی تین قسم کے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلْقَلْبُ ثَلٰثٌ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَ قَلْبٌ مُنِیْبٌ وَ قَلْبٌ شَهِیْدٌ اَمَّا قَلْبٌ سَلِیْمٌ فَهُوَ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ بِغَیْرِ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَمَّا قَلْبٌ مُنِیْبٌ فَهُوَ الَّذِی اَلْمَاٰبُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَمَّا قَلْبٌ شَهِیْدٌ فَهُوَ الَّذِیْ کَانَ فِیْ مُشَاهِدَةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ

ترجمہ: دل تین قسم کے ہیں۔ قلبِ سلیم، قلبِ منیب اور قلبِ شہید۔ قلب سلیم وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سوا کچھ نہ ہو۔ قلبِ منیب وہ ہے جو ہر چیز سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف متوجہ رہے۔ قلبِ شہید وہ ہے جو ہر وقت اللہ کے مشاہدہ میں لگا رہے اور ہر چیز میں اللہ کو دیکھے۔

باھُوؒ! نماز و روزہ و بسیار طاعت
از آن بہتر بود دل ذکر ساعت

ترجمہ: اے باھُوؒ! دل سے کیا گیا ایک لمحہ کا ذکرِ اَللّٰہُ نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور بہت زیادہ اطاعت کرنے سے بہتر ہے۔

اس ذکر سے نہ تو نماز افضل ہے، نہ روزہ، نہ ہی کوئی اور نفلی یا فرضی عبادت۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

فِیْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارٌ هُوَ اَحَرُّ نَارُ الْجَحِیْمِ اَبْرَدُهَا

ترجمہ: اللہ سے محبت کرنے والوں کے دل میں ایسی آگ پائی جاتی ہے جس کے مقابلے میں جہنم کی آگ بھی سرد ہے۔

جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں ہوگی بلاشبہ وہ دل دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ دوزخ کی آگ ہر اس شخص کو جلا دے گی جو عشق کی آگ میں نہ جلا ہو۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ:

اَلنَّارُ تَرْحَمُ لِمَنْ فِیْ قَلْبِهٖ نَارٌ

ترجمہ: دوزخ کی آگ اس سے خوف کھاتی ہے جس کے دل میں عشقِ الٰہی کی آگ ہو۔

چون در آتشِ عشق شد منزلم
دلِ دوزخ آتش گرفت از دلم

ترجمہ: جب عشق کی آگ میری منزل بن گئی تو دوزخ کے دل نے بھی میرے دل سے آگ پکڑ لی۔

دل کہ از اسرارِ خدا غافل است
دل نتوان گفت کہ مشتِ گِل است

ترجمہ: جو دل اللہ تعالیٰ کے رازوں سے غافل ہو اسے دل نہیں کہا جا سکتا وہ تو بس ایک مٹھی خاک ہے۔

دل یکی خانہ ایست ربّانی
خانۂ دیو را چہ دِل خوانی

ترجمہ: دل تو اللہ کا گھر ہے، شیطان کے گھر کو تُو دل کیسے کہہ سکتا ہے؟

دل کعبۂ اعظم است ازان کعبۂ آب وگِل
آن صد ہزار کعبہ بود درمیان دل

ترجمہ: دل پانی اور مٹی سے بنے ہوئے کعبہ سے عظیم تر کعبہ ہے۔ ایسے ہزاروں کعبے دل میں سما سکتے ہیں۔

یہ فقیر کہتا ہے کہ دل کی صورت نیلوفر کے پھول جیسی ہے اور اس کے گرد چار خانے ہیں، ہر خانے میں زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے وسیع تر ولایت ہے اور ایک خانہ دل کی گہرائی میں ہے جس میں لامکان کا راز ہے۔ ہر خانہ میں اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور ہر خانہ پر ایک پردہ ہے، ہر پردہ پر شیطان کی طرف سے ایک مؤکل بیٹھا ہے۔ پہلا پردہ غفلت کا ہے جس کی وجہ سے انسان موت کو بھلا دیتا ہے۔ دوسرا پردہ حرص کا ہے۔ تیسرا پردہ حسد کا ہے۔ چوتھا پردہ تکبر کا ہے اور یہ سب

شیطان کے چار مؤکلات یعنی خنّاس، خرطوم، خطرات اور وسوسہ سے متفق ہیں۔ ہر خانہ میں اللہ کے خزانے ہیں۔ ان خزانوں میں پہلا علم، دوسرا ذکر، تیسرا معرفت اور چوتھا فقر فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الْخَنَّاسِ ○ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ (الناس 4-6)

ترجمہ: خناس لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

ان چاروں شیطانی مؤکلات کو دفع کرنے والی چار چیزیں یہ ہیں: پہلی علمِ شریعت، دوسری ذکرِ طریقت، تیسری فکرِ معرفت' جو نفس کو ختم کرتی ہے اور چوتھی چیز گناہوں اور دنیا کی محبت کو ترک کرنا ہے۔ مرشد کامل کی نگاہ کے بغیر دل پر پڑے یہ پردے ہرگز نہیں ہٹتے۔ قلب معرفتِ وحدانیتِ الٰہی کے اسرار کا خزانہ ہے کیونکہ اسی قلب میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور ربوبیت کا اظہار ہوتا ہے، عقلمند بن اور آگاہ ہو جا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ (الاحزاب-4)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں رکھے۔

باھُوؒ! علمِ نحو و صرف خوانی فقہ یا اصول
جز وصالِ حق تعالیٰ نیست زان چیزی وصول

ترجمہ: اے باھُوؒ! صَرف و نحو کا علم پڑھ یا اصول و فقہ کا مگر ان تمام علوم سے اللہ تعالیٰ کے وصال کے سوا کچھ اور حاصل نہ کر۔

باھُوؒ! درمیانِ علم فقرش گفتگو
ہر چہ دانی جز خدا زان دل بشو

ترجمہ: اے باھُوؒ! جب تو فقر کے علم کے متعلق گفتگو کرے تو اللہ کے سوا جو بھی جانتا ہے اسے اپنے دل سے مٹا دے۔

حدیثِ قدسی ہے:

❁ اِذَا ذَكَرْتَنِىْ شَكَرْتَنِىْ وَاِذَا نَسِيْتَنِىْ كَفَرْتَنِىْ

ترجمہ: جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو گویا میرا شکر ادا کرتا ہے اور جب تو ذکر کرنا بھول جاتا ہے تو گویا کفر کرتا ہے۔

دل دم روح در یک فکر باید
کہ ذکر خاص از دل می بر آید

ترجمہ: دل، سانس اور روح ایک ہی نقطہ پر مذکور ہونے چاہئیں تب ہی دل سے ذکرِ خاص بلند ہوتا ہے۔

ترا شعور باید زان شعوری
دمی غافل مباش از حق حضوری

ترجمہ: تجھے شعور ہونا چاہیے کہ اصل شعور یہ ہے کہ تیرا کوئی سانس اللہ کی حضوری سے غافل نہ ہو۔

حضوری صد خطر آن بیم جانی
کہ واصل در حضوری لامکانی

ترجمہ: حضوری میں بھی جان کو کئی خطرات لاحق ہوتے ہیں چاہے یہ حضوری لامکان میں وصال کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔

حضوری شرک، کبر و گشت آنی
فنا فی اللہ بشو از خویش فانی

ترجمہ: حضوری میں بھی شرک اور کبر کا خدشہ رہتا ہے اسی لیے خود کو فنا کر کے فنا فی اللہ ہو جا۔

جب علمِ (حقیقی) کی بدولت عالم پر نورانی راز اور انوارِ الٰہی نازل ہوتے ہیں اور جب مومن کی زبان اور دل میں موافقت پیدا ہو جانے سے اس کا دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں اس وقت عشق کے انوار اس کے دل کو اپنا مسکن بنا لیتے ہیں۔ اگر دل اور زبان میں موافقت نہ ہو تو محبت کے انوار دل میں پیدا نہیں ہوتے۔ عشق میں ثابت قدم کون رہتا ہے؟ جس کے قدم راہِ استقامت سے

واپس نہ لوٹیں۔

باھُوؒ! عاشقانرا راز این است ذکرِ ھُو گوید دوام
دم بدم ذکر ھُو گوید کارِ آں گردد تمام

ترجمہ: اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)! عاشقوں کا یہی راز ہے کہ وہ ہمیشہ ذکرِ ھُو کرتے رہتے ہیں۔ ہر سانس کے ساتھ ھُو کا ذکر کرنے سے ہی ان کا ہر کام مکمل ہو جاتا ہے۔

دل تین قسم کا ہے۔ ایک دل پہاڑ کی طرح ہے جو اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ ایسا دل اللہ کے محبین کا ہے۔ دوسری قسم کا دل درخت کی طرح ہوتا ہے جو اپنی جڑ پر قائم رہتا ہے۔ تیسری قسم کا دل پتوں کی مثل ہوتا ہے جن کو ہوا ہر طرف اڑانے کی کوشش کرتی ہے مگر وہ ہرگز اپنی جگہ سے منتشر نہیں ہوتے۔ آدمی اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ بندے پر نازل ہونے والی کوئی بھی آفت اسے اللہ سے جدا نہ کر سکے اور وہ ہمیشہ حق میں مستغرق رہے۔ پس طالبِ مولیٰ مرید کا کمال یہ ہے کہ وہ ظاہر و باطن میں اپنے پیر و مرشد کے کسی بھی قول و فعل سے بدظن نہ ہو۔ چنانچہ شیخ صنعانؒ کے تمام مرید اُن سے بداعتقاد ہو گئے صرف شیخ فریدالدین عطارؒ ثابت قدم رہے۔ یہ کمال رکھنے والے مرید اور طالب کم ہوتے ہیں۔ یہ فقیر باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ میں تیس سال مرشد کی تلاش میں رہا اور اب سالہا سال سے طالبِ مولیٰ کی تلاش میں ہوں لیکن مجھے کوئی طالبِ مولیٰ نہیں ملا۔

کس نہ پرسد زمن خدا پرسی تا رسانم بہ عرش و با کرسی
ہیچ پردہ نماند راہِ خدا گشتہ یکتا شوی ز غیر خدا

ترجمہ: کسی نے مجھ سے قربِ خدا کی طلب نہیں کی ورنہ میں اسے عرش اور کرسی تک پہنچا دیتا۔ پھر اس کے اور اللہ کی راہ کے درمیان کوئی پردہ نہ رہتا اور وہ غیر اللہ سے جدا ہو کر اللہ کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے۔

عاشقانی کہ وصل برد نمرد
جانِ خود را بخوش خدای سپرد

ترجمہ: جس عاشق کو وصالِ الٰہی نصیب ہو جاتا ہے وہ مرتا نہیں ہے بلکہ خوش ہو کر اپنی جان اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔

باھُوؒ! این چنین راھنما باید مرد
فقر فی اللہ فنا و صاحبِ درد

ترجمہ: اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) راہنما (مرشد) کو ایسا مرد ہونا چاہیے جو فنا فی اللہ فقر اور صاحبِ درد ہو۔ ذکر عشق کی حرارت اور گرمی کے ساتھ ہونا چاہیے۔ محبت اور عشق کے ایک ذرّہ میں ایسی سوزش، حرارت اور لرزہ ہوتا ہے جس سے ذاکر میں گرمیٔ سکر پیدا ہو جاتی ہے۔ حرارتِ ذکر کی لذت سخت سردی میں آگ تاپنے جیسی ہے جس سے ذوق نصیب ہوتا ہے۔ جبکہ بخار کی حرارت میں نہ قرار ملتا ہے نہ آرام بلکہ حیرت، سر دردی، پریشانی اور ہلاکت حاصل ہوتی ہے۔ راہِ مذکور میں حضوری، وصال، محبت اور فقر بعد میں ہے پہلے مخلوق اور خود سے جدائی ہے۔ جب تک تو فنا در فنا نہیں ہو جاتا ہرگز اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جس طرح چینی اور سوجی کو پانی میں ملا کر آگ پر پکا لیں تو اس کو حلوہ کہتے ہیں پھر اس کا نام چینی یا سوجی نہیں رہتا اور نہ ہی اسے پانی کہہ سکتے ہیں۔ پس چینی اور سوجی توحید کی طرح ہے اور پانی بندۂ عبد کی طرح ہے اور حلوہ معرفت اور فنا فی اللہ بقا باللہ صاحبِ وصال کی طرح ہے۔ فقیر فنا فی اللہ کے لیے دوزخ گرم حمام کی طرح ہے جو سردیوں میں آرام و لذت بخشتا ہے اور جنت کا مقام ان پر حرام ہے، دیدارِ الٰہی کے بغیر یہ مراتب کہاں نصیب ہوتے ہیں؟ نفس کے طالب و مطلوب بہت زیادہ ہیں لیکن دیدارِ مولیٰ کے طالب صاحبِ درد بہت کم ہیں۔

طوافِ کعبہ کجا میروی صفا اینجا است
سر بسنگ چرا می زنی بیا خدا اینجا است

ترجمہ: کعبہ کا طواف کرنے تو کہاں جا رہا ہے، پاکیزگی تو ادھر (مرشد کامل کے پاس) ہے۔ پتھروں سے سر کیوں ٹکراتا ہے، آ خدا تو ادھر ہے۔

نفس سے ڈرا اور اس کا فر سے باخبر رہ۔ وہ کسی نہ کسی بہانے تجھے بلا میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ساغر از توحید وحدت نوش کُن
دنیا و عقبیٰ ہر دو را فراموش کُن

ترجمہ: توحید پر پہنچ کر وحدت کا جام پی لے اور دنیا و عقبیٰ دونوں کو بھول جا۔

فقر کیا ہے؟ چھنی ہوئی صاف مٹی ہے جس میں پانی ملایا گیا ہے۔ اس راہ پر چلنے سے نہ پہلو، پشت اور پاؤں تھکتے ہیں اور نہ ہی پیر گرد آلود ہوتے ہیں۔ فقیر کون ہے؟ جو طمع نہ کرے، اگر کوئی کچھ دے تو منع نہ کرے اور اگر کچھ ملے تو جمع نہ کرے۔ اے باھوؒ (رحمۃ اللہ علیہ) فقیر بن جا اور اپنے ظاہر کو با اخلاق بنا لے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی

ترجمہ: اللہ کے اخلاق سے متخلق ہو جاؤ۔

اپنے باطن کو حضرت خضر علیہ السلام کی طرح پوشیدہ رکھو اور اپنے ظاہر کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح با اخلاق رکھو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (خوفِ خدا اور عاجزی کے باعث) اللہ تعالیٰ سے عرض فرماتے ہیں:

❁ یَارَبِّ مُحَمَّدٍ لَمْ یُخْلَقْ مُحَمَّدًا

ترجمہ: اے محمد کے ربّ! کاش تو محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو پیدا ہی نہ کرتا۔

پس دوسرے لوگوں کی کیا حیثیت ہے؟ پس معلوم ہوا کہ اہلِ اَنَا ابلیس ہیں اور دعوے کرنے والے دکاندار ہیں، یقین کر لو کہ وہ اہلِ شیطان ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ مَنْ سَکَتَ عَنِ الْحَقِّ فَھُوَ شَیْطٰنٌ اَخْرَسٌ

ترجمہ: جو حق بات کہنے سے چپ رہا وہ گونگا شیطان ہے۔

طالبِ مولیٰ وہ ہے جو پہلے (حقیقی) انسان ہو پھر با ادب اور صاحبِ شعور ہو۔

ہر کہ با ادب است مثل جبریلؑ است
ہر کہ بے ادب است آن ابلیس شد

ترجمہ: جو با ادب ہے وہ جبریلؑ کی مثل ہے اور جو بے ادب ہے وہ ابلیس کی طرح ہے۔

صادق طالبِ مولیٰ وہ ہے جو باہمت اور فرمانبردار ہو، گلے میں بندگی کا طوق ڈالے خاموشی سے ہر وقت برزخ فنافی الشیخ اور برزخ فنافی اللہ جلَّ جلالہٗ کے تصور میں غرق رہے۔ برزخ یہ ہے:



یہ اللّٰہ کا برزخ ہے جس سے قلب، دماغ اور روح میں ذکر جاری ہوتا ہے۔

اسم اللہ بس گران است بی بہا
این حقیقت را بداند مصطفیؐ

ترجمہ: اسمِ اللہ بے بہا قیمتی اور عظیم ہے۔ اس کی حقیقت کو صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں۔

باب ہشتم

ذکر محبت، عشق، فقر فنا فی اللہ وصال اور ان کے احوال

جان لے کہ عشق کا ذکر بلندئ پرواز ہے۔ مکھی اگرچہ ہاتھ ملے، سر مارے، ہزار دفعہ اڑانیں بھرے، پروازِ شہباز کے مقام اور مراتب تک نہیں پہنچ سکتی۔ زاہد خواہ جتنی بھی ریاضت کر لے صاحبِ راز نہیں بن سکتا۔ جان لے کہ عشق کے متعلق کسی مدرسے کا امام نہیں بتا سکتا کیوں کہ عشق بارِ گراں ہے۔ عشق کی روایت تمام جہانوں سے بیگانگی ہے۔ جان لے کہ عاشق موت کا طالب ہوتا ہے کیونکہ موت اسے اس کے مقامِ لامکان تک پہنچا دیتی ہے۔ عاشق کی موت کا مطلب وصل ہے۔

خلق را مرگ است، عارف را وصال
موت معراج است، واصل را جمال

ترجمہ: مخلوق کو موت آتی ہے لیکن عارف کو وصال نصیب ہوتا ہے۔ عارف کی موت معراج ہوتی ہے جس کی بدولت وہ جمالِ الٰہی سے واصل ہو جاتا ہے۔

جس طرح کسان کے لیے سب سے زیادہ خوشی کا وقت وہ ہوتا ہے جب اسے فصل حاصل ہوتی ہے اسی طرح فقیر کے لیے سب سے زیادہ خوشی کا وقت موت کا وقت ہے جب اسے کامل وصال نصیب ہوتا ہے۔ فقیر کا مذہب و ملت کونسا ہے؟ فقیر کا مذہب دہقانی ہے۔ مذہبِ دہقانی کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ جس چیز کا بیج بویا جاتا ہے وہی کاٹا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

۞ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

عشق سنار کی طرح ہے جو کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا ظاہر کر دیتا ہے۔

عشق کا ترانہ:

ہر منتہی آغازِ من کس نیست محرم رازِ من
مگسی کجا شہبازِ من در عشق اُو پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

ترجمہ: ہر ایک کی انتہا میری ابتدا ہے۔ میرے راز کا محرم کوئی نہیں ہے۔ میں شہباز ہوں، مکھیوں کی مجھ تک رسائی کہاں! میں اُس کے عشق میں پروانہ ہوں اور اپنی جان سے بھی بیگانہ ہوں۔

کونین واصل ایک قدم اللہ بس ما را چہ غم
این نفس را گردن زنم در عشق او پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

ترجمہ: دونوں جہان میرے ایک قدم پر ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ میرا ہے تو مجھے کیا غم ہے۔ میں اپنے نفس کی گردن اڑا چکا ہوں۔ اور اللہ کے عشق میں پروانہ بن کر خود سے بھی بیگانہ ہو گیا ہوں۔

زاہد کجا بس دور تر از وصلِ عاشق بیخبر
این مدعی اندر دہر در وحدتش پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

ترجمہ: زاہد بھی (اللہ سے) بہت دور اور عاشق کے وصال سے بے خبر ہے۔ وہ تو زمانے میں بلند دعوے کرتا پھرتا ہے، جبکہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدت میں پروانہ وار جل رہا ہوں اور اپنی جان سے بھی بیگانہ ہوں۔

از عرش بالا جاہِ من شد وحدت اندر راہِ من
اے بشنوی دل خواہِ من در آتشش پروانہ ام

در وحدتش ہم خانہ ام از جانِ خود بیگانہ ام

ترجمہ: میرا مقام و مرتبہ عرش سے بھی بالاتر ہے۔ وحدت تو میری راہ میں آتی ہے۔ (یعنی میری منزل وحدت سے بھی آگے ہے)۔ اے میرے دوست! میری بات سن! میں اللہ (کے عشق) کی آگ میں پروانہ وار جل کر مقامِ وحدت پر اس کے ساتھ ایک ہو چکا ہوں اور اپنی جان سے بھی بیگانہ ہوں۔

این علم را از دل بشو باشوق اسم اللہ بگو

در وحدتش شو آبجو ہم جان با جانانہ ام

در عشق او پروانہ ام از جانِ خود بیگانہ ام

ترجمہ: اپنا علم اپنے دل سے دھو ڈال اور شوق سے اسم اللہ ذات کو پڑھ تاکہ تُو بھی دریائے وحدت کی ایک ندی بن جائے جس طرح میری جان میرے محبوب سے مل چکی ہے کہ میں اس کے عشق میں پروانہ ہوں اور اپنی جان سے بھی بیگانہ ہوں۔

ای عالمان علمش بحر ای جاہلان گاؤ خر

جز عشق حق دیگر مبر در عشق او پروانہ ام

از جانِ خود بیگانہ ام

ترجمہ: اے علما! اللہ کا علم ایک سمندر ہے اور تم بیل گدھے کی مانند اس سے جاہل ہو۔ اگر اس علم کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو حق کے عشق کے سوا ہر چیز کو چھوڑ دو جس طرح میں اس کے عشق میں پروانہ بن کر خود سے بھی بیگانہ ہو گیا ہوں۔

باھُو مرا ھُو یار شد این بختِ من بیدار شد

با ہمنشین دلدار شد در عشق او پروانہ ام

از جانِ خود بیگانہ ام

ترجمہ: اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)! ھُو میرا یار بن گیا ہے اور میرے بخت جاگ گئے ہیں کہ میں اپنے دلدار

کے عشق میں پروانہ وار جل کر اور خود سے بیگانہ ہو کر اس کا ہم نشین ہو چکا ہوں۔

گر سوختم دم کی زنم نی بلبلم نعرہ کشم

در عشق او پروانہ ام از جانِ خود بیگانہ ام

ترجمہ: اگر عشق مجھے جلائے تو میں دم کیوں ماروں۔ میں بلبل نہیں ہوں جو ہجر و فراق کے نغمے گاؤں۔ میں تو اس کے عشق کا پروانہ ہوں اور اپنی جان سے بھی بیگانہ ہوں۔

جان لے کہ فقیر عاشق اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔ جو اس راز کو پہچان لیتا ہے وہ اس راز کو حاصل کر کے اس راز کا راز ہو جاتا ہے۔ جو اپنے سَر کو بچانے کی طمع نہیں کرتا وہی صاحبِ سِرّ بنتا ہے۔ جو اس سِرّ کو فاش کرتا ہے یہ اُس کا سَر لے لیتا ہے۔ جان لے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات قرآنِ پاک کی غیر متشابہات آیات میں چار ہزار مرتبہ آیا ہے۔ جو فقیر اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ[1] کے ساتھ اسمِ اللّٰہ ذات کے ذکرِ پاس انفاس میں شوق سے مشغول رہتا ہے تو گویا وہ ہر سانس کے ساتھ چار ہزار قرآنِ مجید ختم کرتا ہے۔ ایسے فقیر حافظِ رحمانی، حافظِ قرآنی، ساکنِ لامکانی اور زندہ جاودانی ہیں۔ وہی یُحِبُّ اللّٰہِ (وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں) اور یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ (اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں) کے حافظ ہیں۔ مکمل قرآن اسمِ اللّٰہ ہے کیونکہ تمام قرآن بِسْمِ اللّٰهِ میں ہے کہ قرآن کی ابتدا حرف ''ب'' ہے (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) اور قرآن کی انتہا یعنی آخری حرف ''س'' ہے (مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ)۔ فقیر صاحبِ تحصیل ہے اور علما صاحبِ تفصیل ہیں۔ فقیر اللہ تعالیٰ کی طبع رکھتا ہے، علما رسولوں کی طبع رکھتے ہیں اور ظلِ اللہ[2] بادشاہ اولی الامر ہے۔ طبعِ رسول اور اولی لامر دونوں طبعِ اللہ یعنی فقیر کے تابع ہیں۔ فنافی اللہ فقرا غیر ماسویٰ اللہ سے پاک ہوتے ہیں۔

---

[1] زبان سے اقرار کرنا اور دِل سے تصدیق کرنا۔ [2] ظلِ اللہ بادشاہ سے مراد اللہ کا نائب اور اللہ کا مظہرِ اُتم ہے۔

باھُوؒ گر بیم ہم اندر وصال است

فنائے فقر فی اللہ بس محال است

ترجمہ: اے باھُوؒ! اگر وصال کی حالت میں بھی کسی قسم کا خوف باقی رہے تو فنا فی اللہ فقر ہونا مشکل ہے۔

جب تک فقیر اللہ سے جدا رہتا ہے وہ محتاج رہتا ہے۔ جب وہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ الله کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تب وہ فرمانِ الٰہی وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ[1] کے مصداق بن کر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ[2] کے مراتب تک پہنچ جاتا ہے اور تمام مطالب و مقصود حاصل کر لیتا ہے۔ اس سے نفس اور مردود دنیا جدا ہو جاتے ہیں اور اسے (اللہ کے ساتھ) خلوت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس خلوت پر اُسے مبارک باد کہ اب وہ نہ تو خدا ہے اور نہ ہی خدا سے جدا۔ مثلاً جب آئینہ روبرو ہوتا ہے تو چہرہ آئینہ میں ہو یا آئینہ چہرہ میں ہو، ایک ہی بات ہے یا جس طرح بارش کا قطرہ جب دریا میں گرے تو قطرہ نہیں رہتا بلکہ دریا بن جاتا ہے۔ حدیثِ قدسی ہے:

❁ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ

ترجمہ: انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں۔

فقر کیا ہے؟ فقر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ورثہ ہے جس کی بنیاد اور ابتدا بھی شریعت ہے اور انتہا بھی شریعت ہے۔ پختہ کامل مرد وہ ہے جو کسی بھی حالت میں شریعت سے باہر ہرگز قدم نہ رکھے خواہ وہ اللہ کے تمام رازوں سے واقف اور یومِ الست سے ہی سکر و مستی، قبض و بسط اور شوق و عشق کے احوال میں ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ شریعت سے باہر قدم رکھے گا تو اس کے تمام خاص مراتب سلب کر لیے جائیں گے پھر چاہے وہ سکر کی حالت میں سرگردان پھرتا رہے۔

رزق مقدر است گردیدن چیست

خدا بگرداند پرسیدن چیست

---

[1] اللہ غنی ہے اور تم فقرا ہو۔ (محمد-38) [2] بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (البقرہ-20)

ترجمہ: رزق مقدر ہے، تُو اس کے لیے مارا مارا کیوں پھرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ جب رزق خود پہنچاتا ہے تو پھر رزق کی تلاش کیسی؟

رزق آدمی کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت آدمی کو تلاش کرتی ہے۔ جس طرح موت کسی بھی جگہ آدمی کو نہیں چھوڑتی بالکل اسی طرح رزق بھی آدمی کو پہنچ کر رہتا ہے۔ جب بندہ فقر کی راہ پر قدم رکھتا ہے تو اسے تین مشکل منازل اور مقامات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پہلی منزل مقامِ دنیا ہے جس میں رجوعاتِ خلق ہوتی ہے اور دنیا دار اسے گھیر لیتے ہیں۔ یہ مقامِ ناسوت ہے۔ اگر بندہ اسی مقام پر رک جائے تو وہ ناسوتی ہی رہتا ہے۔ دوسرا مقام عقبیٰ ہے۔ اس مقام پر اگر باطنی مشاہدات میں کسی کو خواب یا مراقبہ کے دوران جنت کی مثل باغات نظر آئیں اور وہ انہیں پسند کر بیٹھے تو وہ ملکوتی اور جبروتی رہتا ہے۔ جو ان مشاہدات میں نظر آنے والے کسی بھی مقام پر اعتقاد نہیں رکھتا اور اس مقام پر مطمئن ہو کر رکتا نہیں وہی مقامِ لاھوت پر پہنچتا ہے۔ جب وہ لاھوت پر پہنچ جاتا ہے تو مذکر طالبِ مولیٰ بن جاتا ہے۔ مَنْ لَهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ[1] اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

فقر کیا ہے؟ فقر ایسی (نادر) چیز ہے کہ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ نے مراتبِ فقر کی خاطر چودہ طبقات کا نظارہ اور طیر سیر کی مگر فقر کے مراتب تک نہ پہنچ سکے۔ فقر کی تکمیل گمنامی میں ہی ہوتی ہے۔ فقر کی خاطر سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہی ترک کی اور اپنی اولاد کو چھوڑ کر سرگردان پھرتے رہے پھر فقر کے مراتب تک پہنچے۔ کیا تو جانتا ہے کہ سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر ریاضت کرتے رہے اور اپنے نفس کی کھال تک کھینچ ڈالی لیکن ہرگز فقر کے مراتب تک نہیں پہنچ سکے۔ اگرچہ شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رکنِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان ہار دی مگر پھر بھی فقر کے مراتب تک نہ پہنچ سکے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نیند کی حالت میں خواب میں ہی بغیر کسی واسطہ کے فقر کے مراتب تک جا پہنچیں۔ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے پیٹ میں ہی

---

[1] جسے مولیٰ مل گیا اسے سب کچھ مل گیا۔

مراتبِ فقر کو پالیا اور اہلِ فقر کے لیے شریعتِ محمدیؐ کے قائم مقام بن گئے، اللہ کے محبوب ٹھہرے اور ''یا فقیر محی الدین'' کا خطاب پایا۔ پس فقر کو مالک الملکی[1] کے مراتب حاصل ہیں۔ فقر کا تعلق غوثیت، قطبیت، کشف اور کرامات سے نہیں بلکہ فقر تو عین ذات ہے۔ فقر اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے یہ بخش دیتا ہے وہ چاہے پیٹ بھر کر کھائے یا بھوکا رہے اس کے لیے برابر ہے۔

فقر را با خوش رسیدم خوش بدیدم در کنار
فقر بودم فقر ہستم عاقبت با فقر یار

ترجمہ: میں آسانی سے مراتبِ فقر پر پہنچا، فقر کا اچھی طرح مشاہدہ کیا اور فقر کو پالیا۔ میں صاحبِ فقر تھا، صاحبِ فقر ہوں اور صاحبِ فقر ہی رہوں گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ

ترجمہ: یا اللہ! مجھے مساکین[2] جیسی زندگی اور مساکین جیسی موت عطا کر اور میرا حساب بھی مساکین کے ساتھ کرنا۔

فقر نہ تو مال و دولت کی خرید و فروخت میں ہے نہ خود کو بیچنے میں۔ نہ بولنے میں ہے نہ خاموشی میں اور نہ ہی دلق پوشی پرانے کپڑے پہننے میں ہے۔ فقر نہ ہی شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت میں ہے اور نہ ہی سکر و بیہوشی میں ہے۔ فقر نہ بدعت و گمراہی میں ہے اور نہ ہی چرم پوشی اور شراب نوشی میں ہے۔ فقر رسم و رسوم، صحو و سکر، منزل اور مقامات میں بھی نہیں ہے۔ فقر نہ جہالت میں ہے نہ علم اور چھ اطراف میں ہے۔ فقر ذکر، فکر، حضوری، وصال، عبادت اور نیک عادات میں بھی نہیں ہے۔

---

[1] مالک الملکی سے مراد تمام عالموں اور مخلوق کا مالک ہونا ہے۔ فقر عین اللہ کی ذات ہے، جسے فقر حاصل ہو گیا اسے عین اللہ کی ذات حاصل ہو گئی اور جسے اللہ کی ذات مل گئی وہ مالک الملکی ہو گیا۔ فقرا میں فقیر مالک الملکی سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے۔ (کتاب سلطان باھوؒ تصنیف سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

[2] مساکین سے مراد فقرا ہیں جو اللہ کے ساتھ ساکن ہیں۔

فقر وقتی حال واحوال، مراقبہ، محاسبہ، حساب کتاب میں بھی نہیں ہے۔ فقر تو خود سے فنا ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ بقا حاصل کرنے میں ہے۔ جسے بھی فقر عطا کیا جاتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرم سے عطا کیا جاتا ہے۔

بر دلِ من شد تجلی صد ہزاران حق بنور
موسیٰؑ کجا بیگانہ گردد رَبِّ اَرِنِیْ کوہِ طور

ترجمہ: میرے دل پر تو نورِ حق کی ہزاروں تجلیات نازل ہوتی رہتی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کس طرح ان تجلیات سے بیگانہ تھے کہ انہیں کوہِ طور پر جا کر رَبِّ اَرِنِیْ (اے ربّ مجھے اپنا جلوہ دکھا) کی صدا لگانی پڑی۔

حضرت موسیٰؑ کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے جب کہ ہم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کے اہلِ فقرا اپنے پہلو (باطن) میں ہی حق کی حضوری میں رہتے ہیں۔

باھُوؒ! در کناریم یافتیم باحق حضور
موسیٰؑ سر باسنگ زدہ بر کوہِ طور

ترجمہ: اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)! ہم نے تو اپنے پہلو میں ہی حق تعالیٰ کی حضوری پالی جبکہ موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کے پتھروں پر سجدہ ریز ہو کر حضوری طلب کرتے تھے۔

چہ حاجت رَبِّ اَرِنِیْ رویت اللہ
کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

ترجمہ: مجھے کیا حاجت ہے کہ میں اللہ کو دیکھنے کے لیے رَبِّ اَرِنِیْ کی صدا بلند کروں کہ میں تو ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کی ذات میں غرق ہوں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ (آلِ عمران-110)

ترجمہ: تم (تمام اُمتوں میں سے) بہترین اُمت ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق-16)

ترجمہ: اور میں اپنے بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

فقر کی ابتدا اشتیاق و مشتاق ہے اور فقر کی انتہا فنا فی اللہ استغراق ہے۔ فقر کی ابتدا علم ہے اور فقر کی انتہا عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ[1] تک پہنچنا ہے۔ فقر کی ابتدا فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ[2] ہے اور فقر کی انتہا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ[3] ہے۔ فقر کی ابتدا ازل ہے اور انتہا ابد ہے۔ فقر کی ابتدا خاموشی اور انتہا خونِ جگر نوشی ہے۔ فقر کی ابتدا کثیف وجود ہے اور انتہا لطیف وجود ہے۔ فقر کی ابتدا ولایت ہے اور انتہا لانہایت ہے۔ فقر کی ابتدا ترک ہے، فقر کا وسط (حق و باطل کے درمیان) فرق ہے اور فقر کی انتہا توحید غرق ہے۔ فقر کی ابتدا طالب کی (اللہ کے لیے) طلب ہے، فقر کا وسط تمام مطالب (رازوں) کا مطلب جان لینا ہے اور فقر کی انتہا قلب کا قالب بن کر نفس پر غالب ہو جانا ہے۔ فقر کی ابتدا محجوب ہے، فقر کا وسط مجذوب ہے اور فقر کی انتہا محبوب ہے۔ فقر کے رازوں کے راز کی حقیقت نسخۂ دل کی کتاب میں ہے جسے مرشد کے بغیر دریافت کرنا ناممکن ہے۔ یہ راز نہ تو کسی کتاب کی کسی سطر، حرف یا ورق میں لکھا ہے اور نہ ہی ذکر، فکر اور حال کی مستی میں غرق رہنے سے حاصل ہوتا ہے۔ فقر کی ابتدا فنا ہے۔ فقر کا وسط وہ راہ ہے جو دونوں جہانوں سے جدا ہے اور فقر کی انتہا اللہ عزّ وجل کے ساتھ یکتا ہو جانا ہے۔

جان لے کہ عالم تین قسم کے ہیں، اوّل اہلِ دنیا جو دنیا کی خبر دیتے ہیں، دوم اہلِ عقبیٰ جو حور وقصور، میوہ جات اور جنت کی لذات کی خبر دیتے ہیں۔ سوم فقرا جو اللہ تعالیٰ کی خبر دیتے ہیں۔ دنیا کی حرص آخرت کا عذاب ہے۔ فقر کی انتہا پر پہنچنے والے کے لیے عقبیٰ کی فکر سراسر حجاب ہے۔ دنیا و عقبیٰ دونوں کو ترک کر دے، یہی اللہ سے جواب باصواب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ پہلے مخلوق کے

---

[1] ترجمہ: وہ ہر غیب اور ظاہر کا علم رکھتا ہے وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔ (الحشر۔22) [2] ترجمہ: دوڑو اللہ کی طرف۔ (الذاریات۔50) [3] ترجمہ: کہہ دو اللہ واحد ہے۔ (اخلاص۔1)

تعلقات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے پھر حقائقِ حق تعالیٰ کو حاصل کرنا چاہیے۔ فقرا کا ایک دم کے لیے توحید میں غرق ہونا حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ جیسے ہزاروں محرمِ کلام کے ہزاروں مراتب سے بہتر ہے کیونکہ توحید میں غرق ہونا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرتبہ ہے۔ فقر مکمل معراج ہے اسی لیے دنیا اور عقبیٰ دونوں فقیر پر حرام ہیں۔ فقر کی ابتدا عبودیت ہے اور فقر کی انتہا ربوبیت ہے۔

چار بودم سہ شدم اکنون دویم
وز دوئی بگذشتم و یکتا شدم

ترجمہ: پہلے میں چار تھا، پھر تین ہوا، پھر دو رہ گیا اور جب دوئی سے بھی گزر گیا تو یکتا ہو گیا۔

فقر کی ابتدا اشک ہے اور فقر کی انتہا عشق ہے۔ فقر کی ابتدا تصور ہے اور فقر کی انتہا تصرف ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

✿ عَسٰی اَنْ تَکُوْنَ الْفَقْرَ کُفْرًا

ترجمہ: عجب نہیں کہ فقر کفر کا باعث بن جائے۔

فقیر وہ ہے جس کے وجود میں شریعت پنہاں ہو اگرچہ وہ روزِ الست سے مست ہو اور اس کا مکان لامکان میں ہو۔ فقر کی ابتدا علم الیقین اور عین الیقین ہے جبکہ فقر کی انتہا حق الیقین ہے۔ فقر کی ابتدا بینا ہونا[1] ہے اور فقر کی انتہا فنا ہونا ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ)۔ پس جب کوئی مر جاتا ہے تو اس سے ہر چیز ساقط ہو جاتی ہے۔ فقیر وہ ہے جو فرائض میں کوتاہی نہ کرے چاہے وہ فرض دائمی، وقتی، ماہی، فصلی یا سالی ہی کیوں نہ ہوں۔ تمام فرائض میں سے افضل ترین فرض اللہ کو حاضر ناظر جاننا ہے اور سب سے بڑی سنت اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار کو صدقہ کرنا ہے۔

فقر کی ابتدا صدق اور یقین ہے اور انتہا اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا ''اے رابعہ (رحمتہ اللہ علیہا) کیا تو مجھ سے دوستی رکھتی ہے''؟ حضرت

---

[1] نورِ بصیرت حاصل کرنا جو دیدارِ الٰہی کے لیے ضروری ہے۔

رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا یہ ممکن ہے کہ میں آپ سے دوستی نہ رکھوں؟ لیکن حق تعالیٰ کی محبت میں میرا دل اس طرح محو ہے اور میں توحید فنا فی اللہ میں اس قدر غرق ہو چکی ہوں کہ میرے دل کو دوستی اور دشمنی کی کوئی خبر نہیں ہے''۔ سن! فقرا کا وجود اللہ کی قدرت ہے۔ جس کی مثال شَاهَتِ الْوُجُوْهُ[1] ہے۔ فقرا کا راز سدرۃ المنتہیٰ سے آگے ہے۔ فقیر باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہے کہ فقر فنا فی اللہ کا مقام تمام اتقیا، عقبا، نجبا، ابدال، اوتاد، اخیار، عمدا، غوث، قطب، شیخ مشائخ، عابد، زاہد اور متقیوں کے مقام سے منفرد اور ان سب سے بالاتر ہے کہ فقیر ولایتِ وحدت کا والی ہوتا ہے، وہ منفرد مذکر مرد ہوتا ہے اور صرف صاحبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى[2] کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔ اللہ کے کرم سے فقیر کا مقام اعلیٰ ترین ہے اور اس کا منفرد نام ''نورالہدیٰ'' ہے۔

یار در کنارم من عین آن بدیدم
جائیکہ بود مشکل آنجا بخوش رسیدم

ترجمہ: میرا یار میرے پہلو میں ہے، میں عین اسی کو دیکھتا ہوں۔ جس جگہ دوسروں کا پہنچنا بہت مشکل ہے میں وہاں آسانی سے پہنچ گیا ہوں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الحشر-1)

ترجمہ: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔

باھُو درمیانِ دو حرف بردار
چو با و الف رفتہ ھُو تو بشمار

ترجمہ: اگر 'باھُو' میں سے دو حرف ''ب'' اور ''الف'' نکال دیا جائے تو 'ھُو' باقی رہ جاتا ہے۔

---

[1] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کی شکست کے لیے یوں دعا فرمائی شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ترجمہ: ''ان کے چہرے مسخ ہو جائیں''۔ پس جیسا انہوں نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔ اس مثال سے یہ بات واضح کرنا مقصود ہے کہ فقرا جو کہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ [2] صاحبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مبارکہ ہے۔

نماندہ پردہ باھُوؒ گشت یاھُو
کہ ذکرش روز و شب یاھُو گفت باھُوؒ

ترجمہ: باھُوؒ کے سامنے کوئی پردہ باقی نہ رہا اور باھُو یاھُو ہو گیا کیونکہ باھُوؒ صبح شام ذکرِ یاھُو کرتا ہے۔

کسی بس ذکر گوید ھُو ہویدا
وجودش میشود زان نور پیدا

ترجمہ: جو ذکرِ ھُو میں مشغول رہتا ہے 'ھُو' اس کے وجود میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ ذکرِ ھُو سے جو نور پیدا ہوتا ہے اس سے اس ذاکر کا وجود بھی نور ہو جاتا ہے۔

رسد در لامکانی در نہانی
تجلی نور گردد جسم جانی

ترجمہ: اس کا جسم و جان نور کی تجلی بن جاتا ہے اور وہ پوشیدہ طور پر لامکان میں پہنچ جاتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ تَفَكَّرُوْا فِیْ اٰيٰتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِیْ ذَاتِهٖ

ترجمہ: اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کرو اور اس کی ذات میں غور و فکر نہ کرو۔

باھُوؒ بہ ھُو میکند جان مغز سوزی
نصیب عاشقان از عشق روزی

ترجمہ: باھُوؒ "ھُو" کے ساتھ جان اور مغز کو جلاتا ہے یعنی اس کے بارے میں غور و فکر کرتا رہتا ہے۔ عاشقوں کے نصیب میں عشق کا رزق ہی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (البقرہ-255)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

کسی خواہد کہ باحق یار باشم نمازِ دائمی ہوشیار باشم

تن جدا و دل جدا و سرِّ جدا   ہر بہ تسبیحش بخواند باخدا

ترجمہ: اگر کسی کی خواہش ہے کہ وہ حق کا دوست بن جائے تو اسے چاہیے کہ دائمی نماز میں ہوشیار رہے۔ یعنی وہ اپنے تن، من اور سِرّ[1] سے اللہ کی تسبیح میں مشغول رہے۔

باھُوؒ! پردہ است ما را آن نماز
در حضوری غرق گشتم جان بباز

ترجمہ: اے باھُو (رحمتہ اللہ علیہ)! ہمارے لیے تو یہ نماز بھی حجاب ہے۔ ہم تو جان قربان کر کے اللہ تعالیٰ کی حضوری میں غرق ہو گئے ہیں۔

اگرچہ کوئی ان مراتب پر پہنچ جائے پھر بھی اسے چاہیے کہ وہ ایک وقت سے دوسرے وقت تک فرض نماز کا انتظار کرے ورنہ اس کے تمام مراتب سلب ہو جائیں گے اور وہ استدراج کا شکار ہو جائے گا۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ جان لے کہ اللہ کی محبت اور شوق چراغ کی طرح ہے جبکہ رجوعاتِ خلق اور کشف و کرامات ہوا کی طرح ہیں۔ اگر کوئی اس چراغ کو شریعت کے گھر میں محفوظ نہیں رکھتا تو ہوا اس کی روشنی بجھا دیتی ہے اور وہ گھر تاریک ہو جاتا ہے۔ اہلِ ایمان کے لیے پانچ چیزیں زوال کا سبب بنتی ہیں۔ جو ان پانچ چیزوں کو بند نہیں کرتا اس پر راہِ فقر نہیں کھلتی۔ وہ پانچ چیزیں کون سی ہیں؟ وہ حواسِ خمسہ یعنی سننے، چکھنے، دیکھنے، سونگھنے اور چھونے کی حسیں ہیں۔ یہ پانچوں چور ہیں اور وجود میں نفس کی ساتھی ہیں۔ ان پانچوں سے توبہ کرنی چاہیے چنانچہ کان کی توبہ، آنکھ کی توبہ، زبان کی توبہ، ہاتھوں کی توبہ اور پاؤں کی توبہ کرنی چاہیے۔ کان کی توبہ یہ ہے کہ جن باتوں کو سننا درست نہیں ان باتوں کو ہرگز نہ سنے۔ آنکھ کی توبہ یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھنا درست نہیں اسے ہرگز نہ دیکھے۔ زبان کی توبہ یہ ہے کہ جن باتوں کو کہنا درست نہیں ان باتوں کو ہرگز نہ کہے۔ ہاتھ کی توبہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو پکڑنا درست نہیں ان چیزوں کو ہرگز نہ پکڑے۔ پاؤں کی

---

[1] جس طرح انسان کا ظاہری جسم ہفت (سات) اندام یعنی سر، سینہ، پیٹ، دو بازو اور دو ٹانگوں پر مشتمل ہے اسی طرح اس کے باطن کے بھی سات لطائف ہیں یعنی نفس، قلب، روح، سِرّ، خفی، یخفیٰ اور انا

توبہ یہ ہے کہ جہاں جانا درست نہیں ادھر ہرگز نہ جائے۔ عالم، فاضل، قاضی، مفتی، حاکم اور بادشاہ شریعت کے مطابق ہزاروں لوگوں کی تفتیش کرتے ہیں لیکن ساری عمر اپنے نفس کی تفتیش ایک بار بھی نہیں کرتے۔ لیکن فقرا دن رات اپنے نفس کی تفتیش اور محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔ اس تفتیش کے دوران عشق کا قاضی حکم دیتا ہے کہ نفس کو قتل کر دیا جائے۔ محبت کا مفتی کہتا ہے کہ نفس کی گردن اڑا دی جائے۔ ذکر فکر کا حاکم حکم دیتا ہے کہ نفس کو اللہ تعالیٰ کے اخلاص کی زنجیروں سے قید کر دیا جائے اور شریعتِ محمدیؐ کی متابعت کا طوق اس کی گردن میں ڈالنے کا اشارہ دیتا ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو دوسروں کے نفس کی تفتیش کر کے انہیں قید کے عذاب میں ڈالتے ہیں لیکن اپنے نفس کو بغیر تفتیش کیے بگاڑ دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ سَيَأْتِيْ زَمَانٌ عَلٰى أُمَّتِيْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيُصَلُّوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانُ

ترجمہ: میری اُمت پر ایک زمانہ ایسا بھی گزرے گا کہ جب وہ قرآن بھی پڑھیں گے اور مسجدوں میں نمازیں بھی ادا کریں گے لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہ ہوگا۔

سن! زیادہ نیکیاں کرنا اور زیادہ علم حاصل کرنا فرض نہیں ہے البتہ علم حاصل کر کے اس پر عمل کرنا اور گناہوں سے بچنا فرض ہے۔ زیادہ عبادات کرنا بھی فرض نہیں ہے۔ پارسائی اور علم اس کے پاس ہیں جو خود کو گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ (اصل) فرض ہے۔ اگر کوئی شخص ساری رات نماز پڑھتا ہے اور ہر روز روزہ رکھتا ہے لیکن گناہوں سے باز نہیں آتا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ گناہوں کو پسند کرتا ہے اور اس کی عبادات اسے کوئی فائدہ نہیں دے رہیں۔ پس معلوم ہوا کہ طالبِ دنیا استاد سے علم نہیں سیکھنا چاہیے کہ روایت ہے فِيْ صُحْبَةٍ تَاثِيْرٌ[1] ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (النحل-125)

ترجمہ: لوگوں کو اپنے ربّ کی طرف حکمت و دانائی سے دعوت دیں اور انہیں احسن طریقے سے

---

[1] صحبت کی تاثیر ہوتی ہے۔

نصیحت کیجیے۔

طالبِ دنیا مرشد یا بادشاہ، امرا اور حکام کے ساتھ صحبت رکھنے والے مرشد سے تلقین نہیں لینی چاہیے کیونکہ بالآخر وجود میں اس کی صحبت کا اثر ہوگا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ حُبُّ الدُّنْیَا ظُلْمَۃٌ وَ زِیْنَۃٌ

ترجمہ: دنیا کی محبت اور اس کی زینت ظلمت ہے۔

دنیا کی مراد کے پیچھے وہ شخص بھاگتا ہے جسے شرم نہ آتی ہو۔ اگر کوئی طالبِ اللہ سے یہ کہے کہ دنیا قبول کر لے ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا تو طالبِ اللہ کے لیے بہتر ہے کہ وہ موت قبول کر لے لیکن دنیا قبول نہ کرے کیونکہ دنیا خدا کی مغضوب[1] اور دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر روز دنیا کو ستر دفعہ حکم دیتا ہے کہ اے دنیا! میرے دوستوں کے نزدیک مت جا، ان سے دور رہ اور ان کے سامنے خود کو بدصورت اور قبیح بنا کر پیش کرتا کہ وہ تجھ سے پرہیز کریں۔ تجھ سے دل اس قدر تلخ و ترش کر لیں کہ کبھی تجھے نہ چاہیں اور نہ تجھ میں مبتلا ہوں اور ہمیشہ کے لیے تجھ سے تائب ہو جائیں۔ اے دنیا! میں تیرے دوستوں کو نہیں چاہتا تو میرے دوستوں کو نہ چاہ۔ پس جو اہلِ علم دنیا سے کوئی بھی فائدہ اٹھاتا ہے دین کا فائدہ اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔ جو شخص اس بہانہ سے مال و دولت جمع کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں، مستحق افراد، فقیروں اور مسکینوں کو دینے کے لیے جمع کر رہا ہے تو یہ سب اس کا مکر و فریب ہے یعنی وہ فریب کے ذریعہ دنیا جمع کرتا ہے۔ اہلِ دنیا کو اللہ کی اطاعت، ذکر، فکر اور خلوت میں لذت و سکون حاصل نہیں ہوتا۔

سہ طلاقش داد دنیا را رسولؐ
کی کند با سہ طلاقش زن قبول

ترجمہ: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا کو تین طلاقیں دیں۔ کیا جس عورت کو تین طلاقیں دے

---

[1] جس پر اللہ کا غضب ہو۔

دی جائیں اسے قبول کرنا چاہیے؟

یک طلاقش دو طلاقش سہ طلاق
ہر کہ دنیا نیک دارد در نفاق

ترجمہ: دنیا کو ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق۔ جو شخص دنیا کو اچھا سمجھتا ہے وہ منافق ہے۔

جان لے کہ سوال دو قسم کا ہے۔ حرام چیز (کی طلب) کا سوال اور حلال چیز (کی طلب) کا سوال۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلسَّوَالُ حَرَامٌ

ترجمہ: سوال کرنا حرام ہے۔

شیطانی و نفسانی خواہشات و شہوات اور فانی دنیا کی طلب کا سوال اور اس طرح کے دیگر سوال حرام ہیں۔ حلال چیز کی طلب کا حلال طریقے سے سوال کرنا حلال ہے۔ عارف باللہ کا اللہ عزّوجل سے، اس کے پیغمبروں اور اولیا اللہ سے اللہ کی محبت کا سوال کرنا بالکل حلال ہے۔ اگر یہ سوال حرام ہوتا تو اللہ یہ کیوں فرماتا:

❁ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ - 10)

ترجمہ: سوالی کو مت جھڑکو۔

فقیر اشتغال اللہ کا سوال کرتا ہے اور (اس کے حصول کے لیے) اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھنا حلال ہے۔ اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ ترجمہ: ''نیکی کی راہ دکھانا بھی نیکی ہے''۔ فقیر کن صفات کا حامل ہوتا ہے؟ وہ اپنے کافر نفس سے دائمی جہاد اور لڑائی کرتا رہتا ہے جس کی بدولت اس کا نفس روتا اور فریاد کرتا رہتا ہے۔ وہ عاشق غازی، اللہ کی رضا پر راضی، صاحبِ جستجو، نفس کا محاسبہ کرنے والا مفتی قاضی ہوتا ہے۔ عاشق روزِ ازل سے ہی قدر و قضا پر راضی رہنے والا طالبِ مولیٰ ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت پاس انفاس کے ذریعہ ذکرِ اَللّٰہُ کرتا رہتا ہے اور ایک دم کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے جدا نہیں ہوتا۔ ایسے عاشق پر لازم ہے کہ وہ پاک دل سے (طلبِ مولیٰ کے لیے) اپنے رہنما

(مرشد) سے گدائی کرے۔ جس فقیر میں یہ احوال و صفات نہیں پائے جاتے اس پر گدائی حرام ہے، وہ حرام زادہ نفس پرست ہے۔

بر ہر دری بانفس خود رسوا کنم
نفس دشمنِ ما بما او دشمنم

ترجمہ: ہم اپنے نفس کو ہر در پر رسوا کرتے ہیں کیونکہ نفس ہمارا دشمن ہے اور ہم اس کے دشمن ہیں۔

گدائی اس طالبِ علم کے لیے روا ہے جو طلبِ دنیا کی بجائے اللہ تعالیٰ کے لیے علم حاصل کر رہا ہو۔ ایسے طالبِ مولیٰ پر باطن (یعنی غیب) ظاہر ہو جاتا ہے۔ جو شخص روزگارِ دنیا کی خاطر علم حاصل کرتا ہے اس پر گدائی اور سوال حرام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء۔77)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیں کہ دنیا کی متاع قلیل ہے۔

دنیا کا طالب بخیل ہے۔ طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ ننانوے (99) اسمائے باری تعالیٰ کے برزخ[1] کا تصور کرے تاکہ اس کے دل میں دنیا کی محبت باقی نہ رہے۔

❁ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ٥ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

جو شخص ننانوے اسمائے باری تعالیٰ کے برزخ کو دیکھ لیتا ہے وہ صاحبِ محبت اور صاحبِ شوق ہو

---

[1] برزخ کے معنی پُل یا دو جگہوں کو ملانے والے مقام کے ہیں۔ اسمائے باری تعالیٰ کا تصور طالب کو مولیٰ تک پہنچاتا اور ملاتا ہے اسی لیے اسے برزخ فرمایا گیا۔ برزخ سے مراد مرشد کامل اکمل بھی ہے جو تمام اسما و صفات و ذاتِ باری تعالیٰ کا حامل ہوتا ہے اور طالب کو مولیٰ سے ملاتا ہے۔

جاتا ہے۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس   اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

۱
اَللّٰہُ

اَلْحَیُّ   اَلْقَیُّوْمُ

باھُوؒ الف اللہ کافی بس بود "ب" را مجو
ہر چہ خوانی غیر اللہ زان دل بشو

ترجمہ: اے باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) الف[۱] اللہ ہی تیرے لیے کافی ہے تو "ب" کی طلب نہ کر۔ اللہ کے سوا تو نے جو بھی پڑھا ہے اسے دل سے نکال دے۔

باھُوؒ! ذکرِ خدا ایمانِ ما
ذکر حاصل میشود از مصطفیٰؐ

ترجمہ: اے باھُو (رحمتہ اللہ علیہ)! اللہ کا ذکر ہی میرا ایمان ہے جو مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔

میخواستم کہ رفتہ کنم کعبہ را طواف
کعبہ جواب داد بما دل بیار صاف

ترجمہ: جب میں نے خواہش کی کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے جاؤں تو کعبہ سے آواز آئی کہ پہلے اپنا

۱۔ الف سے مراد اسم اَللّٰہُ ذات ہے جبکہ 'ب' سے مراد دیگر وظائف اور ذکر اذکار ہیں۔

دل (غیر اللہ سے) پاک کر پھر میری طرف آ۔

کعبہ دوام حاضر است آن را کہ قلب صاف
آنست صاف دل کہ کند نفس را خلاف

ترجمہ: پاک دل ہر وقت کعبہ کو اپنے سامنے پاتا ہے۔ پاک صاف دل وہ ہے جو نفس کا مخالف ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (العلق-5)

ترجمہ: انسان کو اللہ نے وہ علم عطا کیا ہے جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَدَّبَنِیْ مَا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ

ترجمہ: مجھے جو کچھ سکھایا میرے ربّ نے سکھایا۔

شرح کلمہ طیب

حدیثِ مبارکہ ہے کہ سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ”جو شخص نماز کے بعد بلند آواز سے مدّ کھینچ کر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔“ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے ”جو شخص کلمہ طیب پڑھتا ہے اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔“ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں۔ جب بندہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو اس کلمہ کا ہر حرف اس کے ہر گھنٹہ کے گناہوں کو اس طرح جلا کر ختم کر دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر ختم کر دیتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا حصار ہے اور

جو میرے حصار میں آ جاتا ہے وہ میرے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص ایک محفل میں چالیس دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے اس کے ستر سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں کیونکہ ابتدا وانتہا کا ہر علم کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں ہے اور اسی سے حاصل ہوتا ہے۔ دیگر تمام کتابیں کلمہ طیب کی شرح ہیں۔

تیرا دوست تیرے اندر ہے۔ اگر تو اسے دیکھنا چاہتا ہے تو اپنے دل کے آئینہ میں تلاش کر۔ جو آئینہ زنگ اور گندگی کی وجہ سے آلودہ اور سیاہ ہو چکا ہوتا ہے اس میں انوار کی تجلی ہرگز نمودار نہیں ہوتی اور محبوب کے جلوے نظر نہیں آتے۔ پس دل کو گندگی سے صاف ہونا چاہیے۔ صاف دل میں خطراتِ بد نہیں آسکتے۔ جو شخص تمام عمر میں سو دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتوں اندام پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ جب بندہ کلمہ طیب پڑھتا ہے تو کلمہ طیب عرش پر جا کر اس کے ستونوں کو ہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے عرش کے ستونو! ساکن ہو جاؤ''۔ ستون عرض کرتے ہیں ''یا اللہ! جب تک تو کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو بخش نہیں دیتا اس وقت تک ہم سکون میں کیسے آسکتے ہیں؟'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اسے بخش دیا۔ جان لے کہ کلمہ طیبہ جنت کی چابی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بہت زیادہ پڑھتا ہے اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی۔

بیت:

لَآ اِلٰہَ آمد و گناہ نماند
ذات آمد جاہ نماند

ترجمہ: لَآ اِلٰہَ کے آجانے سے گناہ باقی نہ رہے۔ جہاں ذات (حق تعالیٰ) آجاتی ہے وہاں تکبر نہیں رہتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

قَائِلُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَّ مُخْلِصُوْنَ قَلِیْلًا

ترجمہ: زبان سے کلمہ طیب پڑھنے والے بہت زیادہ ہیں لیکن ان میں مخلص کم ہی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَالِصًا مُّخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَّبِلَا عَذَابٍ

ترجمہ: جس نے خالص اور مخلص ہو کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا وہ جنت میں بغیر حساب اور بغیر عذاب کے داخل ہوگا۔

اگر کسی کو تصدیق دل حاصل نہیں تو اس کا محض زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کر لینا اسے کوئی فائدہ نہ دے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ

ترجمہ: زبان سے اقرار کرو اور دل سے تصدیق کرو۔

اگر روپیہ کی مہر پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ درست لکھا ہو مگر اس کے اندر کھوٹ ہو تو وہ نقلی ہے۔ اس کے اندر کے سونے چاندی کو پرکھنے کے لیے آگ میں تپا کر پانی میں ڈالتے ہیں، اگر وہ کھرا ہو تو پانی میں ڈالنے پر جوش میں آئے گا اور اگر کھوٹا ہو تو شرمندہ و خاموش رہے گا اور اس کا رنگ سیاہ پڑ جائے گا۔ پس ہر چیز کا دارومدار تصدیقِ قلب پر ہے۔ تصدیقِ قلب کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ ذکرِ قلب سے۔ ذکرِ قلب کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ واصل باللہ شیخ مرشد سے۔ شیخ مرشد کسے کہتے ہیں؟ جو طالب کے قلب کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے۔ کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ قلب زندہ ہو گیا؟ جس طرح زبان بظاہر گوشت کا ٹکڑا ہے بالکل اسی طرح قلب بھی گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جس طرح زبان بلند آواز سے اسمِ اللہ پکارتی ہے بالکل اسی طرح قلب بھی (اسمِ اللہ کا) بلند ذکر کرتا ہے۔ اس ذکر کو بندہ خود اپنے کانوں سے سنتا ہے اور اس کے تمام ساتھی بھی سن سکتے ہیں۔ لیکن شیخ کے لیے شرط ہے کہ وہ اَلشَّیْخُ یُحْیِ السُّنَّۃَ وَیُمِیْتُ الْبِدْعَۃَ [1] کے مصداق

---

[1] شیخ سنتِ نبوی کو زندہ کرتا ہے اور بدعت کو ختم کرتا ہے۔

ہو۔ایسا دل جو دنیا کی محبت، شہوات اور لذاتِ نفس میں مشغول ہونے کی وجہ سے آلودہ ہو چکا ہے اور دنیائے مردار سے باز نہیں آتا، ایسے دل کو ذکرِ اَللّٰہُ سے صیقل کرنا چاہیے تاکہ وہ طالبِ مولیٰ بن جائے۔مرشد بھی صفاتِ مولیٰ کا حامل ہوتا ہے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے:

❁ مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَائِیْ

ترجمہ: جس نے مجھے ایک حرف کی تعلیم دی وہ میرا مولا ہے۔

پس وہ حرف قرآن اور حدیث کی کتب سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔جو شخص اس خاص حرف کو جان لیتا ہے اس شخص اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ایسا شخص صاحبِ علم اور قدردان ہونا چاہیے جو نص و حدیث کے موافق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ کی پیروی کرے۔مردوہ ہے جو باطن میں مقامِ لاھُوت پر ہو پھر بھی شریعت پر مکمل طور پر عمل پیرا ہو اور بال برابر بھی شریعت کی خلاف ورزی نہ کرے۔پہچان لو کہ ایسا ہی مرشد صاحبِ برزخ، ہادی اور راہبر ہے جو پلک جھپکنے میں ہر برزخ سے گزار سکتا ہو۔جس شخص کے وجود میں ذکر اسم اللہ کے شوق کی تاثیر پیدا ہوتی ہے وہ غیر ماسویٰ اللہ سے خوش نہیں ہوتا۔جس کے وجود میں اسمِ ھُو کی تاثیر پیدا ہوتی ہے اسے ھُو سے اُنس ہو جاتا ہے اور پھر وہ غیر ماسویٰ اللہ تمام لوگوں سے وحشت کھاتا ہے۔جس طرح ہرن ہرن کی صحبت میں رہتا ہے بالکل اسی طرح باھُوؒ ھُو کی مجلس میں ھُو کے ساتھ رہتا ہے۔جان لے کہ اللہ کے محبوب اہلِ ذکرِ اَللّٰہُ فقیر فنا فی اللہ کے لیے اس کے اہل وعیال، خاندان، اولاد، ماں باپ، بھائی، یار دوست اور دنیا کا مال و دولت سب فانی ہیں۔یہ سب اس کی نظر میں صرف عارضی تماشا گاہ کا مقام رکھتے ہیں کیونکہ اس کی نظر روزِ قیامت پر ہوتی ہے۔اسے دنیاوی شان وشوکت بالکل پسند نہیں آتی۔فقر تمام مقامات اور مراتب سے بالاتر ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا (النبا-37)

ترجمہ: اس دن کسی کو اللہ کے سامنے بات کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔

اگر فقیر اللہ کی ذات کے سوا کسی اور چیز کو اپنا سمجھے یا کسی جائے نشست یا رہائش گاہ کو اپنی ملکیت

سمجھے تو وہ مطلق کافر ہو جاتا ہے۔ اس نے فقیری اور درویشی سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا۔ اے آدمؑ کی اولاد تو کتے سے کمتر نہ ہو کیونکہ کتا بھی کوئی ملکیت یا رہائش نہیں رکھتا۔ حدیثِ مبارکہ ہے: اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَكُ[1] ۔ پس مسجد بھی کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔ اہلِ اللہ فقیر بھی کسی کی ملکیت نہیں، وہ بھی (مسجد کی طرح) اللہ کے خاص بندوں کی سجدہ گاہ ہوتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللّٰہ

مُحَمَّدٌ

اسمِ ہادی

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ[2]

قولہٗ تعالیٰ: اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ[3]

---

1. وقف کی ہوئی چیز کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔ 2. ھُو کے سوا دونوں جہانوں میں کچھ نہیں۔ 3. (اللہ نے فرمایا) جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ (البقرہ۔30)

باب نہم

شراب، حقائقِ اولیا اللہ اور ماسویٰ اللہ کو ترک کرنے کا ذکر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء-43)

ترجمہ: سکر کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔

جان لے کہ نشہ کرنے والے شیطان کے مقرب ہیں۔ جو شخص اُمُّ الخبائث شراب پیتا ہے اس کے دونوں جہان خراب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور ساقیٔ حوضِ کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مے محبت حاصل کر۔ نشہ کرنے والے اس سے محروم ہیں۔ جو شخص شراب پیتا ہے گویا وہ اپنی ماں کے ساتھ خانہ کعبہ میں پانچ مرتبہ زنا کرتا ہے۔ ایسے شخص پر پچھتر (75) بار لعنت ہو۔ جو افیم کھاتا ہے وہ احمق اور بے عقل ہے۔ جو شخص پوست کا نشہ کرتا ہے وہ خدا کا دشمن اور ابلیس کا دوست ہے۔ جو شخص تمبا کو کے کش لگاتا ہے وہ کفار اور یہود کی رسم ادا کرتا ہے اور مراتبِ نمرود پر فائز ہے۔ جو شخص بوزہ[1] پیتا ہے اس سے نماز اور روزہ بیزار ہیں۔ دنیا سراسر کفر و سرود ہے اور نشہ کرنے والوں کو سرود بہت پسند ہے۔ (نشہ کرنے والے) کافروں کی طرح ہیں جو بتوں کے سامنے سجدہ کرتے اور ناچتے گاتے ہیں۔ یہ سب جھوٹے، دغا باز اور استدراج کا شکار ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلْكَذَّابُ لَا اُمَّتِىْ

ترجمہ: جھوٹا شخص میرا اُمتی نہیں ہے۔

---

[1] بوزہ اس شراب کو کہتے ہیں کہ جس میں الکوحل ہلکی مقدار میں موجود ہو۔

❁ اِنِّیْ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ ضُعْفَ الْیَقِیْنِ

ترجمہ: اگر مجھے خوف ہے تو اپنی اُمت کے کمزور یقین کا ہے۔

باھُوؒ! باسرودی اہلِ شربان لعنتی برباد او
فاسقان ہم بی نمازان خوک و خر آنرا بگو

ترجمہ: اے باھُو (رحمتہ اللہ علیہ)! شراب پینے اور گانے بجانے والوں پر لعنت ہو، اللہ انہیں غارت کرے۔ ایسے بے نماز فاسق لوگوں کو خنزیر اور گدھے کہنا چاہیے۔

خبردار! اہلِ شیطان کا ہم نشین نہ بن۔ جان لے کہ (ظاہری رقص و سرود کے برعکس) سرود اور رقص کا ایک دوسرا (باطنی) روپ بھی ہے۔ رقص[1] ایسے فقرا کے لیے جائز ہے جو نفس اور اس کی خواہشات کو فنا کر کے توحیدِ باری تعالیٰ میں غرق ہو چکے ہوں۔ سرود کی مستی شیطان سے ملاتی ہے جبکہ ذکرِ اَللّٰہُ سے پیدا ہونے والی مستی پر بے سرود رقص سے عشق و محبتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ رقص ایسے فقیر کے لیے روا ہے جو کسی کے سماع شروع کرتے ہی وجد میں آجائے۔ پہلے ذکرِ اَللّٰہُ کی گرمی کی تاثیر اس میں (عشق کی) تپش پیدا کرتی ہے۔ اگر اس کا حال اصلی ہو تو وہ اس تپش سے گر کر فوراً مر[2] جائے گا، اگر اس کا حال کمتر ہو تو وہ بالکل حرکت نہیں کرے گا، گر جائے گا اور اس کا بدن سرد ہو جائے گا گویا کہ مردہ۔ پھر وہ واپس ہوش میں آجائے گا۔ اگر اس کا حال کمترین ہو تو سب سے پہلے اس کے منہ سے دھواں نکلے گا جس طرح آگ سے نکلتا ہے، اس کے بعد اس دھویں سے تیز آتش کی طرح نارِ اللہ بلند ہو گی جس میں اس کا تمام وجود جل کر خاکستر ہو جائے گا۔ پھر اس خاکستر وجود سے ایک گوشت کا ٹکڑا پیدا ہو گا۔ پھر یہ گوشت کا ٹکڑا اَللّٰہُ کا ذکر کرتے ہوئے جنبش میں آئے گا اور دوبارہ اپنی اصل صورت اختیار کر لے گا۔ یا پھر رقص کے دوران ذکرِ اَللّٰہُ کی

---

1. فقرا کے رقص سے مراد عشقِ الٰہی کی مستی میں ڈوب کر وجد میں آجانا ہے نہ کہ ظاہری طور پر رقص کرنا جس کی شریعت میں ہرگز اجازت نہیں۔ 2. یہاں مرجانے سے مراد حدیثِ پاک مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مطابق ''مرنے سے پہلے مرجانا'' ہے۔

گرمی سے اس کے بدن کا لباس جل جائے گا اور (اس کا وجود) دوسرا لباس پہن لے گا۔ جو رقص کرنے والا یہ احوال نہیں رکھتا جان لو کہ وہ زوال کے بیابان میں ہے اور اس کا رقص شیطان کا شر ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ جس شخص کو سکر و مستیٔ الٰہی حاصل ہو جائے اسے کسی اور چیز کی مستی کی کیا ضرورت ہے؟ پس معلوم ہوا کہ نشہ کرنے والے مستیٔ حق سے بے نصیب ہیں کیونکہ انہوں نے الست کی مستی[1] سے ایک گھونٹ بھی نہیں پیا اور نہ ہی وہ حق کی حقیقت تک پہنچ سکے اسی لیے وہ ناقص ہیں۔ انہوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے خود کے لیے دوزخ کی آگ خریدی ہے اور خود کو دینِ محمدی سے علیحدہ کر کے طفل بازی اور فحاشی اختیار کر لی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِنِّیۡ اَخَافُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیۡ عَمَلَ قَوۡمِ لُوۡطٍ

ترجمہ: اگر مجھے اپنی امت سے کوئی خوف ہے تو وہ یہ ہے کہ کہیں میری امت قومِ لوط کا عمل اختیار نہ کر لے۔

جان لے کہ بے نماز اہلِ بدعت لوگوں کا ذکر فکر بھی بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہوتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آلِ عمران۔31)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

تو نے طیر سیر کے مراتب حاصل تو کر لیے لیکن (ان کی قدر و قیمت بس اتنی ہے کہ) اگر تو پانی پر چلتا ہے تو ایک تنکا ہے اور اگر ہوا میں اڑتا ہے تو ایک مکھی ہے۔ اگر تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو راضی کر لیتا ہے تو پھر تیری کچھ قدر و قیمت ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ جان لے کہ دنیا کو حاصل کرنا کمینے لوگوں کا نصیب ہے۔ دنیا ہمیشہ کی ذلت ہے کہ دنیا اور اس کا مال و دولت شیطان کی ملکیت ہے۔ اہلِ دنیا اس دنیا کی خاطر کس قدر پریشان رہتے ہیں؟ پس اہلِ فقر کو اللہ عزّ وجل

[1] یومِ الست دیدارِ الٰہی سے جو مستی حاصل ہوئی

کے ساتھ اسی طرح مخلص ہونا چاہیے جس طرح اہلِ دنیا شیطان کے ساتھ ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (یٰسٓ۔ 60)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! شیطان کی بندگی مت کرو۔ بے شک یہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

عجیب بات ہے کہ تو اللہ سے دشمنی کرتا ہے اور دنیا و شیطان پر یقین رکھتا ہے، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ دنیا نام ہے سراسر پریشانی کا' جو اپنے دوستوں کو بھی پریشان کرتی ہے اور شیطان نام ہے شر کا جو اپنے دوستوں کو بھی شر اور بلا میں مبتلا کرتا ہے۔ اسمِ اللّٰہ مکمل جمعیت ہے جو اپنے دوستوں کو دونوں جہان میں جمعیت[1] بخشتا ہے، سبحان اللہ! لوگ ذاتِ اللہ سے گریز کرتے ہیں اور وسوسوں اور شیطانی خطرات کو اپنا لیتے ہیں۔ یہ لوگ غفلت کی نیند سوتے ہیں اور حرص کی حالت میں جاگتے ہیں۔ بندہ کو اپنے گرد موجود ہر ایک ذرّہ کا حساب دینا ہے۔ دنیا کے لوگ کذاب ہیں، دنیا کی حرص بالآخر عذاب ہے اور اہلِ حرص کا خاتمہ خراب ہے۔ اے باھُوؒ! اہلِ دنیا بے عقل ہیں کہ رات دن دنیا کے مال کے پیچھے دوڑتے رہتے ہیں اور اسی کی تعریف اور ورد کرتے رہتے ہیں۔ اہلِ دنیا کے لیے دنیا ایسے ہی ہے جیسے کسی کے لیے اس کا مطلوب، مقصود اور معبود ہوتا ہے۔ اہلِ دنیا و طالبِ دنیا مردود ہیں۔ اہلِ دنیا کو دنیاوی عیش و عشرت سے حاصل ہونے والی لذت احتلام جیسی ہے۔ اللہ کے بندوں پر لذتِ دنیا حرام ہے۔ دنیا بے حیا عورت ہے اور اس کا طالب بے وفا ہے۔

زن ساجدہ یا ذاکرہ صاحب سجود
از زنان پرہیز باشی نیست سود

---

[1] جمعیت کے لغوی معنی چیزوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا ہے۔ اطمینان اور سکون کو بھی جمعیت کہتے ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق صاحبِ جمعیت اس طالب کو کہتے ہیں جسے مقامِ ازل، ابد، دنیا، عقبیٰ کے مراتب، مقامات اور خزانوں پر تصرف حاصل ہو جائے اور اصل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعیت ''فنا فی اللہ بقا باللہ'' کے مقام کو مانتے ہیں یعنی طالب مقامِ ربوبیت پر پہنچ جائے اور ''مالکِ کُل'' ہو جائے۔ (شمس الفقرا تصنیف مبارکہ سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس)

ترجمہ: عورت خواہ ساجدہ ہو یا ذاکرہ یا صاحبِ سجود ہو، ان عورتوں سے پرہیز کر کہ ان سے کچھ فائدہ حاصل نہیں۔

باھُوؒ اگرچہ دنیا زر نقش و نگار است
ہمچون زیبا رو چنانچہ پوستِ مار است

ترجمہ: اگرچہ دنیا ظاہری طور پر بہت خوبصورت ہے لیکن اس کی خوبصورتی سانپ کی خوبصورت کھال کی طرح ہے۔

اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) اگرچہ دنیا نقد مال و دولت ہے لیکن اس کے طالب کتے، بیل اور گدھے ہیں۔ طالبانِ مولیٰ دنیا اور اس کے مال و دولت سے بے خبر ہوتے ہیں۔ جان لے! فقیری اور درویشی بزرگی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ درویشی پیغمبروں، اولیا اللہ، بزرگانِ اہلِ دین اور صاحبِ صدق و یقین خاص بندوں کے سوا کسی کو عطا نہیں کرتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ

ترجمہ: مومن مومن کا آئینہ ہے۔

دنیا کیا ہے اور کسے کہتے ہیں؟ ہر وہ چیز دنیا ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔ پس اگر قناعت کی جائے تو تھوڑا مال بھی کافی ہوتا ہے۔ کبھی کسی مفلس نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ جب بھی خدائی کا دعویٰ کیا، دنیا دار نے کیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مال کو کبھی بچا کر نہ رکھتے تھے اور فوراً اس لیے خرچ کر دیا کرتے تھے کہ کہیں میرا شمار اہلِ دنیا میں نہ ہو جائے۔ چنانچہ امام المسلمین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن کے لیے بھی قاضی بننا قبول نہ کیا کہ کہیں قیامت کے دن مجھے بھی قاضیوں میں نہ کھڑا کر دیا جائے۔ ہر کوئی دنیا کو بُرا سمجھتا ہے مگر اس کو پاس رکھنا اچھا سمجھتا ہے۔ ہر کوئی اللہ کو مہربان اور اپنا پیدا کرنے والا سمجھتا ہے لیکن لوگ اسی اللہ سے روگردانی کرتے ہیں۔ یقین کر لے کہ دنیا، اہلِ دنیا اور ان دونوں سے اخلاص رکھنے والوں کے دو دل اور دو زرد چہرے ہیں (یعنی وہ دوغلے اور منافق ہیں)۔

گر زمین زر میشود سیری نگردد زرد روی
زرد رو یا رُو سیاہ است رُو نیارد حق بسوی

ترجمہ: اگر ساری زمین سونا بن جائے تب بھی زرد چہرے والے دنیادار کا جی نہیں بھرے گا۔ وہ زرد چہرے والا اور روسیاہ ہی رہے گا اور کبھی بھی حق کی طرف اپنا رُخ نہیں کرے گا۔

دنیا اور اس کا تمام مال ذِلت ہے اور اس کو رکھنے والے کا کوئی دین مذہب نہیں ہے۔

باھُوؒ! دنیا دانی کفر کافر را نصیب
ہر کرا حق راہبر است آن حق حبیب

ترجمہ: اے باھُوؒ! دنیا کو کفر جان، جو کافروں کا نصیب ہے۔ جو حق کو اپنا راہبر بنا لیتا ہے حق اس کا حبیب بن جاتا ہے۔

سن! جو شخص اللہ کا نام بلند کرتا ہے لوگ اس سے جھگڑا کرتے ہیں اور جو دنیا اور شیطان کا نام لیتا ہے اسے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ حالانکہ اسمِ اللہ سن کر جلَّ جلالہٗ کہنا فرض کفایہ ہے اور یہ گناہ نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کا نام (اسمِ اللہ) لینے پر ناراض ہوتا ہے وہ طالبِ دنیا ہے یا اہلِ شیطان یا ہوائے نفس میں گرفتار متکبر۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا جب ایک شخص کسی سے دوستی رکھتا ہے تو اس دوست کا نام لینے سے اسے ظاہر اور باطن میں لذت اور حلاوت محسوس ہوتی ہے لیکن اگر کوئی اس کے سامنے اس کے دشمن کا نام لے تو اس کے دل کو بُرا لگتا ہے۔ پس جب اہلِ فقر کے سامنے دنیا اور شیطان کا نام لیا جاتا ہے تو وہ بے حد رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب علما کے سامنے اس بات کا ذکر کیا جاتا ہے کہ کسی صدر، بادشاہ یا امیر نے انہیں روزی، معاش یا زمین عطا کرنے کا فرمان جاری کیا ہے تو انہیں خوشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ طالبِ دنیا اور صاحبِ حرص علما سے پناہ بخشے۔ ایسے علما کی گفتگو مت سنو، ان کے بداعمال کی پیروی نہ کرو کیونکہ ان کے ہاتھ سے عبادت اور سعادت کا ورثہ نکل چکا ہے۔ وہ اہلِ دنیا امرا و حکام کے در سے آس لگائے پریشان بیٹھے رہتے ہیں۔ علما اس وقت ہلاکت اور فاقہ کا شکار ہوتے ہیں جب ان کا اعتقاد کلام اللہ سے اُٹھ جاتا ہے

اور فقیر اس وقت ہلاکت، پریشانی اور خرابی میں مبتلا ہوتا ہے جب وہ اللہ عزّ وجل سے اعتقاد اٹھا کر اپنا رُخ اہلِ دنیا کی طرف پھیر لیتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے عمل علما اور بے توکل اور بے صبر فقیروں سے پناہ دے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ فقرا کو چاہیے بارہ سال تک درختوں کے پتے اور گھاس کھانی پڑے یا وہ بھوک سے مر جائیں پھر بھی وہ بادشاہوں اور دنیا داروں کے دروازے پر قدم نہیں رکھتے۔ باعمل علما فقر و فاقہ میں کامل ہوتے ہیں۔ باعمل علما فقیرِ کامل ہیں جو حیّ لا یموت کے ہم نشین ہیں اور فقر و فاقہ جن کی غذا ہے۔ فقیر کا شکم دیگ کی طرح ہے، وہ ریت کی طرح جس قدر پانی ہے، سب کا سب پی سکتا ہے اور اس کی زبان تیز تلوار کی طرح ہے۔ وہ جتنا زیادہ کھاتا ہے اتنی ہی کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو مار چکا ہوتا ہے۔ فقیر چاہے مقامِ جلال میں ہو یا جمال میں، اس کا کوئی سانس اللہ تعالیٰ (کے ذکر) سے خالی نہیں ہوتا۔ فقرا کا کھانا اس طرح ہے جس طرح تنور میں لکڑیاں، کہ ان کا شکم آتشِ عشق کے نور کے شعلوں میں جل رہا ہوتا ہے۔ نہ وہ دائمی وصال و حضوری میں ہوتے ہیں اور نہ بُعد و دوری میں۔ ان کے احوال کی شدت کبھی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم۔ مرد ایسا ہونا چاہیے جو ہر حقیقت اور ہر مقام کی زیر و زبر سے باخبر ہو۔

زیر زبر و مدّ شد و تحت و فوق

عاشقان را می نماید ذوق شوق

ترجمہ: ذوق اور شوق عاشقوں کو زیر، زبر، شد، مدّ، اوپر اور نیچے یعنی کائنات کی ہر چیز واضح کر کے دکھا دیتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْاٰدَمُ بِنَاءُ الرَّکَبِ

ترجمہ: آدمی رکب[1] کی بنیاد ہے۔

---

[1] دونوں جہان کی ترکیب

علما کہتے ہیں:

مردم فقیر زشت را این زرچون دادند
ز بہرش آنکہ اسمِ اللہ بخواندند

ترجمہ: لوگ دنیادار فقیروں کو اس لیے مال دیتے ہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر سوال کرتے ہیں۔

منم دانم منم خوانم مسائل
تو قولش فعل بر خود نیست قائل

ترجمہ: لیکن مجھے کچھ نہیں دیتے حالانکہ میں مسائل جانتا بھی ہوں اور بتاتا بھی ہوں۔ میرا جواب اسے یہ ہے کہ تیرے قول و فعل میں تضاد ہے۔

درم درویش بر خود گشت مائل
تو علمِ خویش را خود کردہ زائل

ترجمہ: جب تُو نے خود کو مال و دولت کی طرف مائل کر لیا تو اپنا علم خود ضائع کر دیا۔

درم درویش را در حق بہ بندد
نہ درویش آنکہ بر درمش بخندد

ترجمہ: دنیا کا مال و دولت درویش پر حق کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ درویش وہ نہیں ہے جو دنیا کا مال و دولت حاصل ہونے پر خوش ہو۔

درویشی دُرّ ویشی[1] کو کہتے ہیں۔ در پیشی[2] دُرّ ویشی نہیں ہے۔

کسی پُرسد فقیری تو چہ نام است
برو از حق پرسی لامکان است

---

[1] دُرّ سے مراد اسرار الٰہیہ کے قیمتی موتی ہیں۔ دُرّ ویشی سے مراد معرفت اور اسرار الٰہیہ کے موتی جمع کرنا ہے۔ [2] دنیا کی طلب میں در در پر حاضری دینا۔

ترجمہ: کسی نے فقیر سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا لامکان میں حق تعالیٰ سے جا کر پوچھ۔

لوح پر لکھا ہوا دیکھ لے کہ شرف کس چیز میں ہے؟ تمام شرف فقیری میں ہے۔ فقیری اور درویشی نہ گفتگو میں ہے، نہ مسئلہ مسائل پڑھنے' لکھنے میں اور نہ ہی قصہ گوئی میں ہے۔ فقیری اور فقر توحیدِ رحمانی میں محو ہو کر معرفت حاصل کرنے، خود کو فنا کرنے، نفسانی خواہشات اور شیطانی گناہوں سے بیزار ہونے، خاموش اور باادب رہنے، غیر ماسویٰ اللہ بھلا دینے، ذکرِ پاس انفاس کے جوہر کی جسم و جان میں حفاظت کرنے، صاحبِ شریعت ہو کر لاھُوت لامکان میں غوطہ لگا کر قیمتی موتی نکالنے اور ظالم دنیاداروں کا چہرہ (محبت سے) دیکھنے سے توبہ کرنے میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

✿ رُؤيَةُ وَجهِ الظَّالِمِ يُذهِبُ ثُلُثَا دِيْنٍ

ترجمہ: جو شخص کسی ظالم کا چہرہ (محبت سے) دیکھتا ہے تو اس سے دین کا تیسرا حصہ چلا جاتا ہے۔

یا اللہ! تُو نے میرے وجود میں شہوت شامل کر دی اور پھر حکم فرمایا کہ اس سے خبردار رہ۔ یا اللہ! تیری رفاقت کے بغیر میں یہ معمہ کیسے حل کر سکتا ہوں۔ یا اللہ! تُو نے نفس اور شیطان کو میرا جانی دشمن بنا دیا اور پھر فرمایا کہ میں ان سے جنگ کروں۔ میں ان دونوں دشمنوں کو اپنی ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ یا اللہ! مجھے ان دشمنوں کو دیکھنے والی آنکھ بھی عطا کرتا کہ میں ظاہر و باطن میں انہیں دیکھ سکوں اور ان سے جنگ کر سکوں۔ یا اللہ! مجھے تیری توفیق کی رفاقت چاہیے۔ یا اللہ! تُو نے تو میرے سارے وجود کو حرص، ہوا اور طمع سے بھر دیا اور پھر حکم دیا کہ بے طمع ہو جاؤں۔ یا اللہ! تیرے کرم کے بغیر میں ان سے خلاصی نہیں پا سکتا۔

جز خدا نیست باما جان عزیز
طالبان این بس بود عقلش تمیز

ترجمہ: طالبانِ مولیٰ کے لیے بس اتنی ہی عقل اور سمجھ کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی

اور چیز کو اپنی جان سے عزیز نہ رکھیں۔

جب طالبِ مولیٰ مقامِ شریعت پر ہو تو اس کے لیے شرائط یہ ہیں کہ شیطان کے شر کے خلاف چلے، معرفت کا حکم دے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے شرم کرے، حلال کھائے، سچ بولے، صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے، علمِ دانش حاصل کرے، اپنے اردگرد فرض، واجب، سنت اور مستحب کے چار حصار قائم کرے اور اس قلعہ کے درمیان اللہ تعالیٰ کی توفیق کو اپنا ساتھی بنا کر عبادت کرے۔

جب وہ ترقی کر کے مقامِ طریقت پر پہنچ جائے تو اس کے لیے شرط شطاری[1] ہے جس طرح شہباز کی پرواز' کہ ادھر اڑا اور اُدھر اپنے مطلوب کو حاصل کر لیا۔ مقامِ حقیقت میں شرط دلداری ہے۔ اللہ کے سوا کچھ موجود نہیں۔ جو کچھ ہو رہا ہے اسی کی طرف سے ہے۔ اے میرے دوست! دم نہ مار کہ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی[2] اللہ کی مخلوق کے لیے خیر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور شر شیطان ہے۔ تُو کس کی خواہش رکھتا ہے۔ مقامِ معرفت میں غم خواری ہے۔ معرفت کی شرط یہ ہے کہ جو جتنا عارف ہوتا ہے اتنا ہی عاجز ہوتا ہے۔ جو آدمی ان چاروں مقامات کی حقیقت نہیں جانتا وہ بیل اور گدھے کی مثل ہے اور فقرا کے سلک سلوکِ تصوف سے بے خبر ہے۔

ہرچہ بینی بد ازان من بدترم
در غریبیٔ بدترین حق یافتم

ترجمہ: تجھے جو بھی بُرا نظر آتا ہے میں اس سے بھی بُرا ہوں۔ اسی بدترین غریبی کے باوجود میں نے حق حاصل کیا ہے۔

جان لے کہ ہر مقام پر قبض، بسط اور سکر کے احوال ہوتے ہیں۔ مقامِ طریقت میں سکرات یعنی (باطنی) موت کا خطرہ بھی ہے۔ اللہ ہمیں ناگہانی موت سے پناہ دے۔ مبتدی، متوسط اور منتہی طالب کو چاہیے کہ جیسے ہی طریقت میں قدم رکھے تو اپنے تمام احوال کو سمجھ لے اور اپنی حفاظت

---

[1] شطاری سے مراد تیز رفتاری ہے۔ [2] خیر اور شر اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔

کرے۔ جب اس پر مستی چھانے لگے تو درود شریف پڑھنا شروع کر دے تاکہ سلامتی پر رہ سکے۔ شریعت سانس کی طرح ہے اور طریقت قدم کی طرح ہے۔ قدم اس وقت اٹھایا جاتا ہے جب سفر کی نیت بن جائے۔ طریقت راستہ طے کرنے کے طریقے کو بھی کہتے ہیں۔ راستہ میں پانی اور غذا کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ جان لبوں پر آجاتی ہے۔ شریعت کشتی کی طرح ہے اور طریقت ایسے دریا کی طرح ہے جو ہر وقت طوفانِ نوح کی حالت میں رہتا ہے اور اس کی موجیں ہر چیز کو تہہ و بالا کر دیتی ہیں۔ ایسے وقت میں دستگیر مرشد کی ضرورت ہوتی ہے جو ہوا کی مثل ہوتا ہے اور طوفانی موجوں کی مستی سے کشتی کو ڈوبنے اور خراب ہونے سے بچائے رکھتا ہے۔ جو طالب بھی ناکام ہوتا ہے طریقت کے بھنور میں پھنس کر ہوتا ہے۔ طریقت میں شدید سکر پیدا ہوتا ہے۔ دورانِ طریقت کسی میں کشف و کرامات کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے آگے بڑھنے کی راہ روک لیتی ہے۔ کوئی طیر سیر میں گرفتار ہو جاتا ہے اور کوئی سکر کی حیرت میں ڈوب کر راہ سے بھٹک جاتا ہے۔ کوئی ذکر کی گرمی سے جل کر مجذوب ہو جاتا ہے۔ کسی کو طریقت میں وسوسہ، خطرات، خناس اور خرطوم گھیر لیتے ہیں اور کسی کو بے خودی، دیوانگی، مخلوق سے بیزاری اور ترکِ نماز جیسے احوال گمراہ کر دیتے ہیں۔ کوئی جلالی اور کوئی جمالی جذب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ کوئی طریقت کے جذب سے دیوانہ ہو کر دریا میں ڈوب کر مر جاتا ہے یا گلے میں پھندا ڈال کر درختوں سے لٹک جاتا ہے یا صحرا میں نکل جاتا ہے اور بھوک پیاس کی شدت سے مر جاتا ہے۔ طریقت میں سکر کی آگ طالب کو اس شدت سے جلاتی ہے کہ اسے نہ دن کو آرام آتا ہے اور نہ ہی رات کو سکون۔ وہ کبھی خاکساری، چرم پوشی اور کبھی ذکرِ قلب کے ذریعے سکون حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ طریقت کے دوران دائمی سکر میں مبتلا ہو کر مشرک بننے کا خطرہ بھی لاحق ہوتا ہے۔ طریقت میں دو قسم کے راستے ہیں، یا تو گلے میں لعنت کا طوق پڑتا ہے یا پھر بندگی، عبودیت اور ربوبیت کا طوق' جس سے اللہ کا وصال اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ طریقت میں لذات کی طمع سے دور رہ۔ طالب کو مقامِ طریقت سے گزرنے میں چالیس سال کا عرصہ لگ سکتا ہے لیکن اگر مرشد کامل اکمل ہو تو

طریقت کے تمام احوال سے نکال کر ایک ہی پل میں مقامِ حقیقت کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ مقامِ حقیقت میں ادب لازمی ہے۔ طالب ہر وقت اللہ کو حاضر و ناظر اور قریب جانتا ہے جس سے اسے نیک عادات اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے جتنے بھی مقامات پیش آتے ہیں اللہ انہیں کھولتا جاتا ہے اور طالب کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَ الْکُفْرُ بَاطِلٌ[1]

باھُوؒ! خاکساری بہ بود آن خاکسار
فرض واجب سنت او ہم نگہدار

ترجمہ: اے باھُوؒ! خاکسار وہی اچھا ہے جو فرض، واجب اور سنت کی حفاظت کرتا ہو۔

فرض دائم بہ کہ بہ او سی و پنج
فقر را این رہ بود با پنج گنج

ترجمہ: دائمی فرض (یعنی ذکر اسمِ اللہ ذات) اس وقت کارگر ثابت ہوتا ہے جب اس کے ساتھ پانچ نمازیں اور تیس روزے بھی ادا ہوں۔ فقر کو اس سے پانچ خزانے حاصل ہوتے ہیں۔

طریقت کے دوران تمام مخلوقات (طالب کی طرف) رجوع کرتی ہیں چنانچہ جن، فرشتے، انسان، مال و دولت وغیرہ۔ یہ سب رجوعات نہیں بلکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے۔ طریقت کے دریا میں ہزاروں ہزار بلکہ بے شمار طالبوں کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے۔ ان ہزاروں طالبوں میں سے چند ایک طالب ہی بخیر و عافیت اللہ تعالیٰ کے کرم اور کامل فقرا کی برکت سے ساحل پر پہنچتے ہیں۔ وہ بھی اس وقت کہ جب مرشد سرورِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح مہربخش[2] ہو اور ہر لمحہ اس غریب کی دستگیری کر رہا ہو۔ جب مرشد خود ہی ناقص ہو اور طریقت کے بھنور میں پھنس کر (باطنی طور پر) مردہ ہو چکا ہو اور مردار دنیا کی طلب میں گرفتار ہو وہ بھلا

---

[1] اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔ [2] مہربخش سے مراد مہربان، حق ادا کرنے والا کامل، مکمل اور اکمل جامع نور الہدیٰ سروری قادری مرشد۔

طالب کو کیا سنبھالے گا۔

باھُوؒ! ار رہبر شود حق رہنما

می رساند بمجلسِ مصطفیٰؐ

ترجمہ: باھُوؒ! اگر رہبر مرشد حق کا راستہ دکھانے والا ہو تو وہ طالب کو مجلسِ محمدی ﷺ تک پہنچا دیتا ہے۔

جان لے کہ فقیر کے لیے بے ریا ہونا، عالم کے لیے بے طمع ہونا اور غنی کے لیے سخی ہونا ضروری ہے۔ فقیر کے لیے صبر مشکل ہے، علما کے لیے سخاوت مشکل ہے، بادشاہ کے لیے عدل مشکل ہے اور قاضی کے لیے رشوت نہ لینا مشکل ہے۔ عام لوگوں کے لیے خاص کام کرنا مشکل ہے اور خاص لوگوں کے لیے عام لوگوں جیسے کام کرنا مشکل ہے۔ فقیر خاص ہیں اور دنیا دار عام ہیں۔ اگر خاص کو تمام دنیا کا مال دے دیا جائے تو وہ اسے قبول نہیں کرتا اور اگر عام کو فقر و فاقہ کے ساتھ غوث و قطب کے مراتب دے دیئے جائیں تب بھی وہ اسے قبول نہیں کرتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (الشوریٰ۔7)

ترجمہ: ایک گروہ جنت والوں کا ہے اور ایک گروہ دوزخ والوں کا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّٰریٰت۔56) اَیْ لِیَعْرِفُوْنِ

ترجمہ: اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت یعنی معرفت کے لیے پیدا کیا۔

اہلِ لِیَعْبُدُوْنِ اہلِ علم ہیں اور اہلِ لِیَعْرِفُوْنِ اہلِ معرفت ہیں۔ عابد ابتدائی مقام پر ہیں اور عارف انتہائی مقام پر ہیں۔ پس ابتدائی مقام والا انتہائی مقام والے کے احوال کیا جانے؟ نیز شریعت کے بھی دو درجات ہیں اور طریقت کے بھی دو درجات ہیں۔ شریعت کی ابتدا اسلام ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۞ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (الکہف۔110)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان سے کہہ دیجیے) بے شک میں تمہاری مثل بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی آتی ہے۔

اور شریعت کی انتہا احکام کی مکمل بجا آوری ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (النجم-3)

ترجمہ: اور(آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔

طریقت کا پہلا درجہ راستہ طے کرنا ہے۔ جب طالب راہِ طریقت پر چل کر حقیقت پر پہنچتا ہے تو اس طرح باادب ہو جاتا ہے کہ جس طرح لوگ مجازی بادشاہ کے سامنے ادب اور خاموشی اختیار کرتے اور اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔ معرفت میں بھی احکامِ شریعت اس پر لازم ہوتے ہیں البتہ اس جگہ شریعت مقامِ الہام ہے۔ یہاں پر الہام اتنا واضح ہوتا ہے کہ جس طرح ظاہر کی آواز میں کوئی واضح پیغام دے رہا ہو۔ یہ پیغمبروں کے مراتب ہیں۔ پیغامِ شریعت سے آگے طریقت انعام ہے۔ یہ مقام عام لوگوں کا نہیں ہے بلکہ خاص الخاص لوگوں کا ہے۔اس مقام پر طریقت مکمل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا عشق حاصل ہو جاتا ہے۔ جو شخص طریقت کی اس منزل پر پہنچ جاتا ہے وہ عارف باللہ، عاشقِ الٰہی، واصل باللہ، معارف اور صاحبِ عفو ہو جاتا ہے۔ طریقت کا یہ راستہ وحدانیت تک لے جاتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

وحدت اندر وحدت اندر وحدت است

ہر چہ بنی غیر وحدت آن بت است

ترجمہ: ادھر وحدت ہی وحدت ہے۔ اگر تجھے وحدت کے سوا کچھ نظر آتا ہے تو وہ تیرے لیے بت ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

مَا شَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ

ترجمہ: جو تجھے اللہ سے غافل کرے وہ تیرے لیے بت ہے۔

فقر میں شریعت بھی شامل ہے اور طریقت، حقیقت اور معرفت بھی شامل ہیں۔ نیز فقر میں شریعت و طریقت کی انتہا عشق ہے۔ فقیر اللہ کا عاشق ہوتا ہے جو اللہ کے سوا سب کچھ ترک کر دیتا ہے۔ جان لے! فقر ایک سمندر ہے جو قاتل زہر سے بھرا ہوا ہے۔ جو اس سمندر پر پہنچ کر اس زہریلے پانی کا پیالہ پی لیتا ہے وہ پیتے ہی شہید ہو جاتا ہے۔ وہ مرتا نہیں بلکہ مقامِ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا پر فائز ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو خود ہی اللہ کے سپرد کر دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ○ (المومن۔44)

ترجمہ: اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک وہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

جان لے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ شریعت ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ طریقت ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ حقیقت ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ معرفت ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سِرّ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ صدق ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ نفس سے عدل کرنے والے ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ حیا ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ جود و کرم ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقر ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہوا ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ پانی ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ آگ ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ مٹی ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان چاروں کا مجموعہ و جان ہیں۔ انسان وہ ہے جو اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّهٗ[1] کا نمونہ ہو۔ انسانِ کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور دیگر تمام (فقرا کاملین) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے مراتب بمراتب (قربِ الٰہی اور کاملیت) کے مقام پر پہنچے اور اپنا مقصود و مراد حاصل کر کے دونوں جہانوں سے آزاد ہو گئے۔

صدیقؓ صدق و عدل عمرؓ و پُر حیا عثمانؓ بود
گوئی فقرش از پیغمبرؐ شاہِ مردانؓ می ربود

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ صاحبِ صدق ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ صاحبِ عدل ہیں، حضرت

---

[1] ترجمہ: انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں۔ (حدیثِ قدسی)

عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ پُر حیا ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ شاہِ مرداں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فقر حاصل کیا ہے۔

❁ جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا

ترجمہ: اللہ انہیں دونوں جہانوں میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ مَشْيٌ عَنِ الرَّاسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ

ترجمہ: (راہِ فقر پر چلنے والے) قدموں کی بجائے سر کے بل (اللہ کی طرف) بڑھتے ہیں۔

باھُوؒ بی سری سیری کنم در لامکان
کی تواند کرد وصفِ عاشقان

ترجمہ: اے باھُوؒ (رحمتہ اللہ علیہ)! عاشقوں کے اوصاف کس حد تک بیان کیے جا سکتے ہیں کہ میں تو سر دے کر لامکان تک پہنچا ہوں۔

جب عاشق باللہ فنا فی اللہ فقیر اس مقام پر پہنچتے ہیں تو ان کا مراقبہ اس قدر کامل ہو جاتا ہے کہ جب وہ آنکھیں بند کرتے ہیں تو جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ آنکھیں کھولتے ہیں تو خود کو ظاہر و باطن میں اسی جگہ پاتے ہیں۔ وہ جس مجلس و مقام پر جانا چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ طریقت کا انتہائی مقام ہے۔ طریقت کے ابتدائی اور انتہائی مقام میں کیا فرق ہے؟ ابتدائے طریقت اللہ کے روبرو ہونا ہے اور انتہائے طریقت خود سے بے خود ہو کر خود کو اللہ کے سپرد کر دینا ہے اور مقامِ کبریا میں حق الیقین سے ہر چیز کو دیکھنا ہے۔ وہ نہ خدا ہیں اور نہ ہی خدا سے جدا ہیں۔

باھُوؒ! بہار خوش با یار است
بی یار بہار چہ کار است

ترجمہ: اے باھُوؒ! بہار کی خوشی تو یار کے ساتھ ہے، بغیر یار کے بہار کس کام کی؟

این ہمہ خوار با زیرش آزار است
چنانچہ اہلِ دنیا گران بار است

ترجمہ: اہلِ دنیا نے خود پر مال و دولتِ دنیا کا بوجھ لادا ہوا ہے جو ان کے لیے خواری اور آزار کا باعث ہے۔

❁ وَ الْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ

ترجمہ: اور مفلس اللہ کی امان میں ہے۔

❁ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ

ترجمہ: میں بے عمل قول سے اللہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ایک نکتہ میں ہزار کتابیں موجود ہیں اور وہ ایک نکتہ ہزار کتابوں میں نہیں سما سکتا۔ وہ ایک حرف اسمِ اللہ ذات ہے۔ اسمِ اللہ ایک طرف اور دونوں جہان ایک طرف' بلکہ دونوں جہان اس پر قربان۔ انسان تین قسم کے ہیں۔ پہلے اہلِ حجاب حیوانِ ناطق، دوسرے اہلِ مجذوب واہلِ جذب احمق اور مجنون جو کہ جنوں کے مراتب پر ہیں۔ تیسرے اہلِ محبوب انسان' جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مراتب پر ہیں۔ گوبر کا کیڑا عرقِ گلاب کی پاکیزہ خوشبو سے مر جاتا ہے اسی طرح مردار کی بدبو سے پاک انسان کی جان لبوں پر آجاتی ہے۔ پس فقیر اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوتے ہیں۔ اہلِ علم اہلِ خوشبو ہیں اور اہلِ دنیا گوبر کے کیڑے کی طرح مردار کے طالب ہیں جو سراسر بدبو میں رہتے ہیں اور بُری بات ہی کرتے ہیں۔

تمام عالم میں تین قسم کے لوگ ہیں۔ پہلی قسم فقرا کی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذکر، فکر، وصال، حضور، فنا، بقا، عشق اور محبت کی مستی کا جام عطا کیا ہے اور غیر ماسویٰ اللہ ہر چیز سے بے خبر کر کے اپنا دیوانہ بنا رکھا ہے۔ یہ طالبِ مولیٰ مذکر ہیں جنہیں اللہ کے سوا کسی کی طلب نہیں۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم، حلم، عمل اور تقویٰ بخش رکھا ہے۔ یہ علما ہیں جو صاحبِ عقل، اہلِ شعور اور انبیا کے وارث ہیں۔ اللہ نے انہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سپرد کر رکھا

ہے۔ یہ لوگ ترکِ دنیا اور قول و فعل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدم پر ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو دنیا، زینتِ دنیا اور مال و دولتِ دنیا کے طالب ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے کتے، خنزیر اور گدھے بنا کر کفار اور منافقین کے سپرد کر رکھا ہے اور خود سے دور پھینک دیا ہے۔ پس ان معاملات میں طالب کو حق شناس ہونا چاہیے تاکہ وہ خود ہی منصف بن کر فیصلہ کرے کہ وہ کس قسم کے لوگوں سے تعلق رکھتا ہے؟ جان لے کہ فقیر دو قسم کے ہیں۔ دنیا کے تارک اور دنیا سے فارغ۔ تارکِ دنیا کون ہیں اور فارغِ دنیا کسے کہتے ہیں؟ تارکِ دنیا اسے کہتے ہیں جو دنیا جمع کرنے کی خاطر فقیر بن جائے، بظاہر دنیا ترک کر دے لیکن دنیا داروں سے خلوص رکھتا ہو۔ پس وہ تارکِ دنیا نہیں بلکہ تارکِ دنیا کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کا مال و دولت اکٹھا کرنے کے لیے خود کو بیچتا ہے۔ اصل فقر سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ تَرَكَ الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا

ترجمہ: یہ دنیا کی خاطر دنیا کو ترک کرتے ہیں۔

یعنی بعض فقیر دنیا کو پانے کے لیے ہی دنیا کو ترک کرتے ہیں۔

تارک فارغ فقیر وہ ہے جو دنیا اور اہلِ دنیا دونوں سے تارک ہو چکا ہو، جو بھی نذر و نیاز کی صورت میں اسے ملے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے۔ ان صفات کا مالک فقیر سلطان التارکین کہلاتا ہے۔ فقیر جب دنیا سے مکمل طور پر تارک فارغ ہو جاتا ہے تو صاحبِ جمعیت ہو جاتا ہے خواہ وہ ایک ہی جگہ ساکن رہے یا ہمیشہ سیر و سفر میں رہے۔ ایسے ہی فقیر کو سلطان العارفین شاہِ جاودانی کہتے ہیں۔ جس کی نظر ہر وقت اللہ تعالیٰ پر رہتی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اچھا نہیں لگتا اور دنیا کا مال اس کے لیے کوئی کشش نہیں رکھتا۔ جو کچھ بھی اسے ملتا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے۔

جان لے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار سے بیگانہ کر کے اپنی ذات سے یگانہ کر دیا اور ابو جہل کو کعبہ سے بیگانہ کر کے اس کے قبیلۂ کفار سے یگانہ کر دیا۔

مرا روزِ ازل ز خیلِ عاشقان نوشت
ہجران زدہ راچہ مسجد چہ کنشت چہ دوزخ چہ بہشت

ترجمہ: میرا نام تو روزِ ازل سے ہی عاشقوں کی فہرست میں لکھا ہوا ہے، ہجر زدہ کو مسجد، مندر، دوزخ اور جنت سے کیا واسطہ!

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغِ مقبلاں ہرگز نہ میرد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا چراغ ہرگز نہیں بجھتا چاہے تمام جہان تیز ہوا کی مانند کیوں نہ بن جائے۔

چراغی را کہ ایزد بر فروزد
ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

ترجمہ: جس چراغ کو اللہ تعالیٰ کی ذات جلائے اسے جو بجھانے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنی ہی داڑھی جلا لیتا ہے۔

بادشاہ اور فقیر دونوں ہی بے نیاز ہوتے ہیں۔ بیت:

بادشاہان و گدایان' این دو قومی عجب اند
کہ نبودند و نباشند بفرمان کسی

ترجمہ: بادشاہ اور فقیر یہ دونوں قومیں ہی بہت عجیب ہوتی ہیں کیونکہ یہ نہ تو کبھی کسی کے حکم کے تابع رہے ہیں اور نہ ہی رہیں گے۔

فقرا اس لیے بے نیاز ہوتے ہیں کیونکہ وہ بے نیاز ذات کے ہمنشین ہوتے ہیں اور بادشاہ دنیاوی مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ دنیاوی بادشاہی فانی ہے لیکن فقرا کی بادشاہی جاودانی ہے۔ جب جہنمی دوزخ میں فریاد کر رہے ہوں گے، جنتی لوگ حور و قصور کے ساتھ آرام کر رہے ہوں گے اس وقت اللہ کے دیدار کے طالب عشق و ہجر کی آگ میں جل کر آہ

وفغاں کرتے ہوئے اللہ کے دیدار کی فریاد کر رہے ہوں گے۔ ان کی فریاد سن کر اہلِ دوزخ و جنت حیران ہو جائیں گے۔ جب ان کی فریاد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے گی تو اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ میں نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا ہے تو پھر یہ آہ وفغاں کیسی ہے؟ تم بھی اہلِ بہشت کی طرح آرام وسکون میں رہو۔ طالبِ دیدار عرض کریں گے کہ اے باری تعالیٰ! ہمارے لیے تو بہشت بھی دوزخ ہے تیرے دیدار کے بغیر۔ ہمارے دلوں میں عشق، محبت اور ہجر کی آگ کی تپش اس قدر ہے کہ اگر ہم جذب کی ایک آہ بھریں تو جنت بھی جل جائے۔ ہم صرف تیرے دیدار کے مشتاق ہیں، ہمارے لیے جنت بھی مردار ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دیدار کی اجازت دیتے ہوئے فرمائے گا کہ تم نے میرے دیدار کی خاطر بہت دکھ جھیلے ہیں۔ لو میرا دیدار کرو، اب میں تم سے دریغ نہیں کروں گا۔ پھر جب اہلِ دیدار دیدار کر لیں گے تو کئی سال تک اللہ تعالیٰ کے دیدار کی مستی میں مگن رہیں گے۔ فقرا کا ہر وقت مستی میں رہنا اللہ تعالیٰ کے دیدار کی نشانی ہے۔

روایت ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو بیوہ عورت کی صورت میں دیکھا۔ اس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور سر پر رنگین چادر تھی۔ ایک ہاتھ پر مہندی لگی تھی اور دوسرا ہاتھ خون آلودہ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ''اے لعنتی! تیری کمر کیوں جھکی ہوئی ہے؟'' اس نے کہا ''اے روح اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو مارا ہے اس کے غم میں میری کمر جھک گئی ہے۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ''یہ رنگین چادر کیوں اوڑھ رکھی ہے؟'' اس نے جواب دیا ''اس سے نوجوانوں کے دلوں کو فریب میں مبتلا کرتی ہوں۔'' آپ علیہ السلام نے پوچھا ''تیرا ہاتھ خون سے کیوں رنگا ہوا ہے؟'' اس نے جواب دیا ''ابھی ابھی اپنے شوہر کو قتل کیا ہے۔'' آپ علیہ السلام نے پوچھا ''تیرے دوسرے ہاتھ پر مہندی کیوں سجی ہے؟'' اس نے جواب دیا ''ابھی نیا شوہر کیا ہے۔'' اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تعجب میں آ گئے۔ وہ بولی ''اے عیسیٰ علیہ السلام! اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اگر میں باپ کو قتل کرتی ہوں تو بیٹا میرا عاشق بن جاتا ہے اور اگر بیٹے کو قتل کرتی ہوں تو باپ میرا عاشق بن جاتا ہے۔ اگر میں کسی کے بھائی کو قتل کرتی ہوں تو اس کا دوسرا بھائی میری جستجو میں لگ جاتا ہے۔ اے

روح اللہ! اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں اپنے ہزار شوہر مار چکی ہوں لیکن ان کی موت سے کوئی بھی مجھ سے بیزار نہیں ہوا۔ جو میری خواہش کرتا ہے وہ مرد نہیں اور جو مرد ہے وہ مجھے نہیں چاہتا۔ جو میری خواہش کرتا ہے میں اسے نہیں چاہتی، جو میری خواہش نہیں کرتا میں اسے چاہتی ہوں۔ سن! دنیا شیطان کا سرمایہ ہے۔ جب کوئی دنیا کے مال کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو شیطان اسے کہتا ہے کہ تم نے اپنا دین اور ایمان مجھے دے دیا ہے کیونکہ دنیا کا مال میری متاع ہے۔ جو شخص میری متاع کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے وہ میرے دین میں داخل ہو جاتا ہے اور گناہوں میں مبتلا ہو کر دینِ محمدیؐ سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ تمام دنیا کا سونا، چاندی، مال و دولت اور اہلِ دنیا کے تمام ظاہری نیک اعمال یعنی حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآن، صدقہ و خیرات کرنا، علمِ فقہ کے مسائل سیکھنا اور دونوں جہانوں کی ہر چیز جمع کر لی جائے تو یہ سب کچھ فقر و فاقہ اور عشق و محبت میں غرق فقیر کے ایک سانس کی بھی برابری نہیں کر سکتے۔ ان تمام اشیا کو زوال ہے لیکن دمِ فقیر کو زوال نہیں ہے۔ یہ سب مزدور ہیں اور فقرا اہلِ حضور ہیں۔ فقر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مذہب و ملت ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مذہب کیا ہے؟ یہ کہ مذہب مزرعۂ بہشت ہے۔ مزرعہ کسے کہتے ہیں۔ جس چیز کا بیج بوؤ گے اسی کی فصل کاٹو گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

رافضی، خارجی، فاسق اور اہلِ دنیا کا مذہب سے کیا تعلق؟ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مذہب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا مذہب تھا۔ یعنی دنیا ترک کر کے طالبِ ربِ جلیل بننا نہ کہ پُر خلل و خطراتِ دنیا کا بخیل طالب بننا۔ امامِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب تھا۔ جب بھی دنیا کے مال پر مہر لگائی جاتی ہے تو شیطان اس کو اٹھا کر اپنی پیشانی سے لگاتا ہے اور دنیا کے مال سے کہتا ہے کہ جو بھی تجھے محبوب رکھے گا میرا بندہ ہوگا۔ اے عزیز! اگر تُو اللہ تعالیٰ کو پانا چاہتا ہے تو دنیا کے مال

کی بلا کو اپنے سر سے اتار پھینک جو کوہ قاف سے بھی بڑی ہے اور اس لعنت کے طوق کو اپنی گردن سے اُتار کر شیطانی سلسلہ سے باہر نکل آ۔ بندے کو فقرِ محمدی ﷺ جیسی نعمت چھوڑ کر کتے کی طرح دنیا کی ہڈی کا گرویدہ ہونا زیب نہیں دیتا۔ ایسے شخص کو بندہ نہیں بلکہ کتا کہنا چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ

ترجمہ: دنیا مردار ہے اور اس کا طالب کتا ہے۔

مردار اس چیز کو کہتے ہیں جو گل سڑ کر اتنی بدبودار ہو جائے کہ اس کو جلاد بھی قبول نہ کرے۔ جو صرف کتوں کے کھانے کے قابل ہو۔ اگر ایک شخص نے راہِ فقر اختیار کی اور ہزار سال تک دنیا کو ترک کیے رکھا پھر اس کے دل میں یہ خیال آ جائے کہ دنیا اچھی ہے تو وہ اب تک مردار دنیا کی محبت دل میں رکھتا ہے۔ ایسا شخص عزت وجاہ کا طالب ہے نہ کہ اللہ کی راہ کا طالب۔

نقل ہے کہ ایک صحابیؓ رسول ﷺ کے گھر صرف ایک ہی چادر تھی جس سے وہ اور ان کی بیوی اپنا ستر ڈھانپتے تھے۔ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ان صحابیؓ کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا مجھ سے چار سو درہم لے جاؤ اور خود پر خرچ کرو۔ ان صحابیؓ نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا۔ ان کی بیوی نے مناسب نہ سمجھا کہ دنیا کے مال کو گھر لایا جائے جو انسان کا بدترین دشمن ہے۔ ان صحابیؓ نے کہا کہ اگر میں یہ مال نہیں لیتا تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہو جائے گی۔ ان صحابیؓ کی بیوی نے مشورہ دیا کہ اس نیت سے دو نفل ادا کرتے ہیں کہ یا اللہ! تو ہمیں اٹھا لے تاکہ ہم دنیا کے مال کو اپنے گھر میں نہ لا سکیں۔ انہوں نے اسی نیت سے دو نفل ادا کیے اور اپنی جان اللہ کے حضور پیش کر دی۔ اب تو وہ زمانہ آ چکا ہے کہ لوگ اسی دنیاوی مال کے حصول کی خاطر دو رکعات نفل پڑھ کے دعا مانگتے ہیں۔

درمِ دنیا چیست پائیش در زنجیر
اہل بندی بر نیاید دستگیر

ترجمہ: دنیا کا مال کیا ہے؟ پاؤں میں پڑی ہوئی زنجیر ہے۔ جو اس میں پھنس گیا وہ اس سے رہا نہیں ہو سکتا۔

اللہ کی راہ پر چلنے والے مرد طالبِ مولیٰ کو ہرگز طمع نہیں کرنی چاہیے۔ طمع ہی وہ پہلا گناہ تھا جو اس جہان میں ظاہر ہوا۔ ابلیس ہر روز طمع کا طبل بجاتا ہے تاکہ دنیا کے ابلیسوں کے کانوں میں یہ آواز پڑ جائے۔

نقل ہے کہ ایک بادشاہ کی بیٹی فقیر کے نکاح میں آ گئی۔ جب بادشاہ کی بیٹی فقیر کے گھر پہنچی تو ابھی اس نے پاؤں سے جوتا بھی نہ اتارا تھا کہ سامنے جو کی روٹی پڑی ہوئی دیکھی۔ اس نے فقیر سے پوچھا کہ یہ جو کی روٹی یہاں کیوں پڑی ہے؟ فقیر نے کہا کہ رات کو مجھے دو عدد جو کی روٹیاں ملی تھیں۔ ایک میں نے کھالی اور دوسری روٹی بچا کر رکھ لی۔ یہ سن کر بادشاہ کی بیٹی رونے لگی۔ فقیر کہنے لگا ''کیا اس لیے رو رہی ہو کہ میں بادشاہ کی بیٹی ہوں اور مفلس فقیر کے گھر آ گئی ہوں۔'' بادشاہ کی بیٹی بولی ''میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں فقیر کے گھر آ گئی ہوں بلکہ اس لیے رو رہی ہوں کہ تُو درویش نہیں ہے۔ تجھ میں تو کتے جتنا توکل بھی نہیں ہے۔ تُو کل کے لیے روٹی بچا کر رکھتا ہے۔ میں تجھ پر حرام ہوں۔'' پس بادشاہ کی بیٹی نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ شخص درویش نہیں بلکہ ایک اہلِ حرص اور بے توکل شخص ہے جو طمع سے مال جمع کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ یہ اہلِ ابلیس ہے کیونکہ اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ زَاھِدًا

ترجمہ: بخیل اللہ کا دشمن ہے چاہے وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ کے دشمن ملعون ہیں۔ قیامت کے دن اہلِ دنیا منکر ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ یا اللہ! اگر ہمیں کوئی فقیر یا درویش مل جاتا تو ہم اپنا سارا مال و دولت تیری راہ میں خرچ کر دیتے۔ جان لے کہ وہ اللہ ہی ہے جو سائل فقیر کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ فلاں دنیادار کے پاس جا اور

سوال کر، میں نے اسے اپنا خزانہ عطا کیا ہے۔ اگر وہ اس سائل فقیر درویش کو کچھ دیتا ہے تو وہ اصل میں اللہ کو ہی دیتا ہے اور فقیر کو بھی جو ملتا ہے اللہ ہی دلواتا ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مجھے اللہ نے نہیں بلکہ فلاں نے دیا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ فلاں کو میں نے یہ چیز دی ہے تو پھر بھی وہ کافر ہو جاتا ہے۔ خدا ہی دیتا ہے اور خدا ہی دلواتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے مُردوں کا کفن چوری کرنے والے سے مُردوں کے حالات دریافت فرمائے تو اس کفن چور نے کہا ''اے سلطانؒ! میں نے آج تک ایک ہزار ایک قبروں کو کھود کر مُردوں کے کفن چوری کیے ہیں لیکن صرف دو مُردوں کے سوا کسی کا چہرہ بھی قبلہ کی طرف نہ تھا۔'' سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''تو نے سچ کہا ہے۔ ان دو کے علاوہ سب اہلِ دنیا تھے۔ جو شخص دنیا کو محبوب رکھتا ہے اس کا چہرہ کبھی بھی قبلہ کی طرف نہیں ہو سکتا۔ اس کا دین اور قبلہ دنیا کی مال دولت ہے۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ تَرْکُ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ

ترجمہ: ترکِ دنیا تمام عبادتوں کی بنیاد ہے اور حبِ دنیا تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔

فقیر چار قسم کے ہیں۔ پہلے صاحبِ باطن، دوسرے صاحبِ وطن، یہ جس مقام پر شروع میں ہوتے ہیں آخر تک وہیں رہتے ہیں۔ تیسرے صاحبِ معنی اور چوتھے صاحبِ بطن۔ نیز فقرا کی چار اقسام اور بھی ہیں۔ صاحبِ حیرت حیران، صاحبِ جرم گریان[1]، صاحبِ عشق جان بریان[2]، صاحبِ شوق؛ جن کے قلب میں ذکر جاری رہتا ہے اور جو ہمیشہ وحدت کی مستی میں غرق رہتے ہیں۔

---

[1] اپنے گناہوں پر رونے والے [2] عشق میں اپنی جان جلانے والے۔

باب دہم

فنافی اللہ فقرا اور ترکِ دنیا ماسویٰ اللہ کا ذکر

باھُوؒ بس حجاب است علم ذکر حضور
ہر کہ فی اللہ فنا شد گشت بنور

ترجمہ: اے باھُوؒ! جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو کر نور ہو جاتا ہے اس کے لیے علم، ذکر اور حضوری حجاب ہوتے ہیں۔

اہلِ حضور کے لیے ذکر اور علم اسی طرح بے ادبی شمار ہوتے ہیں جس طرح کسی شخص کا مجازی بادشاہ کے سامنے بادشاہ کو اس کے نام سے پکارنا بے ادبی سمجھا جاتا ہے۔ جب تک بندہ توحید اور وحدت میں غرق نہیں ہو جاتا اس وقت تک حضوری بھی واحدانیت سے جدائی اور شرک ہے۔ بندہ اس وقت تک توحید میں غرق نہیں ہوتا جب تک وہ ماسویٰ اللہ سے جدا اور اللہ سے یکتا نہیں ہو جاتا اور اللہ کے عشق و محبت میں اس قدر غرق نہیں ہو جاتا کہ ذکر و علم بھی اسے بھول جائے اور وہ مقامِ فنافی اللہ سے بھی آگے گزر جائے اور ذکر اور علم کو بھلا کر عشق و محبت میں غرق ہو کر فنافی اللہ نہیں ہو جاتا۔

باھُوؒ علم و ذکرش چیست یعنی درد رنج
درد رنجی نیست آنجائے کہ گنج

ترجمہ: علم اور ذکر کیا ہے؟ محض رنج اور درد ہے۔ درد اور رنج اس جگہ نہیں آتے جس جگہ خزانہ موجود ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

لَذَّۃُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّۃِ الْاَذْکَارِ

ترجمہ: افکار کی لذت اذکار کی لذت سے بہتر ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ

ترجمہ: علم اللہ کی راہ میں سب سے بڑا حجاب ہے۔

جان لے کہ بعض سالک، طالب یا مرشد سمجھتے ہیں کہ انہیں حضوری حاصل ہے لیکن یہ صرف ان کا وہم ہوتا ہے، اصل میں وہ اللہ تعالیٰ کی حضوری سے بہت دور اور بے خبر ہوتے ہیں۔ ان کی حالت کولہو کے بیل کی طرح ہے جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوتی ہے۔ وہ بیل سارا دن کنویں کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ ایک لمبا سفر طے کر رہا ہے۔ جب اس بیل کی آنکھیں کھولی جاتی ہیں تو وہ اپنے آپ کو اسی کنویں کے گرد پاتا ہے جہاں سے اس نے سفر شروع کیا تھا۔

ہر آن گوید حضورش حق ز دورش

حضورش آنکہ از خود خویش دورش

ترجمہ: حضوری کا دعویٰ وہ کرتا ہے جو حق سے دور ہو۔ حضوری میں وہی ہوتا ہے جو اپنی خودی کو ختم کر چکا ہو۔

جان لے فقر کے تین حروف ہیں ف، ق، ر۔ حرف ''ف'' سے نفس کو فنا کرنا، حرف ''ق'' سے قبر کو قریب سمجھنا اور حرف ''ر'' سے مراد مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی روحانیت حاصل کرنا ہے۔ اگر بارہ ہزار صاحبِ دعوت اور تسبیح و وظائف کرنے والے ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پھر بھی ایک ذاکر کے مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگر بارہ ہزار ذاکر جمع ہو جائیں تو ایک صاحبِ مذکور الہام[1] کے مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگر بارہ ہزار صاحبِ مذکورِ الہام کلیم اللہ جمع ہو جائیں تو ایک صاحبِ حضور، مراقبہ

[1] الہام کے ذریعے اللہ تعالیٰ تک رسائی رکھنے والا۔

استغراق کرنے والے کے مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگر بارہ ہزار صاحبِ مراقبہ استغراق جمع ہو جائیں تو فقر فنا فی اللہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ اَلْمُوَحِّدُ فِی التَّوْحِیْدِ بَقَآءٌ حَیٌّ فِی الدَّارَیْنِ[1] اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ[2]۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اگر کوئی بارہ ہزار مرتبہ زبان سے ذکر کرتا ہے تو اس سے بہتر قلب کا ایک مرتبہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر کرنا ہے۔ اگر قلب بارہ ہزار مرتبہ (اسمِ اَللّٰہُ ذات کا) ذکر کرتا ہے تو اس سے بہتر روح کا ایک مرتبہ (اسم اَللّٰہُ ذات کا) ذکر کرنا ہے۔ اگر روح بارہ ہزار مرتبہ اسم اَللّٰہُ ذات کا ذکر کرتی ہے تو اس سے بہتر سرّ کا ایک مرتبہ (اسم اَللّٰہُ ذات کا) ذکر کرنا ہے۔ سرّ سے آگے کامل فقر کا مقام ہے جہاں گناہ و عبادت، خواب و بیداری، مستی و ہوشیاری برابر ہیں۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ۔ جان لے کہ حضوریٔ فقر کی کیا نشانی ہے؟ اس جگہ نہ خرد ہے نہ ورد، نہ ذکر ہے نہ فکر۔ اس جگہ صرف سرِّ ھُو اور مذکور کی آواز ہے۔ جس طرح ظاہری بادشاہ کے دربار میں بلند آواز اور شور نہیں ہوتا کیونکہ بادشاہ شور شرابا پسند نہیں کرتے اسی طرح جس جگہ لَمْ یَزَلْ[3] ہے اس جگہ کوئی شور و غوغا اور خلل نہیں ہوتا۔ جہاں سلطان خیمہ لگاتا ہے وہاں عام لوگ خلل انداز نہیں ہو سکتے۔ جان لے کہ وہ فقیر نہیں ہے جو نام و ناموس کے چکر میں پڑ کر خلل کا شکار ہو۔ فقرا کی مجالس میں اللہ تعالیٰ سے کلام، اللہ کا ذکر، انبیا کا ذکر اور اہل اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ:

❁ ذِکْرُ الْاَوْلِیَآءِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃٍ

ترجمہ: اولیا کا ذکر عبادت سے بہتر ہے۔

اگر فقیر بات کرے تو بہتر ہے کہ اللہ کے کلام، انبیا یا اولیا کے بارے میں بات کرے ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ سن! فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ فقیر کی بہتری اسی میں ہے کہ اگر کوئی اس کی گردن بھی اڑا دے تب بھی دنیادار کے دروازے پر نہ جائے سوائے اللہ کی محبت کی خاطر۔ اگر کوئی فقیر کسی

---

[1] توحید میں غرق موحد کو دونوں جہانوں میں بقا کی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ [2] جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہی اللہ ہوتا ہے۔ [3] اللہ تعالیٰ کی ذات جسے کوئی زوال نہیں ہے۔

بادشاہ یا دنیا دار کے در پر جاتا ہے تو اس کے اس گناہ کی سزا یہ ہے کہ اس کے سر اور داڑھی کے بال حجام سے کٹوا کر اسے گدھے پر سوار کرایا جائے اور شریر لڑکوں کو اس کے پیچھے لگا دیا جائے جو اسے محلّہ محلّہ، کوچہ کوچہ، شہر شہر گھما کر رسوا کریں اور اعلان کریں کہ یہ ہے وہ فقیر جو اللہ تعالیٰ سے نا اُمید ہو کر برگشتہ ہو گیا ہے اور اہلِ دنیا کے در پر مال و دولت اور نذر وصول کرنے جاتا ہے۔ اس سزا سے اسے تنبیہ ہوگی۔ دنیا اور اہلِ دنیا سے اخلاص وہی فقیر رکھتا ہے جس کی نگاہ اللہ سے ہٹ کر دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف مائل ہو گئی ہو اور سزا کے طور پر اس کی معرفت سلب کر کے اسے راندۂ درگاہ کر دیا گیا ہو۔ اگر فقیر اللہ کے سوا کسی کا محتاج ہوتا ہے تو ایسی فقیری باطل، جھوٹ اور استدراج ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

جان لے کہ دنیا دریا کی طرح ہے اور اہلِ دنیا اس دریا میں مچھلی اور مگرمچھ کی طرح ہیں۔ اہلِ علم مرغابی کی طرح ہیں جو ہمیشہ پانی میں رہتی ہے لیکن پانی سے گیلی نہیں ہوتی۔ فقرا سفید بگلے کی طرح ہوتے ہیں جو دریا کے کنارے پر رہتے ہیں اور دریا سے اپنی قسمت کے مطابق روزی حاصل کرتے ہیں لیکن کبھی دریا میں قدم نہیں رکھتے اور نہ ہی کبھی دریا کے پانی میں غرق ہوتے ہیں۔ فقیر دنیا سے کچھ بھی حاصل نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اُسے عزت عطا کرتا ہے۔ دنیا داروں کا چہرہ زرد ہوتا ہے کیونکہ ان کی آبرو زر سے ہوتی ہے۔ پس آبرو کا زردروئی سے کیا تعلق؟

سن! ایک وزیر نے دنیا کی وزارت ترک کر دی اور راہِ فقر پر اعتقاد اور خلوص سے قدم رکھا۔ ایک دن اچانک وزیر کے پاس سے بادشاہ کا گزر ہوا تو بادشاہ نے وزیر سے پوچھا ''تو نے ترکِ وزارت اور میری جدائی اختیار کر کے فقر سے کیا حاصل کیا؟'' وزیر نے جواب دیا ''مجھے پانچ چیزیں حاصل ہوئی ہیں۔ پہلی یہ کہ جس وقت تُو آرام سے بیٹھتا تھا میں دونوں ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑا رہتا تھا، تو نے مجھے کبھی بیٹھنے کا نہیں کہا۔ اب جب میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں چار رکعات نماز پڑھتا ہوں تو اللہ مجھے دو مرتبہ بٹھاتا ہے۔ دوسری چیز یہ کہ جب تُو سوجاتا تھا میں تیرے دشمنوں سے تیری حفاظت کرتا رہتا تھا لیکن اب میں سوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرتا ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ جب تُو کھاتا تھا تو مجھے کھانے کے لیے نہیں دیتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ خود نہیں کھاتا اور مجھے بے حساب روزی بخشتا ہے۔ چوتھی چیز یہ کہ جب تُو مرتا تو لوگ مجھے حساب کے لیے پکڑ لیتے، لیکن اب مجھے ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو حیّ و قیوم ہے۔ پانچویں چیز یہ کہ میں تیرے قہر و غضب سے ڈرتا رہتا تھا اور ہر وقت اپنی جان کی فکر کرتا تھا لیکن اب مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔''

نقل ہے کہ حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دن میں روزہ رکھتے اور رات نماز میں گزارتے تھے۔ ایک دن سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز میں خطرات لاحق ہوئے۔ انہوں نے خادموں سے کہا ''اے دوستو! گھر کی تلاشی لو مجھے لگتا ہے کہ میرے گھر میں دنیا داخل ہو گئی ہے۔'' خدام نے قسم کھا کر کہا ''اے سلطانؒ! ہم نے بارہ سال سے اس گھر میں دنیا کے مال کی شکل نہیں دیکھی اور نہ ہی پیٹ بھر کر کوئی لذیذ کھانا کھایا ہے۔'' سلطانؒ نے فرمایا ''مجھے خطرے کا احساس بلاوجہ نہیں ہوا۔'' یہ سن کر خادموں نے سارے گھر میں جھاڑو دیا تو پلنگ کے نیچے سے ایک کھجور ملی۔ جب وہ اس کھجور کو سلطان کے پاس لے کر گئے تو انہوں نے فرمایا ''اگر کسی کے گھر میں اس قدر مال و متاع بھی موجود ہو تو وہ (فقیر کا نہیں بلکہ) کسی سوداگر کا گھر ہوتا ہے۔''

جان لے! یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے فقیر وہ ہیں جن کا ظاہر پریشان لیکن ان کا باطن آراستہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام۔ دوسری قسم کے فقیر وہ ہیں جن کا ظاہر آراستہ لیکن باطن پریشان ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ تیسری قسم کے فقیر وہ ہیں کہ جن کا ظاہر اور باطن دونوں ہی آراستہ ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ چوتھی قسم کے فقیر وہ ہیں جن کا ظاہر اور باطن دونوں ہی پریشان ہوتے ہیں جیسا کہ بلعم باعور۔ پس فقیر کے لیے لازم ہے کہ اگر اس کا نفس دنیا طلب کرے تو اپنے نفس کو کہہ دے کہ اپنی حد میں رہ، تیری سزا یہ ہے کہ اہلِ دنیا کے پاس جا کر ان سے مانگ اور سو دفعہ دھتکارا جا کیونکہ تُو اللہ سے ناامید ہو چکا ہے۔ اگر تو اس سزا سے بچنا چاہتا ہے تو سوال نہ کر اور اگر لوگ تجھے فقیر سمجھ کر تیری زیارت کے لیے آئیں

تو انہیں کہہ کہ تو دنیا دار ہے۔ اپنے آپ کو سو جوتے مار تا کہ تیرے وجود سے دنیا کا فتنہ نکل جائے، تب تو میرے نزدیک آ، ورنہ مت آ۔ اگر وہ فقیر صادق اور اللہ تعالیٰ سے خلوص رکھتا ہو گا تو نفس کو شرمندہ کرنے کی خاطر یہ ذلت قبول کر لے گا۔ پھر اس کے تمام حجابات اٹھا دیئے جائیں گے اور وہ تارکِ دنیا فقیر بن جائے گا۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اہلِ دنیا کا چہرہ دیکھنے سے اس کے دل میں شیطانی خطرات پیدا ہو جائیں گے جو راہِ فقر کے راہزن ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔

نقل ہے کہ ایک فقیر نے خلوت اختیار کی تو (جسمانی قوت کی خاطر) غذا کے طور پر ایک عدد کھجور رکھ لی۔ جب فقیر کا نفس فاقہ اور بھوک سے تنگ آ جاتا تو اس کھجور کو ایک دیگ میں ابال کر اس کا جوشاندہ تیار کر لیتا اور ایک پیالہ خود پی لیتا اور اہلِ مجلس کو بھی ایک ایک پیالہ پلا دیتا جس سے سب سیر ہو جاتے۔ وہ فقیر اسی کھجور پر پچاس سال تک گزارا کرتا رہا۔ جب یہ کھجور ختم ہو گئی تو اس درویش نے اپنی جان اللہ کے سپرد کر دی۔ چنانچہ وہ (فقیر) مر گیا لیکن اہلِ دنیا کے در پر قدم نہ رکھا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے ''طالبِ مولیٰ کو تین چیزیں یاد نہیں کرنی چاہئیں۔ پہلی یہ کہ دنیا کو محبت سے یاد نہیں کرنا چاہیے، دوسری یہ کہ اہلِ دنیا کو محبت سے یاد نہیں کرنا چاہیے، تیسری یہ کہ خواہشاتِ نفس کی طرف رغبت نہیں رکھنی چاہیے۔''

فقر دانی چیست دائم در لاھوت
فقر را ہردم بود بہتر سکوت

ترجمہ: کیا تو جانتا ہے کہ فقر کیا ہے؟ ہمیشہ لاھُوت میں رہنا۔ فقر میں ہر وقت سکوت کی حالت میں رہنا بہتر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ۔4)

ترجمہ: اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

سنو! امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ میری

اُمت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب لوگ دن کے وقت مسلمان ہوں گے اور رات کے وقت کفر کی حالت میں سوئیں گے۔ بعض لوگ سوتے وقت مومن ہوں گے اور جب صبح اٹھیں گے تو کافر ہوں گے۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ لوگ اپنی زبان سے بہت سی ایسی بے ہودہ باتیں کہیں گے جو کفر میں شامل ہوں گی اور ان کو اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزید فرمایا ''اس زمانہ میں صرف اُن لوگوں کا دین سلامت رہے گا جو باعمل علما اور فقرا کامل کی مجالس میں اللہ کا کلام سنیں گے اور علم و ذکرِ اَللّٰہُ میں مشغول رہیں گے اور ان (علماءِ حق) کے کہنے پر اعتقاد رکھتے ہوئے عمل کریں گے۔ ایسے لوگ کفر اور شرک سے بچے رہیں گے۔'' حدیثِ قدسی ہے:

❁ یَا مُحَمَّدًا کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَّعِدْ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ

ترجمہ: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! دنیا میں غریب مسافر کی طرح رہو اور اپنے نفس کو اصحابِ قبور میں سے جانو۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

❁ اَلدُّنْیَا جَنَّۃُ الْحِمَارِ

ترجمہ: دنیا گدھوں کی جنت ہے۔

❁ اَلدُّنْیَا بَیْتُ الْکَلْبِ

ترجمہ: دنیا کتے کا گھر ہے۔

❁ عَیْشُ الدُّنْیَا فَخْرُ الْکُفَّارِ

ترجمہ: دنیا کا عیش و عشرت کفار کا فخر ہے۔

❁ لَذَّتُ الدُّنْیَا لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ

ترجمہ: دنیا کی لذت خنزیر کا گوشت ہے۔

❁ اَلدُّنْیَا سَوَادُ الْقَلْبِ

ترجمہ: دنیا دل کی سیاہی ہے۔

❁ اَلْعِشْقُ نَارٌ يُحْرِقُ مِنَ الْقَلْبِ مَا سِوَى اللّٰه

ترجمہ: عشق ایسی آگ ہے جو قلب میں موجود غیر ماسویٰ اللہ کو جلا دیتی ہے۔

باھُوؒ! شکر اللّٰہ شہیدِ عشق نمرد

جانِ خود را فنا فی اللہ برد

ترجمہ: اے باھُوؒ! اللہ کا شکر ہے کہ شہیدِ عشق مرتا نہیں ہے بلکہ اپنی جان اللہ کی ذات میں فنا کر دیتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَقْرَبُكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَطْوَلُكُمْ جُوْعًا وَّتَفَكُّرًا

ترجمہ: قیامت کے دن تم میں سے میرے قرب میں وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ فاقہ اور تفکر کیا ہوگا۔

❁ اَلْجُوْعُ مُخُّ الْعِبَادَةِ

ترجمہ: فاقہ عبادت کا مغز ہے۔

لیکن فاقہ کشی اور ریاضت شریعت کے مطابق ہونی چاہیے ورنہ ضرورت سے زیادہ ریاضت کافر بنا دیتی ہے اور فاقہ کشی دیوانہ و پاگل کر دیتی ہے بالآخر بندہ استدراج میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص فنا فی اللہ ہوئے بغیر زمین و آسمان کے ساتوں طبق اور ماہ سے ماہی تک زیر و زبر کی ہر شے کا مشاہدہ کر لے تو بلاشبہ یہ سب خلافِ شرع اور سراسر گمراہی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

سنو! ایک روز ایک بزرگ اللہ تعالیٰ کی ذات میں بے حد مشغول تھے ان کے پاس سے مسلمانوں کی ایک جماعت گزری۔ بزرگ نے ان سے پوچھا ''اے مسلمانو! کدھر جا رہے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا ''ہم کفار سے جنگ کرنے جا رہے ہیں۔'' بزرگ کے نفس نے کہا ''ہمیں بھی ان کے ساتھ جنگ میں شامل ہو کر غازی بننا چاہیے۔'' بزرگ نے اپنے نفس سے کہا کہ

میں خوب جانتا ہوں کہ تُو مجھے فریب دے رہا ہے۔ تو چاہتا ہے کہ جہاد میں مشغول کر کے یا تو مجھے عبادت سے باز رکھ سکے یا اس راہ میں تھکنے کے بعد خوب آرام کرے اور کھائے پیئے۔ نفس نے کہا ایسا کرنے میں کوئی نقصان نہیں۔ بزرگ نے نفس سے کہا ''تُو خدا کا دشمن اور بے دین ہے، تیرا جنگ اور جہاد سے کیا کام؟ سچ بتا کہ تو ایسا کیوں چاہتا ہے؟'' نفس نے کہا ''سچ تو یہ ہے کہ تو ذکر کی تلوار سے دن رات، ہر وقت، ہر سانس کے ساتھ، فقر، فاقہ، عشق اور محبت کے ذریعے مجھے قتل کرتا رہتا ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ میں کفار کے ساتھ جنگ کے دوران ایک ہی دفعہ مارا جاؤں اور ہمیشہ کے عذاب سے بچ جاؤں۔'' پس یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ اللہ کی محبت کا ایک ذرّہ حج، جہاد، زکوٰۃ، مال، نماز، نوافل اور جن، انسان، دیو، پری اور فرشتوں کی تمام عبادت سے بہتر ہے۔ لیکن اس محبت اور اخلاص کی راہ میں فقیر کو صادق، ثابت قدم اور اللہ تعالیٰ سے سچا اعتقاد رکھنے والا ہونا چاہیے۔ کامل فقرا اپنے کام کو محبت اور عشق سے پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں جس سے ان کا سینہ اللہ کے نور کی تجلیات سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ اللہ سے سچا عشق اور محبت کرنے والے بندے کے ضمیر پر کئی سو ہزار سرّ کی تجلیات نازل ہوتی ہیں۔

سن! ایک بزرگ نے اپنے بزرگ دوست کو بہت سا مال و دولت تحفتاً بھیجا۔ ان بزرگ نے کہا ''یہ کیسی دوستی ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی دشمن ہے وہ تم اپنے دوست کو دے رہے ہو؟ اس کے طالب بہت سے لوگ ہیں تم یہ ان کو دے دو۔'' پس فقیر وہ ہے جو دنیا اور اہلِ دنیا کو ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہ دیکھے کیونکہ انہیں دیکھنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ تنہائی میں گوشہ نشین تھے۔ اس وقت کا بادشاہ ان کی زیارت کے لیے آیا۔ بادشاہ نے کچھ رقم درویش کو نذرانہ کے طور پر پیش کی۔ درویش فرمانے لگے ''اے خدا کے دشمن! مجھ سے کینہ، نفاق اور منافقت کے سلوک کا یہ کونسا طریقہ ہے۔ اس رقم کو میرے سامنے سے اٹھا لے۔ اس کے چاہنے والے اور دوست بہت ہیں۔ جسے اللہ پر توکل ہو وہ دنیا کو ہاتھ میں نہیں لیتا۔'' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (النساء۔77)

ترجمہ: (آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرما دیں کہ متاعِ دنیا قلیل ہے۔

یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ طالبِ دنیا دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا یا وہ منافق ہوگا یا ریا کار۔ دنیا شیطان ہے اور طالبِ دنیا شیاطین ہیں۔ دنیا فتنہ اور فساد ہے اور طالبِ دنیا فتنہ انگیز ہیں، دنیا نفاق ہے اور اس کے طالب منافق ہیں، دنیا حیض کا خون ہے اور طالبِ دنیا حائض ہیں، دنیا جھوٹ ہے اور طالبِ دنیا جھوٹے ہیں، دنیا شرک ہے اور طالبِ دنیا مشرکین ہیں، دنیا خبث ہے اور طالبِ دنیا خبیث ہیں، دنیا لعنت ہے اور اس کے طالب لعنتی ہیں۔ جان لے کہ دنیا کے مال کو جان سے عزیز وہ رکھتا ہے جو بے دین، بے عقل اور بے تمیز ہو۔ دنیا جہل ہے اور اس کے طالب جاہل ہیں۔ دنیا فاجرہ اور بدکار عورت ہے اور اہلِ دنیا اس کے شوہر دیوث[1] ہیں جو پوشیدہ و ظاہر اپنی ہی عورت کو دوسروں کے ساتھ زنا اور فحاشی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلدَّيُّوثُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

ترجمہ: دیوث جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

پس فقیر مرد مذکر کو کہتے ہیں نہ کہ دیوث مخنث کو۔ دنیا عام ہے اور سب عام لوگ اس کے تابع اور غلام ہیں جو صبح شام ہر وقت اس کی جستجو میں سرگردان رہتے ہیں۔ اللہ کے خاص بندوں پر عام دنیا حرام ہے۔ خاص کون ہے اور خاص کسے کہتے ہیں؟ خاص وہ ہے جو عام دنیا سے نجات حاصل کر چکا ہو۔ جو دنیا سے خلاصی حاصل کر لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بااخلاص ہو جاتا ہے۔ درویش صاحبِ شعور اور فقیر صاحبِ حضور وہ ہے جس کے دل میں مردار دنیا کی محبت نہ ہو۔ جو شخص ہوائے شہوت کو طلاق دے دیتا ہے وہ صاحبِ شوق ہو جاتا ہے۔ جو دنیا کو طلاق دے دیتا ہے وہ صاحبِ ذوق ہو جاتا ہے۔ جو شخص غیر ماسویٰ اللہ کو طلاق دے دیتا ہے وہ صاحبِ اشتیاق مشتاق بن جاتا ہے۔ جو ان بلاؤں سے خود کو بچا لیتا ہے وہ حق (اللہ تعالیٰ) کے عشق میں گرفتار ہو جاتا

---

[1] بیوی کی دلالی کر کے دولت جمع کرنے والے

ہے۔

باھُوؒ دنیا دانی چیست پُر درد و بلا
می کند از ذکر و فکرِ حق جدا

ترجمہ: اے باھُوؒ! دنیا کیا ہے؟ یہ پُر درد آزمائش ہے جو ذکر، فکر اور حق سے جدا کر دیتی ہے۔

اے باھُوؒ! دنیا کیا چیز ہے؟ دنیا دوئی کا نام ہے۔ جو شخص دوئی اختیار کرتا ہے وہ خود کو شیطان کی راہ پر گامزن کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

❁ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (الانعام-11)

ترجمہ: زمین کی سیر کرو اور پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کی عاقبت کیسی ہے۔

دنیا کو لغو کھیل تماشا کہا گیا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی کرتا ہے شیطان اس سے دشمنی کرتا ہے اور جو دنیا سے دوستی کرتا ہے اللہ اس سے دشمنی کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خواہ کوئی اہلِ علم ہو یا اہلِ جہل؛ جب وہ دنیا کی طرف راغب ہوتا ہے تو اللہ سے اس کی دوستی جھوٹی ہو جاتی ہے۔ پس اگر مرنے کے بعد فقیرِ کامل یا علماءِ عامل کی ملکیت میں سے ایک روپیہ یا ایک درہم بھی برآمد ہو جائے تو جان لینا کہ وہ حق کی طلب میں جھوٹا تھا اور دنیا سے اللہ کی محبت سے خالی ہاتھ اور مقصد حاصل کیے بغیر مر گیا۔ چاہیے تو یہ کہ اس ایک درہم کو آگ میں جلا کر سرخ کیا جائے اور پھر مرنے والے کی پیشانی اس سے داغی جائے تاکہ اس پر نشانی لگ جائے کہ یہ اہلِ دنیا تھا۔ یقین رکھو جو شخص روپے اور درہم دنیا سے دوستی رکھتا ہے وہ اللہ کا دوست نہیں ہو سکتا۔ افسوس کہ تو غفلت کی بدولت اس قدر اندھا ہو گیا ہے کہ تجھے موت اور قبر بھول چکی ہے۔ یہ دنیا کے پیسے کا وبال ہے جو تجھ پر غضب و قہرِ خدا بن کر نازل ہوا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلدُّنْيَا يَوْمٌ وَلَنَا فِيْهَا صَوْمٌ

ترجمہ: دنیا ایک دن کی ہے اور ہمیں اس میں روزہ رکھنا ہے۔

واصلان را بس بود نامِ خدا

روز و شب با عشق وحدتِ کبریا

ترجمہ: واصلانِ حق کے لیے بس اللہ کا نام ہی کافی ہے کیونکہ یہ انہیں دن رات وحدتِ باری تعالیٰ کے عشق میں غرق رکھتا ہے۔

جان لے! یہ دنیا کا مال ہی تھا جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دشمنی اور جنگ کی تھی۔ اگر ابو جہل مفلس ہوتا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرتا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کو دنیا نے ہی شہید کیا۔ اگر یزید مفلس ہوتا تو حضرت امامین پاک رضی اللہ عنہم کی اتباع کرتا۔ امامینِ پاک اُم المومنین حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھوں کا نور ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں۔ پس اہلِ دنیا ابو جہل اور یزید ہیں نہ کہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا اور بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ۔ دنیا امامین پاک رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرامؓ کی قاتل ہے۔ ایسی دنیا کو سنبھال کر رکھنا کونسا نیکی کا کام ہے؟ دنیا اللہ کا قہر اور خون ہے اور دنیا کا طالب کافر، کمینہ اور بے چون[1] و بے چگون[2] ذات کا دشمن ہے۔ دنیا بدعت ہے اور طالبِ دنیا ملحد ہے۔ طالبِ دنیا خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دنیا اس عورت کی طرح ہے جو دونوں جہان میں روسیاہ، خوار اور ناقابلِ اعتبار ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ سونا، چاندی، اونٹ، گھوڑے، بیل، گدھے، ہاتھی، نوکر اور سپاہی ابو جہل اور یزید کا خزانہ اور لشکر تھے جبکہ صبر، شکر، ذکر، فکر، ذوق، شوق، محبت، عشق، نماز، روزہ، فقر و فاقہ، مسلمان و مومن صحابہ اور قرآن و حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امامینِ پاک کا خزانہ اور لشکر تھے۔ نقارہ، ڈھول، دف اور سرنا وغیرہ ابو جہل اور یزید کی نوبت[3] تھے۔ اذان اور ذکرِ اللہ کا بلند نعرہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امامین پاک کی نوبت تھے اور ہیں۔ دنیاوی نوبت اور بادشاہی باطل اور فنا ہونے والی ہے لیکن دینِ محمدؐ کی نوبت اور بادشاہی کو بقا ہے۔ اسلام حق اور

---

[1] اللہ تعالیٰ کی ذات، جس کی مثل کوئی نہیں۔ [2] جس کی صفات تک عقل کی رسائی نہ ہو۔ [3] نقارہ، لوگوں کو اپنی طرف بلانے کا طریقہ۔

سیدھا راستہ ہے۔

❁ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ: اے اللہ! تو اس کی مدد فرما جو دینِ محمدی کی مدد کرتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ط وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (الصّف۔13)

ترجمہ: اللہ کی طرف سے مدد اور جلد فتح ملنے والی ہے اور آپ مومنوں کو بشارت سنا دیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا ص وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (یوسف۔64)

ترجمہ: پس اللہ ہی بہتر محافظ ہے اور وہ سب رحم فرمانے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

❁ لَا وَلِیٌّ وَ لَا ظَفَرٌ اِلَّا بِاللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی ولی ہے نہ وسیلہ۔

❁ فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا (بنی اسرائیل۔33)

ترجمہ: ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے۔

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ چار لشکر تھے۔ صحابہ کرامؓ کا لشکر، فرشتوں اور شہیدوں کا لشکر، علم کا لشکر اور خُلق وحلم کا لشکر۔ ان میں دو لشکر ظاہری تھے یعنی صحابہ کرامؓ اور فرشتوں اور شہیدوں کے لشکر، اور دو باطنی لشکر تھے یعنی علم اور خُلق وحلم کے لشکر۔ اگرچہ ابوجہل نے صحابہ کرامؓ کو مال وزر اور دنیاوی بادشاہی کا لالچ دیا لیکن جنہیں دین عزیز تھا انہوں نے ان (فانی چیزوں) کی طرف نظر بھی نہ کی اور اپنی جان اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے قربان کر دی۔ لیکن کچھ لوگ منافق تھے ان کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا (النساء۔137)

ترجمہ: پھر وہ ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے۔

❁ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ (النساء۔143)

وہ ان دونوں (کفر اور ایمان) کے درمیان تذبذب کا شکار ہیں۔

جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کے حکم سے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی تو جو صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سچی محبت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنی جان قربان کرتے تھے، نے بھی آپ کی اتباع کی۔ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنی جان، مال اور سر قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ جنہوں نے اپنے وطن، مال، زمین، اہل و عیال اور اقربا کی طمع کی، وہ ہجرت کے وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت سے محروم رہے۔ لیکن اہلِ محبت فقرا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عاشقانِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا کی طمع سے فارغ تھے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (آلِ عمران۔152)

ترجمہ: تم میں سے بعض ایسے ہیں جو دنیا کی طلب کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو آخرت کی طلب کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ○ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ○ (النّٰزعٰت 37-39)

ترجمہ: جس نے سرکشی اختیار کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُ كُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَ وَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ: تم میں کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں رکھتا۔

جان لے! اگر زمین و آسمان کو مال و دولت سے بھر دیا جائے اور خوب سجا کر اس کی بادشاہی تمہیں

عطا کر دی جائے تو اہلِ دین وہی ہوگا جو اس مال و دولت اور خوبصورتی کی طرف نگاہ بھی نہ کرے اور اپنے دین کو اس دنیا کے بدلے نہ بیچے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دین دونوں جہانوں سے فائق ہے اور دونوں جہان اس دین پر قربان ہیں۔ دین، دینِ محمدؐ ہے اور یقین، یقینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ کلمہ طیب دونوں جہانوں سے برتر ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ دونوں جہان مل کر بھی اس کا بدل نہیں ہو سکتے۔ زیروزبر، عرش و کرسی، لوحِ محفوظ اور کائنات کی ہر چیز اَللّٰہُ کے ذکر میں مشغول ہے۔

باھُوؒ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بر دلِ مومن نوشت

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ شد لسانِ اہلِ بہشت

ترجمہ: اے باھُوؒ! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہر مومن کے دل پر لکھا ہوا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سب اہلِ بہشت کی زبان پر ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

جان لے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار بائیس (2022) سال کا زمانہ ہے، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان گیارہ سو (1100) سال کا زمانہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیان پانچ سو ستر (570) سال کا زمانہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان پانچ سو (500) سال کا زمانہ ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار ایک سو ستاسی (1187) سال کا زمانہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان چھ سو (600) سال کا زمانہ ہے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت تک پانچ ہزار نو سو اناسی (5979) سال کا زمانہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

❁ اَبْدَالُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ فِی الشَّامِ وَثَمَانِیَةَ عَشَرَ فِی الْعِرَاقِ فَاِنْ مَّاتَ وَاحِدُھُمْ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ فَاِذَا جَآءَ الْاَمْرُ قُبِضُوْا کُلُّھُمْ فَعِنْدَ ذٰلِکَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

مفہوم: میری اُمت میں ہر وقت چالیس (40) ابدال موجود رہیں گے اور ان کی تعداد قیامت تک چالیس ہی رہے گی۔ ان میں سے بائیس (22) شام میں ہوں گے اور اٹھارہ (18) عراق میں ہوں گے۔ ان چالیس میں سے جب کوئی ایک فوت ہوگا تو دیگر لوگوں میں سے اس کا قائم مقام اس کی جگہ لے لے گا اس طرح ان کی تعداد چالیس سے ہرگز کم نہ ہوگی اور جب قیامت نزدیک آئے گی تو ان کو یکبارگی دنیا سے اٹھالیا جائے گا۔

حضرت عباس ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے:

❁ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تعَالٰی خَلَقَ ثُلٰثُ مِائَۃَ نَفْسٍ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اٰدَمَ وَ لَہٗ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی وَ لَہٗ سَبْعَۃٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ وَ لَہٗ خَمْسَۃٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ جِبْرَائِیْلَ وَ لَہٗ ثَلٰثَ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قلْبِ مِیْکَائِیْلَ وَ لَہٗ وَاحِدٌ قَلْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ وَ اِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ ثَلٰثٍ وَ اِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثٍ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ خَمْسَۃٍ وَّ اِذَا مَاتَ مِنْ خَمْسَۃٍ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ اَرْبَعِیْنَ فَاِذَا مَاتَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ وَ اِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثَ مِائَۃٍ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الْعَامَۃِ بِاِسْمٍ یَرْفَعُ اللّٰہُ اَوْلِیَآءَ ھٰذَا الْاُمَّۃِ

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تین سو آدمی ایسے پیدا فرمائے گا جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ چالیس آدمی ایسے پیدا فرمائے گا کہ جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ سات آدمی ایسے پیدا فرمائے گا کہ جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ پانچ آدمی ایسے پیدا فرمائے گا کہ جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ تین آدمی ایسے پیدا فرمائے گا جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرح ہوں گے اور ایک آدمی ایسا پیدا کرے گا کہ جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرح ہوگا۔ جب وہ ایک فوت ہوگا تو تین

میں سے کوئی ایک اس کی جگہ پر آ جائے گا۔ جب تین میں سے کوئی فوت ہوگا تو پانچ میں سے کوئی ایک اس کی جگہ لے لے گا۔ جب پانچ میں سے کوئی فوت ہوگا تو سات میں سے کوئی ایک اس کی جگہ مقرر کر دیا جائے گا۔ جب سات میں سے کوئی فوت ہوگا تو چالیس میں سے کوئی ایک اس کی جگہ پر آ جائے گا۔ جب چالیس میں سے کوئی فوت ہوگا تو تین سو میں سے کوئی ایک اس کا قائم مقام مقرر کر دیا جائے گا۔ جب تین سو میں سے کوئی فوت ہوگا تو تمام مسلمانوں میں سے کسی کو اس کا قائم مقام بنا دیا جائے گا۔ قیامت تک ان کی تعداد کم نہ ہوگی اور انہی کی برکت سے اُمتِ محمدیہ سے بلائیں ٹلتی رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں نے تمہارے باپ آدمؑ سے پہلے ایک آدم کو پیدا کیا اور اسے ایک ہزار سال کی عمر عطا کی۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے مزید پندرہ ہزار آدم پیدا کیے اور ہر ایک کو دس ہزار سال کی عمر عطا کی۔ پھر اُس آدم کو پیدا کیا جس کی تم اولاد ہو۔''

''تفسیر اسرار الفاتحہ'' میں نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ، مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ، شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ اور رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا، ایک مجلس میں اکٹھے ہوئے۔ ان میں صدق کے موضوع پر گفتگو ہونے لگی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''وہ شخص طلبِ مولیٰ کے دعویٰ میں ہرگز صادق نہیں ہے جو اللہ کی طرف سے آنے والی تکلیف پر صبر نہیں کرتا۔'' حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے یہ سن کر فرمایا ''اس بات سے خودی کی بُو آتی ہے، بات اس سے بہتر ہونی چاہیے'' حضرت شفیق بلخیؒ نے فرمایا ''وہ شخص طلبِ مولیٰ کے دعویٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی دی گئی تکلیف میں لذت محسوس نہیں کرتا۔'' حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا ''اس بات سے بھی خود نمائی کی بُو آتی ہے اس سے بڑھ کر کچھ کہنا چاہیے۔'' مالک بن دینارؒ نے فرمایا ''وہ شخص طلبِ مولیٰ کے دعویٰ میں صادق نہیں جو اللہ کی طرف سے دی گئی تکلیف پر اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔'' حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے فرمایا ''وہ شخص طلبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو اللہ کی طرف سے دی گئی تکلیف کو اللہ کے مشاہدہ میں غرق ہو کر بھول نہیں جاتا۔'' یہ فقیر باھُوؒ ان تمام فقرا کے جواب میں کہتا ہے کہ وہ شخص طلبِ مولیٰ میں

صادق نہیں جو اللہ کی طرف سے دی گئی تکلیف اور مشاہدۂ حق تعالیٰ کو بھول کر اللہ تعالیٰ کی ذات میں غرق نہیں ہو جاتا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ امام المسلمین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی خاطر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ امام المسلمین نے اپنے خادم سے کہا کہ ایک طشت کو اچھی طرح صاف کر کے چمکاؤ پھر اس میں شہد بھر کر اس پر ایک بال رکھو اور ان بزرگوں کی خدمت میں پیش کرو۔ خادم نے آپؒ کے حکم کی تکمیل کی۔ امام صاحبؒ نے بزرگوں سے کہا کہ طشت، شہد اور اس کے اوپر رکھے بال پر تبصرہ فرمائیں۔ پہلے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ کی جنت اس طشت سے زیادہ روشن ہے، جنت کی نعمتیں اس شہد کی طرح شیریں ہیں اور پل صراط اس بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔" اس کے بعد شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا (دین) اسلام اس چمکدار طشت سے بھی زیادہ روشن ہے، دائرۂ اسلام میں داخل ہونا اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور دین کی نگہبانی کرنا اس بال سے بھی باریک ہے۔" اس کے بعد امام المسلمین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا علم اس طشت سے زیادہ روشن ہے، مسائلِ فقہ کا علم اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور علم کے نکات اس بال سے زیادہ باریک ہیں۔" اس کے بعد امام المسلمین رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے کہا "مہمانوں کے چہروں کو دیکھنا طشت سے زیادہ روشن ہے، مہمانوں کی خدمت کرنا شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مہمانوں کے دل کی نگہبانی کرنا بال سے بھی زیادہ باریک کام ہے۔" تصنیف 'نافع المسلمین' کے مصنف کہتے ہیں کہ اولیا اللہ کے چہروں کی زیارت کرنا طشت سے زیادہ روشن ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں ہونا شہد سے زیادہ شیریں ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت کی حفاظت کرنا بال سے بھی زیادہ باریک کام ہے۔" تمام اولیا اللہ، حضرت امام صاحب (امام ابو حنیفہ)، ان کے خادم اور کتاب نافع المسلمین کے مصنف کے جواب میں یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا نفس گدھے کا کام ہے، علمِ بے عمل حاصل کرنا بے خبر لوگوں کا کام ہے، مہمانوں کا چہرہ دیکھنا پُر خطر ہے، محبت اور محنت کے بغیر حق تک

پہنچنا مہلک ہے، صدق کے بغیر اسلام پر قدم رکھنا ریا سے بڑھ کر (بُرا عمل) ہے۔ برزخِ اسمِ اللہ ذات اُس طشت سے زیادہ روشن ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا مشاہدہ کرنا شہد سے زیادہ شیریں ہے اور فنا فی اللہ ہو کر اپنی خودی سے آزاد ہو جانا بال سے بھی زیادہ باریک کام ہے۔

باھُوؒ عاقبت باکار باید کارِ دوست
معرفت را مغز باید نی بپوست

ترجمہ: اے باھُوؒ! ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے معرفت کا مغز چاہیے نہ کہ چھلکا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ''اے موسیٰؑ! ایسی عبادت کرو جو میری بارگاہ میں قبولیت کے لائق ہو۔ تُو نے میری خاطر کیا کیا ہے؟'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ''یا اللہ! میں تیری خاطر تیرا علم حاصل کرتا ہوں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور خیرات دیتا ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے موسیٰؑ! یہ سب عبادات تو تیرے وجود کی آسانی، جنت کی نعمتوں کی لذت، نفس اور دوزخ کی آگ سے پناہ کی خاطر ہیں۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ''یا اللہ! وہ کونسی خاص عبادت ہے جو صرف تیرے لیے ہو۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''محبت، اخلاص اور صدق سے اللہ کا ذکر کرنا میری خاص عبادت ہے۔'' ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (النساء۔103)

ترجمہ: پس جب تم نماز ادا کر لو تو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں کے بل (لیٹے) اللہ کا ذکر کیا کرو۔

جان لو کہ لوگ مسائلِ فقہ شوق سے سیکھتے ہیں کیونکہ ان کے بیان سے مال و دولت ہاتھ آتا ہے۔ خفی ذکر تلوار کی طرح ہے جو کافر نفس سے جنگ کرتا ہے۔

باھُوؒ! فقر چیست؟ یعنی خود فنا
از علم پیدا می شود کبر و ریا

ترجمہ: اے باھُوؒ! فقر کیا چیز ہے؟ یعنی خود کو فنا کرنا۔ علم سے وجود میں کبر اور ریا پیدا ہوتی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اَلْحَسَدُ یَأْکُلُ الْحَسَنٰتِ کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبِ

ترجمہ: حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

اے باھُوؒ! وہ کون سی چیز ہے جو دونوں جہانوں سے افضل اور سونے چاندی کے زیورات سے زیادہ قیمتی ہے لیکن عام لوگ اس سے بے خبر ہیں؟ وہ علم ہے جس پر عمل کیا جائے اور ایسا عمل جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے، ایسی معرفت جو توحیدِ حق تعالیٰ کی طرف لے جائے۔ ایسی توحید کہ ہر سانس پاس انفاس سے نکلے، پاس انفاس ایسا کہ جس سے خاص الخاص حق الیقین حاصل ہو، خاص الخاص یقین کا ایسا مرتبہ جو مقامِ لاھُوت میں اس طرح غرق کرے کہ طالب فنا فی اللہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا درست فیض بندے میں جاری ہو جائے۔ اللہ کا درست فیض کیا ہے؟ ایسا فیض جو بندے کو اللہ کی ذات میں مست اور شریعتِ محمدیؐ میں ہوشیار کر کے راہِ فقر پر چلائے اور صاحبِ معرفت، صاحبِ علم، صاحبِ توحید، صاحبِ سکر، صاحبِ شکر، صاحبِ محبت، صاحبِ عشق فنا، موحد، محقق اور اللہ کی رضا میں راضی رہنے والا بنا دے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

علم کثیر آمد و عمرت قصیر
آنچہ ضروری است بآن شغل گیر

ترجمہ: علم بہت زیادہ ہے اور عمر بہت تھوڑی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ کام[1] سرانجام دیا جائے جو سب سے ضروری ہے۔

جب تم ایسے طالب کو دیکھو جس پر کسی ذکر، فکر، مراقبے اور مشاہدے سے راہِ باطن نہ کھل رہی ہو، نہ ہی کسی مقام پر اس کا اعتقاد قائم ہو رہا ہو اور وہ باطن میں اِدھر اُدھر بھٹک رہا ہو تو اسے کہو کہ رات کے وقت یا آدھی رات کو یا رات کے آخری پہر کسی زندہ دل درویش، فقیر، غوث یا قطب جو حیاتِ

---

[1] ذکر و تصور اسم اللّٰہ ذات کے ذریعے اللہ کی پہچان اور قرب حاصل کرنا۔

جاودانی حاصل کر چکا ہو، کی قبر پر جائے اور قبر کے قدموں کی طرف کھڑا ہو کر یا گھوڑے کی طرح قبر پر سوار ہو کر قرآن کی تلاوت کرے۔ یہ قبر اس طالب کو بجلی کی سی تیزی سے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا دے گی یا اللہ تعالیٰ کی توحید و وحدانیت میں غرق کر دے گی۔ البتہ یہ طریقہ اولی الامر مرشد کامل کی اجازت و حکم کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے ورنہ طالب کو اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا اور خالی ہاتھ واپس لوٹ آئے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

❁ اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

ترجمہ: جب تم اپنے کاموں میں حیران ہو جایا کرو تو اہلِ قبور سے مدد مانگ لیا کرو۔

اگر کوئی طالب قبر سے دہشت زدہ ہو جائے تو وہ حق کا طالب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اپنی جان کی طمع رکھتا ہے۔

باھُوؒ جانی بدہ خوش جام نوش
با تو گویم بشنوی ای دل بگوش

ترجمہ: اے باھُوؒ! اپنی جان خوشی خوشی محبوب کے حوالے کر دے اور اس کی محبت کا جام پی لے۔ جو بات میں تجھ سے کہہ رہا ہوں اسے دل کے کانوں سے سن۔

مرشد مہر و محبت بخشنے والے شفیق اور محرمِ اسرار کو کہتے ہیں۔ مرشد تلوار کی مثل ہے اس کے پاس صرف وہی طالب جائے جو اپنا سر تن سے جدا کروا سکتا ہو۔ مرشد چھری کی طرح ہے اس کے پاس صرف وہی طالب جائے جو خود کو ذبح کروانے کا حوصلہ رکھتا ہو۔ مرشد ملک الموت کی طرح ہے جیسا کہ عزرائیل؛ جس طالب کو اپنی جان کی طمع نہ ہو وہی طالب مرشد کے پاس جائے۔ مرشد فاقہ و فقر کے گھر کی مثل ہے۔ جو طالب فاقہ کشی کر سکتا ہو صرف وہی مرشد کے پاس جائے۔ مرشد سولی کی مثل ہے، جو طالب سولی چڑھ سکتا ہو صرف وہی مرشد کے پاس جائے۔ مرشد آگ کی طرح ہے، صرف وہ طالب اس کے پاس جائے جو اپنے کافر نفس کو آگ میں جلا سکتا ہو۔ جب طالب مرشد کی بارگاہ میں جائے تو اسے چاہیے کہ مرشد کے لیے دل میں خلوص و محبت رکھے نہ کہ نیکی و بدی

پر نظر رکھے۔ پس نیکی اور بدی کی تحقیق جاسوس طالب کا کام ہے، طالبِ مولیٰ ایسا نہیں کرتے۔ ایک بزرگ کے پاس ایک ہزار ایسے صاحبِ مراتب طالب تھے جو چلتے پانی پر مصلّٰی بچھا کر نماز ادا کر سکتے تھے۔ کسی نے ان بزرگ سے پوچھا کہ آپ کے پاس کتنے طالب صاحبِ اعتقاد ہیں؟ بزرگ نے کہا ''تم خود جاؤ اور تحقیق کرلو۔'' وہ شخص کچھ وقت ان طالبوں کے ساتھ رہا اور تحقیق کی، پھر بزرگ سے کہا کہ ان ہزار طالبوں میں سے چالیس طالب خاص اور صاحبِ اعتقاد ہیں۔ بزرگ نے پوچھا ان چالیس میں سے کتنے خالص ہیں؟ اس شخص نے کہا ''بیس''۔ بزرگ نے پوچھا ''ان بیس میں سے'' اس شخص نے جواب دیا ''دس''۔ بزرگ نے پھر پوچھا ''دس میں سے کتنے''؟ اس شخص نے جواب دیا ''پانچ''۔ بزرگ نے پھر پوچھا ''پانچ میں سے کتنے''؟ اس شخص نے جواب دیا ''دو'' اور ان دو جیسے طالبِ مولیٰ روئے زمین پر کم ہی ہیں۔ اس پر بزرگ نے جواب دیا ''تمہارے پاس وہ نظر ہی نہیں ہے جس سے طالبوں کو پرکھا اور پہچانا جا سکے۔ میری ہلاکت کے لیے ان دونوں کی گواہی کافی ہے۔''[1] اے باھُوؒ! ایسے لائقِ اسرار طالبِ مولیٰ کا ملنا مشکل ہے جسے اللہ کے رازوں سے نوازا جا سکے۔ اس زمانہ میں زیادہ تر طالب راہِ فرار اختیار کرنے والے ہوتے ہیں یا ان کی طلب کمینی دنیا اور اس کا آرام ہوتا ہے۔

باھُوؒ! طالبانِ این زمانہ دون بدون
طالبان را نیست طلبش بی چگون

ترجمہ: اے باھُوؒ! اس زمانہ کے طالب کمینے اور کم ہمت ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طلب ہی نہیں ہے۔

---

[1] یہاں ہلاکت سے مراد مرشد کی وہ سرزنش ہے جو اسے بارگاہِ حق سے ناقص طالب پیش کرنے پر وصول کرنی پڑتی ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ ایسے طالب کی تلاش میں ہوتا ہے جسے وہ امانتِ الٰہیہ سونپ کر اپنی گردن اس بار سے آزاد کرلے۔ اس مقصد کے لیے مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ اپنے تمام طالبوں کو جانچتا ہے پھر تیار کردہ طالبوں کو بذریعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہِ حق تعالیٰ میں پیش کر دیتا ہے۔ اگر طالب صادق ہوں تو مرشد کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی لیکن اگر طالب ناقص ہوں تو مرشد کے لیے سرزنش کا باعث بنتے ہیں۔

اہلِ دکان، صاحبِ طمع اور صاحبِ نفس مرشد بہت ہیں لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی طالب نیک کردار ہوتا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء۔59)

ترجمہ:اطاعت کرو اللہ کی ،اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اور اطاعت کرو اس کی جو تم میں اولی الامر[1] ہے۔

پس مرشد اللہ کے حکم کی مثل ہے یعنی مرشد قضائے الٰہی ہے اور فرمانبردار طالب عشق میں اپنی جان جلا کر راکھ کر دینے والا ہوتا ہے۔ مرشد سمندر کی طرح ہے اور طالب موج کی طرح ہے، نہ موج سمندر سے جدا ہوتی ہے اور نہ سمندر موج سے جدا ہوتا ہے۔ مرشد کی ذات میں طالب کو اس طرح فنا ہونا چاہیے جس طرح موج سمندر میں ہوتی ہے۔ مرشد آنکھ کی طرح ہے اور طالب نظر کی طرح ہے۔ نہ نظر آنکھ سے جدا ہوتی ہے اور نہ ہی آنکھ نظر سے جدا ہوتی ہے۔ علم شہد کی مثل ہے اور فقر شہادت کی مثل۔ علم میں مفت کھانا، پینا، پہننا، آسائشیں اور آرام ہے۔ علم صرف زبان کی سرگردانی ہے جبکہ فقر فاقہ میں جان کی قربانی ہے۔

علم کز ترا نہ بستاند
جہل از آن علم بہ بود بسیار

ترجمہ: جو علم تیرا باطن نہ سنوار سکے ایسے علم سے جہالت بہتر ہے۔

علم سیدھے راستے پر چلنا ہے اور جہالت گناہوں میں خوار ہونا ہے۔ فقر ایسا دریا ہے جو دل میں جاری ہوتا ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا ''جوہرِ جہالت کی خرید و فروخت شیطانی کام ہے۔ جوہرِ علم کو پہچاننا رحمانی کام ہے۔ جوہرِ فقر کی کان لامکان ہے۔ جوہرِ حیوان کھانا پینا اور اپنی جان بچانا ہے۔''

باھُوؒ کا جواب ہے ''جوہرِ علم زبان اور آنکھ میں ہے، جوہرِ فقر سینہ اور جان میں ہے، جوہرِ جہالت

[1] اولی الامر سے مراد ''امام الوقت'' یعنی انسانِ کامل مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ ہے۔

پریشان دماغ میں ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا ۔ شیطان مکمل ظلمت ہے۔ فقر کے لیے سب سے پہلے ''الف'' یعنی اِلٰہٌ وَّاحِدٌ[1] کی الوہیت چاہیے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ پھر چار ''ب'' چاہیے جن میں اوّل ''ب'' بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی برکت ہے، دوم ''ب'' بنیادِ اسلام ہے، سوم ''ب'' بدی کو چھوڑنا ہے اور چہارم ''ب'' نفس کو خواہشات سے باز رکھنا ہے۔ پھر سات ''ت'' چاہئیں جن میں پہلی ''ت'' سے ترک، دوسری ''ت'' سے توکل، تیسری ''ت'' سے تکبیرِ تحریمہ، چوتھی ''ت'' سے تواضع، پانچویں ''ت'' سے تسلیم، چھٹی ''ت'' سے تکبّر سے نجات اور ساتویں ''ت'' سے موت کے لیے تیار رہ کر قبر سے باخبر رہنا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اگر عالم، عامل اور فقیرِ کامل نہ ہوتے تو سارے جہان میں بچے کھیل کود میں، جوان تکبر، مستی اور خواہشاتِ نفس میں، بوڑھے غیبت اور جھوٹ بولنے میں مشغول رہتے۔ نہ بچے کھیل تماشے سے باز آتے، نہ جوان مستی و ہوا سے اور نہ بوڑھے غیبت سے باز آتے۔ ادب خاموشی ہے، ذکر دل کا جوش میں آنا ہے اور صبر خون کے گھونٹ پینا ہے۔ خودفروشی سے بہتر بے ہوشی ہے۔ فقیر کو دریا نوش ہونا چاہیے یعنی شدید سکر کی حالت میں بھی خاموشی اختیار کیے رکھے۔

ز ہجرت الف و سی بودند پنج بودند و ہم پنجاہ
درعمل اورنگ زیب شاہ شد این نکتۂ وحدت الٰہ

ترجمہ: وحدتِ الٰہی کے اس نکتہ (یعنی کتاب عین الفقر) کو اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ حکومت میں 1085ھ میں لکھا گیا ہے۔

یہ کتاب ''عین الفقر'' حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین فنا فی اللہ بقا باللہ ''ھُو'' کے ساتھ واصل سلطان باھُوؒ ولد بازید رحمۃ اللہ علیہ عرف اعوان ساکن ڈیرہ سارنگ خان بلوچ کی تصنیفِ لطیف ہے۔

لوگوں کی حالت اس مادرزاد اندھے کی طرح ہے جو قبر تک تو پہنچ جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی معرفت

---

[1] اللہ ہی واحد معبود ہے۔

سے بے خبر ہی رہتا ہے۔

باھُوؒ! حقیقت بد مردم از من چہ پرسی
بدش بدکار آن کرسی بکرسی

ترجمہ: اے باھُوؒ! تو ان بُرے لوگوں کی حقیقت مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔ یہ تو نسلوں سے بدکاری میں مبتلا ہیں۔

اس کے برعکس اہلِ معرفت اپنی جان جلا کر وحدتِ حق تعالیٰ حاصل کرتے ہیں۔ وَاللّٰہ اعلم بالصواب۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَلِحَامِلِہٖ وَلِقَارِیْہِ وَلِمَنْ نَّظَرَ فِیْہِ بِحُسْنِ الْاِعْتِقَادِ

ترجمہ: اے اللہ! اس کتاب کو لکھنے والے، اس کو رکھنے والے، اس کو پڑھنے والے اور حسنِ اعتقاد سے دیکھنے والے کی مغفرت فرما۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ نُوْرِہٖ وَسِرِّ سِرِّہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

عین الفقر

فارسی متن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ o لَمۡ یَزَلۡ وَلَا یَزَالُ o ''یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ'' قولہٗ تعالیٰ ''لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ۚ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ'' درود بر سیّد السادات اشرفِ کُل مخلوقاتِ ہژدہ ہزار عالم رسول الھدیٰ و دین الحق۔ حدیثِ قدسی ''لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ'' نعت اوست قولہٗ تعالیٰ ''قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ'' ہم ذاتِ او است مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ o بدانکہ این کتاب را نام 'عین الفقر' نہادہ کہ طالبانِ اللہ وفقراءِ فنا فی اللہ را در ہر مقام از خاص و عام مبتدی و متوسّط و منتہی بہرۂ عظیم طریقِ صراطِ مستقیم سِرِّ اسرار مشاہدت تجلّیاتِ نور انوارِ توحید عین ذات' علم الیقین عین الیقین حق الیقین حق تعالیٰ محبّت کند۔ حدیثِ قدسی ''کُنۡتُ کَنۡزًا مَخۡفِیًا فَاَحۡبَبۡتُ اَنۡ اُعۡرَفَ فَخَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ لِاُعۡرَفَ'' ثابت قدم بشناسد و خلاف از راہِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شرع شریف نکند و از راہِ راستی غلط نورزد و در استدراج و بدعت نیفتد۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا سَنَسۡتَدۡرِجُھُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ'' قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''کُلُّ طَرِیۡقَۃٍ رَدَّتۡھَا الشَّرِیۡعَۃُ فَھِیَ زِنۡدِیۡقَۃٌ'' ہر راہی کہ او را ردّ کند شریعت پس آن راہِ کفر است از راہِ شیطانی و ہواءِ نفسانی و دنیا دُون راہزن۔ عالمیان خبردار باشند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مَنۡ طَلَبَ شَیۡئًا فَلَا تَجِدۡ لَہٗ خَیۡرًا وَمَنۡ طَلَبَ الۡمَوۡلٰی فَلَہُ الۡکُلُّ''۔ کسی کہ جوید چیزی را پس نیابد در آں چیزی خیر و کسی کہ جوید مولیٰ را پس برائے او ہمہ چیز است۔ این چند کلمہ بجہتِ سلک سلوک طیر سیر صوری و معنوی مقصود فقر ''فَفِرُّوۡا اِلَی اللّٰہِ'' مطلوب و طالبِ دنیا ''فَفِرُّوۡا مِنَ اللّٰہِ'' مردُود۔

ابیات:

پیکرِ من از توحیدش شد توحیدش در توحید
عین ازان توحید مطلق ماسویٰ دیگر ندید
بُرد بالا عرش و کرسی باشریعت شاہراہ
ہر مقامش خوش بدیدم سِرِّ وحدت از اِلٰہ
ہر حرف توحید بینی ہر سطر توحید بین
باش دائم در مطالعہ تا شوی حق الیقین

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''کُلُّ اِنَآءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ'' بدانکہ میگوید فقیر باھُوکہ روندگانِ راہ آگاہ باشند کہ خدا تعالیٰ در مشرق و مغرب و جنوب و شمال و تحت و فوق نیست خدا تعالیٰ در آفتاب و مہتاب' در آب و آتش و خاک و باد نیست' خدا تعالیٰ در شب و روز گفتگو از علم آموز در جہل قیل و قال نیست' خدا تعالیٰ در وقت و حال و در خط و خال نگریستن در صورت جمال نیست' خدا تعالیٰ در ورد وظائف و تسبیح حروف نیست' خدا تعالیٰ در زہد و تقویٰ پارسائی بہر در گدائی نیست' خدا تعالیٰ در دلق پوشی' لب بستہ خاموشی نیست' دانا و آگاہ باش! سِرِّ خدا تعالیٰ در سینۂ صاحبِ راز است۔ اگر بیائی در باز است و اگر نیائی حق بے نیاز است۔

مثنوی

ای سِرِّ تو در سینۂ ہر صاحبِ راز پیوستہ در رحمتِ تو برہمہ باز
ہرکس کہ بدرگاہِ تو آید بہ نیاز محروم ز درگاہِ تو کی گردد باز

قدرتِ توحید دریائی وحدتِ الٰہی در دلِ مومن سکونت گرفتہ۔ کسی کہ خواہد حق حاصل کند و بخدا واصل شود اوّل طلب مرشدِ کامل مکمّل کند کہ آن صاحبِ گنجینۂ دل است۔ از تصوّر و تاثیر اسم اللہ ذکرِ اللہ وجودِ فقیر نور است۔ ہر کہ محرمِ دل شود از نعمتِ حق تعالیٰ محروم نماند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''لِمَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ یَتَّخِذُہُ الشَّیْطٰنُ''۔ دل چیست؟ وسیع از چہاردہ طبقات است۔ حدیث قدسی ''لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَآئِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ فِیْ قَلْبِ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰٓی اَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ''۔

مرشدِ کامل را چہ نشان است؟ طرفہ زد بگذارند از ہر دو جہان۔ مرشدِ کامل را چہ نشان است؟ چشم زد مستغرق کند در مقامِ فنا فی اللہ نہ قصہ خوان نہ ذکر بر زبان است۔ مرشدِ کامل را چہ نشان است؟ یک نظر او بہ از عبادت جاودان

است۔ مرشد کامل را چہ نشان است؟ دست بدست رساند آنجا کہ امن الامان است۔قولہٗ تعالیٰ ''وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا'' ای مردک! سعی بکن کہ از مرتبۂ مردک بگذری و بمرتبۂ مرد رسی۔ مرتبۂ مردک چیست و مرتبۂ مرد کیست؟ مرتبۂ مردک آنست کہ دوام محاربہ کند باعدائے اللہ تعالیٰ کہ نفس وشیطان است ومرتبۂ مردِ غازی آنست کہ یکبارگی سرِ اغیارِ نفس را از ہوا جدا اندازد کہ از محاربۂ او ایمن شود یعنی باستقامت رسد کہ استقامت بہ از کرامت ومقامت۔ مرشدِ کامل را چہ نشان است؟ طالبانرا بخشد حضوریٔ حق۔ بجز حضوری ذکر دادن طالبانرا صد گناہ و ہزاران زیان است چرا کہ مرشدِ کامل صاحبِ استغراق است و ذکر نامِ دُوری ہجر وفراق است۔ صاحبِ مسمّٰی راچہ تعلّق باسم؟ پس مرشدِ کامل مکمّل واصل آنرا گویند کہ از غیر ماسوٰی اللہ بیرون کشد و دفتر پریشان بشوید و ریاضتِ ریا رانجوید۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ'' این راہ ریاضتِ راز در کار است نہ گفت وشنود وعظ نصیحت۔قولہٗ تعالیٰ ''اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ '' ای صاحبِ علم جہال! یک نظر مرشد کامل مکمل بہتر است از عبادتِ ہزار سال چرا کہ در علم سردردی سر بسر قیل وقال است و در نظرِ صاحبِ نظر تمام معرفتِ وصال است۔ اگر مرشدِ کامل مکمّل طالبِ اللہ را ریاضت کشاند و در زہد وتقویٰ بیارد و اندازہ دوازدہ سال یا بیست چہار سال یا چہل سال و اگر عطا کند بی ذکر فکر بی زہد وتقویٰ طرفۃ ز دوصال۔ جائیکہ حال احوالِ لازوال استغراقِ فنا فی اللہ بقا باللہ وصال آنجا چہ حاجت مشقت مدتہا سال؟

بیتِ باھُوؒ:

اسم و جسم یک شدہ با یک وجود آنچہ بودہ سرِّ پنہان رخ نمود

دریں مقام جز غیر ماسوٰی اللہ دیگر حرام۔ اسم با جسم پیوست وجسم باسم۔

چنان کن اسم را در جسم پنہان کہ میگردد الف در بسم پنہان

طالبِ اللہ اسمِ اللہ را بمثلِ جامہ می پوشد چنانچہ جان است و در آں زندگی ''ھُوَ'' نشان است ذات با ذات وصفات با صفات۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَہٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَہٗ بِالۡفَنَآءِ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالۡبَقَآءِ'' دم باقدم باید وقدم بادم۔

بیت:

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانیؒ کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانیؑ

جوابِ باھُوؒ:

بسی صد سالہا باید فنا فی اللہ شود فانی دمی نامحرم است آنجا غلط گفتہ است خاقانیؒ

بعضی فقیر در ذکر اَللّٰہُ مشغول صاحبِ تاثیر، فیض نظر، روشن ضمیر، بر نفس امیر اند۔ از دنیا وطمع فارغ وتارک واز ہواءِ

نفس وشیطان فارغ۔ راغب برازق ونصیب مقرب اللہ حبیب۔ این چنین فقیر ذاکر حسن فی الدّارین وبعضی فقیر دراسم اللہ مشغول از برای غوغا خلق مشہور بانفس اسیر۔ مردم را بدامِ درم دنیا دام گیرد و ہر دو را از ذکر دنیا معلوم باید کرد از داد وستد دنیا شناس کہ فقیر کامل ذکر دنیا بحقارت کند کہ از ذکر او دل صفائی گیرد و فقیر طالبِ دنیا ذکر دنیا باخلاص کند کہ از ذکر آن بدنیا محبت پیدا شود۔

بشنو! جاہل را جامہء جہل است وجامہء جہل جامہء شیطان است وعالم را جامہء علم است وجامہء علم دانش کلام اللہ از جہلِ شیطان نگہبان است وفقیر را جامہء نور معرفت سرِّ سبحانی طیر سیرِ ہر دو جہان است۔ جاہل را جامہ مقہور است وعالم را جامہ مغفور است ودرمیانِ عالم وجاہل وفقیر بیک دیگر ہمیں فرق است کہ جاہل عام وعالم خاص وفقیر عارف باللہ خاص الخاص است۔ از وجود جامہء جاہل سخنِ شرک وکفر وجہل وبدعت می برآید واز وجودِ جامہء عالم سخنِ علمِ قال اللہ وقال الرسول نص وحدیث می برآید۔ از وجودِ جامہء فقیر بہر سخن اسمِ اللہ‘ معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ جمالِ الٰہی می برآید۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ’’کُلُّ اِنَآءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ‘‘۔ قولہٗ تعالیٰ ’’وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ‘‘

بشنو! مرشد یکہ فنا فی اللہ صاحبِ حضور است‘ غرق کردن بوحدت وبردن حضور درمجلسِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشرّف وسرفراز کردن آنرا چہ مشکل ودُور است؟ چرا کہ از ذکر فکر زہد تقویٰ حضور کردن آسان تر است۔ سودا مست دست بدست‘ طالبِ اللہ را دست گرفتہ حضور بُرد وسپارد۔ مرشد یکہ این قدر قوت ندارد آنرا مرشد نتوان گفت بلکہ راہزن است وراہزن زن را گویند وشیطان نیز صورتِ زن شود۔ قولہٗ تعالیٰ ’’یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ‘‘

دست مردی گیر تا مردی شوی　　　جز بمردان نیست راہ راہبری

امّا شرط آنکہ طالبِ اللہ آنچہ بعین بیند عین بیند چرا کہ نامِ اللہ ہادی است وخدا تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را برائی ہدایت پیدا کردہ است وشیطان صورتِ اہلِ ہدایت نتوان شد۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ’’اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ o مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقِّ‘‘۔ قولہٗ تعالیٰ ’’اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ‘‘ پس مرشدِ کامل مکمّل متابعتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم است ومرشدِ ناقص مثلِ شیطان است۔ چون طالبِ اللہ را بانظر صاحبِ نظر ذکر جاری ودل بیداری بیگمان جاری گردد ونفس را سوزش وخواری گردد ومردم ہمسایہ دیوانہ گویند‘ از خَلق بیگانہ گردد وباخدا یگانہ وبازبان این ترانہ از شوق میگوید۔

بیت:

باھُوؒ! ردّ خلقیم ہر کہ بیند رد　　　رد خَلق است فقر لایرد

قال علیہ السلام ’’لَا یَشْغَلُھُمْ شَیْیئٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالیٰ طَرْفَۃُ الْعَیْنِ‘‘

باھُوؒ! ہر دو جہانش یاد نیاید　　　از ہر دو جہان آزاد برآید

قولہٗ تعالیٰ "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی"۔ سالک نیز دو قسم است، سالک مجذوب و محبوب سالک۔ فقیر ازین ہر دو خارج است مالک الملکی محبوب صاحبِ وہم و صاحبِ تصرف۔ چوں باین مرتبہ رسد وحشت پیش آید۔ باحق انس گیرد و از غیر ماسویٰ اللہ فرار گیرد، مشتاقِ اشتیاق شب و روز سوزش و فراق و نفس او ہلاک چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرمودہ است "تا پسرانِ خود را یتیم نکنی و زنانِ خود را بیوہ نکنی و بمثلِ سگان بر خاک نخسپی و خانہ در راہِ خدا تصرّف نکنی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ورد نخوانی یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ دوستی ظاہر و پنہانی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کجا راضی شود بر تو یار جانی؟" چرا کہ فقیر باھُو میگوید کہ در راہِ فقر استقامت باید نہ ہوائے نفس و کرامت کہ استقامت مرتبہٗ خاص است و کرامت مرتبہٗ حیض و نفاس است۔ بشنو! ای یار، طالبِ اللہ را با حیض و نفاس چہ کار؟ اوّل دل سلیم کُن بعدہٗ بحق تسلیم کُن۔ بیت

کُشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "لَایَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ فِيْ بَيْتِ الْكَلْبِ" دل بمثلِ خانہ است و ذکر بمثلِ فرشتہ است و نفس بمثلِ سگ است۔ دلیکہ بحُبِّ دنیا و ظلماتِ خطراتِ شیطانی پُر ہوا و ہوس نفسانی باشد نظرِ رحمت اللہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نیابد۔ آن دلیکہ برو نظر رحمت اللہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نباشد آن دل سیاہ و گمراہ پُر حرص حسد کبر باشد۔ از حسد قابیل ہابیل را کشت و از حرص حضرت آدم علیہ السّلام را از بہشت بدر کشیدند کہ دانہ ٔ گندم خورد و از کبر ابلیس را بمراتب "عَلَيْهِ لَعْنَتِيْ" رسانیدند۔ پس دلیکہ خانہ ٔ ہوس است ہمیشہ با حرص حسد کبر مغرور و پریشان است بہرِ دنیا ذل۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ لَا يَسْعَانِ فِيْ قَلْبٍ وَّاحِدٍ كَالْمَآءِ وَالنَّارِ فِيْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ"۔

بیت:

بر زبان اللہ و در دل گاؤخر
این چنین تسبیح کی دارد اثر

فقیر آنست کہ ہر دو چشم پوشد و از ہژدہ ہزار عالم تماشای ہر دو جہان بیند۔ قولہٗ تعالیٰ "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ فَقْرِ الْمُكِبِّ"۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا تعالیٰ پناہ دہد از آن فقر کہ سرنگون پیشِ اہلِ دنیا بہرِ دنیا۔ فقیری کہ زر و سیم و درمِ دنیا بسیار دارد و بر آن استغنا کند ہم چون فرعون و بخل کند ہم چون قارون و فخر کند ہم چون نمرود و دنیا را عزّت دہد ہم چون شدّاد۔ قولہٗ تعالیٰ "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ" بشنو! ترا خدا تعالیٰ

شرف دادہ است قولہٗ تعالیٰ ''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ'' واز برائی عبادتِ خود آفریدہ است۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ'' اَیْ لِیَعْرِفُوْنَ پس عابد و عارف آنست کہ خود را تا باین عبادت رساند۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ''۔ قال الشیخ محی الدّین رحمۃ اللہ علیہ ''مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ حُصُوْلِ الْوَصُوْلِ فَقَدْ كَفَرَ وَاَشْرَكَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى''۔ بشنو! کسیکہ از مراتبِ عبودیّت بگذرد و بمقامِ ربوبیّت فنا فی اللہ شود صاحبِ مشاہدہ آنرا بعبادت چہ کار؟

بے سر بینم خدا مثلش کجا   زانمقام خود نہ وصلش کجا

تا نگردی از خود فنا   کجا رسی با لِیْ مَعَ اللّٰه سر ہوا

قال علی کرم اللہ وجہہٗ ''مَا نَظَرْتُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ فَهُوَ فِيْهِ عَيْنُ''

حدیثِ قدسی ''اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فَلْيَظُنَّ بِیْ مَا يَشَآءُ'' یعنی من نزدیکِ گمانِ بندۂ خود ہستم کہ با من گمان میدارد۔ پس بگوای پیغمبر ما بندہ را کہ گمان دارد با من چنانکہ خواہد او چون عین بعین ذات خود معائنہ کند اہلِ عین یابد۔ قولہٗ تعالیٰ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اما درین راہ اہلِ انسان باید کہ ببیند وچشم بکشاید۔ حدیثِ قدسی ''خُلِقَتِ الْحِمَارُ بِصُوْرَةِ الْبَشَرِ'' کسیکہ معرفت ندارد اگر چہ ہزار کتاب بخواند و سلکِ سلوکِ تصوّف نمی داند زبانِ زندہ دلِ مُردہ حامل علم مرکب بار بردہ۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ''۔ بیت:

ہر کہ جانِ خود را فروخت اسمِ اللہ را خرید

ہر کہ اسمِ اللہ خرید بعین العیان دید

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''تَفَكَّرُوْا فِیْ اٰيٰتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِیْ ذَاتِهٖ''۔

بیت:

او ز شہرگ نزدیک چون گویند دُور

تو ازو بس دور تر او باحضور

قولہٗ تعالیٰ ''وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ'' اللہ تعالیٰ با تو ہمراہ وتو کورچشم ازو گمراہ قولہٗ تعالیٰ ''وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى'' اگر چہ مردم علم بہرِ دنیا خواندہ اند ودر روز معاش آشنائی بادشاہ ماندہ اند۔

قولہٗ تعالیٰ ''اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝'' علم آنست کہ در سینہ بود نہ در سینہ کہ از و حسد وکینہ پیدا شود۔ بشنو! ای اہلِ حق شناس! پیوستہ با خدا باش و ہر چہ از غیر ماسویٰ اللہ از لوحِ ضمیر بتراش کہ بجز ذاتِ حق دیگر نماند۔ قولہٗ تعالیٰ ''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ'' رخ نماید۔

بیت:

او مرا داند مرا بیند بما او خوش نظر

حق وحدت را چہ داند گاؤخر

چون اسم اللہ بر دل منقش گردد تجلیٔ اسم اللہ بر دل غالب وسوز ان شود و نفس مغلوب شود "یُمِیْتُ النَّفْسَ وَ یُحْیِ الْقَلْبَ" مقامِ وحشت پیدا شود۔ قولِ غوث محی الدین قدس سرہٗ العزیز "اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ"

بیت باھُوؒ:

اسم اللہ شد ہویدا بر جبین

برزخ فی اللہ بُرد حق الیقین

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلدُّنْیَا لَکُمْ وَ الْعُقْبٰی لَکُمْ وَ الْمَوْلٰی لِیْ" پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود "دنیا باشد باشما و عقبیٰ باشد باشما مرا مولیٰ بس است"۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "مَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا فَلَہُ الدُّنْیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَلَہُ الْعُقْبٰی وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ" حدیثِ قدسی "دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالْ"۔

بیت:

از دل برون کشیم غمِ دنیا و آخرت

یا خانہ جائی رخت بود یا خیالِ دوست

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ" ہمہ اوست درمغز و پوست۔ پس عارف باللہ را ہر چہ از زبان برآید اسم اللہ برآید و ہرطرف کہ بیند اسم اللہ رابیند۔ قولہٗ تعالیٰ "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ" و ہرچہ بشنود اسم "اللہ" بشنود۔ "اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ" درین مقام عاشق را از فقر فخر حاصل شود۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ فَاَفْتَخِرُ بِہٖ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ"۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَآءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ" حدیثِ قدسی "مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَقِیْرٍ وَیَسْمَعُ کَلَامَہٗ یَحْشُرُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ"۔ حدیثِ قدسی "اَنَا جَلِیْسٌ مَّعَ مَنْ ذَکَرَنِیْ" یک مسئلہءِ فقہ آموختن از عبادت ثواب یک سالہ بہتر است و یک دم با خدا تعالیٰ عزّوجلّ مشغول بودن بذکر اللہ از ہزار مسئلہءِ فقہ ثواب افضل تر است۔ چرا کہ خواندنِ فقہ بناءِ اسلام و تلاوتِ قرآن عبادتِ ظاہری تمام وقت قضا باز بدست آید لیکن دمِ قضا باز نیاید۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "مَنْ لَّمْ یُؤَدِّ فَرْضَ الدَّائِمِ لَمْ یَقْبَلُ اللّٰہُ فَرْضَ الْوَقْتِ" فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم "کسی کہ ادا نکند فرضِ دائمی را خدا تعالیٰ قبول نکند فرضِ وقتیٔ او"۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَةٌ وَکُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ

تَعَالٰی فَھُوَ مَیِّتٌ"۔

ابیات:

نگہدار دم را کہ عالم دمیست
دمی پیش دانا بہ از عالمیست
مکن عمر ضائع بافسوس و حیف
کہ فرصت عزیزست و الوقت سیف

چون وقت جان کندن رفیق دم بتوفیقِ الٰہی بجز طلبِ اللہ دیگر گمراہی۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "طَلَبُ الْخَیْرِ طَلَبُ اللّٰہِ وَ ذِکْرُ الْخَیْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ"۔ قولہٗ تعالیٰ "وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَ کَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا" حدیثِ قدسی "مَنْ طَلَبَنِیْ فَقَدْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَعَلَیَّ دِیَّتَہٗ وَاَنَا دِیَّتَہٗ" خدائی تعالیٰ جل شانہٗ میفر ماید ہر کہ طلب کند مرا بیابد مرا و ہر کہ بیابد مرا بشناسد مرا و ہر کہ بشناسد مرا دوست گیرد مرا و ہر کہ دوست گیرد مرا عاشقِ من شود و ہر کہ عاشقِ من شود اورا می کشم، و ہر کہ من اورا بکشم پس دیّتِ او بر من لازم آید، پس دیّتِ او منم کہ من اورا باشم۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ فِیْہِ وَجَدَہٗ"۔ حدیثِ قدسی "اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْٓ اٰدَمَ مُضْغَۃً وَّمُضْغَۃٌ فِیْ فَوَادٍ وَفَوَادٌ فِیْ قَلْبٍ وَقَلْبٌ فِیْ رُوْحٍ وَرُوْحٌ فِیْ سِرٍّ وَسِرٌّ فِیْ خَفِیٍّ وَخَفِیٌّ فِیْ اَنَاءٍ"۔ چون فقیر فنا فی اللہ درین مقام رسد کہ در اَنا در آید سکر غالب شود و نورِ توحید سہ قسم انوار زند۔ یک قسم بر جبین، دوم قسم در چشم و سوم قسم در دل۔ اگر سہ قسم عبادت بردارد در معرفت بماند و اگر نہ سلب شود جبین بر سجدہ و نظر بر شریعت و تصدیقِ دل در متابعتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ و در اَنا نیز دو قسم می شود، یک قسم "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" دوم قسم "قُمْ بِاِذْنِیْ" چنانکہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ گفت "سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ" و منصورؒ گفت "اَنَا الْحَقُّ" انا سرّیست، ہر کہ فاش کند سرّ سرّ را بگیرد۔ چون پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درین مقام رسیدند، فرمودند "سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ"۔ پس معلوم شد کہ این مقام خام است پیش تر باید رفت بمقام "لَا تَخَفْ"۔ قولہٗ تعالیٰ "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" دانا و آگاہ باش کہ این فقر فخرِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم است۔ قولہٗ تعالیٰ "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ"۔ "قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ" مرتبۂ عیسیٰ علیہ السلام و "قُمْ بِاِذْنِیْ" مرتبۂ اُمتِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام را توحید بر زبان است و اُمّتِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را تمام توحید از سر تا قدم توحید از دل و جان است، نہ خدا و نہ از خدا جدا چنانکہ آتش و اخگر، چنانکہ طعام و نمک۔ ہرچہ در نمک افتد ہمہ نمک گردد۔ چنانکہ آب و

شیر ہم چنان است در وحدت فقیر۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ''۔

قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۝ لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ''۔ چون پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درین مقام رسید ند تعبّد وشکرانہ بسیار کشید ند' پس دیگری چہ باشد؟ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِلظَّاہِرِ فَھُوَ بَاطِلٌ''۔

بیت:

علم را آموز اوّل آخر اینجا بیا
جاہلانرا پیشِ حضرت حق تعالیٰ نیست جا

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مَنْ تَزَھَّدَ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَھُوَ جُنَّ فِیْ اٰخِرِ عُمْرِہٖ اَوْمَاتَ کَافِرًا''۔

بیت:

علمِ حق نور است روشن مثلِ او انوار نیست
علم باید باعمل علمش کہ بر خر بار نیست

قولہٗ تعالیٰ ''فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ''

بیت:

علمِ باطن ہم چو مسکہ علمِ ظاہر ہم چو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

علم آنست کہ بمعلوم برساند باخبر والّا نہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ''۔

بیت:

علمی کہ راہ بدوست بُرد در کتاب نیست
اینہا کہ خواندہ ایم ہمہ در حساب نیست
گردل عنان صحبت جانان گرفت یافت
عمریکہ پای رحلت او در رکاب نیست

قولہٗ تعالیٰ ''کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا''

بیت:
ز اہلِ مدرسہ اسرارِ معرفت مطلب
کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد

حدیث ’’قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یا اَبا ذَرٍّ غِفَارِیْ تَمْشِیْ وَحْدَکَ فَاللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ
السَّمَآءِ فَرْدٌ وَّ اَنْتَ فِی الْاَرْضِ کُنْ فَرْدًا۝ یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَ یُحِبُّ الْجَمَالَ۝ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِیْ مَا غَمِّیْ وَ فِکْرِیْ وَ لِاَیِّ شَیْءٍ اِشْتِیَاقِیْ فَقَالَ اَخْبَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِغَمِّکَ وَ
فِکْرِکَ قَالَ آہْ آہْ آہْ وَ اِشْتِیَاقِیْ اِلٰی لِقَآءِ اِخْوَانِیْ یَکُوْنُ مِنْ بَعْدِیْ شَأْنُھُمْ کَشَانِ
الْاَنْبِیَآءِ وَ ھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ بِمَنْزِلَۃِ الشُّھَدَآءِ یَفِرُّوْنَ مِنَ الْاٰبَآءِ وَ الْاُمَّھَاتِ وَ الْاِخْوَانِ وَ الْاِخْوَاتِ وَ
الْاَبْنَآءِ ابْتِغَاءِ مَرْضَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ ھُمْ یَتْرُکُوْنَ الْاَمْوَالَ لِلّٰہِ وَ یُبَدِّلُوْنَ اَنْفُسَھُمْ بِالتَّوَاضُعِ لَا
یَرْغَبُوْنَ فِی الشَّھَوَاتِ وَ حُصُوْلِ الدُّنْیَا یَجْتَمِعُوْنَ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ مَغْمُوْمِیْنَ وَ مَجْذُوْبِیْنَ مِنْ
حُبِّ اللّٰہِ وَ قُلُوْبُھُمْ اِلَی اللّٰہِ وَ اَرْوَاحُھُمْ مِنَ اللّٰہِ وَ عَمَلُھُمْ لِلّٰہِ اِذَا مَرِضَ وَاحِدٌ مِّنْھُمْ ھُوَ اَفْضَلُ عِنْدَ
اللّٰہِ مِنْ عِبَادَۃِ اَلْفِ سَنَۃٍ وَ اِنْ شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَاذَرٍّ ؓ قَالَ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ
الْوَاحِدُ مِنْھُمْ یَمُوْتُ فَھُوَ کَمَنْ مَاتَ فِی السَّمَآءِ لِکَرَامَتِھِمْ عِنْدَ اللّٰہِ وَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اَزِیْدُکَ یَا اَبَاذَرٍّ
قَالَ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْھُمْ یُؤْذِیْہِ قُمْلَۃٌ فِیْ ثِیَابِہٖ فَلَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ اَجْرُ سَبْعِیْنَ
حَجَّۃٍ وَ عُمْرَۃٍ وَّ کَانَ لَہٗ اَجْرُ مَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعِیْنَ رَقَبَۃً مِنْ اَوْلَادِ اِسْمَاعِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کُلُّ وَاحِدٍ
مِنْھُمْ بِاَثْنٰی عَشَرَ اَلْفَ دِیْنَارٍ وَّ اِنْ شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَاذَرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ
الْوَاحِدُ مِنْھُمْ یَذْکُرُ اَھْلَ الْوُدِ ثُمَّ یَخْتِمُ یُکْتَبُ لَہٗ بِکُلِّ نَفْسٍ اَلْفَ دَرَجَۃٍ اِنْ شِئْتَ اَنْ اَزِیْدُکَ یَا
اَبَاذَرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْھُمْ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ یَعْبُدُ اللّٰہَ فِیْ جَبَلِ
الْعَرَفَاتِ لَہٗ ثَوَابُ مِثْلِ عُمْرِ نُوْحٍ اَلْفَ سَنَۃٍ وَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اَزِیْدُکَ یَا اَبَاذَرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ ﷺ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْھُمْ لَہٗ تَسْبِیْحَۃٌ خَیْرٌ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ اَنْ یَصِیْرَ مَعَہٗ جِبَالُ الدُّنْیَا
ذَھَبًا وَّ فِضَّۃً وَّ ھَبَہَا وَ اِنْ شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَاذَرٍّ ؓ قَالَ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ یَنْظُرُ
اِلٰی اَحَدِھِمْ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مَنْ یَنْظُرُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ مَنْ نَظَرَ اِلَیْہِ فَکَاَنَّمَا یَنْظُرُ اِلَی اللّٰہِ وَ مَنْ
سَتَرَہٗ فَکَاَنَّمَا سَتَرَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ مَنْ اَطْعَمَہٗ فَکَاَنَّمَا اَطْعَمَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَ اِنْ شِئْتَ اَزِیْدُکَ یَا اَبَاذَرٍّ ؓ قَالَ
قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ الْوَاحِدُ یَجْلِسُ اِلَیْھِمْ قَوْمٌ مُّصِرِّیْنَ مُثْقِلِیْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُ مَا
یَقُوْمُوْنَ مِنْ اَحَدٍ عِنْدَھُمْ اِلَّا الْمُخَفَّفِیْنَ فَاعْلَمْ اَنَّ اَرْبَابَ الْقُلُوْبِ یُکَاشِفُوْنَ بِاَسْرَارِ الْمَلَکُوْتِ
تَارَۃً عَلٰی سَبِیْلِ الرُّؤْیَاءِ الصَّالِحَۃِ وَ تَارَۃً فِی الْیَقْظَۃِ عَلٰی سَبِیْلِ کَشْفِ الْمَعَانِیْ بِمُشَاھِدَۃِ الْاَمْثِلَۃِ کَمَا
یَکُوْنَ فِی الْمَنَامِ وَ ھٰذَا مِنْ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَ ھِیَ مِنْ دَرَجَاتِ النُّبُوَّۃِ الْعَالِیَۃِ کَمَا اَنَّ الرُّؤْیَاءِ
الصَّالِحَۃِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃِ اَرْبَعِیْنَ وَ ھِیَ مِنَ النُّبُوَّۃِ فَاِیَّاکَ وَ اِنْ کَانَ خَطَائُکَ یَکُوْنُ مِنَ الْعِلْمِ وَ اِنْ کَانَ

كُلُّ مَا جَاوَزَ حَدَّ قَصُوْرِكَ قَضِيَّةٌ هَلَكَ الْمُتَّخِذَ بَعِيْنٍ وَالْجَهْلُ خَيْرٌ مِّنْ عَقْلٍ يَّدْعُوْنَ بِهٖ اِلَى الْاِنْكَارِ مِنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ الْاَوْلِيَآءُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَنْ اَنْكَرَ ذَالِكَ الْاَوْلِيَاءُ لَزِمَهٗ اِنْكَارُ الْاَنْبِيَآءِ وَكَانَ خَارِجًا مِّنَ الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔"

واین آیت نیز در بابِ فقر است قولہٗ تعالیٰ "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔" واین آیت نیز در بابِ فقر است قولہٗ تعالیٰ "يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ٥ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ٥" واین آیت نیز در بابِ فقر است قولہٗ تعالیٰ "مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ" ودر رسالہ غوث العالم محی الدّین قدس سرّہٗ العزیز رقم است "قال الله لِي يا غوث مُحْيُّ الدِّيْن لَيْسَ الْفَقِيْرُ عِنْدِيْ مَنْ لَيْسَ لَهٗ شَيْءٌ بَلِ الْفَقِيْرُ الَّذِيْ لَهٗ اَمْرٌ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِذَا قَالَ لِشَيْءٍ كُنْ فَيَكُوْنُ ٥ يَاغَوْثَ مُحْيَّ الدِّيْنِ قُلْ لِاَصْحٰبِكَ وَاَحِبْبِكَ فَمَنْ اَرَادَ مِنْكَ حُبِّيْ فَعَلَيْهِ بِاَخْتِيَارِ الْفَقْرِ وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ٥ يَاغَوْثَ مُحْيَّ الدِّيْنِ قُلْ لِاَصْحٰبِكَ اِغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَآءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِيْ وَ اَنَا عِنْدَهُمْ ٥ يَاغَوْثَ الْاَعْظَمِ مُحْيَّ الدِّيْنِ اِذَا رَاَيْتَ الْمُحْتَرِقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَالْمُنْكَسِرِ بِكَثْرَةِ الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبْ اِلَيْهِ فَلَيْسَ حِجَابٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ۔"
یعنی فرمود حق سبحانہٗ وتعالیٰ! یا غوث! نیست فقیر نزدیکِ من کہ نیست او را چیزی مگر آنکہ او را امر است' ہر چیزی را کہ میگوید بشو' میشود۔ یا غوث! بگو اصحابان و یارانِ خود را پس کسیکہ خواہد از شما محبّتِ من براو لازم است کہ اختیار کند فقر را۔ چون کسیرا کہ فقرش تمام شود پس ہمان اللہ ماند۔ یا غوث محی الدّین بگو اصحابان و یارانِ خود را کہ غنیمت دانید دعائی فقیر را بدرستیکہ ایشان نزدیکِ من اند و من نزدیکِ ایشان۔ یا غوث محی الدّین! چون بینی کہ سوختہ بہ آتشِ فقر و شکستہء فاقہ را پس نزدیکِ او شو کہ نیست درمیانِ من واو پردہ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلْفَقْرُ شَيْنٌ عِنْدَ النَّاسِ وَ خَزِيْنَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ"۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلْفَقِيْرُ الشَّقِيُّ خَيْرٌ مِّنْ غَنِيٍّ شَاكِرٍ"۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلْفَقْرُ بِيَاضُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ"۔ چنانچہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ را پرسیدند "یا شیخ! درویشی فقیری چیست؟" فرمود "درویشی فقیری اینست کہ ہژدہ ہزار عالم موجودات سیم و زر بدستِ آنکس بدہند ہمہ را براہِ خدا تعالیٰ تصرّف کند"۔ درویشی فقیری را ہفتاد ہزار مقام است' تا فقیر درویش ہفتاد ہزار مقام را سیر نکند' تماشا نہ بیند و تماشا نہ نماید او را درویش فقیر نتوان گفت۔ تا درویش فقیر جملگی مقام واقف نباشد' از ہر مقام نتواند گزشت او درویش فقیر نیست از برائی خود درویشی کند نہ برائے خدا عزّ وجل۔ ہر جائیکہ گنج است بالای آن مار است و ہر جائیکہ گُل است خار است۔ چون کارِ او از ہژدہ ہزار عالم بگذرد و بالائے عرش رود ہمہ کس را داند۔ در مذہبِ سلوک

درویش فقیر ہمین را گویند۔ چون از ہفتاد ہزار مقام بالا از عرش و کرسی بگذرد مقامِ او در وہم و فہم کس نگنجد آن سرِّ یست میانِ بندہ و مولیٰ۔ کشف آن سرّ کس نتواند مگر خدا عزّ وجلّ کہ آن داناتر است۔

بیت:

چنان غرق گردد بدریای عشق
کہ ہر دم سر از عرش بالا کشد

واین فقیر باھُو میگوید کہ چون شبِ معراج بر براق سوار جبریل علیہ السلام پیش جلوہ دار صورتِ کونین را آراستہ و ہژدہ ہزار عالم را پیراستہ' گرد بگرد دست بستہ پیشِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم استادہ بالا از عرش و کرسی فروتر درمقامِ ''سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مَحْمُوْدًا نَّصِیْرًا قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی'' اعلیٰ بحضورِ حق تعالیٰ رسید، پُرسید یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تماشاءِ کونین ہژدہ ہزار عالم تابع پیشِ تو آوردم و ہمہ موجودات بتو سپردم، ترا چہ خوش آمد و چہ میخواہی؟ گفت ''خداوندا! مرا خوش آمد اسم ذات اَللّٰہُ ومحبتِ تُو و ترا از تو میخواہم''۔ فرمود ''یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) محبتِ من در کدام چیز است و من کدام چیز را میخواہم و نزدیکِ من کدام چیز پسند است کہ قرب تمام دارد کہ درمیانِ ما و او ہیچ حجاب نیست''۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود ''یا خداوندا جلّ جلالہٗ! فقر فنا فی اللہ بقا باللہ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ'' چون پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقر را با حق سبحانہٗ وتعالیٰ یکتا دید' فرمود ''سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَاللّٰہ''۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَآءُ الْاَغْنِیَآءُ''۔ پس پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام را فقر اختیاری بود نہ اضطراری۔ چون حق سبحانہٗ وتعالیٰ پُرسید ''یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ترا کدام چیز ناپسند است؟'' گفت ''خداوندا! ہر آنکہ ناپسند ترا است مرا ہم ناپسند است''۔ فرمود ''مرا کدام چیز ناپسند است؟'' گفت ''خداوندا! دنیا کہ نزدیک تُو قدر دنیا را برابر پَرِ پشہ نیست''۔ پس ہر کہ دنیا را پسند کند' آن ناپسندیدۂ درگاہِ تُو است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِیْھَا مَلْعُوْنٌ اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی''۔ بشنو! فقیر باھُو میگوید کہ فقر سہ حرف است و فقہ نیز سہ حرف است و علم نیز سہ حرف است و عمل نیز سہ حرف است و حلم نیز سہ حرف است و حلیم نامِ خدا تعالیٰ است۔ ہمہ را یکجا جمع بکن و غلولہ بند بساز و در آوند طریقت حقیقت معرفت عشق محبّت بیامیختہ در آبِ شریعت سیراب کن و ساغر از آن نوش کُن' بعد از آن قدم در فقر انداز دو ہر دو جہان را فراموش کُن۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ بجز این اقدام راہ فقر نتوان رفت کہ ہزاران ہزار درین ورطۂ توحید گُم شدہ' جذب خوردہ' رجعت بردہ اند و حسرت خوردہ مُردہ گشتند۔ با شریعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوشیار باش و با خدا تعالیٰ مست در خواب و بیداری و در مستی و ہوشیاری۔

باب اوّل

شرح اسمِ اللہ ذات وتوحید فنا فی اللہ

بشنو! ہر چہار کتاب توریت ، انجیل ، زبور وامّ الکتاب یعنی فرقان ہمہ شرحِ اسمِ اللہ اند۔ اسمِ اللہ چیست؟ یعنی عین ذات پاک بی چون وبی چگون بی شبہ وبی نمون۔ ''قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' ہر کہ اسمِ اللہ خواند حافظ یحب اللہ گشت۔ از خواندن اسمِ اللہ ذکر اَللّٰہُ علمِ لدّ نی واضح گردد۔ قولہٖ تعالیٰ ''وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّھَا''۔ قولہٖ تعالیٰ ''مِمَّا لَمۡ یُذۡکَرِ اسۡمُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ وَ اِنَّہٗ لَفِسۡقٌ ''۔ فرمود حق سُبحانہٗ وتعالیٰ ''چیزی کہ ذکر کردہ نمیشود در آن چیز اسم اللہ پس بدرستی ہر آن کہ فسق است''۔ دانی پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بالاتر از عرش کرسی ولوح وقلم بمقامِ قَابَ قوسین حضورِ پروردگار رسید فِیۡمَا بَیۡنَہٗ وَ بَیۡنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بے حجاب کلام تمام کہ شد برکتِ اسم اللہ بود کہ کلیدِ ہر دو جہان است اسم اللہ۔ ہفت طبقِ زمین، ہفت طبقِ آسمان کہ بی ستون استادہ اند برکتِ اسم اللہ است۔ ہر پیغمبر کہ پیغمبری یافت برکتِ اسمِ اللہ بود۔ از کفار کہ نجات وخلاصی وفتح یافت برکتِ اسم اللہ است کہ گفتند'' اَللّٰہُ مُعِیۡنٌ '' و درمیانِ بندہ ومولیٰ کہ وسیلہ است اسم اللہ۔ ہر اولیاء وغوث وقطب ولی اہل اللہ راذکر فکر الہام مذکور غرق توحید مراقبہ کشف کرامات ہمہ از برکتِ اسم اللہ است علمِ لدّ نی از اسم اللہ بکشاید کہ ہیچ علم دیگر خواندن احتیاج نماند۔

بیت:

ہر کرا باسم اللہ شد قرار ہرچہ باشد غیر اللہ زان فرار

قولہٖ تعالیٰ '' فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ'' قال علیہ الصلوٰۃُ والسلام ''لَا تَجۡلَسُوۡا مَعَ اَھۡلَ الۡبِدۡعَۃِ''۔ قال علیہ الصلوٰۃُ والسلام '' اَھۡلُ الۡبِدۡعَۃِ کِلَابُ النَّارِ ''۔ بشنو! از اسماءِ صفات استدراج می شود ودر اسم اللہ ذات تفاوت وتجاوزِ استدراج نمیشود چرا کہ اسم اللہ جلّ جلالہٗ چہار حروف است ''ال ل ہ'' چون ''ا'' جدا شد لِلّٰہ ماندو چون ''لِ'' اوّل جدا شد لَہٗ ماندو چون ''لِ'' دوم جدا شد ھُوۡ ماند۔ پس این ہر چہار اسم اعظم اَللّٰہُ ،لِلّٰہ، لَہٗ، ھُوۡ اسم اللہ ذات است۔ قولہٖ تعالیٰ '' اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ''۔ قولہٖ تعالیٰ '' اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ''۔ قولہٖ تعالیٰ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذۡہُ وَکِیۡلًا''۔ چہار ہزار اسمِ اللہ در قرآن شریف است۔ بہ برکتِ اسمِ اللہ فرقان ہم اسمِ اللہ است۔ مرشدِ کامل مکمّل آنست کہ راہِ اسمِ اللہ داند واسمِ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم داند ودیگر ہیچ نداند وطالبِ صادق آنست کہ بجز اللہ تعالیٰ طلب دیگر نکند بغیر ذات پاک ایزد تقدس وتعالیٰ۔

بیت:

اسمِ اللہ جاودان ماند   دادہ خود سپہر بستاند

دانی چون حق سُبحانہٗ وتعالیٰ خواست از خود اسم اللہ ذات جدا ساخت واز ان نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ظہور گشت ودر آئینہ قدرت توحیدِ خود دیدہ وبدیدنش بنورِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشتاق و مائل، عاشق و دیوانہ خود برخود خطاب ربّ الارباب حبیب اللہ یافت واز نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کُل مخلوقاتِ ہژدہ ہزار عالم پیدا شد۔ حدیثِ قدسی ''لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ''۔ اوّلاً کلمہ طیب کہ بر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خواند اللہ تعالیٰ خود خواند وگفت ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' بعد ازان روحِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گفت ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' بعد ازان روحِ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ در شکمِ مادر مسلمان شد وکلمہ طیب خواند ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' ودیگر اصحابان ہمہ بمعجزہٗ ایمان آوردہ اند۔ بشنو! ہر جانِ زندہ جنّ وانس، مرغ ومور وپرندہ ہمہ را انفاسِ نَفس با اسم ھُو می آید کسیرا معلوم وکسیرا معدوم۔ کسیرا کہ معلوم است ذاکر گشت، کسیرا کہ معدوم است مُردہ گشت۔ بیت:

ابتدا ''ھُوْ'' انتہا ''ھُوْ'' ہر کہ با ''ھُوْ'' می رسد   عارفِ عرفان شود ہر کہ با ''ھُوْ'' ''ھُوْ'' شود

قولہٗ تعالیٰ ''هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ''۔

خود حجاب است زان ہزار ہزار   خود نماند ببین کہ یار بیار

نہ زاہد متقی نہ اہلِ پرہیزم نہ عاشق حقیقی نہ شب خیزم باِستغراقِ فنا فی اللہ آمیزم۔ تفحّص با نفس خود قاضی باش وبرائے کشتن این گبر غازی باش، با خدا راضی باش کہ یار با یار اغیار با غیار، برائی نفس حیلہ وحُجّت میار۔ اگر کسی ریاضت کشد دوازدہ سال ریاضت در شریعت باید قائم اللّیل وصائم الدّہر ودوازدہ سال ریاضت در طریقت باید طلاق دہد غیر ماسویٰ اللہ را ودوازدہ سال ریاضت در حقیقت باید کہ بجز حق دیگرش طلب نکند ودوازدہ سال ریاضت در معرفت باید کہ در معرفت محو شود۔ پس ازان در مقامِ عشق محبت چشمِ ظاہر باطن بکشاید۔ بغیر مرشدِ کامل اگر تمام عمر سر بسنگ ریاضت زند ہیچ فائدہ نیست کہ بی مرشد وبی پیر ہیچ کس بخدا نرسد چرا کہ مرشد کامل شناسد راہِ باطنی وآگاہ ہمہ مقام و منازل ومشکل کشا تمام دشواری ہا۔ مرشد کامل توفیق الٰہی است۔ بجز توفیقِ الٰہی نمی کار د ہد سرانجام۔ مرشد بمثل معلّم دیدہ بان جہاز است از ہر بلاہا واز ہر علم معلّم خبردار باشد۔ اگر معلّم در جہاز نباشد جہاز غرق شود۔ خود جہاز خود معلّم، فَهِمَ مَنْ فَهِمَ

بیت:

باھُوؒ! تیرا نزدیک از شہ رگ خدا   آن خدا با تست تو از وی جدا

بموجب این آیت قولہٗ تعالیٰ ''وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ''۔ عشق نیز بر دو قسم است، عشقِ حقیقی وعشقِ

مجازی۔ عشقِ حقیقی آنست کہ بجز یادِ حق دیگر نماند و عشقِ مجازی آنست کہ ذکر سکر و مستی وجد و جذب کند و مجذوب گردد بامعشوق خبر کند تا عاشق دیوانہ گردد۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ ابیات باھُوؒ:

اگر در خوابم غرقِ توحید خدا یارم   وگر بیدارم باخدا یارم و ہوشیارم

واصلانرا ہر دو وقت خوش نظر   حالِ مستی راچہ داند بی خبر

سبحان اللہ! اللہ بمن است و من باللہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ''۔ ابیات باھُوؒ:

باھُوؒ ولدِ راستیؒ با صدق دین است   کہ ہر دو چشم او دیدار بین است

راستیؒ از راستی آراستی   رحمت و غفران بود بر راستیؒ

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ'' مرد مذکر کرا گویند؟ کہ بجز مولیٰ دیگرش را نجوید نہ دنیا نہ زینتِ دنیا نہ حور و قصور نہ میوہ نہ براق نہ لذّتِ بہشت۔ نزدیک اہلِ دیدار ہمہ زشت چرا کہ ایشان باسم اللہ دل بست مست الست۔ کسیرا کہ اسمِ اللہ باجسم جان است بیغم از دو جہان است۔ چون روزِ محشر مردم باحساب نیکی و بدی شود ہر کرا اسم اللہ بر دل نقش باشد و اسم اللہ یک مرتبہ بصدقِ دل گفتہ باشد' اگر گناہ برابر آسمان و زمین چہاردہ طبق باشد' از گرانیٔ اسم اللہ در یک پلہء ترازو سبک خواہد شد۔ فرشتگان در فریاد خواہند آمد کہ خداوندا! این بندہ را بکدام نیکی پلۂ ترازو گران می آید؟ حق سبحانہٗ تعالیٰ میفرماید کہ این بندہ طالبِ من است و باسم اللہ مشغول بود۔ این فرشتگان! شما اہلِ حجاب اید' حقیقتِ حق پرستی اِشتغالِ اللہ شما واقف نیستید' من بایشان و ایشان بمن' شما بیگانہ اید۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اسمِ اللہ ہم چنان است کہ کسی تمام عمر روزہ نماز حج زکوٰۃ تلاوتِ قرآن از ہر قسم عبادتیکہ کردہ باشد و یا عالم معلّم اہلِ فضیلت شود چون از اسمِ اللہ و اسمِ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خبر ندارد و در مطالعہء او نباشد عبادت عمر او بر باد و ضائع گشت' ہیچ نفع ندارد۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''کَمَا تُبْعَثُوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَ کَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ''۔ قولہٗ تعالیٰ ''اَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ''۔ چرا کہ عالم فاضل دانشمند بسیار' صاحبِ مسائلِ فقہ قائم اللّیل و صائم الدّہر زاہد عابد چلّہ کش خلوت نشین حاجی غازی بسیار' غوث قطب اہلِ اللہ ولی اللہ صاحبِ تقویٰ و فتویٰ شیخ مشائخ بسیار صاحبِ وِرد و وظائف خوان صاحبِ مجاہدہ مشاہدہ غریب خاکسار صابر شاکر مذکور حضور وصال احوال نیک بخت خوب خصال مومن مسلم بسیار' صاحبِ ذوق شوق خاموش شب بیدار ہوشیار بسیار۔ نفس پرست ہمہ کس با خدا پیوست حق پرست کم کس۔ ایشان ہمہ با اَنا مست ہست۔ مطلب آنکہ فقیر عارف باللہ فقیر فنا فی اللہ' فنا فی رسول را گویند۔ فنا فی فقر فنا فی ھُو باید۔ ابیات:

باھُوؒ اسمِ اللہ ہر کرا گردد رفیق   از خود فنا فی اللہ شود در جان غریق

غم ندارد جاودان غم رفتہ ازو مست ہم ہوشیار بیغم بردہ گو

بشنو! مرشدِ کامل مکمّل آنست کہ برزخِ اسمِ اللہ یا برزخِ اسمِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نوشتہ بدستِ طالب اللہ بدہد و بنماید و ہر چہ طالب اللہ ازین برزخ بہ بیند بیشک راہِ راستی یابد و طالب یکہ ازین مرشد روگردان شود یقین است کہ از اسمِ اللہ و از اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روگردان شود۔ پس کلمہ طیّب نیز ہمین دو اسم است از کلمہ طیّب روگردان شود۔ ہر کہ از کلمہ طیّب روگردان شود مرتد شود و مرتد را نماز روزہ ہیچ عبادت قبول نیست۔ قال علی کرم اللہ وجہہٗ ''مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَائِیْ''۔ ہر کہ از استاد اوّل حرف خواند آن نیز ہمین اسم اللہ است چرا کہ استاد اوّل حرف سبق مید ہد ہمین مید ہد کہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' و بِسْمِ اللّٰہِ نیز اسمِ اللہ است۔ بشنو! نفس زبان مخلوق، قلب و روح جسم مخلوق و اسمِ اللہ غیر مخلوق۔ پس غیر مخلوق را با غیر مخلوق یاد باید کرد۔ درمیانِ اسم و مسمّٰی چہ فرق است؟ صاحبِ اسم صاحبِ ذکر است و صاحبِ مسمّٰی صاحبِ استغراق است۔ صاحبِ اسم در مقامِ مخلوق است و صاحبِ مسمّٰی در مقامِ غیر مخلوق است۔ بر صاحبِ مسمّٰی ذکر حرام است کہ آن ظاہر باطن حضور فنا فی اللہ با استغراق تمام۔ ہر کہ از روزِ ازل مست الست، جسم اسم نقاش نقش یکتا پیوست۔

بیت باھُوؒ:

نقاش چون در نقش آید خانہ میگردد نقاش
گر محرمی اسرارِ خانہ از نقاش غافل مباش

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''تَفَکُّرُ السَّاعَۃِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ''۔ این تفکرِ منتہی با برزخ اسم اللہ فنا فی اللہ باذات است نہ بذکر نہ بفکر نہ بدیدن تماشا مخلوقات مراتبِ صاحب تصرف۔ قال علیہ السلام ''یَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُقْبَلُ اللّٰہُ فَافْرُقِ النَّفْسَ ثُمَّ قُلِ اللّٰہَ دَعْ رُوْحَكَ وَ قَلْبُكَ ثُمَّ قُلِ اللّٰہَ ثُمَّ ذَرْھُمْ قُلِ اللّٰہَ کَانَ اللّٰہُ طَارَ رُوْحُہٗ'' چون عارف واصل فنا فی اللہ برزخِ تصورِ اسمِ اللہ ذات بر دل نقش کند و می بیند، چون جسم در اسم اللہ غائب شود، معلوم شد کہ جسم در اسمِ اللہ در آمد و جسم غائب شد و اسم اظہار گشت معلومیت ظاہر و باطن از مشاہدۂ اسمِ اللہ کند کہ در وجود لذّت ذکر نماید و از سوزشِ اسم اللہ ذکر خوش نیاید و در مدِّ نظرش ہر طرف کہ بہ بیند اسم اللہ می نماید اگر چہ اسمِ اللہ نہ بیند بجز ماسویٰ اللہ دیگر ہیچ چیز پسند نیاید، ہمہ اوست در مغز و پوست گردد و صاحبِ غنایت گردد و غنایت تمام رخ نماید۔ نفس دل شود و دل روح شود و روح سرّ شود و سرّ در خفی در آید و خفی در اَنا در آید و اَنا در یخفیٰ در آید۔ این را توحیدِ مطلق میگویند۔ چنانچہ اوّل بود ہم چنان آخر کہ اوّل از توحید نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا شد و از نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روح پیدا شد و از روح نورِ روشنائی، اسم، جسم، قلب، نفس، قالب، مطلب مطالب، وجودِ اربع عناصر پیدا شد۔ مرشد مقام ابتدائی و طالب مقام انتہائی برساند طالب را بہ ابتدا۔ پس مرشد ہمون است چنانکہ

مراتب بمراتب، منزل بمنزل، مقام بمقام از ازل تا ابد ہمون طور مراتب بمراتب، منزل بمنزل، مقام بمقام تن در توحید غرق کند، با ازل برساند چرا کہ سالک بیخبر نیست از راہ رسم مقام و منزل از ازل تا ابد کہ ازل و ابد ہر دو در چشم او یک چشم زدّ بنظارہ گاہ اوست۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ''۔ مرشد آنست کہ در مقامِ توحید تمام وحدانیتِ منفرد مدخل کند۔ مقامِ منفرد کدام است؟ جائیکہ اوّل نور از خدا جدا شد۔ بارادتِ صدق بشنو مرشد راہنما بمقامِ منفرد بابقای مدخل کند۔ فَهِمَ مَنْ فَهِمَ پس یقین است کسیرا کہ مرشدِ کامل مکمل اسم ذات دست دہد طرفہ زدّ با ذات عین توحید رساند، ہرگز بصفات نگذارد، بجز یکتا گشتن توحید دیگر منزل مقام ہمہ مشرکی است۔ بیت:

فرشتہ گرچہ دارد قربِ درگاہ ‏ نگنجد در مقام لِیْ مَعَ اللّٰہ

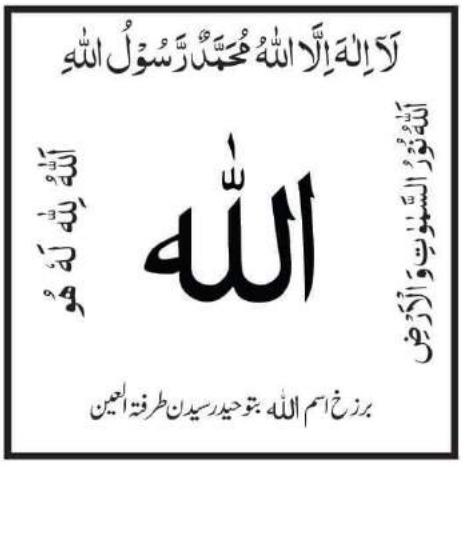
اگر چہ در توحید تمام غرق شوی خلافِ شرع و سنت مباش۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اِذَا رَاَیْتَ رَجُلًا یَطِیْرُ فِی الْهَوَآءِ وَیَاْکُلُ النَّارَ وَیَمْشِیْ عَلَی الْمَآءِ وَتَرَکَ سُنَّةً مِنْ سُنَّتِیْ فَاضْرِبْهُ بِالنَّعْلَیْنِ۔ بیت:

باھُوؒ! نماز دائمی با وقت پندار ‏ کسی وقتی نخواند پس گنہگار

بشنو! فقیری کہ باسم اللّٰہ مشغول باشد خواہ دانا خواہ مجذوب دیوانہ باللّٰہ یگانہ است۔ اسم اللّٰہ وِرد است بر زبانِ عام وہم خاص ہر جنبندہ و جاندار۔ بیت:

محبت است کہ دل را نمی دہد آرام ‏ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد

کسیکہ بگفتن نامِ اللّٰہ جَلَّ جَلَالَہٗ جہراً پُرغصّہ شود، معلوم شد کہ اسمِ اللّٰہ را نمی خواہد۔ ہر آنکس دشمنِ خدا است، اگر چہ فرض کفایت است اللّٰہ جَلَّ جَلَالَہٗ بگوید کہ جَلَّ جَلَالَہٗ گفتن عبادت است۔ اہلِ اسلام را باید کہ کسیکہ نامِ شیطان بگیرد پُرغصّہ شود و نام دنیا و اہل دنیا را نخواہد ہر آنکس کہ دوستِ خدا است۔ قیامت قائم آن زمان خواہد شد کہ بر روئے زمین ہیچ کس نامِ اللّٰہ تعالیٰ نخواہد گفت۔ منع کنندہ از اسم اللّٰہ و ذکر اَللّٰہُ از دو حکمت خالی نباشد یا منافق یا کافر یا حاسد یا متکبر۔ راہبرِ ہر دو جہان اسمِ اللّٰہ ذات است۔ اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس۔ اسم اللّٰہ این است:



باب دوم

ذکرِ تجلّیات و تحقیقاتِ مقاماتِ نفس وشیطان وغیر ماسویٰ اللہ

بدانکہ تجلّی نامِ روشنائی است و تجلّی نیز چہاردہ قسم است و چہاردہ مقام۔ باید دانست کہ ہر یک تجلّی از نشانی آثارِ تاثیر وجود بہ معلوم می شود۔ از ہمہ مقامہا سخت تر مقام مقامِ تجلّی است چرا کہ در تجلّیات عارفان وواصلان ومحقّقان و موحّدان وذاکران وطالبان ہزاران ہزار در ورطہ ءدریائے تجلّی غوطہ خوردہ گمراہ گشتہ اند کہ ہرگز بساحلِ عافیت نرسیدہ اند۔ بعضی مرتد، بعضی در شہرت افتادہ اند، بعضی در مشرکی وبعضی در بدعت استدراج درجہ بدرجہ دوزخ زدہ می گردد۔ اوّل تجلّی شریعت کہ آن بچشمِ ظاہر تعلّق دارد آنچہ بہ بیند معائنہ کند وآن برجبین ظاہر می گردد۔ دوم تجلّیٔ طریقت کہ از آن نورِ قلب می خیزد۔ سوم تجلّیٔ حقیقت کہ از آن نورِ روح می خیزد و چہارم تجلّیٔ معرفت کہ ازان نورِ سِرّ می خیزد و پنجم تجلّیٔ عشق کہ ازان نورِ اسرارِ الٰہی می خیزد۔ ششم تجلّیٔ مرشد شیخ کہ ازان نورِ محبّت واخلاص مربیّ می خیزد۔ ہفتم تجلّی فقر کہ ازان نورِ غیر ماسویٰ اللہ می خیزد۔ ہشتم تجلّیٔ فرشتگان کہ از آن نورِ تسبیح می خیزد۔ نہم تجلّیٔ جِنّ کہ ازان جنونیّت ودیوانگی می خیزد۔ دہم تجلّیٔ نفس کہ ازان شہوت ہوا می خیزد۔ یازدہم تجلّیٔ شیطان کہ از آن معصیّت گناہ می خیزد۔ دوازدہم تجلّیٔ شمس کہ از آن نورِ برق می خیزد۔ سیزدہم تجلّیٔ ماہتاب کہ از آن نورِ پرتو می خیزد۔ چہاردہم تجلّیٔ برزخِ اسماءِ اسم اَللّٰہُ واسم لِلّٰہِ واسم لَہٗ واسم ھُوْ واسم نود ونہ نامِ باری تعالیٰ واسم فقر واسم محمد ﷺ۔ از میانِ ہر حرف بمثلِ فتیلہ چراغ شمع روشن وتاباں تر گردد لیکن در مقام تجلّیات ساکن مباش وغرّہ مشو پیشتر باید رفت۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلسَّکُوْنُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ الْاَوْلِیَآءِ''۔ نفس بمثلِ دیو است۔

باھُوؒ! دیو زادہ نفس را علاجی نیست
از سوزِ عشق بسوز تا آن دیو مسخّر گردد

الغرض آنکہ اہلِ شریعت را تجلّی برروئے می تابد واہلِ طریقت را تجلّی بر دل می تابد واہلِ حقیقت را تجلّی در مشاہدہ می تابد واہلِ معرفت را تجلّی از سر تا قدم می تابد۔ باید دانست دو تجلّیٔ ظاہر شیطانی ونفسانی اند، زر وسیم تجلّیٔ شیطانی و زن تجلّیٔ نفسانی۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلنِّسَآءُ شَیَاطِیْنٌ خُلِقْنَ لَنَا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا وَ مِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ'' ونیز دو تجلّیٔ ظاہر دیگر است۔ یک تجلّیٔ روز ودوم تجلّیٔ شب۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًاo وَّجَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشًا'' دراین ہر دو تجلّی بالنفس در محاسبہ باش، اللہ تعالیٰ را حاضر ناظر دان۔

بیت:

باھُوؒ! گر کنم شرحِ تجلی را تمام   رقم گردد دفترش از خاص و عام

در ہر مقام طالب رنجور است، بمشاہدہ بہشت مزدُور است تا آنکہ بوحدت غرق حضور نشود، قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' نگردد۔

بیت باھُوؒ:

تپ زدۂ عشق چوں طبیب طلب   داد داروی دوای جان طلب

هیهات، هیهات

بیت:

باھُوؒ! بعد مردن زندہ گشتم من بذکر لَآ اِلٰہ
از ہر عبادت گشتہ بہتر دم باہ اِلَّا اللّٰہُ

خاص تجلّی آنست کہ از دردِ محبتِ الٰہی می خیزد۔ چون موسیٰ علیہ السلام رویت خواست کہ در مناجات قولہٗ تعالیٰ ''رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ'' گفت، حق تعالیٰ فرمود ''ای موسیٰ! (علیہ السلام) این گستاخی است کہ در حضرتِ ما کردی کہ ما وعدہ کردہ ایم کہ تا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیغمبر آخر زّمان کہ او محبِّ من است، تا او و اُمتِ او نہ بیند ہیچ کس دیدار ما نہ بیند۔'' موسیٰ علیہ السلام از شوق این سخن در گوش نکرد، دوم بار مناجات کرد۔ قولہٗ تعالیٰ ''رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ''۔ فرمان آمد ''ای موسیٰ! من تجلّی خواہم کرد امّا طاقت نخواہی آورد۔'' موسیٰ علیہ السلام گفت ''الٰہی خواہم آورد۔'' فرمان آمد کہ ای موسیٰ! بالای کوہِ طُور بیا و بندہ وار دوگانہ نماز بگذار و بہر دو زانو بحرمت بنشین۔ چون موسیٰ علیہ السلام ہموں طور کرد تجلّی تافت، کوہِ طُور پارہ پارہ شد، موسیٰ علیہ السلام بیفتاد بیہوش گشت، تا سہ شبانروز افتادہ ماند، خبر از خویش نداشت۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا'' ای موسیٰ! ہمین گفتم کہ طاقت نخواہی آورد۔ بعد از ان فرمان آمد ''ای موسیٰ! بر تو نورِ تجلّی شدٗ بیخود گشتی و سرِّ ما را آشکارا کردی، مرا بندگان اند کہ آخر الزمان پیدا خواہند شدٗ آن از اُمّتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خواہند شدٗ کہ ہر روز ہزار بار نورِ تجلّی بر دلِ ایشان خواہم زد و زرّہ ایشان تجاوز نخواہند گرفت بلکہ فریاد خواہند کرد و خواہند گفت ''اِشْتِيَاقِیْ وَمَحَبَّتِیْ اِلَى الْحَبِيْبِ'' ناگاہ آتشِ عشق کہ آتشی است کہ بجز در دلِ درویش عاشق قرار نگیرد، اگر مبادا صاحبِ دردی از غلباتِ شوق یک آہ از سینہءِ خود بیرون کشد جملہ عالم از مشرق تا مغرب سوختہ گردد و ہر چہ درمیانِ اوست ناچیز شود۔ چون موسیٰ علیہ السلام با انوارِ تجلّیٔ عشق مشرف گشت۔ بعد از ان نور در رُوئی موسیٰ علیہ السلام با انوارِ تجلّی تابان شد۔ فرمان آمد ''ای موسیٰ! بر روئی خود برقع بہ بند''۔ مہتر موسیٰ علیہ السلام ہر برقع کہ بر روئی خود بہ بستی، از آتشِ عشق سوختہ می شدی۔ چنانچہ برقع از زرّ و نقرہ و آہن

ومس می ساخت ہیچ نمی ماند سوختہ می شد۔ بعد از آن فرمان آمد ’’ای موسیٰ! اگر ہزار برقع ہم چنین بہ پوشی ہرگز نماند، سوختہ گردد امّا برقع ژندہ پوشان اہلِ دلق فقیر عارف باللہ فنافی اللہ مذکر رقعہ پر کالہ از دلقِ ایشان بگیر، ازان رقعہ برقع بساز د بر روی خود بپوش، آن رقعہ برقع از نظر تو نخواہد سوخت‘‘۔ موسیٰ علیہ السلام ہم چنان کرد تا از ژندہ پوشان رقعہ از دلق گرفت برقع ساخت و بر روی خود بپوشید آن برقع ہرگز نسوخت۔ موسیٰ علیہ السلام التماس کرد ’’خداوندا! این برقع چرا نسوخت؟‘‘ فرمان آمد ’’ای موسیٰ! این برقع پارچہء درویشان است‘ ہرچہ در وجودِ ایشان است، بجز ماسوی اللہ دیگر نیست، نابود در تجلی سرِّ ذکر اللہ تعالیٰ وجود ایشان در یاد اللہ تعالیٰ شب و روز است‘‘۔ فقر سرِّ اللہ است واللہ سرِّ فقر۔ فقیر انسان است و دیگر مردم حیوان۔ حدیثِ قدسی ’’اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ o‘‘۔

ابیات:

من آن وقت کردہ سجدہ پیشِ معبود	کہ منبر مسجد و کعبہ نجا بود
نہ بودہ نفس و شیطان کفر و اسلام	نہ بودہ جسم و جان و روح و اعظام
نہ بودہ انبیا و اولیائی	بہ ہر یک را دہم زان جانشانی
باھُوؒ ہم نابود بودند ما چہ بودم	فنا فی اللہ بوحدت حق ربودم

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ۔

حقیقتِ ابتدا از من چہ پُرسی	نبودی کن قلم نہ عرش و کرسی
نہ بودہ ہیچ کس آن دم خدا بود	کجا بودیم من و تو این بمقصود
خدا بودی بہ من و من با خدائی	توحید است مطلق کبریائی
نہ بودی شش جہات زیر و بالا	بقدرت خویش بودی حق تعالیٰ
باھُوؒ! مکانِ حق بود در لامکانی	کہ سِرِّ عاشقاں سِرِّ نہانی

قال علیہ الصلوٰۃ السلام ’’اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ فِی الْاِثْنَیْنِ‘‘۔

ابیات:

بجز دیدارِ حق مردار باشد	کہ عاشق طالبِ دیدار باشد
باھُوؒ! بہ بدنامی رہی ہر دم سلامت	سلامت عاشقی اندر ملامت

فرمان شد کہ ای موسیٰ! نظرِ تو بر فقیر فنافی اللہ غالب و قادر نگردد۔ پس معلوم شد کہ طائفہء فقیر درویش را از خاکِ عشق و انوارِ تجلّی سرشتہ اند۔ در زاد المجتبیٰ نوشتہ دیدم آن روز کہ حق تعالیٰ بعلمِ قدرت خواستہ کہ اہلِ عشق را در عالمِ موجودات پیدا کنم زمین بود، بر خاک ازان زمین حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نظرِ رحمت و کرم شوق و اشتیاق و عیش و عشرت بہمت خورمی غنی

و بےغمی خاک پاک آورد، انوارِ اسرارِ عشق و محبّت در آن خاک بدید، در جنبش آمد ہم در سکر آغاز عالم افتاد و در رقص در آمد، فریاد کرد ''اَنَا الْمُشْتَاقُ اِلٰی لِقَآئِكَ''۔ از آن گاه اہلِ عشق را از ان زمین پیدا کرد۔ بشنو! موسیٰ علیہ السلام در شکمِ مادر بود کہ ''رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ'' می گفت۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِيْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ لا قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ط قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ج فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ج فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلَامِىْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ''۔ مشاہدہ پانزدہ قسم است۔ چہاردہ قسم در چہاردہ طبقاتِ ناسوت و پانزدہم قسم خارج از ہر دو جہان است لاھوت، مقام کہ بعین ذات صرف توحیدِ باری تعالیٰ است۔ چنانچہ ہر یک مقام را شرح دادہ شود۔ مشاہدہِ تسبیحِ زبان، نفس، قلب، روح، آفتاب، مہتاب، جنّ، ملائک، شیطان، آتش، باد، خاک، آب، صورتِ شیخ این چہاردہ ناسوت است۔ پانزدہم مقام توحیدِ فنا فی اللہ بقا باللہ ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ'' ہمہ اوست در مغز و پوست گردد۔ چون طالبِ اللہ در مقامِ توحید غرق، از ین چہاردہ جدا فرق گردد۔

بیت:

باھُوؒ ہر کہ بیند روی فقرش صبح شام   آتشِ دوزخ برو گردد حرام

باھُوؒ باخدا ہم نفس است   از برای این خادمِ ہم نفس است

منم را الفت ہمیش است۔ باھو از ان گویند مردم نامِ باھُو ''اَلْعَاقِبَةُ بِالْعَافِيَةِ''۔ ''وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى''۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

ابیات:

تو عین تجلّی او تجلّی مجو   با سرِّ تجلّی توشوی عین او
نور ز نورش بہمہ شد ظہور   ہرچہ بہ بینی او ازو گشتہ نور
آن نور تجلّی کہ بموسیٰؑ کوہِ طور   عین عنایت است مرا حق ظہور
باھُوؒ ہمدم ہمقدم و ہم در کنار   گر تو چشمی داشتی باحق نگار

تجلّیٔ خاص الخاص ہمین است کہ از میانِ حروفِ اسم اللہ بر آید۔

بیت:

تو بخود مغرور و از حق بے خبر   کی رسی در معرفت ای بے بصر

برزخِ اسمِ اعظم اینست :



فردا قیامت چون عاشقان را در مقامِ تجلّی بیارند حکمِ اللہ تعالیٰ شود کہ چشم باز کند۔ پس ہر یکی از عاشقان را پیش برند ہزار بار پیشِ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ می فرماید کہ دیدار ما بہ بیند بر ہر فقیری تجلّی شود ہر بار کہ تجلّی شود ہفتاد ہزار سال بیہوش افتادہ میشوند ہر بار کہ از بی ہوشی باز آیند فریاد می کنند ''ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ''۔ باز تجلّی شود ہر بار ہفتاد ہزار سال بیہوش باشند۔ آنگاہ در مقامِ خود باز آیند۔ امّا تجلّیٔ ظاہر باطن از حق تعالیٰ ہمون است کہ وجودِ عاشقان فقیر فنا فی اللہ از سر تا قدم پُر تجلّی است۔ چنانچہ نقل است کہ روزی حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا در خانہ نشستہ بود بہ جمعی اولیاء اللہ وقتِ شب، در خانہ تاریکی تمام بود و در ملک یک فلوس نداشت کہ چراغ روشن شود۔ ہمہ حیران ماندند کہ روی یک دیگر نمی دیدند۔ حضرت رابعہ بصریؒ بر انگشت دم کرد کہ از میانِ ہر دو انگشت بمثلِ آفتاب چراغی پیدا شد۔ ہمہ اولیاء اللہ حیران ماندند۔ پس معلوم شد کہ وجودِ فقیر فنا فی اللہ تمام تجلّی است کہ فقر عین ذات باذات است تجلّیات روشن از نور اللہ تعالیٰ۔

ابیات:

باھُوؒ از سر تا پا تجلّی گشت نوری ۔۔۔ من ازان نورم کہ نور از من ظہوری
دیدہ بیار کہ لائقِ دیدار باشد ۔۔۔ نگار جلوۂ ذاتی ز ما گرہ بکشاید

کہ در مشاہدۂ دوست دم زدن غلط است۔ وجودِ فقرا پُرنور است نہ وجودِ مردم عام کہ از اربعہ عناصر ظہور۔ چون فقیر خواہد کہ آتشِ وجودِ او ہم آتش بود، آتش بہ آتش آمیختہ گردد۔ چون فقیر خواہد کہ آبِ وجودِ او ہم آب شود، آب با آب آمیختہ گردد۔ فقیر چون خواہد کہ باد وجودِ او ہم باد شود، باد با باد پریدہ آمیختہ گردد و فقیر چون خواہد کہ خاک وجود او ہم خاک شود، خاک باخاک آمیختہ گردد۔ وجودِ ایشان یک لطیفہ است کہ از عشق می خیزد، بجز ذاتِ معشوق قرار ندہد

تا آنکہ معشوقِ خود را نبیند از ازل تا ابد مشتاق گشتہ سرگردان ماند۔ چہار چیز را قرار نیست از روئی مشتاقی۔ باد را و آفتاب و مہتاب را و عاشق را۔

بشنو! فقیر عاشق فنا فی اللہ نشود تا آنکہ یازدہ چیز را از خود قطع نکند' اوّل ترکِ اکسیر' دوم ترکِ تکسیر' سوم ترکِ علوم' چہارم ترکِ ذکر' پنجم ترکِ فکر' ششم ترکِ اُمیدِ بہشت' ہفتم ترکِ بیمِ دوزخ' ہشتم ترکِ حُبِّ دنیا درم زر و مال' نہم ترکِ رجوعاتِ خَلق' دہم ترکِ نام و ناموس' یازدہم ترکِ مجلسِ اہلِ دنیا۔ تا آنکہ ازین چیزہا ترک نکند ہرگز بمراتبِ فقر فنا فی اللہ نرسد۔ بجز ترکِ جانی و کشتنِ نفس بدست بیعتِ مرشد راہِ ربّانی حاصل نشود کہ دنیا فانی است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: ''اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْہَا صَوْمٌ'' و نیز فرمود ''اَلدُّنْیَا ظِلٌّ زَائِلٌ''۔

باب سوم

ذکرِ مرشد و طالبِ اللہ و فقر فنا فی اللہ بقا باللہ

مرشد کامل کرا گویند و مرشد چہ خاصیت و وصف دارد؟ مرشد بکدام سلک سلوک در توحید غرق کند و چہ طور بحضور مدخل مجلسِ نبوی صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشرّف گرداند و از مرشد چہ چیز حاصل شود و مرشد مقام منزل مراتب چہ دارد؟ مرشد فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ صاحبِ تصرّف ''یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ لَا یُحْتَاجُ'' بمثلِ سنگِ پارس ہم چون محک نظرش ہم چون آفتاب خوی بد مبدّل کند۔ ہم چون رنگریز۔ باخبر ہم چون تنبولی خبردار برگِ پان۔

بیت:

آہن کہ بپارس آشنا شد فی الحال بصورتِ طلا شد

صاحبِ خُلق چنانچہ خلقِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ مہربان تر چنانچہ از مادر پدر، فائق تر راہ نماید چنانچہ ہادی سبیل اللہ، گوہر بخش چنانچہ کانِ سنگِ لعل قیمت، موج کرم چنانچہ دریاءِ دُرّ و ہر منزل کُشا چنانچہ مفتاح در قفل، از دنیا زر مال بی نیاز چنانچہ بی طمع، عزیز طالبان چنانچہ جان عزیز خویش، مفلس تمام چنانچہ درویش۔ مرشد مُردہ شو غسال را گویند۔ طالبِ مردہ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' را جوید۔ تنِ او مُردہ و دل زندہ باید، در راہِ فقر فاقہ گیر و اِلَّا نہ طالب نالائق راہِ خویش گیر۔ یا آنکہ مرشد بمثلِ گِل کوب باشد چنانچہ گِل پیش گِل کوب دم نزند، آنچہ داند کند۔

گِل را چہ مجال است کہ گوید بکلال از بہر چہ سازی و چرامی شکنی

لیکن مرشد نیز خدا بین باشد و طالب صادق الیقین۔ مرشد رفیق را گویند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ''۔

ابیات:

باھُوؒ! مرشدانِ این زمانہ زر بگیر ہر کہ نظرش زر کند آن بینظیر
باھُوؒ! مرشدانِ این زمانہ زر پرست و زن پرست زن پرست و زر پرست و دل سیاہ و خود پرست
باھُوؒ! مرشدانِ واصلانِ حق عشق سوز ہر ساعتی ہر دم بسوزد شب بروز

بشنو! وجودِ آدمی بمثلِ شیر است، دوغ در شیر و جغرات در شیر و مسکہ در شیر، و روغن در شیر، ہم چنان در وجودِ آدمی نفس، قلب، روح، سرّ ساکن در یک خانہ مقام است۔ مرشد آنرا گویند چنانچہ زن در شیر موافق قدر دوغ انداز د در تمام شب

جغرات جمع شود وجغرات راحل کند مسکہ برآید، دوغ جدا مسکہ جدا۔ چون مسکہ را برآتش نہند، از سوزش آنچہ میل باشد از مسکہ برطرف گردد۔ خالص روغن پاک شود۔ پس مرشد از زن کمتر نباشد چنانچہ کارِ شیر زن تا با تمام رساند۔ مرشد طالبِ اللہ را در وجودِ طالب مقامِ نفس جدا نماید و مقامِ قلب جدا نماید و مقامِ روح جدا نماید و مقامِ سِرّ جدا نماید و مقامِ توفیقِ الٰہی جدا نماید و مقامِ علمِ شریعت طریقت حقیقت معرفت جدا نماید و مقامِ خنّاس خرطوم شیطان حرص حسد کبر جدا نماید۔ چنانچہ قصاب بز را کشد و پوست از جان برآرد و ہر رگ و ہر گوشت بشناسد و علیحدہ علیحدہ کند وآنچہ در گوشت غیر باشد دُور اندازد۔ مرشدِ کامل مکمّل ہمچنان باید و الا نہ طالب دست۔ چہار مرشد بگیرد، مرشدِ شریعت و مرشدِ طریقت و مرشدِ حقیقت و مرشدِ معرفت۔ مرشدِ شریعت چیست؟ بناءِ اسلام، کلمہ حج زکوٰۃ مال روزہ نماز است و مرشدِ طریقت چیست؟ در گردن طوقِ بندگی، از ہر دو جہان بے نیاز است و مرشدِ حقیقت چیست؟ خود را بدستِ خود کشتن جانباز است و مرشدِ معرفت چیست؟ صاحبِ سِرّ اسرار راز است۔ ہر کہ طالبِ اللہ را باین مراتب مرشد نرساند، بطال دغا باز است۔ چون بینی کہ فقیری در زہد تقویٰ ریاضتِ چلّہ کشی تعبد رنج خود بسیار کشد و خبر از باطن ندارد بدانکہ در بادیہ ضلالت افتادہ است، عاقبت ہمچون جعل خواہد شد۔

فقیر دو قسم است۔ یک صاحبِ باطن، دوم صاحبِ بطن۔ ہر کہ شکم را بہ بند دو خالی دارد آنرا خبر از باطن نیست انجامِ او باطل خواہد شد۔ صاحبِ باطن چندان بخورد دو چندان در وجود او نور ظہور گردد۔ خوردنِ فقرا نور است و شکمِ فقرا تنور است و قلبِ فقرا بیت المعمور است و خوابِ فقرا حضور است و نزدیکِ ایشان زاہد طالبِ بہشت مزدُور است و عاقبت ایشان مغفور است۔ و مرشد نیز دو قسم است۔ مرشد صاحبِ نظر و مرشد صاحبِ زر۔ مرشد فصلی سالی و مرشد وصلی لازوالی۔ مرشد ہم چون درخت باشد چنانچہ درخت سرما و گرما بر سرِ خود اختیار و قبول کند و کسیکہ در زیرِ سایہء درخت بنشیند آسائش تمام یابد۔ مرشد باید دشمن دنیا و دوستِ دین و طالب باید صاحبِ یقین کہ از مرشد مال و جان ہیچ دریغ ندارد۔ مرشد باید ہمچون نبی اللہ و طالب باید ہمچون ولی اللہ نہ لعنت اللہ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ"۔ از فضیلت وسیلت بہتر است چرا کہ وقتِ گناہ علمِ فضیلت مانع نشود۔ وسیلت از گناہ کردن دست بگیرد چون حضرت یوسف علیہ السلام از زلیخا۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلشَّيْخُ فِيْ قَوْمِهٖ كَنَبِيٍّ فِيْ اُمَّتِهٖ" مرشد آنرا گویند کہ با یک نظرش علمِ نسیانی کند و آشناءِ ہر دو جہانی گرداند کہ جاہل را بیک نظر علمِ کُلّی واضح گردد، آنچہ نداند، بخواند۔

بیت:

باھُوؒ گر ترا علم است یا حلم است یا دانشِ عظیم ۔۔۔ بی وسیلت می روند راہِ رجیم

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلْوَسِيْلَةُ دَرَجَةٌ"۔ قولہٗ تعالیٰ "وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

''اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ''۔ باھُوؒ! تلقین چیست وکرا گویند؟ تلقین نامِ ترک است وطلاق دادن غیر ماسویٰ اللہ۔ تلقین نامِ توکّل است۔ ہرکہ صاحبِ توکّل نیست صاحبِ تلقین نیست۔ ذکرِ اَللّٰہُ واسمِ اللہ بمثل شیر است۔ جائی کہ شیر آید ہمہ جانوران از ترسِ شیر بگریزند۔ جائیکہ در وجودِ طالبِ اللہ ذکرِ اسمِ اللہ در آید ہیچ خطرات وواہمات نماند واگر ماند، ذکر با او تاثیر نکردہ است۔ مرشد عارف را گویند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ'' و نیز در خبر است قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُہٗ'' وعارف نیز سہ قسم است۔ عارفِ دنیا، عارفِ عقبیٰ وعارفِ مولیٰ۔ عارفِ دنیا طالب زر ومال وجاہ ورجوعاتِ خلق طالب مرید استخوان فروختن خانقاہ و سیرِ زمین وآسمان کشف کرامات باظل اللہ بادشاہ ملاقات خواہ۔ این مراتبِ مخنّث است۔ عارفِ دنیا مرشدِ مخنّث طالبِ او نیز مخنّث۔ دوم عارفِ عقبیٰ، زاہد عابد اہلِ علم متّقی پرہیزگار کہ از خوفِ دوزخ ترسندہ وعبادت از برائے بہشت کنندہ، مراتبِ ایشان مؤنّث طالبِ او نیز مؤنّث۔

بیت:

زاہدا! از بیم دوزخ چند ترسانی مرا   آتشی دارم کہ دوزخ نزد آن خاکستر است

سوم عارف باللہ عارفِ مولیٰ بتوحید غرق حضور از دنیا وعقبیٰ دُور باشتغال اللہ مسرور۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ بر نامِ اللہ تعالیٰ اوّل ''الف'' آمد وبر نامِ انسان نیز اوّل ''الف'' آمد وبر نامِ احد نیز اوّل ''الف'' آمد وبر نامِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نیز اوّل ''الف'' آمد۔ پس انسان اہلِ سرّ را گویند وسرّ نام فقیر است پس انسان اہلِ سرّ را گویند ''اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ'' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نیز انسان است۔ انسان اینست کہ تابع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باشد۔ پس انسان مرتبہء پیغمبری دارد، بر شرع محکم وبر نامِ اللہ تعالیٰ اوّل حرف ''الف'' است وبر نامِ آدم نیز اوّل حرف ''الف'' است۔ پس آدمی آنست کہ مرتبہء آدم دارد والّا نہ حیوانِ ناطق۔ کسیکہ نزدیکِ مولیٰ ورسولِ خدا است از ہوا ولذّتِ دنیاوی واز شیطانی نفس دُور است۔ ہرکہ نزدیکِ دنیا وہواء شیطانی ونفس جہول دور است از خدا ورسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

در استغراق نیز دو سلک شود۔ یکی بسوئ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ودوم بتوحید فنا فی اللہ بقا باللہ۔ اہلِ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عارف وصاحبِ استغراقِ توحید معارف۔ عارف مرشدِ کامل را گویند ومعارف مرشدِ مکمّل را گویند۔ مرشد آنست کہ کامل مکمل باشد ومرشد عارف بجسم جسد ظاہری حضوری مشرف شود ومرشد معارف بجسم جسد روحی مشرف حضوری گردد۔ چون پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در مجلس با معارف ہم سخن شوند، اہلِ مجلس را نظرش نیایند۔ گفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بکدام کس حضرت بی چون سخن مبارک می کنند؟ می گویند کہ معارف است کہ ظاہر بر روی زمین می باشد وباطن بجسمِ روحی حاضر ما است کہ دیوانہ وعاشقِ ما است ومعشوقِ اللہ تعالیٰ۔ حدیث

قدسی: ''اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ۔'' پس کسیرا کہ اللہ تعالیٰ معارف فقر فنا فی اللہ بخش کند آنرا در فقر علمِ باطنی عالم فاضل دانشمند کند، بر وراہِ کشف و کرامات بند کند چرا کہ در فقر دو قسم راہ است، یکی بکرم، دوم بکرامات و در کرم نیز دو راہ است، یکی بکرمِ کمالیّت، دوم بکبر چنانچہ شیطان جانبِ کرمِ کمالیت نیامد براہِ کبر و کرامات افتاد، از و اَنا واقع شد۔ یعنی ''اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ'' و در راہِ فقر دعا بدعا نیست، در پیغامِ دعا بدعا دیر می شود۔ فقر فنا فی اللہ بقا باللہ را و ہم وجذب است، و ہمِ فقرا رحم خدا تا ابد الآباد و غضبِ فقراء و جذبِ فقراء قہرِ خدا۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔''

مرشد بمثلِ مرات است۔ قال علیہ والصلوٰۃ والسلام ''اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ''۔ در آئینہ ہیچ تقصیر نیست، رنگ برنگ مینماید، سیاہ سیاہ، سرخ سرخ، زرد زرد چنانچہ باشد۔ اوّل مرشد تحقیق کند کہ طالب را طلبِ غیر است یا طالب را طلبِ حق۔ پس حق با حق برسد و باطل با باطل شود۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ''۔ از اہلِ جاسوس طالب بترس۔ قال علی کرم اللہ وجہہ ''اِخْوَانُ ھٰذِہِ الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ'' چنانچہ زر در بوتہ آتش تحقیق کند زرگر، ہم چنان مرشد طالب را تحقیق کند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اِنَّ اللّٰہَ یُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْبَلَآءِ کَمَا یُجَرِّبُ الذَّھَبُ فِی النَّارِ'' دشمنِ آدمی معدۂ آدمی است۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرمود ''بطن دشمن است با آدمی''۔ فقیر آنست کہ طمع نکند، اگر کسی چیزی بدہد منع نکند و اگر بیاید جمع نکند۔ فقر را علمِ ملاقات است و ورا علمِ کرامات است۔ ملاقات چیست و کرامات چیست؟ کرامات مقامِ ناسوت است و ملاقات مقامِ لاہوت است۔ کرامات بازیگری تماشا نمائیدن مردم را و ملاقات مشرف ملازمتِ حضور پرُنور اشرف الانبیاء احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و با ملاقات غرق بتوحیدِ وحدانیّت مقامِ ربوبیّت است فنا فی اللہ بقا باللہ عارف باللہ۔ کسیکہ بملازمتِ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در مقامِ شریعت مجلس مدخل شود آن حقیقت حال احوالِ مشرف حضوری مقامِ طریقت چہ داند؟ کسیکہ در مقامِ طریقت مشرف حضوری مجلس مدخل شود حقیقتِ حضوریٔ مجلسِ مقامِ حقیقت چہ داند؟ کسیکہ در مقامِ حقیقت مشرّفِ حضوری شود حقائق و احوالِ مقامِ معرفت چہ داند؟ کسیکہ در مقامِ معرفت حضوری مشرّف شود حقیقتِ مشرف مقامِ عشق چہ داند؟ کسیکہ در مقامِ عشق مشرّفِ مجلسِ حضوری شود آنکس حقیقتِ مقامِ محبّت حضوریات چہ داند؟ ہر کہ مدِ نظرِ خدا است، ہر دو جہان در مدِ نظرِ او است۔ کسیکہ در مقامِ محبت حضوری شود حقیقتِ حضوریٔ فنا فی اللہ چہ داند؟ پس ہر کس مراتب بمراتب خویش عزّ و جاہ است و فقیر فنا فی اللہ ہمہ کس را بداند و بشناسد۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ''۔ و عالم آنرا گویند کہ عین طالبِ حق باشد و مولانا آنرا گویند کہ طالبِ مولیٰ باشد و دانشمند آنرا گویند کہ دعویٰ مدّعی بانفسِ خود باشد و فاضل آنرا گویند کہ جز محبّت جاودانی را بگذارد و رفیق با توفیقِ اللہ تعالیٰ را کند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْیَا فَھُوَ

کَافِرٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْحُجَّةِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلٰی فَهُوَ مُسْلِمٌ" قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ شَیْطٰنٌ اَخْرَسٌ"۔ پس علم نیز دو قسم است، علمِ عارفیّت و علمِ عاریّت۔ علمِ عارفیّت علمِ ربوبیّت است طالبِ دیدار و علمِ عاریّت طالبِ دنیا مُردار۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "اَلدُّنْیَا مَنَامٌ وَعَیْشُهَا فِیْهِ اِحْتِلَامٌ"۔ علمی کہ از بہر خدا اعمال خواند بمرتبہء محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رساند علمیکہ از بہرِ دنیا روزگار خواند ہمنشین ابوجہل نشاند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "اَلْعُذْرَةُ شَیْئٌ وَ الْجَهْلُ لَا شَیْئٍ"۔ مرشد عالم باید و طالبِ او متعلّم جاہل راچہ کند۔ حدیثِ قدسی "مَا تَّخِذَ اللّٰهُ وَلِیًّا جَاهِلًا"۔ جاہل کیست و کرا گویند؟ جاہل آنست کہ طالبِ حُبِّ دنیا حرص ہوا طالب نفس دون دشمنِ علماء و کلام اللہ پس او کافر۔ قولہٗ تعالیٰ "وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ"۔ قولہٗ تعالیٰ "وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا"۔ قولہٗ تعالیٰ "وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ"۔ قولہٗ تعالیٰ "اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ"۔ پس سبب را بگذار و مسبّب را طلب کُن۔ پس مرشد راہِ مسبّب بخشد نہ کہ سبب۔

بیت:

چون رزق مقدّر است گردیدن چیست	رازق چو بگرداند پُرسیدن چیست

قولہٗ تعالیٰ "نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ"۔ قولہٗ تعالیٰ "یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ"۔ "یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ" امّا استوار درویش در سلکِ درویشان ہمون است کہ شبِ فاقہ باشد آن شب درویش را معراج قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "مِعْرَاجُ الْفُقَرَآءِ لَیْلَةُ الْفَاقَةِ" معراج درویش در شبِ فاقہ است۔ درمقامی کہ درویش گرسنہ خسپد، آن مقام خراب و پریشان باشد، اگر درویش نباشد شہر و مقامہا ہمہ زیر و زبر گردد۔ از عرش تا تحت الثریٰ ہر آبادانی کہ ہست، ببرکتِ دعای درویشانست و قدم مبارکِ ایشان قائم است۔ پس مرشد درویش فقیر اہلِ اللہ فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود "اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی"۔ مراتبِ مرشد آسان نیست در معرفت محو از خود فانی باید۔ مرتبہء مرشد موافقِ این آیت قولہٗ تعالیٰ "وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ"۔

بیت:

این چہ خوش خانہ است خلوت باخدا	باھُوؒ بگوید ھُو مارا قبر

قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" این است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِیْ

الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ‘‘۔ الٰہی عاشقان را بقدرتِ خویش جان گیر کہ عزرائیل درمیان نامحرم است۔ پس مرشد کرا گویند؟ ’’یُحْیِی الْقَلْبَ وَ یُمِیْتُ النَّفْسَ‘‘۔ چون بر طالب جذب غضب کند ’’یُحْیِی النَّفْسَ وَ یُمِیْتُ الْقَلْبَ‘‘۔ مرشد آنرا گویند کہ فقر تمام وغیر ماسویٰ اللہ بر و حرام، از ازل تا ابد بر خود بستہ احرام حاجی بی حجاب۔ این طریق مرشدِ کامل کامیاب کہ ظاہرِ او در گناہ و باطنِ او در عین ثواب چنانچہ مجلسِ موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام۔ قولہٗ تعالیٰ ’’قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ج سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا‘‘ چنانچہ کشتی را شکست کرد و دیوارِ شکستہ را بنا کرد و پسر را کشت، قصّہ ایشان در سورۃ کہف واقع است۔ پس موسیٰؑ علیہ السلام را علمِ ظاہری بود و حضرت خضر علیہ السلام را علمِ باطن۔ علماء و طالب بمثلِ حضرت موسیٰ علیہ السلام است و مرشد فقیر بمثلِ حضرت خضر علیہ السلام۔ از فقر اسیرِ حضرت خضر علیہ السلام باید بود۔ مرشد بمثلِ طبیب است و طالب بمثلِ مریض است، آنچہ طبیب معالجہ ہر مریض کند، دارُو تلخ و شیرین دہد، مریض را باید کہ بخورد تا بہ شود۔

مرشد چہار حرف است و عارف چہار حرف کہ از حرف ’’م‘‘ صاحبِ مروّت باشد و از حرف ’’ر‘‘ ریاضت کش و از حرف ’’ش‘‘ اہلِ شوق و از حرف ’’د‘‘ صاحبِ درد باشد۔ بشنو! بزرگی فرمودہ است کہ نماز نفل گزاردن کارِ بیوہ زنان است و روزہ نفل داشتن صرفہء نان است و حج رفتن تماشای سیر جہان است و دل بدست آوردن کارِ مردان است و این فقیر باھُوؒ میگوید کہ نفل نماز گزاردن پاکیٔ جان است، روزہ نفل داشتن خوشنودیٔ رحمٰن است و بہ حج رفتن ثبوتیٔ ایمان است و دل بدست آوردن کارِ خامان است۔ خدا تعالیٰ را دیدن و شناختن کارِ نا تمامان است، از بشریّت برآمدن و از خود فانی گشتن و عین فنافی اللہ بقا باللہ بودن کارِ مردان است۔ پس مرشد مرد باید کہ صاحبِ تجرد پُر درد باشد قولہٗ تعالیٰ: ’’یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ‘‘۔ پس مرشدی میراثی نیست صرّافی سر راس است، مرشدی نہ فروختن بہ نقد جنس نہ نخاس است۔ مرشدی اخص خاص الخاص است، مرشدِ من اخص است و ارادتِ من بس است۔ مقامِ عام، مقامِ خاص، مقامِ خاص الخاص، مقامِ اخص۔ اخص مقامِ سِرّ است۔ چون پیرِ من اخص است اعتقادِ من بس است۔

باب چہارم

درذکرِ مخالفتِ نفس وکشتن وزیرکردن نفس بعونِ اللہ تعالیٰ

درآنچہ خوشنودیٔ خدا خلافِ نفس است و درنا فرمودہ خلاف خدا رضامندی وخوشنودیٔ نفس است۔ نفس چہ چیز است وچہ خصلت دارد؟ نفس بمثلِ مار است وخصلتِ کفّار دارد۔ اوّل افسون باید آموخت بعدازاں دست بمار اندازد کہ درقید آید وزیرگردد۔ چنانچہ مار را گفتند کہ ازسوراخ بیرون چرامی آئی؟ مار گفت ''کسی کہ بردرِمانامِ خدا تعالیٰ می گیرد مرا میباید کہ بنامِ اللہ تعالیٰ سرخود را فدا کنم''۔ پس نفس بمثلِ مار است، وجودِ آدمی بمثلِ سوراخ است وذکرِ نامِ اللہ تعالیٰ بمثلِ افسون است وخویٔ خصلتِ نفس کافر باسلام نگردد ومسلمان نشود مگر بعلمِ شریعت وکلمہ طیّب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ''۔ ''اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّ الْکُفْرُ بَاطِلٌ''۔

بیت:

راحتی گر خویش خواہی نفس را گردن بزن گر وصالِ حق بخواہی بگذر از فرزند و زن

جوابِ باھُوؒ از باھُوؒ:

چون نفس را گردن زنم نفس مردِ حق غیر نفسے خویش کُش نیابد عشقِ حق

جوابِ باھُوؒ از باھُوؒ:

چون نفس را گردن زنم آن نفس مرشد پیشوا ہر مقامی خوش نماید میبرد با کبریا

جوابِ باھُوؒ از باھُوؒ:

نفس تابع یار بہ ای جان عزیز نفس را احمق چہ داند بے تمیز

جوابِ باھُوؒ از باھُوؒ:

نفس راحت جاودانی را گذار تاشوی باحق تعالیٰ یارِ غار

تاکارِ تو می بر آرد کردگار

جوابِ باھُوؒ از باھُوؒ:

گر نفس را گردن زنم ضائع شوم از ہوائے نفس را بیرون کنم

نفس با ما یار بامن یار او سرِّ وحدت آب نفسم آب جو

جوابِ باھُوؒ از باھُوؒ:

دیو دیوانہ است نفس آن دیو بذدم گر خدا بر خود شوم وی را کشم

از کفر و کافری بیزار شدم وقبول کردم دینِ اسلام را۔ ’’اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ‘‘ ۔قولہٗ تعالیٰ ’’وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی‘‘ طالب اللہ را باید کہ ہر دم‘ ہر ساعت‘ شب و روز خلافِ نفس باید کرد و ہیچ وقت از و غافل نباشد کہ نفس کافر است کہ باین حرب و جنگ و دشمنی در خواب و بیداری‘ در مستی و ہوشیاری باید کرد کہ دزد دشمن در جان است و رہزن در رہ زیان است‘ ازین خاطر جمع مباش۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ’’رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰی جِهَادِ الْاَكْبَرِ‘‘ ۔نفس دو قسم است چنانچہ وجودِ آدمی دو قسم است‘ وجودِ لطیف و وجودِ کثیف۔ وجودِ کثیف اہلِ نفس امّارہ لوّامہ ملہمہ است۔ امّارہ نامِ راہزن شیطان است و تابع او نفسِ لوامہ و تابع لوامہ نفسِ ملہمہ است۔ این ہر سہ یکی اتفاق دارند و بوجودِ لطیف نفس مطمئنّہ، و مطمئنّہ اطاعتِ ظاہری و باطنی کنندہ را گویند و اطاعت تابع روح است و روح تابعِ باتوفیقِ الٰہی صاحبِ ذکر فکر اشتغال استغراق فقیر فنا فی اللہ است۔ پس ہر انبیا و اصفیا و اولیا مومن مسلم اہلِ ایمان را نفس مطمئنّہ است و مطمئنّہ اہلِ معرفت است۔

ابیاتِ باھُوؒ:

باھُوؒ در کسی معرفت معروف گردد کہ سِرّ وحدتش مکشوف گردد
نماند پردہ زان سِرّ اسرار کہ عین با عین بیند یار با یار
در خود گم شو کہ اہلِ بدعت مشو و از ہر دو جہان دست بشو
خدا یک دِل یک یکے را بجو بایکے یک شوی چون عین او

و کافر منافق فاسق مردُود و ملعون اہلِ شرب را نفس امّارہ است۔ قولہٗ تعالیٰ ’’لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى‘‘ ۔ اہلِ مطمئنّہ اہلِ روح است و اہلِ روح اہلِ ذکر وجد شوق اشتیاق استغراق و اہلِ غرق اہلِ توحید فنا فی اللہ۔ و اہلِ فنا فی اللہ نفس ندارند‘ ہمہ اوست در مغز و پوست‘ چنانچہ ’’لِیْ مَعَ اللهِ وَقْتٌ‘‘ چنانچہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا را پُرسیدند کہ یا رابعہؒ! در بابِ نفس و شیطان و دنیا چہ می فرمائی؟ رابعہ بصریؒ گفت کہ با دوست در توحید فنا فی اللہ چنان غرق گشتہ ام کہ نہ خبر از نفس دارم و نہ خبر از نفس و شیطان و دنیا دارم۔

بیت:

باھُوؒ بہ مردم می کند این نفس محتاج کسی را نیست نفسش ہست لایحتاج

پس اولیاءِ اللہ لا یحتاج است و اولیاء اللہ فقر را گویند ’’اَلْفَقْرُ لَا يُحْتَاجُ اِلَّا اِلَى اللهِ‘‘ وَكُلُّ شَيْءٍ مُحْتَاجٌ اوست۔ فقیر را نفس نیست نَفَس است و نَفَس پاس انفاس را گویند و پاس انفاس ذکرِ خاص آورد بردرا گویند کہ غیر

ذکرِ اَللّٰہُ دم خالی نیاید و دلِ مُردہ دم افسردہ اہلِ نفسِ امّارہ است۔

بیت:

باھُوؒ ز نفس بد تر نباشد سر ہوا — کہ دعویٰ ہمچون فرعونش خدائی

قولہٗ تعالیٰ ''وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ''۔ آدمی دو قسم است۔ اہلِ نفس بندۂ ہوای است و اہلِ اللہ اطاعت بندۂ خدا است۔ نفس، دنیا و شیطان ہر سہ کافر اند یا بمثلِ جلاد حرام خور۔ بر کسیکہ قہرِ اللہ تعالیٰ شود ہر آنکس صاحبِ نفس گردد، پُرشہوت، ہوا پرست، طالبِ دنیا، دیوحسن پرست و زینت نما، متفق بشیطان شود۔ خوردن ذائقہ نان و در معصیت گناہ جان غریق دل تاریک و از عشق محبّت نورِ الٰہی تفریق، از علمِ معرفت چشم کور و دل مُردہ در جسد گور۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ''۔ نفس کرا گویند؟ کہ از راہِ خدا باز دارد و نفس طلبِ غیر را گویند۔ دنیا نفس شیطان دشمن بما مردم و رہزن شیطان است و شیطان را رہزن کدام شیطان است؟ کبر و کبر از کجا پیدا شود؟ از جلالیّتِ قہرِ الٰہی از شرّ و مرا پیشوا پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم است و پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را پیشوا کدام است؟ ہدایتِ اللہ تعالیٰ و ہدایت اللہ تعالیٰ از کجا پیدا شود؟ از مہرِ جمالیت الٰہی۔ ''خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى ''۔

بیت:

این خاک را انسان کنم آن نار را شیطان کنم — ہم این کنم ہم آن کنم کس را نباشد زین خبر

با زہد و تقویٰ ریاضتِ صوم و صلوٰۃ حج مال زکوٰۃ خلافِ نفس است نفس بمیرد؟ گفتم نی۔ باذکر فکر مجاہدہ مشاہدہ مراقبہ محاسبہ وصال حضور مذکور خلافِ نفس است۔ نفس بمیرد؟ گفتم نی۔ باورد وظائف تسبیح تلاوتِ قرآن مسائلِ فقہ کردن بیان خلافِ نفس است نفس بمیرد؟ گفتم نی۔ لباسِ نمد پوشی دلق وجدائی از خلق و زبان خاموش، نیک وصال خوب خصال خلافِ نفس است۔ نفس بمیرد؟ گفتم نی۔ با کنج گوشہ چلّہ کشیدن و سرگردان گردیدن و خود را از ہمہ چیز بریدن خلافِ نفس است۔ نفس بمیرد؟ گفتم نی۔ با علم تعلیم درس خوانی خدا شناختن بدانی خلافِ نفس است نفس بمیرد؟ گفتم نی۔

بیت:

نفس گر سلطان شود مسند نشین — سگ بگردِ آسیا گردد یقین

گر نفس گرسنہ شود طاقت و قوّتِ طاعت ندارد و از طاعت باز ماند و اگر نفس سیر شود، پُر شہوت ہوا فتنہ انگیز۔ پس چہ علاج باید کرد؟ قولہٗ تعالیٰ ''لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ''۔ نفسیکہ با گرسنگی آرام گیرد و در ذکر طاعت حلاوت یابد آنرا زہد و ریاضت باید۔ نفسیکہ در گرسنگی ذکر طاعت لذّت نگیرد، در ولولہ، وسوسہ، کفر، نفاق افتد آنرا بسیار خوردن باید امّا شرط آنکہ نفس سیر باشد و آثارِ بدی در و نماند و طاقتِ آرام حکم فرمانبردار گردد و اِلّا نیم سیر و نیم گرسنہ لوازمِ نفس

است ۔ نفس را قوتِ لا یموت باید ذکرِ اَللّٰہُ و خانہء او قبر زیرِ زمین خاک بسازد و پوشش لباس بر آن کفن انداز د و تماشائے سیر چشم بروزِ حشر نماید کہ جمعیتِ خاطر صفا دل گردد کہ بر دل ہیچ آلودگی و کدورت نماند۔ کُل حجاب ''فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ'' برخیزد نفس از ستیزہ باز ماند آرام گیرد۔ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' کہ بمیرد۔ نفس چیست ؟ نفس بمثلِ فربہ خوک است با اہلِ کفّار خوار خودی خود پرستی دارد۔ بشنو

بیت :

در وجودِ آدمی صد خوک است   خوک باید کشت یا با زنار بست

ای نفس وسیلت خدائی وای نفس فتنہ انگیز پُر ہوا وای نفس عادل بادشاہ وای نفس باَ نا گمراہ وای نفس عالم متعلّم مفتی قاضی محتسب صاحب حساب وای نفس بارشوت حرام خوار خراب وای نفس مرشد ہادی صاحبِ ارشاد وای نفس باخود پرستی در حرص حسد برباد وای نفس سلطان العارفین عاشق معشوق وای نفس بر ہر در گدای طامع مخلوقات۔ فقیر مرد آنست کہ نفس را بہ ہیچ حال فرصت ندہد و از طاعت باز ندارد و آنچہ خواہد ندہد خلاف کند ہمیشہ با او مجادلہ باید کرد کہ ای نفس ہیچ طاعتی چنان نکردی کہ لائقِ حضرت خداوند باشد چنانکہ در روزِ قیامت خلاصی یابی و نمی شناختی خدا تعالیٰ را چنانچہ حق شناختن است۔ انبیاء و اولیاء اللہ از ترسِ حق تعالیٰ چون زر در بوتہ بگدازند ۔ بزرگان تمام عمر نہ خفتہ اند و پہلو بر زمین نہ نہادہ اند و لذّت دنیاوی نفس را ندادہ اند از برائی آنکہ روزِ قیامت از خدا تعالیٰ و رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شرمندہ نشویم۔ مرترا است کہ در کارِ نفس مشاہدہ میکنی از حالت ہا و خواست ہا تباہ او۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَۃٌ''۔ فرمود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''دعاءِ ستم رسیدہ مستجاب است''۔ پس ستم رسیدہ از نفس فقیر اند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اِتَّقُوْا دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ'' فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''بترسید از دعاءِ ستم رسیدہ کہ میانِ دعاءِ ستم رسیدہ و میانِ خدا تعالیٰ حجاب نیست''۔ پس ستم رسیدہ اہلِ اللہ فقراً اند کہ از ظلمِ نفس عاجز اند و بخدا تعالیٰ مشغول۔ بترسید از فقراً کہ فقیر در حالتِ شہوت باشعور، فنافی اللہ حضور، بہ نظر اللہ منظور۔ در حالتِ غضب نفس درندہ است و در حالتِ گناہ کردن نفس طفل است و در حالتِ نعمت خوردن نفس فرعون است و در حالتِ سخاوت نفس قارون است و در حالتِ گرسنگی نفس سگِ دیوانہ است، و در حالتِ سیری نفس خر است خرامیدن است با کبر۔

بیت :

گر نفس گرسنہ شود سگ میشود   در شکم پُر شود خر می شود

اگر نفس را سیرش کنی بی فرمان است و اگر نفس را گرسنہ داری جزع فزع فریاد کند۔ اگر نفس را در وقتِ گناہ کردن شفیع آری خدا و رسولِ خدا و جمیع انبیا و اصفیا و اولیا و صلحا را و عرض کنی آیات و روایات، یاد دہی ہول از مرگ و گور و جوابِ

منکر نکیر و اعمال نامہ و مسائلِ فِقہ و روزِ قیامت نفسی نفسی و صراط و دوزخ بہشت و دیدار ہرگز باز نماند و از معصیّت نفس باز نگردد مگر بتوفیقِ الٰہی و بوسیلتِ دست بیعتِ مرشدِ کامل مکمّل۔ ہر وقتے کہ طالب رجوع بگناہ کند مرشد را بیشک آگاہی شود' درمیانِ گناہ و اہلِ گناہ خود حائل می شود یا بالہام گوید و یا پیغام و یا دست زند۔ وسیلت از برائی این از فضیلت بہتر است۔ فضیلت اہلِ نفس را محتاج است و وسیلت لا یحتاج۔ بر فضیلت نفس غالب است' وسیلت بر نفس غالب و نفس مغلوب۔ علم بمثلِ ذہب زر سیم است چنانچہ فضیلت و وسیلت ہم چون فولاد است چنانکہ تیغ۔

رباعی:

نفس حریص شکر و شِیر می طلبد   بادشاہی شہ جہانگیر می طلبد
باھُوؒ بہ گدائی ز شاہیٔ اورنگ شاہ   طالب اللہ بس از فقیر می طلبد

باھُوؒ! نفس بدکافر است و یا جلاد' پس کافر را زنار گسیختن مشکل چنانچہ جلاد را حلال خوردن مشکل است۔ چون نفس مسلمان شود' مسلمان را خوک خوردن مشکل و برکتف زنار پوشیدن مشکل۔ سیم و زر زیبِ اہلِ دنیا است و فولاد تیغ زدن بر نفس کارِ اہلِ دین است۔ غزا کشتن بہ نفس کافر در سیم و زر طمع و ریا است و بہ کشتن نفس طلبِ خدا تعالیٰ است۔ زندہ نفس شیطان اند یا دیو اند یا غولِ بیابان اند۔ نفس چیست و شیطان چیست و دنیا چیست؟ نفس بادشاہ است و شیطان وزیر اوست و دنیا ہر دو را مادر کہ بایشان پرورش می کند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اِنَّمَا الشَّیْطٰنُ یَصِیْرُ مُسْتَوْلِیًا عَلَی الْاِنْسَانِ'' یعنی شیطان جُز این نیست کہ غالب میگردد بر آدمی۔ دلی کہ حُبِّ دنیا داشت آن دل نشست گاہِ شیطان است۔ قولہٗ تعالیٰ ''فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ۙ ۝ وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۙ ۝ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی'' دلیکہ نشست گاہِ شیطان شد بر آن دل چہار مؤکّل است۔ اوّل خنّاس' دوم خرطوم' سیوم وسوسہ' چہارم خطرات قائم مقامِ نفس است۔ صدق خلافِ نفس است۔ اہلِ صدق مستغرق را حضوری و غفلت یکی خواب و بیداری یکی۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ''۔ امّا دل باشد نہ خانہء دیو۔ نفسی کہ با روح آمیختہ باشد آن نفس روحِ خدا را از برائی خدا تعالیٰ می پرستد چنانچہ رابعہ بصریؒ را خدا تعالیٰ پرسید مرا از برائی کی می پرستی؟ بہرِ بیمِ دوزخ یا برائی اُمید بہشت؟ رابعہؒ گفت ''خداوندا ترا اگر از برائی ترسِ دوزخ می پرستم' مرا در دوزخ سوز و اگر ترا از برائی بہشت می پرستم مرا بہشت نصیب مکن و اگر ترا از برائی تو می پرستم از من دیدار و جمالِ خود دریغ مدار''۔

نقل است کہ روزی شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ از خانقاہ بیرون آمد و رفتہ در خانہ با اہلِ مخنّث نشستہ درمیانِ قوم مخنّث سکونت گرفت' مریدان گفتند ''این چہ جائے است یا حضرت؟'' شیخ شبلیؒ فرمود ''در تمام عالم سہ گروہ است مرد و زن و مخنّث' مرد بایزید بسطامیؒ بود و زن حضرت رابعہ بصریؒ' من از زین ہر دو نیستم' پس ناچار درین گروہ در آمدم''۔ پس اہلِ ذکر فکر اہلِ زن است و اہلِ استغراق اہلِ مرد است۔ ہر کہ در دنیا است از زین ہر دو نیست مخنّث است۔ بشنو! ابلیس

گفت ''طاعت کردم''۔ ندا آمد ''لعنت کردم''۔ آدم علیہ السلام گفت ''بد کردم'' ندا آمد ''عفو کردم''۔ طاعت باعُجب بداست و معصیّت با عذر بہ۔ اگر خواہی کہ راہ بمنزل رسانی زنہار خود درمیان مباش کہ نفس شرمندہ شود۔ نقل است روزی بزرگواری نشستہ بود کہ نفسِ وی را بصورت ہیّتِ او روبروبر مصلّٰی نشست۔ آن بزرگ گفت ''چون صورتِ خود از خود جدا دیدم پُرسیدم تُو کیستی؟'' گفت ''من نفسِ تُوام''۔ استوار استعداد بستن گرفتم، می خواستم کہ بزنم۔ نفس غوغا کرد کہ زدنِ من این چنین نباشد زدن من خلافِ من است۔

بیت:

نفس دانی چیست کافر در وجود ـــ دوست دارد نفس را کافر یہود

از نفس خبردار باش کہ حَاشَ لِلّٰہِ حَاشَ لِلّٰہِ۔ قطعہ:

ترا با نفس کافر کیش کاریست ـــ بدام آور کہ این طرفہ شکاریست
اگر مارِ سیاہ در آستین است ـــ بہ از نفسیکہ با تُو ہمنشین است

دانی نفس چیست؟ طمع، تا طمع را سہ طلاق ندہی ہرگز بحق واصل نشوی۔

بیت:

باھُوؒ! کہ مرغش جان کشد آن طمع دانہ ـــ نہ بیند دام بر دانہ دیوانہ

طمع ہم چون دام است و دنیا ہم چون دانہ است و اہلِ حرص طالبِ دنیا بود دیوانہ۔ بی طمع ہرگز در قید او نہ افتد مگر احمق اہلِ نفس بی عقل ترسا کہ از اہلِ ترس نباشد۔ ہر کرا اللہ تعالیٰ و فقر پسند بی طمع گردنش بلند بی نیاز چرا کہ طمع نامِ غم است و فقر یگانہ بخدا تعالیٰ از این غم غم ندارد۔ ہر کہ نادار است با اللہ تعالیٰ یار است۔

بیت:

باھُوؒ! کسیرا غم بود از بہرِ دنیا ـــ کہ آں دون است از پروردہ دنیا

شیطان دنیا را گویند و اہلِ نفس معصیّتِ شیطان را جویند۔

روزی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بانفسِ خود محاسبہء عمرِ خویش میکرد و گفت ''ای نفس عمرِ تُو شصت سال برآمدہ است، چون روز ہائے عمرِ تُو بیست و یک ہزار و سی صد روز مجموعہ شدہ'، بعدہٗ آہ زد و بیہوش گشت، چون بہوش باز آمد معتقدان پُرسیدند کہ این چہ بود بیہوشیٔ تُو؟ گفت ''بانفسِ خود محاسبہ حساب روز ہائے عمرِ خویش کردم کہ بدنیا شصت سال شد' ترا از ہنگامِ بلوغت مہلت دادہ اند' روز ہائے شانزدہ ہزار شش صد ہشتاد و پنج روز شد''۔ گفتم ''ای نفس! ہر روز بیست گناہ کردہ باشی؟'' گفت ''نی''۔ گفتم ''دہ؟'' گفت ''نی''۔ گفتم ''یک گناہ کردہ باشی؟'' بر این اقرار نمود۔ گفتم ''بہر گناہیکہ یگان یگان سنگ در مقامی نہادی کوہی برآمدی و اگر بعدِ ہر گناہی مشتِ خاک انداختی انبار

گشتی، ای نفس چندین گناہ از ہولِ عذابِ آخرت چرا کردی؟ خودرا از ہیبتی کہ پدرِ تُو مہتر آدم علیہ السّلام را از جہتِ ذلّتِ یک گناہ بزندانِ دنیا فرستادہ اند و خطابِ سرزنش بگفتند۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی''۔ چرا نگاہ نداشتی؟ بیچارہ آدم زادہ را چہ جای اُمیدِ خلاصی باشد بچندین گناہ کردن؟ عزازیل را بیک گناہ داغِ لعنت نہادہ، ابلیس نام گفتند کہ در تمام عالم آواز رسید۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ''۔ پس ہر کرا نفس ضعیف است دین وی قوی است، ہر کرا نفس را بند کند چنانستی کہ راہِ شیطان بستہ باشد بمع نفس ہوا۔

بیت:

باھُوؒ! نفس پلید بر تن جامہ پاک چہ سُود　　در دل ہمہ شرک است سجدہ بر خاک چہ سُود

کسانی کہ نفسِ خودرا معمور دارند پیروئ شیطان کردند پس او دشمنِ خدا تعالیٰ اند و دشمنِ آدمیان اند۔ دانی شیطان و نفس ہر دو درمیان خود موافق اند و ہر دو کافر اند، ہر کرا نفس در بند است شیطان از وُدور است۔

تمثیل: اگر دو دُزد در یک خانہ برائی دزدی کردن در آیند، یکی در دست آید و دیگر گریختہ رود آن گریختہ باز نزدیکِ آن بند شدہ نیاید و نزدیکِ او ضررِ خود بہ بیند۔ ہر کرا دزدِ نفس در بند نیست شیطان با و قریب است و دُور از حضرتِ رحمٰن است۔ تمثیل: نفس مانندِ بادشاہ است و شیطان مانندِ وزیر است۔ ہرگاہ کہ بادشاہ بہ بند شود وزیر از وجدا گردد۔ ہر کرا نفس در بند نیست آنکس احمق است۔ تمثیل: اگر باشہ و کنجشک در یک خانہ باشند، چون آن باشہ در بند است آن کنجشک راغمِ ضرر نیست، ہم چنان اگر نفس در بند است۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ''۔ در شریعت نفسِ امّارہ است و خدا تعالیٰ می فرماید کہ نفس دشمن را بکشید۔ خداوندا! چشم بخش کہ آن دشمن را بینیم و بکشم۔ دوم نفس در طریقت لوّامہ است، ذائقہ لائحہ نفس را بگذار، ہواءِ نفسِ لوّامہ را پائمال کُن و بالائے ہوا روان شو۔ سوم نفس در حقیقت ملہمہ است۔ آن را موم باید کرد بر آتشِ عشق ذکر اللہ تعالیٰ تا بہ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' رسد۔ چہارم نفس در معرفت مطمئنہ است۔ در حقیقت مطیع با خلاص موحّد خاص الخاص، محرمِ اسرارِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، از غیر ماسویٰ اللہ استغفار۔ قولہٗ تعالیٰ ''غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ''۔ در مطمئنہ چہ چیز حاصل شود؟ لا مقام مشاہدۂ فقر فنا فی اللہ، تمام شرحِ نفسہا بدٔ بدکردار۔

بیت:

نفس یارِ غار ای جانِ عزیز　　با عزیزی باش بی غفلت تمیز

فقیر را ترقّی از درگاہ روز بروز باید و جان سوز باید نہ درم اندوز، حقیقتِ نفس بیاموز۔ تمثیل: ''نفس مانندِ آدمی است و شیطان مانندِ دمِ آدمی است۔ اگر آدمی زندہ است دم اندرون و بیرون می آید، بعد از مُردنِ آدمی دم از بیرون آمدن بماند چون کسیرا نفس مُردہ است راہِ شیطانِ او بستہ گردد۔ از راہِ شیطان سود ہرگز نیست و دل نرم

آبادانی است واز آبادانی سود مقصود حاصل آید۔ ہر عبادتی کہ ہست در آبادانی است و ہر بدی کہ ہست در ویرانی است۔ راہِ آبادانی بہ تُو چرا قدم در ویرانی نہی؟ دشمن نفس را مراد نہ رسانی۔ نفس مردار را مردن بہ از زندگانی۔ وشناختنِ خداءِ عزّ وجل از روشنائیٔ دل است، نہ شناختنِ خدا تعالیٰ را بتاریکی کہ یک شب مشغول شود ہرگز راست نیاید۔ چون نابینا ہر چند کہ کوشش راہِ راست کند ہرگز راہِ راست نتوان رفت، اگر پیشِ او خار مار چاہ حضرہ یعنی گل نشیب پلیدی آید اونمیداند کہ پیشِ من نیک است یا بد۔ ہر آنکس کہ نفس را بند کند رضاءِ اللہ تعالیٰ ومحبتِ اللہ تعالیٰ حاصل کردہ باشد۔ ہر کہ نفسِ خود را در بند نکردہ باشد او در محبّت ورضاءِ نفس وشیطان است۔

بیت:

باھُوؒ! نفس را سگ گفت سگ بانی مکن   تابع شیطان شیطانی مکن

قولہٗ تعالیٰ ''یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ''۔ ہر کہ میلِ دل بسوئے نفس دارد تمام دلِ او سیاہ گردد وغفلت پیدا شود۔ چون نفس ودل یکی گردد روح ضعیف شود وعاجز، چون دل وروح یکی گردد نفس ضعیف وعاجز غریب تابع۔ این فقیر باھُو میگوید کہ یک ہدایتِ اللہ تعالیٰ بہتر است از ہزار دشمن نفس وشیطان۔ بردلیکہ نظرِ رحمتِ خدا است از نفس وشیطان آن دل جدا است۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَ تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ''، پس نفس وشیطان شریکِ خدا است۔ ہر کہ راندہٗ درگاہ است نفس وشیطان با و ہمراہ است گمراہ است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''فَمَنۡ یَّھۡدِی اللہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ''۔ فضل از آن روزِ ازل است چنانچہ نہ یک رعایتِ قاضی ونہ ہزار گواہ، نہ یک ہدایتِ اللہ تعالیٰ نہ ہزار زہد وتقوٰی ہمراہ۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

بیت:

عنایتِ تو مرا بس بود ز علم وعمل   کہ یک رعایتِ قاضی بہ از ہزار گواہ

قولہٗ تعالیٰ ''وَاللہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ''۔ ہمہ کس در حکمِ حکیم اللہ تعالیٰ است، ہر کہ باشد نفس وشیطان ودنیا وغیر ذالک۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''فِعۡلُ الۡحَکِیۡمِ لَا یَخۡلُوۡا عَنِ الۡحِکۡمَۃِ''۔ پس نفس بمثلِ دُزد است وطالب اللہ بمثلِ مؤکّل چنانچہ پاسبان خبردار از دُزد۔ مرشدِ کامل مکمّل بحکمِ حاکم خدا تعالیٰ صاحب حکم است، در ولایتِ او کہ دُزد بیاید یک مرتبہ کشتہ گردد۔ در ملک ولایتِ وجود دارالسلام گردد۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَلۡمُلۡکُ لِمَنۡ غَلِبَ''۔ اگر گناہ نفس وشیطان معصیّت را یاد کنم وخدائے تعالیٰ فراموش شود، ہیچ ازین گناہِ کبیرہ تر دیگر نیست۔ چنان باغرق اللہ تعالیٰ قلب روح عشق محبّتِ الٰہی سِرّ اسرار در وجودش کہ نفس وشیطان ودنیا، شہوات، حرص، حسد، کبر، ہوا فراموش گردد۔ ہر چہ کوشی از بہرِ اللہ تعالیٰ بکوش وہر چہ پوشی از بہرِ اللہ تعالیٰ بپوش وہر چہ نوشی از بہرِ اللہ تعالیٰ بنوش۔

عقلِ جزوی بگذار و عقلِ کُلّی آخرت باہوش بدست آر کہ عارف باللہ نفس را تحقیق کند و صاحبِ نفس نفس را رفیق کند۔

بشنو! فردا قیامت چون اہلِ عشق محبّت صاحبِ شوق اشتیاق مشتاقِ دیدار از گور برخیزند' از حق سُبحانہٗ وَ تعالیٰ حکم شود کہ خیمہءِ ایشان بیارند و بر دوزخ زنند۔ چون پیش آن خیمہ بنشینند' ہمین کہ نظرِ ایشان بدوزخ افتد' آتشِ دوزخ سرد شود' ناچیز و خاکستر گردد و مجالِ آن آتش نبود کہ سر برکند۔ چون آتشِ دوزخ سرد پست گردد' خلق را دلیلِ راحت باشد و از عذابِ دوزخ خلاص شود۔ مقصودِ خیمہ ایشان برآتشِ دوزخ ہمین است۔ پس دنیا ہم بمثلِ آتش است' چنانچہ حرص بمثلِ دوزخ است۔ بر اہلِ دنیا کہ فقرا' اہلِ اللہ گذر کنند و نظرش رحمت کنند' حرص از مردم اہلِ دنیا بمیرد۔ و اہلِ اللہ یک نفس بحق تعالیٰ مشغول شوند کہ اشتغالِ ربّانی راحتِ جاودانی است۔ باید کہ از دوزخِ حرصِ دنیا و آتشِ دوزخِ آخرت خلاص یابند چرا کہ خدا تعالیٰ می فرماید" ہر آنکس کہ نامِ دوستِ من با صدق و اخلاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و نامِ من با خلاص و تصدیقِ دل و با اقرارِ زبان برزبان راند" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" بر و عذاب نکنم کہ آشنا با آشنا و دوست با دوست عذاب نکند"۔ چنانچہ حدیثِ قدسی آمدہ قولہٗ تعالیٰ" اَنَا لِلْعَبْدِ اَرْحَمُ مِنْ اَخِیْہِ وَمِنْ اَبَوَیْہِ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ"۔ عبد اہلِ عبادت را گویند۔ این فقیر باھُو میگوید کلمہ سہ قسم است۔ یک قسم "لَآ اِلٰہَ" دوم قسم "اِلَّا اللّٰہُ" سوم قسم "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" از ہزاران ہزار با "لَآ اِلٰہَ" رسیدہ اند و بعضی از ہزاران ہزار با "اِلَّا اللّٰہُ" رسیدہ اند و بعضی از ہزاران ہزار با "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" رسیدہ اند۔ پس "لَآ اِلٰہَ" نفی است فانی' اثبات "اِلَّا اللّٰہُ" است۔ بوقتِ مُردن بگفتن "لَآ اِلٰہَ" گناہِ تمام عمر ہیچ نماند چرا کہ نفی محو گشت و بگفتن اِلَّا اللّٰہُ اثبات رسید و "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" بگفتن مراتبِ انبیاء و پیغمبری است۔ پس بر پیغمبران آتشِ دوزخ حرام و این مقامِ محبوبیت تمام۔ قولہٗ تعالیٰ "مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا"۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ"۔

پس مخلوق لآ است و اسم اللہ غیر مخلوق است و ناسوت مخلوق است و اہلِ اللہ فقرا' ناسوتی نیست۔ مرد آن است کہ در شریعت تمام و باطن مدام انتہائے مالا کلام ہر کہ ہمیشہ در ذکر فکر باشد۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ"۔ در استغراقِ غرقِ محبّتِ اوست ایشان را پیشتر از آنکہ روزِ قیامت مقصودِ ایشان بدستِ ایشان حق تعالیٰ بدہد و بانوارِ تجلّی مشرّف گرداند۔

چون کہ روزی جبرائیل علیہ السّلام پیشِ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گفت "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! من امروز چیزی دیدم کہ ہیچ وقت ندیدہ بودم۔ در شہر بت پرستی بت را پیش نہادہ می گفت "یَا رَبِّیْ! یَا رَبِّیْ!"۔ از مقامِ ربوبیّت آواز آمد "لَبَّیْکَ عَبْدِیْ" "لَبَّیْکَ عَبْدِیْ"۔ گفتم "خداوندا! بت پرستی را چگونہ جواب رسد؟"

فرمان شد کہ ای جبرائیل اگر او ربِّ خود را فراموش کردہ است' من می دانم کہ ربِّ او کیست؟ پس نامِ خود را چگونہ فراموش کنم؟ غلط بدرگاہِ حضرتِ ما راہ نیست' در حقیقت چون ربّ منم' ہر کہ مرا خواند' من نیز او را اجابت کنم''۔ بہ بین ای ابوالفضل! کرم از حضرتِ بی نیاز بیاموز ترک تکبّر کن ۔ چنانچہ بہ یک اولیاء اللہ با فرشتہ ملاقی شد۔ گفت ''کجا روی؟'' فرشتہ گفت ''یہودی را ہوسِ گرفتنِ ماہی شدہ است و در آب ماہی نیست' حکمِ ربّ العٰلمین چنین است کہ ماہی را از دریا بکشم و در آبِ او را اندازم تا یہودی بکام و مطلبِ دل برسد' از درگاہِ حق تعالیٰ نا اُمید نباشد''۔ یقین است کہ با دشمنان چنین کند' دوستان از و ہیچ محروم نیستند ۔قولہٗ تعالیٰ ''ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ''۔

میدانی کہ ابلیسِ لعین را معزول ساختہ از مراتبِ رحمت بہ لعنتِ ''اَسْفَلَ السّٰفِلِيْنَ'' از مقامِ علّیّین تا بہ سجّین رسید۔ ابلیس و نفس و دنیا ہر سہ بیک دیگر اتفاق دارند و بیعت یک دیگر کردند از بہرِ ذلّت و ہلاکتِ فرزندانِ آدم علیہ السّلام۔ ابلیس گفت ''من از طاعت بمعصیّت خواہم برد' از عبادت بگناہ دلالت کنم''۔ دنیا گفت ''من در نظرِ ایشان خود را آراستہ کنم و برخود مائل گردانم و در بلا مبتلا و ہلاک با حرص' از خداعزّوجلّ باز مانند''۔ نفس گفت کہ من بہوائے شہوت دیوانہ کنم' بنظر بازی خراب کنم و میگردانم۔ طالبِ اللہ را باید کہ ہر سہ را با افعال شناسد و از افعالِ ناشائستہ ترک گیرد۔ چون در وجودِ عابد عارف باللہ بتوفیقِ الٰہی و بعلمِ شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت زندگیٔ قلب ذکر اَللّٰہُ فنا فی اللہ امر معروف توکّل و حیا و صبر و خوف و رجا و عشق محبّت توحید و حدانیت تجرید و تفرید رخ نمود' ہر سہ دفع مردود گردد۔ وفقیر را کہ بخانہ دنیا دار برند از ان بہتر است کہ بدار کشند ۔ اگر کسیرا بطاعت و ریاضت پارسائی حق حاصل بودی ابلیس را بودی چرا کہ ابلیس زاہد عابد صاحبِ طاعت بود' آنرا کبر و اَنا رخ نمود' گشت مرُدود۔ اگر کسی را بعلم فضیلت حق حاصل بودی بلعم باعور را بودی کہ دوازدہ ہزار دوات در مسجدِ او پیوستہ جاری بود کہ قلم ہا حقیقتِ زیر زبر از قاف تا قاف مرقوم گردانند۔ اگر کسیرا باز ر درم مالِ دنیا حق حاصل بودی' قارون را بودی' کہ با گنج تا تحت الثریٰ پائین رفت۔ اگر کسیرا بدعویٔ خدائی حق حاصل بودی فرعون را بودی کہ دعویٔ خدائی کرد و در دریاءِ رود نیل غرق شد۔ اگر کسیرا در جہل حق حاصل بودی ابوجہل را بودی۔ حاصلیتِ حق تعالیٰ در محبّت و اخلاص خالصۃً لِلّٰہِ است' چنانچہ سگِ اصحاب کہف کہ محبّت و اخلاص آنرا از سلکِ سگان برآوردہ و در سلکِ آدمیان آدم ساخت و در قرآن واقع شد قولہٗ تعالیٰ ''سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا ۢ بِالْغَيْبِ''۔ از سگ کمتر مباش در محبتِ ایزد تعالیٰ اگر فرزند آدم ہستی۔ فقر سہ قسم است۔ اوّل فنا است ''لَآ اِلٰهَ'' نفی دوم فقر بقا است ''اِلَّا اللّٰهُ'' سوم فقر منتہی راہنما است ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کہ فقیر با 'اللہ' یگانہ آنست کہ از غیر اللہ تعالیٰ بیگانہ است ۔ ہر کہ با غیر اہلِ دنیا یگانہ است از اللہ تعالیٰ بیگانہ است و بیگانگی و یگانگی ہر دو در یک خانہ نیست ۔ تا آنکہ نیست نگردد ہیچ بہ بقا نرسد۔ چہار

لذّ اتِ نفسانی در وجودِ آدمی برابر است ۔ ہر چہار فانی ولذّ تِ پنجم حق تعالیٰ باقی جاودانی ۔ اوّل لذّ تِ طعام خوردن، دوم لذّ تِ مجامعتِ زن، سوم لذّ تِ حکومت حکم حاکم، چہارم لذّ تِ علمِ فضیلت ۔ چون لذّ تِ پنجم حق تعالیٰ در وجودِ طالب اللہ غالب شود ہر چہار لذّ ات مغلوب گردد ہیچ خوش نیاید چنانچہ طعام بیمار را راہ اللہ تعالیٰ ۔ در وجودِ آدمی دہ چیز است، نہ (9) یک طرف چنانچہ گوش، چشم، دست، پائے، زبان، دہم شکم یک طرف ۔ چون شکم گرسنہ نہ سیر گردد ۔ چون شکم سیر نہ گرسنہ گردد ۔ کسیرا کہ نفس تابع مطمئنّہ است ہر آن کس خواہ گرسنہ خواہ سیر باشد کہ چشمِ باطن اور وشن است ۔

ابیات:

دو چشمِ سر و دل یکتائی بسرتاج ۔۔۔ در آن وقت واصلانرا گشت معراج

اگرچہ شکم پُر او را پُر ز نور است ۔۔۔ کہ واصل دائمی اندر حضور است

نہ آنجا لاغری نہ جسم و جانی ۔۔۔ نہ آنجا ذکر فکرش بر زبانی

باھُوؒ نہ سجّادہ نہ تسبیح نہ دلق جُبہ و دستار ۔۔۔ دلم در سجدہ ام دیدار با یار

قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' ۔ این است مقامِ شریعت ۔ ہمچنان است چنانچہ چاہِ روان، مقامِ طریقت ہمچنان است چنانچہ ابر باد، مقامِ حقیقت ہمچنان است چنانچہ بارانِ رحمت، مقامِ معرفت ہمچنان است چنانچہ آبِ جو، مقامِ عشق محبّت فنا فی اللہ ہمچنان است چنانچہ دریائے عمیق ۔ اگر در دریائے عمیق تمام بول وغائط و پلیدی کہ افتد ہیچ پلید نشود ۔ اگر از دریا ہزار نالہ وجو برآید آب کم نگردد و اگر ہزار نالہ آنجا افتد ہمہ دریا شود ۔ شریعت دروازۂ اوّل است و طریقت دروازۂ دوم است و حقیقت دروازۂ سوم است و معرفت دروازۂ چہارم است و عشق مقامِ خانۂ محبّتِ یگانہ است ۔ ہر کہ در مقامِ شریعت طریقت حقیقت معرفت برود دربان بیگانہ است از حق ۔ تا در محبّت محو نشود، محرمِ اسرار نگردد ۔ معلوم شد کہ اہلِ مقامات شیخ مخدوم محروم اند ۔

بیت:

ترا شرمندگی از حق بدوری ۔۔۔ پریشان دل نیابد حق حضوری

دل نیز دو قسم است، یکی اہلِ قلب، دوم اہلِ سلب ۔ اہلِ قلب پُرنور بذکر اللہ تعالیٰ دل زندگی است ۔ مُردہ دل اہلِ سلب بے ذکرِ اللہ تعالیٰ در ہر دو جہان خجل روسیاہ شرمندگی است ۔ کسی را کہ ذکرِ قلب جاری آشکارا، حجاب الاکبر پارہ پارہ ۔ ذاکرِ قلب دائم السّیر برسرِ عرش فوق، در مشاہدۂ ذوق، نہ سرگردان قرقر ہمچون غوک ۔

بیت:

ترا شرمندگی زین ذکر باید ۔۔۔ کہ دم بستن نہ حُبّ ذکر شاید

ذاکر آنرا گویند کہ ذکر براُو موکّل گردد شب و روز بے قرار بی آرام؛ ذکر فکر بروی حرام؛ اہلِ ذکر صابر و شاکر و ذاکر بی حضور است باخطرات۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ''۔

بیت:

چون معدہ بود خالی از طعام ＿＿ در آن وقت معراج باشد تمام

این نیز کارِ خام است کہ صبر و شکر کارِ بیوہ زنان است۔ زنی را کہ شوہر مُردہ باشد؛ زنانِ دیگر باوی بگویند کہ گریہ مکن؛ صبر و شکر باید کہ خدا تعالیٰ حیّ قیوم است؛ مُردہ نیست۔ صبر و شکر اینست کہ از دنیا و حُبِّ دنیا صابر شود، شکر کند کہ الحمدللہ مرا حق تعالیٰ فقر داد کہ فقر ورثۂ پیغمبران است۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ''۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ؕ وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ''۔ پس بہ بین بر فقر ہیچ کس بشکر شاکر نیست مگر ذاکرِ حقیقی و صابرِ تحقیقی۔ دنیا و چیزی کہ نعمت در دنیا است؛ این نہ نعمت؛ این نعمت ہمہ تلخ گردد روزِ قیامت۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَ کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ''۔ این آیت نیز در بابِ وجوبیہ است۔

ابیاتِ باھُوؒ:

عشق فقرش نہ راہِ دانش و پند ＿＿ ہر کہ در عشق تام دانش مند

گرچہ رسوا ملامتش حاصل ＿＿ علم آنست کند بحق واصل

این ہمہ جہل است آنچہ میخوانی ＿＿ عزِّ دنیا و جاہ نادانی

باھُوؒ دلق پوشی بہ است گرچہ نمد ＿＿ ہم نشینی دوام با یار صمد

قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''جُعِلَتْ فِی النَّفْسِ طَرِیْقَۃُ الزَّاھِدِیْنَ وَ جُعِلَتْ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقَۃُ الرَّاغِبِیْنَ وَجُعِلَتْ فِی الرُّوْحِ طَرِیْقَۃُ الْعَارِفِیْنَ''۔

بیت:

باھُوؒا! می نماند پردۂ نفس و ہوا ＿＿ چون در آید در دلم ذکرِ خدا

باب پنجم

ذکرِ علما و فقرا و ذکر اَللّٰہُ

اُوْلٰی وَ اَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَتَمُّ وَ اَکْبَرُ

علما آنست کہ وارث الانبیا و آثارِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وامینِ خدا باشد۔ طالبِ علم چہ معنی دارد؟ یعنی طاعت طلب۔ عالم چہ معنی دارد؟ یعنی از عام برآید خاص شود۔ فاضل چہ معنی دارد؟ کہ فیضِ او عام باشد چنانچہ فیضِ آبِ دریا۔ دانش مند چہ معنی دارد؟ دعویٰ مدّعی بانفس محاسبہء خویش۔ این ہمہ کارہا علما عاملِ فقیرِ کامل درویش۔ وعلم دو قسم است، علمِ رحمانی از برائی ترکِ دنیا واہلِ طاعت وعلمِ شیطانی حُبِّ دنیا، حرص، حسد، کبر، اہلِ بدعت۔ طالبِ مولیٰ چہ معنی دارد؟ یعنی طواف کنندۂ دل، اہلِ ہدایت، صدق بقلب چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ وصاحبِ عدل چنانچہ حضرت عمر بن خطابؓ وصاحبِ حیا چنانچہ حضرت عثمانؓ صاحبِ غزا وصاحبِ رضا چنانچہ حضرت علیؓ وچنانچہ سرتاجِ انبیا و اصفیا خاتم المرسلین، امین، رسول ربّ العالمین صاحبِ الشریعت والسّر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم است کہ طالبِ مولیٰ مذکّر۔ قولہٗ تعالیٰ "اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ"۔ علم باعمل یار باید، نہ علم حامل بار۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ وَ کَثَّرَتْھَا لِلْعَمَلِ" کسی کہ بر علم عمل نکند علم بر او وبال۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "اَلْعُلَمَآءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَآءِ"۔ علما وارث الانبیا آنست کہ بمتابعتِ انبیاء باشد کہ دروی فسق وفجور، دروغ، حسد، کبر، حرص نبود، آنچہ بود ہمہ حق بود وراستی راہنما۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَآءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَۃِ الْاَنْبِیَآءِ"، یعنی پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود اگر در علما حسد نبودی بمرتبہء انبیا رسیدندی۔ علما آنست کہ اوّل سہ طلاق بدنیا دہد، دوم سنّتِ کلان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بجا آرد خانہ تصرّف براہِ خدا تعالیٰ کند، سیوم خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بی طمع و بی ریا کند طالبِ طاعت، خدا پرست، اہلِ ترس۔ چندانکہ علم زیادہ خواند عمل وطاعت زیادہ کند۔ ہر کرا عمل وطاعت وترس زیادہ نشود پس معلوم است کہ آنرا جہل زیادہ باشد۔ علم دانستن است۔ ہر کہ نادان است خانۂ جہل پُر معصیّت گردد۔

درمیانِ علما وفقرا چہ فرق است؟ ہر کہ فقرا است علما است۔ ہر کہ علما است ہمون اولیا است، ہر کہ اولیا است پیوستہ باخدا است۔ علما طالبِ علم وفقرا طالبِ مولیٰ۔ علما را نظر بر سطور، ورق، حروف است۔ وفقیر صاحبِ معرفت را نظر بر معروف است۔ علماء میگویند کہ مسئلہ علم یاد گیر، فقیر میگوید کہ "فَاذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا" از علم ترک گیر۔ علما بجہتِ روزی معاش زر سیم را انتظار است، فقیر از دنیا واہلِ دنیا بیزار است۔ علما میگویند کہ دست اہلِ دنیا گیر کہ مردِ صالح نیک نام است۔ فقیر میگوید کہ دست اہلِ دنیا گرفتن مطلق حرام است۔ قال علیہ الصلوٰۃ

والسّلام" اَلدُّنۡیَا جِیۡفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ" دنیا سہ فرقہ است۔ اہلِ دنیا' اہلِ علما واہلِ فقرا۔ چون علی الصّباح میشود و مؤذّن بانگ میگوید گوئیکہ صورِ اسرافیل دمید و روزِ حشر پیدا شد' اہلِ دنیا را جانبِ آتشِ دوزخ کشند' چنانچہ حرص ہواءِ نفسانی و معصیّتِ شیطانی واہلِ علم را جانبِ بہشت کشند چنانکہ علمِ مسائلِ فقہ واہلِ فقر را جانبِ دیدار استادہ کنند چنانچہ مذکر ذکرِ وحدانیت غرق۔

چوں میرد مبتلا میرد چوں خیزد مبتلا خیزد

علماء اہلِ شعور است و صاحبِ فہم وفقرا اہلِ حضور است صاحبِ وھم دِل۔ صاحبِ شعور از نظرِ خدا محروم است کہ شب و روز بخواندن ونوشتن مرقوم است۔ دلِ حضور بنظر منظور است۔ دلِ نظر منظور را چہ نشان است؟ دل پُر درد' صاحبِ حضور' مرادا و موت سلیم' باحلم حلیم' شکستہ خاطر' برصراط المستقیم' اشتغال اللہ غرق بتوحید ربِّ قدیم بیزار از کار ناشائستہ شیطان "اَعُوۡذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ"۔ بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اول قسم "بِسۡمِ اللہِ"۔ دوم قسم "اَلرَّحۡمٰنُ"۔ سوم قسم "الرَّحِیۡم"۔ "بِسۡمِ اللہ" بر دلِ مذکور بودہ باشد۔ "اَلرَّحۡمٰنُ" بر دلِ مؤمن و منافق و کافر رزق نصیب۔ "الرَّحِیۡم" نصیب دِل مؤمن مسلم است۔ علما می گویند کہ علم بسیار بخوان و ہمنشین بادشاہ وقاضی باشی۔ فقیر می گوید کہ راہ توکل بگیر و با خدا راضی باش۔ علما میگویند کہ علم نحو و صرف بخوان کہ خوب است علم اصول۔ فقیر می گوید کہ فنا فی اللہ غرق بشو' علم را نسیان بکن ای مجہول! علما می گویند کہ بے علم مرد ہم چون ابوجہل است' فقیر میگوید کہ علم یک حرف است۔ علمِ لدّنی خواندن سہل است۔ قولہ تعالیٰ "وَعَلَّمۡنٰہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا"۔ علما رامیخِ دنیا بدل زدہ اند و فقرا میخ دنیا بگِل زدہ اند۔ علما اہلِ دانش' صاحبِ شعور است' فقیر عاشق دیوانہ بحق حضور است' فقیر با ذکر فکر اشتغال اللہ در وحدانیت مستغرق' در علمِ باطنی صاحبِ علوم است۔ علما از ذکر فکر اشتغال از علم نعمت معرفت باطنی محروم است۔ فقیر خادم وعلما مخدوم۔ علما صاحبِ نصیحی است و فقرا صاحبِ مسیحی است۔ مسیحی زندگی از مردہ قبر است۔ فقیر را زندگیٔ قلب از حق تعالیٰ ذکر اللّٰہ خبر است۔ حیاتِ مسیحی یک روز یا یک پاس است و ذکر زندگیٔ قلب ذکر اللّٰہ فقرا پاس انفاس تا ابد است۔ "قُمۡ بِاِذۡنِ اللہِ"۔ قولہ تعالیٰ "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُھُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمۡ مَّیِّتُوۡنَ" زیرِ زمین ہمہ افسوس است۔ در فقر طلبِ مولیٰ ہمہ بی نیاز است و در طلبِ علم ہمہ حرص است۔ فقیر با عشق بیقرار و بی آرام و علم بی معرفت چنانچہ نمک بی طعام۔ اہلِ علم خدا را از چون می شناسد یعنی در علم ہمہ چون چرا است۔ "اَلۡعِلۡمُ حِجَابُ اللہِ الۡاَکۡبَرُ" واقع است۔ و فقیر خدا تعالیٰ را از بیچگون می شناسد یعنی در فقر بے خودی است۔ بخدا تعالیٰ بیچون و بیچگون است۔ فقیر صاحبِ نظر و علما صاحبِ مرقوم۔ خادم افضل است از مخدوم۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام "سَیِّدُ الۡقَوۡمِ خَادِمُھُمۡ خَیۡرٌ مِّنۡھُمۡ"۔ علما را مرتبہ بسیار بزرگ بالاتر۔ فقیر میگوید اگرچہ بالاتر از سلک سلوک راہِ تصوّف بیخبر۔ علما را چشم بد نیا لذّت نعمت و

فقیر را چشم بر خوف روزِ قیامت۔ علما میگویند کہ عقبیٰ چہ جائی خوش بہشت است۔ فقیر میگوید کہ بجز دیدارِ مولیٰ ہمہ خوار و زشت است۔ علما میگویند کہ فقیر چہ احمق است، مجنون و دیوانہ است۔ فقیر می گوید کہ علما از خدا تعالیٰ بیگانہ است۔ علما میگویند کہ علم خواندن خوب است منطق معانی۔ فقیر میگوید بجز یادِ اللہ تعالیٰ عمر برباد دادن است و نادانی علم خواندن۔ فقیر طالبِ مولیٰ کرا گویند کہ مولیٰ چہار حروف است و طالبِ مولیٰ چہار نشان دارد از تاثیرِ چہار حروف۔ از حرف ''میم'' مراد و لذّت نفس راند ہد محو شود بمعرفت۔ و از حرف ''واؤ'' وحدانیت مستغرق و از حرف ''لام'' لائقِ دیدار قطعِ علائقِ دنیا مردار و از حرف ''ی'' یادِ حق چنان است نہ یاد مال، فرزند نہ یاد تن بجز دوست۔

و طالبِ علم کرا گویند؟ علم سہ حرف است۔ از حرف ''عین'' علایق عقل و از حرف ''لام'' ''لَا یُسَبِّحُ'' طالبِ دنیا مدد معاش۔ از حرف ''میم'' میراث خواہِ پدر۔ بی علم زاہد بیخبر ہیزمِ دوزخ است لیکن ترا علم باید باعمل یگانگی۔ علم بی عمل دیوانگی است۔ زہدِ بی علم تخم در شور است۔ علم بی زہد مُردہ در گور است۔ علما میگویند کہ علمِ وارداتِ غیبی فقیر را کجا است؟ فقیر میگوید کہ استاد مرا حیُّ قیوم خدا است۔ قال علیہ الصلوٰۃُ والسّلام ''اَدَّبَنِیْ مَا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ''۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود کہ مرا تعلیم کرد علم و ادب ربّ خود۔ اگر حیات است، در علم است۔ اگر راحت است، در معرفت است۔ اگر شوق است در محبّت است۔ اگر ذوق است در ذکر است۔ اگر مشاہدہ است، در مجاہدہ است۔ اگر فرحت است در فقر است۔ اگر اشتیاق مشتاق است در اتفاق است۔ اگر نور است در علم است۔ اگر تاریکی و ظلمت است، در جہل است۔ اگر مکرمت است، در معرفت است۔ درویش اہلِ محبّت را ہیچ حق حضور حاصل نشود مگر آنکہ از خَلق خلوت و عزلت بگیرد و دوستان را دشمن داند و فرزندان را یتیمِ اکبر کند۔ آنگاہ مقامِ حضورِ حق تواند رسید۔ این فقیر باھُو میگوید کہ طالبِ اللہ ہمیشہ با خلق بخُلق باشد چنانچہ خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اگر در خلوت عزلت ریاضت حق یافتندی ماکیان یافتندی۔ ہر کہ یافت از صحبتِ اہلِ اللہ یافت کہ غرق بتوحید گشتند۔ ہر کہ واصل شد از آدمی شد نہ از جِنّ فرشتہ۔ راہِ خدا تعالیٰ از مُوئی باریک تر کہ فنا فی اللہ ذات۔ قولہٗ تعالیٰ ''حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ''۔ فقیری پُر درد کسالہ نہ حلوا خوردن در خانہء مادر و خالہ کہ نرم و چرب لقمہ نوالہ بلکہ سوختن بسوز شب و روز۔ قال علیہ الصلوٰۃُ والسّلام ''رُؤْیَۃُ وَجْہِ الظَّالِمِ یُسَوِّدُ الْقَلْبَ''۔ قال علیہ الصلوٰۃُ والسلام ''لِکُلِّ شَیْءٍ مِفْتَاحٌ وَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ'' چنانچہ شیخ واجد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ میگوید کہ فردا قیامت درویشان را فرمان شود کہ نزدیکِ ترازو و پل صراط بروید و نظر کنید' ہر کہ با ایشان در دنیا چیزی دادہ و یاری کردہ باشد' حق تعالیٰ می فرماید کہ ما شما را اختیار دادہ ایم کہ اوشان را از ترازو و پل صراط بگذرانید و برابرِ خود بہ بہشت ببرید۔ فردا قیامت مردی را بیارند کہ او را از نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و جُز آن یعنی ہر چہ طاعت بودہ کردہ باشد۔ فرشتگان را فرمان شود کہ برائی عذاب این مرد را بدوزخ ببرید۔ آن مرد التماس کند خداوندا! در دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بسیار عملِ

صالح کردم از کدام عمل مارا بدوزخ می برند؟ فرمان آید کہ در دنیا از درویشانِ ماروی بگردانیدی۔ من نیز از تو روی میگردانم وطاعتِ تُو باز باتو می زنم۔ مردی دیگر بیارند پُرعیب ونقصان۔ فرمان شود فرشتگان را کہ آنرا بہ بہشت ببرند۔ مردی راتعجّب آید وحیرانی پیدا شود کہ از کجا است کہ مارا بسوئی بہشت برند۔ فرمان آید ''ای فلاں! در دنیا ترا چیزی حاصل شدی' درمحبتِ درویشان میرفتی و بایشان خرچ میکردی' از برکت دِعاءِ ایشان ترا در بہشت می فرستم کہ شب و روز درمحبّتِ ایشان بودی' رحمتی ونعمتی بالاتر ازمحبتِ درویشان وفقیران نیست''۔ یعنی ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ'' یعنی در خانہءِ فقیر فاقہ بسیاراست ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ'' یا آنکہ فقیر صاحبِ نظر کیمیا ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ'' یا آنکہ زرسیم مال ہمہ درراہِ خدا تعالیٰ تصّرف کردہ تارک شدہ باز بہ دنیا احتیاج ندارد ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ'' یا آنکہ بردل اسم اللہ جمعیت سکونت گرفت دل غنی گشت ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ'' یا آنکہ میل بسوئے دنیا واہلِ دنیا ندارد وغیر ماسویٰ اللہ طمع ندارد ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ'' یا آنکہ زبانِ اوسیف صاحبِ لفظ باشد آنچہ خواہد خدا کند ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ'' یا آنکہ بمرتبہءِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رسیدہ باشد ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ''۔

فقیر را باید اگر جاہل باشد' علم خواند واگر عالم است صاحبِ معرفت شود' آنگاہ خدا تعالیٰ را بشناسد وداند۔ در فقیری دو مرتبہ است یا عالم علم خوانی قاری یا خدادانی مسمّٰی۔ جائیکہ مقامِ حیُّ قیوم، نہ آنجا رسم رسوم۔ اگر غافل ہستی ہوشیار شو، اگر خفتہ بیدار شو۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''رَأَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ''۔

بیت باھُوؒ:

خدا من بیدار چون بخوابم　　　　خواب اندر خدا کجا یابم

ہر کرا از علم راہ است آن را از فقر کُلّی آگاہ است۔ ہر کرا بر خود نگاہ است، او گمراہ است و ہر کرا نہ از علم راہ و نہ از فقر آگاہ علم براُو وبال صد گناہ است۔ وفقیر را ہیچ حاصل نشود بجز تزکیہءِ نفس وتصفیہءِ قلب وتجلّیہ روح۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''لِکُلِّ شَیْءٍ مُصْقِلَۃٌ وَ مُصْقِلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی''۔ نفس را در وجودِ آدمی چہار خانہ است۔ اوّل خانہ زبان بہر لہو ولغو' دوم خانہ دل بہر خطرات و وسوسہ' سیوم خانہ ناف بہر ہوا وشہوت' چہارم خانہ گردِ دل بہر حرص وحسد وکبر وعُجب وریا وکینہ وبغض۔ این چہار خانہ بہ آتش سوزانند' بجُز آبِ ذکر اللہ تعالیٰ ہرگز سرد نشوند۔ علما از این خانہ بیخبر اند، کہ راہِ معرفت عشق محبّت نور زند حرص، حسد، کبر ورزند۔ ہر کہ صاحبِ نظر است ہمیشہ در مطالعہءِ ضمیرِ انور است۔

ابیات باھُوؒ:

گر بمیرم برد مارا زیرِ خاک　　　　جان تن، من خوش بگوید ذکر پاک

گر بپرسند از من منکر نکیر — خوش بیا اے طالبان زان ذکر گیر
قبر خلوت خوش ببین ای خفتہ اند — ہمنشین مجلس بشو خود گفتہ اند
باھُوؒ! از مردہ دِل بہتر بود قبرِ فقیر — ہر چہ داری حاجتی زان طلب خوشتر بگیر

قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ''۔

بیت:

باھُوؒ! مردہ تن دل زندہ آن باحق حبیب — زندہ تن دل مردہ از حق بے نصیب

قولہٗ تعالیٰ ''وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ''۔

اینچنین پیغمبرِ من مصطفیٰؐ — جملہ جرمم عفو گردد از الٰہ

قولہٗ تعالیٰ ''اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ''۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَ اللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ''۔ پس درویش فقیر آن بود کہ وظیفہ ءخود را بدیگری نصیب کند۔ درویش فقیر آن بود ہر چہ در عالم فتوح و جُز آن پیدا شود اگر روز آید برائی شب یک فلوس نگاہ ندارد و اگر شب آید برائی روز نگاہ ندارد۔ ہمہ در راہِ خدا تعالیٰ عزّوجل تصرّف کند۔ فقیر درویش صاحبِ تصرّف باید۔ حاصلیّتِ حق تعالیٰ در دو چیز است۔ یکی فضیلت چنانچہ علمِ کلیہ' دوم فضلِ اللہ تعالیٰ چنانچہ فقر معرفت۔ پس فضیلت اُمید وارِ فضل اللہ تعالیٰ است۔ عالم محتاجِ فقیر است و فقیر احتیاجِ عالم ندارد کہ آنرا علمِ فیض است۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا''۔ علم نیز یک مرتبہ است نہ مرادش ذات۔

ابیات:

ماسویٰ اللہ از دلِ خود دُور کُن — دل بوحدت عشقِ حق پُر نور کُن
مردہ تن دل زندہ گشتہ جانِ من — پا ز سر ہمہ شد تجلّی جان و تن
دیدۂ دل بہ بود دیدار بین — طرفہ زد جلوہ شود حق الیقین
گر شود تحصیل از حق اتصال — تا نگردد یک وجودش ہم خیال
صد فضیلت جاہلی در قیل و قال — ہر کرا وحدت نباشد حق وصال

بشنو! چون بینی کہ اللہ تعالیٰ غنی بی نیاز است و دیگران مفلس عاجز' پس ترا شرم نباید کہ غنی را بگذاری و پیشِ مفلس عاجز سوال بری۔ ہر چہ طلبی از خدا تعالیٰ بطلب۔ بشنو چون بینی کہ اللہ تعالیٰ قوی است و دیگران ضعیف پس اللہ تعالیٰ معین است از ضعیف مترس۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةً اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ''۔ فقیر درویش باخدا

عزّوجل یکتا ہم چنان است کہ بود۔ چون فقیر بذکر اَللّٰہُ مشغول غرق شوند آسمان میگوید کاش کہ من زمین بودم کہ بر من مشغول شدند و زمین میگوید '' اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ '' حلاوت یافتم از ذکر اللہ تعالیٰ و چون ہر موئی رگ پوست مغز دم قلب روح سِرّ و ہر اعضاءِ بندہ ذکرِ اَللّٰہُ باسمِ اللّٰہ بگوید واز ربوبیّتِ حق سُبحانہٗ وَتعالیٰ '' لَبَّیْكَ عَبْدِیْ '' می فرماید آوازمی آید و فرشتگان حسد برند کہ ما یان تمام عمر در تسبیح سجود رکوع بودیم گاہی ما اللہ تعالیٰ لبیک نا فرمود' کاش کہ ما ہم عبد بودیم۔ پس ای بندہ خود را بشناس تا خاص شوی۔

فرد:

آسمان سجدہ کند پیشِ زمینی کہ برو یک دوکس یک دونفس بہرِ خدا بہ نشینند

چنانچہ خون در جان ورگ و پوست ہمہ اوست با دوست۔ شرط آنکہ دوئی از میان برخیزد۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ این فقیر باھُو میگوید کسیکہ مولیٰ و دیدارِ مولیٰ را خواہد، فقر را اختیار کند چنانچہ ذکر فکر عشق محبّت معرفت۔ کسی کہ بہشت و حور و قصور خواہد، اختیار کند عبادت و ریاضت زہد تقویٰ صوم صلوٰۃ تلاوتِ قرآن مجید حج مال زکوٰۃ آنچہ بناءِ اسلام است۔ کسیکہ دوزخ را خواہد' آنچہ لذّت نفسانی و ہوائے حیوانی و معصیّت شیطانی اختیار کند۔ آنچہ در دہان سخن آید بگوید و آنچہ پیش آید بخورد و درمیانِ حلال و حرام فرق نکند' اخلاص با کفّار دارد۔ آن فاسق و منافق است۔ قال علیہ الصلوٰۃُ والسّلام '' مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْھُمْ ''۔

بشنو! روزی بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ با حق ہمراز بود از حضرت ربّ العزّت آواز رسید کہ ای بایزید! چندین محنت و مشقت مجاہدہ و ریاضت می کنی مگر عرش می خواہی؟'' بایزیدؒ جواب داد '' خداوندا! عرش جائے روحانیان است من روحانی نیستم''۔ باز ندا آمد '' ای بایزید! مگر کرسی می خواہی؟'' بایزیدؒ جواب داد '' خداوندا! کرسی جائے کرّوبیان است من کرّوبی نیستم''۔ باز ندا آمد '' ای بایزید! مگر آسمان می خواہی؟'' بایزیدؒ جواب داد '' خداوندا! آسمان جائے فرشتگان است من فرشتہ نیستم''۔ باز ندا آمد '' ای بایزید! مگر بہشت میخواہی؟'' بایزیدؒ جواب داد '' خداوندا! بہشت جائے زہدان است من زاہد نیستم''۔ باز ندا آمد '' ای بایزید! مگر دوزخ میخواہی؟'' بایزیدؒ جواب داد '' خداوندا! دوزخ جائے منکران است من منکر نیستم''۔ باز از لطف و کرم ندا آمد '' ای بایزید! مگر مرا میخواہی؟ پس اگر مارا نیابی چہ میکنی؟ چون این سخن بایزید بشنید آہ کشید' سر بسجدہ نہادہ' جان بحق دوست سپرد۔

ابیات:

خام بودند خام آہی رفت جان عاشقی آن بہ بود سوزش چنان
گر بسوزد جانِ من اندر سقر جُز خدا دیگر نہ از من خبر
گر گردن زدن تو دم مزن حکمش ضرور سِرّ بپوشد سر دہد عاشق حضور

باھُوؒ! بہرہ چہ خواہی از خدا بہرہ مزدوری بود طالبِ رضا

فقر فنا فی اللہ آنرا گویند کہ باحق توحید غرق کہ احتیاجِ اللہ ہم ندارد۔ احتیاجِ اللہ تعالیٰ ہر آنکس دارد کہ از خدا جدا باشد۔ باید کہ یکتا و یک وجود شود۔ درمیانِ خدا تعالیٰ و بندہ وسیلہ چیست؟ مرشد۔ از مرشد چہ چیز حاصل شود؟ محبّت و از محبّت چہ چیز حاصل شود؟ محرمیّتِ سِرّ اسرار و از محرمیّتِ سِرّ اسرار چہ چیز حاصل شود؟ مقامِ خوفِ موت و از مقامِ خوفِ موت چہ چیز حاصل شود؟ مقامِ حیرت و از مقامِ حیرت چہ چیز حاصل شود؟ مقامِ فنا۔ از مقامِ فنا چہ چیز حاصل شود؟ مقامِ رجا و بقا۔ از مقامِ رجا و بقا چہ چیز حاصل شود؟ مقامِ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا'' و از مقامِ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا'' چہ چیز حاصل شود؟ مقامِ ''اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللهِ لَا يَمُوْتُوْن''۔ فقیر صاحبِ رضا بلکہ خارج از قدر و قضا باشد خوش آمدی مرحبا۔

ترجمہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بفارسی، فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''آمد نزدِ من از فرشتگان؛ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام و گفت آن فرشتہ میگوید مسلمان شکر یست مر خدائے را کہ پیدا کرد مرا مسلمان و نیافرید مرا یہودی و میگوید یہودی شکر یست مر خدائے را کہ بیافرید مرا یہودی و نیافرید مرا نصرانی و میگوید نصرانی شکر یست مر خدائے را کہ بیافرید مرا نصرانی و نیافرید مرا مجوسی و میگوید مجوسی شکر یست مر خدائے را کہ بیافرید مرا مجوسی و نیافرید مرا منافق و میگوید منافق شکر یست مر خدائے را کہ بیافرید مرا منافق و نیافرید مرا شرک آرندہ و می گوید شرک آرندہ شکر یست مر خدائے را کہ بیافرید مرا شرک آرندہ و نیافرید مرا بیدین و بیدین میگوید شکر یست مر خدائے را کہ بیافرید مرا بیدین و نیافرید مرا کافر و میگوید کافر شکر یست مر خدائے را کہ بیافرید مرا کافر و نیافرید مرا سگ و میگوید سگ شکر یست مر خدائے را کہ بیافرید مرا سگ و نیافرید مرا خوک و میگوید خوک شکر یست مر خدائے را کہ بیافرید مرا خوک و نیافرید مرا ترک کنندۂ نماز۔''

نقل است روزی شیخ جلال الدّین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پیشِ قاضی دیوان کہ او را نجم الدّین سنائی گفتندی میگذشت۔ پُرسید کہ قاضی نجم الدّین چہ می کند؟ گفتند کہ نماز می گزارد؛ در نماز است۔ شیخ جلال الدّین فرمود کہ قاضی نماز گذاردن می داند؟ این سخن بسمع قاضی رسید بر فور قاضی پیشِ شیخ آمد و گفت کہ این چہ سخن بود کہ گفتی؟ شیخ فرمود ''گفتہ ام زیرآنچہ نمازِ علماء دیگر است و نمازِ فقراءُ دیگر است بسبب آنکہ تا علماء قبلہ را برابر نہ بینند نماز نہ گذارند و اگر قبلہ غائب شود در دل تحیّری کنند۔ ہر طرف کہ دل جائے دہد ہمان سمت نماز بگذارند و امّا فقیر تا آن زمان کہ عرش را برابرِ خود نبیند نماز نگذارند۔'' الغرض قاضی بازگشت و در خانہ آمد؛ شب را خواب دید کہ شیخ جلال الدّین بالائے عرش مصلا انداختہ نماز می گذارد۔ از ہیبت از خواب بیدار شد؛ بر شیخ آمد و گفت ''معذورم دار؛ معذرت بسیار کرد کہ بخشیدہ باید کرد''۔ شیخ فرمود ''ای نجم الدّین! آنچہ دیدی بر عرش مصلّٰی انداختہ نماز میخوانم این کمترین درجۂ درویشان است

امّا مقام پیشتر ازین است' اگر نمود ارکنم برحال نمانی واز بسیاریٔ نور ہلاک شوی''۔ درویش چون درین مقام نخستین ازین ہفتاد ہزار مقام میرسد ہر روز خمس الاوقات خود را برعرش استادہ می بیند و با ساکنانِ عرش نماز میگذارد۔ وچون از آنجا باز می آیند خود را در خانہ کعبہ می بیند' چون از آنجا باز می گردد جملگی عالم را درمیانِ دو انگشتِ خود می بیند۔ پس ای درویش ماجرائی نخستین درویش است کہ بدین مرتبہ رسد۔ چون درویش ازین ہفتاد ہزار مقام بگذرد مکانِ او لامکان گردد۔ واقف بروہیچ کس نباشد بجز اللہ تعالیٰ۔

فرد:

باھُوؒ! عاشقانرا زہد و تقویٰ خلوتی درکار نیست

کار با غمِ عشق وحدت بہر منزل میرسد

این فقیر باھُو میگوید کہ ہمہ مقام شیطان است بجُز فنا فی اللہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ۔ نقل است روزی شیخ جنید بغدادیؒ وشیخ شبلیؒ ہر دو بصحرا رفتند از شہر بیرون آمدند' وقتِ نماز در رسید' وَضو کردہ می خواستند کہ نماز ادا کنند۔ درین بودند کہ یک کس ہیزم کش پشتارۂ ہیزم از سر برآوردہ وضو ساخت در جماعتِ شیخ رسید۔ شیخ آن را بالفراست بشناخت کہ این ہیزم کش اوَلیاء اللہ بزرگ است۔ پیشوا امام آنرا ایستادہ کردند۔ آن بزرگ در رکوع وسجود بسیار فرصت کرد۔ چون از نماز فارغ گشتند' گفتند'' درنماز رکوع وسجود این چہ دیر بود؟'' آن بزرگ جواب داد'' من تسبیح گفتم' چون پیش جوابِ لَبَّیْكَ عَبْدِیْ نہ شنیدم سر را نبرداشتم معطل ہمی بود''۔ درنمازی کہ جواب باصواب نیاید پس آن نماز نبود پریشانیٔ دل بود چرا کہ خدا عزّوجل حیُّ قیوم است بت پرستی نیست کہ بت خاک وسنگ مُردہ را ہم چون سجدۂ کفّار بود۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام'' لَا صَلوٰۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ'' واقع شد۔ نماز یکتائی خدا است نہ پریشانی جدائی۔ این فقیر باھُو میگوید کہ اہلِ نماز را وقت تا وقت'' لَبَّیْكَ عَبْدِیْ'' اندر سجدہ شود و عارف باللہ را ہر دم و ہر ساعت و ہر وقت'' لَبَّیْكَ عَبْدِیْ'' است۔ قولہٗ تعالیٰ'' فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ''۔ اگر من یک مرتبہ اللہ بگویم اللہ بیست مرتبہ بما الہام ندا بخشد'' لَبَّیْكَ عَبْدِیْ لَبَّیْكَ عَبْدِیْ'' الہام مراتب سہل است۔ مرد را مقامِ فنا فی اللہ غرقِ توحید باید۔

نبودہ آدمؑ وحوّاؑ نہ موسیٰؑ نوحؑ نی کوہِ طور
نبودہ انبیاء و اولیاء من عین بودم نور

ہیچ ہمہ در ہیچ می بودند آن وقتی خدا
خلوت خوش یافتم اندر مقامِ کبریا

بشنو! خود وخدا در یک خانہ نگنجد چنانچہ آتش وآب۔

غزل:

خدا و دیو در یک خانہ آمد
کہ عشقی کشت دیو دیوانہ آمد

ترا خبرش نہ ای باخود خدائی — درونت کفر خود بیگانہ آمد
چراغِ مقبلاں دل گشتہ روشن — کہ ہر گردش برآن پروانہ آمد
باھُوؒ بیچارہ را باجانان جان است — کہ ہر دم بشوق خوش ترانہ آمد

باھُوؒ! فقر چیست وحقیقتِ فقر کیست؟

بیتِ باھُوؒ:

حقیقتِ فقر را از من چہ پرسی — فقر را زیرِ پائش عرش و کرسی

در یافتن فقر در دہ چیز است، نہ (9) یک طرف و یک یک طرف۔

ابیات:

دہ چیز باشد ہر مرد را بجان عزیز — نہ سیر یک گرسنہ باعقلش تمیز
گر میشود آن نہ گرسنہ یک بہ سیر — از سیر سرّش باز ماند غرق غیر
گوش چشم و دست پا و ہم دہن — شکم نفس بد بلا گردن بزن
باھُوؒ شکم پُر شیطان سر نفس و ہوا — گر خدا خواہی ازینہا باز آ

قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''لِكُلِّ شَيْءٍ حِيْلَةٌ وَ حِيْلَةُ الذُّنُوْبِ اَسْتَغْفِرُ الله''۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر چیز را حیلہ است وحیلہ گناہ استغفر اللہ است۔ قال علیہ السلام ''مَنْ اَسْتَغْفِرَ بَعْدَ الذُّنُوْبِ فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَهٗ۔'' پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود ہر کہ استغفار کند بعد از گناہ خدا تعالیٰ اُورا بیامرزد۔ اہلِ ظلم را شکم شیطان است واہلِ اللہ را شکم شوق است کہ نانِ این جہان می خورند و کارِ آن جہان می کنند، ہم چون شتر کہ بار می کشد وخار میخورد۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَلْمُشَاهَدَةُ عَنِ الْمُجَاهَدَةِ''۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا'' قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَلنَّاسُ صِنْفَانٌ عَالِمُ الْعَامِلُ اَوْ مُتَعَلِّمٌ وَ سَائِرُ النَّاسِ كَالْبَهِيْجِ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''كُلُّ الْعَالِمُوْنَ مَوْتُوْا لِلْخَالِصُوْنَ''۔ خاص فقیر آنست کہ دائم خوفِ خدا دارد۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ''۔

اگر بی عمل علم را فضل بودی ابلیس را بودی کہ بگمراہی راہ نہ نمودی۔ ہر کہ علم را خواند و در مشربِ بدعت اُفتاد او ہم چنان است چنانچہ جِنّ خبیث برو باور نباید داشت کہ شیطان پنجاہ ہزار سال علم آموخت و پنجاہ ہزار سال فرشتگان را علم تعلیم کرد۔ قولہٗ تعالیٰ ''اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۖ وَ كَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ''۔

اگر در جہل فضل اللہ بودی، ابوجہل را جہل راہِ بحق نمودی۔ راہِ خدا تعالیٰ در علم وجہل نیست، در محبّت خالصۃً لِلّٰہِ است، ہر کرا توفیقِ الٰہی رفیق شود۔ اہلِ محبّت آنرا گویند کہ خدا تعالیٰ ورسولِ خدا تعالیٰ را حاضر ناظر داند۔ اگر خواہی کہ اللہ

تعالیٰ برتُوخوشنودشوددراشتغالِ توحید معرفت محبّت باخلاص مع اللہ باش۔ اگرخواہی کہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برتُوخوشنودشود ترک از دنیا بگیر و درمتابعتِ شریعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بکوش واگرخواہی کہ علماء برتُوخوشنود شوند زروسیم بدہ وخادم شوودرخدمت بکوش واگرخواہی کہ فقیر اہلِ اللہ برتُوخوشنودشود بصفائی دل باواتحاد بکن کہ نظرِ فقراَ بردل است‘ دل بدہ دل بگیر کہ دائم الملک است۔ اگرخواہی کہ بحق حاصل وباخداواصل شوم چہار ’’م‘‘ جمع بکن۔ اوّل ’’م‘‘ مرادنفس رامدہ۔ دوم ’’م‘‘ مردِمیدان مردانہ باش۔ سوم ’’م‘‘ مبتلا مشتاقِ دیدار باش۔ چہارم ’’م‘‘ محرمِ اسرار باش ونیز دوازدہ ’’ش‘‘ بدست آر‘ بجہتِ فقراَ چہار ’’ش‘‘ بجہتِ اہلِ علم چہار ’’ش‘‘ بجہتِ اہلِ دنیا چہار ’’ش‘‘۔ چہار ’’شِ‘‘ فقراَ این است۔ اوّل ’’ش‘‘ شرم باید کرد از نافرمودۂ خدا تعالیٰ عزّوجل۔ دوم ’’ش‘‘ شوقِ شغل اللہ۔ سوم ’’ش‘‘ شب بیداری‘ دل بیداری۔ چہارم ’’ش‘‘ از شہوت ہواءِ نفس رانگہ دار۔ چہار ’’ش‘‘ کہ اہلِ علم را باید اینست۔ اوّل ’’ش‘‘ شرائطِ دینِ اسلام بجا آرد۔ دوم ’’ش‘‘ شریعت رانگہدارد۔ سوم ’’ش‘‘ شعور دارد۔ چہارم ’’ش‘‘ شوم طمع رابگذارد۔ چہار ’’ش‘‘ اہلِ دنیا اینست۔ اوّل ’’ش‘‘ شرِ شیطان است۔ دوم ’’ش‘‘ شرم ندارد‘ اہلِ دنیا بی شرم است۔ سوم ’’ش‘‘ شتابی کارِ شیطان است۔ چہارم ’’ش‘‘ شرِ آتش حرصِ اہلِ دنیا است۔

واہلِ محبّت از گناہ ومعصیّت باز ماند۔ محبّت بمقدارِ دانہءِ خشخاش بہتر است از تمام فضیلتِ مسائلِ فقہ‘ پارسا عبادتِ ہفتاد سالہ چرا کہ آدمی با محبت محرمِ سِرِّ الٰہی ربوبیّت توحید شود‘ با عبادت وعلم عاری گردد بکبر۔ قولہٗ تعالیٰ ’’یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ‘‘ اہلِ ہدایت را با اہلِ بدعت چہ کار؟ قولہٗ تعالیٰ ’’اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ‘‘۔ قولہٗ تعالیٰ ’’خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ‘‘۔ ’’صُمٌّ م بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ‘‘۔ قولہٗ تعالیٰ ’’وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى‘‘۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ’’مَنْ تَرَكَ ذَرَّةً بِدْعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ‘‘۔ جاہل کہ در بدعت وگمراہی افتد‘ ہم چنان است چنانچہ ابوجہل از جہل باز نگشت‘ آنرا بیک صلاحیت باز گرداند کہ متابعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبول کند۔ بشنو! اگر کسی حیاتِ نبی اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را مُردہ گوید ایمانِ او سلب شود۔ بیت باھُوؒ:

امت خویش را بحق سپردہ   آن حیات النبیؐ حیات بردہ

حیاتِ نفس وحیاتِ دل وحیاتِ روح وحیاتِ سِرّ وحیاتِ عشق وحیاتِ محبّت وحیاتِ ذکر فکر وحیاتِ دین وحیاتِ فقر فنا فی اللہ‘ خدا تعالیٰ عزّوجل را حیٌّ قیوم مع خود داند وحیاتِ نبی اللہ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ’’اَلْاِيْمَانُ عُرْيَانٌ وَلِبَاسُهُ التَّقْوٰى وَزِيْنَتُهُ الْحَيَآءُ وَثَمَرَةُ الْعِلْمِ‘‘۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ’’ایمان برہنہ است وپوششِ او پرہیزگاری است وآرائشِ اُو شرم است ومیوۂ او علم است‘‘۔ فقیر صلحِ کُل است۔ قال علیہ الصلوٰۃ

والسّلام "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ"۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود ''مومن نباشد از شما یکی تا آنکہ دوست ندارد برادر مومن را چنانچہ دوست دارد نفسِ خود را''۔ ہر کرا دین ایمان مُردہ است منافقت و کفر و معصیّت و حُبِّ دنیا بُردہ است۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا''۔ مشکل کشاءِ ہر دو سرا این برزخ است۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ہُوْ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ہُوْ

ھو

اللّٰہ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ہُوْ

جَلَّ جَلَالُہٗ

باب ششم

ذکرِ مراقبہ ومشاہدہ وخواب وتعبیر وغرق بوحدت فنافی اللہ

مراقبہ کرا گویند ومراقبہ چیست واز مراقبہ چہ حاصل شود؟ مراقبہ رقیب دُور کنندہ و بوحدتِ خدا تعالیٰ رسانندہ را گویند۔ مراقبہ نامِ محبّت خدا است کہ راہنمائے استغراق در مقام حیُّ قیوم لازوال ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا''۔ صاحبِ مشاہدہ حضور حال احوال، سیرِ سِرّ اسرار، مشرف شدن مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ مراقبہء مومن محرمِ اسرار معرفت است۔ مراقبہء منافق تحت الثریٰ چنانچہ عبس کافر۔

نہ علم ونہ دانش نہ حقیقت نہ یقین چون کافر درویش نہ دنیا نہ دین

اوّل مراقبہء عام، دوم مراقبہء خاص، سیوم مراقبہء خاص الخاص، چہارم مراقبہء اخص، پنجم مراقبہء عشق، ششم مراقبۂ محبّت، ہفتم مراقبہء فناء الفناء، فنافی اللہ بقا باللہ غرقِ توحید، نہ خبر از خود ونہ خبر از خَلق، نہ خبر از منزل مقام غرق در توحید تمام۔ مراقبہ بمثلِ روحِ روحانیت وجودِ صاحب مراقبہ بمثلِ قبر است۔ روحانی چشم زد تماشاءِ تمام ارض وسماء بالا از عرش و کرسی لوح وقلم سیر نمودہ، باز در وجودِ صاحبِ مراقبہ چنان در آید چنانچہ روحانی در قبر در آید۔ پس اہلِ مراقبہ آنرا گویند کہ بجز ذاتِ اللہ تعالیٰ دیگرش نہ جویند بجز جمال اللہ'' حُبُّ الْجَمِيْلِ لَحْمُكَ لَحْمِیْ جِسْمُكَ جِسْمِیْ ''عین در عین، عفو عفو عفو۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ ''اَصْبَحُوْ ا مَعَ اللّٰہِ '' مراقبہ ہم چون باید چنانچہ آفتاب از شب برآید قاف تا قاف ارض وسما روشن گردد، چنانچہ مہتاب در کواکب۔ چون صاحبِ مراقبہ چشم وا کند، ہر طرف کہ بیند ہمہ سوختہ گردد بجز لاسویٰ اللہ چیزی حجاب نماند۔ مراقبہء ذکر فکر، مراقبہء حضور مذکور، مراقبہء فنافی الشّیخ، مراقبہء فنافی اللہ، مراقبہء فنافی ھُوْ مراقبہء فنافی فقر، مراقبہء فنافی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، مراقبہء فنافی النّفس، مراقبہء فنافی نود نہ نام باری تعالیٰ عزّ وجل مراقبہ چشم واز مراقبہ راز مراقبہ شہباز مراقبہ گربہ بہرِ زدن موش دغا باز۔ کسیکہ در مراقبہ گاؤ وخر جاہ مال زر سیم بہ بیند بدانکہ این مراقبہء حیوانی ناسوت است، ہنوز در بادیہ طلبِ دنیا است، ذکر اَللّٰہُ باو تاثیر نکردہ است۔ علاجِ او آن است کہ کشیدن از طلبِ دنیا بیرون لذّاتِ جہان است۔ کسی کہ در مراقبہ باغ و بوستان آبِ دریا سبزہ بہار خانہ محلّات بامِ بلند حور وقصور مثلِ بہشت بیند آنرا کثافت ومَیل بر دل است وزنگار از دل نرود بجز نظرِ مرشدِ کامل۔ ہنوز خنّاس خرطوم گرد بگردِ دل است، معلوم شد کہ آنرا نیز ذکرِ سلطانی اصلی نیست۔ ذکرِ اصلی خاص را چہ نشان است؟ کسیرا کہ ذکر اَللّٰہُ خاص ذکرِ زبان است بجز ذکر اللہ قال اللہ وقال الرّسول وجز ذکر اولیاء اللہ کلامِ دیگرش از زبان

نہ برآید و با چشمِ غیر نامحرم نہ بیند' از دیدن نامحرم نافرمودۂ خدا شرم آید' حیا کند۔ کسے را کہ ذکرِ قلب خاص باشد آن را چشم از دل بکشاید بجز اسمِ اللہ ذکر اَللّٰہُ دیگری نبیند و دلِ او غنی گردد و حُبِّ دنیا بر دل نماند و حواسِ خمسہ بستہ گردد و صاحبِ کشف القلوب گردد۔ دل صفا بے کدورت ہمچون آئینہ روشن شود۔ کسیرا کہ ذکرِ روح باشد و چشم از روح بکشاید و واضح گردد و مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدخل شود۔ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' گردد' کشف القبور گردد' ہمیشہ در خوفِ خدا تعالیٰ بمقامِ حیرت شود۔ حسد و غیریت از و برخیزد۔ کسیرا کہ ذکرِ سِرّ باشد و چشمِ سِرّ بکشاید از ازل تا ابد مشاہدہ بین صاحبِ اسرار گردد' از ماہ تا ماہی ہمہ در نظرِ اوست۔ ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ'' از عرش تا تحت الثریٰ ہمہ در حکمِ اَو است' یا جنباند یا بر حال ماند۔ فقیر صاحبِ مراقبہ صاحبِ تصرّف مالک الملکی ہمین را گویند۔ آنکہ در ورطہء زر است' این مراقبہ نیز بمثلِ گربہ اہلِ موش است۔ ہر چہار منزل چہار قسم مراقبہ است۔ مراقبہء شریعت طاعت عبودیّت مشاہدۂ ناسوت است' آنچہ ببیند در مقامِ ناسوت دنیا ببیند۔ دوم مراقبہ در مقامِ ملکوت است' صاحبِ ورد و وظائف پاکیٔ تن بمثلِ فرشتہ مَلکی صفت' آنچہ مشاہدہ ببیند در منزلِ ملکوت است بہ بیند صفتِ ملائکہ دارد۔ سیوم مراقبہء اہلِ جبروت است۔ اہلِ ذکر اَللّٰہُ آنچہ مشاہدہ ببیند در مقامِ جبروت است جبرائیل را ببیند۔ چہارم مراقبہء مقامِ لاھُوت است اہلِ معرفت آنچہ مشاہدہ ببیند در مقامِ لاھُوت ببیند۔ پنجم مراقبہء حضور غرق فنا فی اللہ در مقامِ ربوبیّت آنچہ ببیند مشاہدہ بجز ربوبیّت توحید دیگرش ماسویٰ اللہ نبیند۔ پس درین مقام قولہٗ تعالیٰ ''کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ'' مکانِ اوست۔

خدا از کرم فضلش عبد خوانی ... نہ انصاف است تو در جرم مانی
خدا با تو ترا بین چشم باید ... بہ چشمِ معرفت حق رونماید
چہ داند مردہ دل طالب بمردار ... ز خود خبرش ندارد اہلِ دیدار
باھُوؒ را بس بود آن عشق جانی ... ساکن لاھوت نظر لامکانی

اہلِ عبودیّت ناسوت خدا را در خواب بیند روا است چنانچہ حضرت امام اعظمؒ خدا تعالیٰ را در خواب دید' اہلِ شرع درست داشتہ و اہلِ ربوبیّت خدا تعالیٰ را در مشاہدۂ مراقبہ از خود بیخود بہ بیند رواست موافقِ این آیت قولہٗ تعالیٰ ''وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ''۔ و آیتِ دیگر قولہٗ تعالیٰ ''وَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی''۔ کسیکہ در مراقبہ رفت' از خود بیخود گشت غرق فنا و چشم زدن باز از مراقبہ بیرون برآید و آنچہ در مشاہدہ است آن یاد نماند' معلوم شد کہ از الوہیّتِ عین ذات است۔ آن مراتبِ عاشق دیوانہ از جانِ خود بیگانہ در آتش پروانہ است' این مراقبہ نیز درمیانہ است نہ با حق یگانہ در وحدت چنانچہ موی در شانہ۔ ہنوز خام ناتمام است۔ مراقبہ غوّاص در بحر باید کہ ہردم دُر باید آورد۔ کسیکہ در مراقبہ رود خواب او بیداری و مستیٔ اُو ہوشیاری' غرق در اختیارِ اُوست کہ در حضورِ مجلسِ

اوَلیاءوانبیاء باخاص الخاص اخص سِرِّ توحید استغراق شوذبیک مراقبہ دوازدہ سال یا چہل سال در باطن حضوری غرق شوذ چون از مراقبہ بیرون آید گوئیکہ بقدر احوالِ خود طرفہ زدہم نگذشتہ باشد۔ آنرا اولیٰ تر آنست از ادبِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بجہتِ شریعت نماز وروزہ فرض قضا نکند۔ مراقبہ چون پختہ کامل شود چنانچہ آماج زدن تیر ہر جا کہ خواہد یک دم ہمان جا رسد۔

کعبۂ مقصود اگر باشد ہزاران سالہ راہ　　　نیم گامی ہم نباشد شوق چون رہبر شود

در مراقبہ مشاہدہ چہار قسم است۔ ہر کہ ظاہر در عبادت ذکر فکر مراقبہ روز و شب مشغول است و در باطن حُبِّ دنیا بدل دارد آنچہ در باطن ظاہر ببیند ہمہ ناسوتی فانی کاذب است و ہر کہ ظاہر باطن بذکر فکر عشق محبّتِ الٰہی جان تصرّف آنچہ ظاہر باطن ببیند آن ہمہ مشاہدہ محض توحید باری تعالیٰ است و سیوم قسم آنچہ در ظاہر و باطن خوفِ خدا تعالیٰ دارد آنچہ در مشاہدہ ببیند ہمہ اہلِ جنّت است۔ و چہارم قسم آنچہ در ظاہر و باطن تارک الصلوٰۃ و اہلِ شرب مشاہدہ بہ بیند ہمہ خواب خیال و نفس اظلم زوال شیاطین شیطانی استدراج است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ''۔ ہر کہ تصدیقِ دل شغل اللہ باخدا مدام است ہر دو جہان آنرا غلام است بلکہ طالبِ مولیٰ مولیٰ دارد نہ غم دارد و نہ غلام دارد۔ مراقبہ بمثلِ آفتاب است۔ چون طلوعِ آفتاب شود از قاف تا قاف و از مشرق تا مغرب روشن گردد ہمہ در مدِّ نظرش در و دیوار شہر بازار در آید بلکہ تماشاءِ شش جہات اہلِ تفکّر ذات نہ می بیند۔ آن دیدہ نباشد کہ بجز دوست دیگری را بہ بیند۔ اہلِ مراقبہ چون بذکرش مشغول شود و ذکر و مراقبہ اہلِ مراقبہ را ملاقات کند چنانچہ انبیاء و اولیاء۔ ہر کرا ذکر ملاقات بغرق توحیدِ ذات نہ کند آن ذکر نیست بہرِ زر سیم رسم رسوم است۔

مراقبۂ شیخ در مراقبہ صورتِ شیخ حاضر شود و آن صورتِ شیخ در مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ببر دو مطلب شود۔ ہر کرا این احوال نیست فنافی الشّیخ نیست۔ در مراقبہ چون اسم اللہ ببیند اسم اللہ آنرا در مقامِ عین ببر دو مطلب خود باخود معائنہ کند و در مراقبہ چنان غرق شود کہ نہ ذکر فکر یاد ماند نہ دم قدم نہ راحت و غم یاد ماند نہ فقر فاقہ نہ نفس ذائقہ یاد ماند نہ حضور مذکور یاد ماند نہ بُعد دُور یاد ماند نہ قدر قضا یاد ماند نہ حرص ہوا یاد ماند۔ پس در کدام مقام رسید؟ و چہ یاد ماند؟ ذوق شوق محبّت۔ چون عاشق درین مقام رسد ہر کارِ اُو بالکل تمام و ذکر فکر بر و حرام و ہر چہ بیند خاص ببیند۔ کسیکہ در خواب یا در مراقبہ اہلِ کفار اہلِ زنار ببیند بدانکہ مقامِ نفس باو رخ نمودہ است و یا ابتداءِ کلمہ ''لَآ اِلٰہَ'' رخ نہ نمودہ است و یا آنکہ شیطان ہر روز باو مجلسِ کفّار مینماید کہ دلِ طالب اللہ سرد شود و از راہِ اللہ تعالیٰ باز ماند۔ باید کہ وِرِدِ خود را درود شریف و لاحول کند بوقتِ خواب یا مراقبہ کہ خطرات و وسوسہءِ شیطان محو گردد و روشن ضمیری رخ نماید۔

مراتب مراقبہ ہفت قسم است۔ اوّل مراقبہءِ جاہل بمثلِ جول، دوم مراقبہءِ اہلِ بدعت سرود چنانچہ دجال استدراج، سیوم مراقبہءِ ذکر، مراتبِ ذکر ببیند کہ صاحبِ حال است، مراقبہءِ چہارم صاحبِ فکر کہ اہلِ تفکّر صاحبِ احوال۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''تَفَكُّرُ السَّاعَةِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ''۔ پنجم مراقبہء کامل کمال عارف باللہ عرفان بہ بیند، ششم مراقبہء مکمل کہ معارف ببیند اہلِ روح اللہ، ہفتم مراقبہء فقر لازوال ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللهُ'' فنا فی اللہ را گویند کہ بعین ذات توحید غرقِ وحدانیّت ۔ مراقبہ فقر بہتر از تمام مہتر پیغمبران کہ پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فخرِ پیغمبران است وفخرِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقر است ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَالْفَقْرُ مِنِّيْ''۔ زبانِ فقیر فنا فی اللہ گوئیکہ زبانِ قدرتِ خدا تعالیٰ است ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ''۔ وآنچہ سیاہی از جفِ قلم باقی ماند آن سیاہی بر زبانِ فقرا راند ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ''۔ سیاہیٔ زبان بروئے جبینِ فقرا تابان ترشد، ہر دو جہان روسیاہ کردو طالبِ مولیٰ مذکّر فقرا نہ خدا و نہ از خدا جدا ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''كُلُّ اِنَآءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ''۔ شیطان بر چند صورت قدرت ندارد کہ شود، صورتِ خدا عزّ وجل و پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وآفتاب ومہتاب ومدینہ و روضہء پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وکعبہ بیت اللہ وقرآن مجید کہ این ہمہ ہادی است وصورتِ ہادی وہدایت از و نخواہد شد کہ شیطان وراہِ شیطان باطل است بحق نتواند رسید۔

باھُوؒ! گرچہ سر و پا ندارم بے سرم　　قالبم اینجا است جان باحق برم

کسیکہ در مراقبہ یا در خواب بانگ بگوید و یا امامت کند و یا تلاوت قرآن مجید کند و یا ذکرِ رحمٰن کند و یا وضو غسل کند و یا آنکہ در مجلسِ سروری صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدخل شود، آنرا نفس قلب روح یکی شدہ است بہدایتِ اللہ تعالیٰ۔

باھُوؒ را ھُو بُرد با آورد بُرد　　ہر کہ با آن عین بیند او نمرد
باھُوؒ ہر کہ دعویٰ کند بدرویشی　　خطِ بیزاری از جہان نہ دہد
در حقیقت بدانکہ مردود است　　رفتہ بدنام کس نشان نہ دہد

مرشد را باید کہ طالبِ اللہ را در مراقبہ البتہ ریاضت بکشاند، این نہ ریاضتِ زہد تقویٰ است، این ریاضتِ تصوّر و با تفکر است ۔ در ریاضتِ تصوّر مراقبہ یا چہل چلّہ یا بیست چلّہ یا دہ چلّہ یا پنج چلّہ و یا دو چلّہ و یا یک چلّہ و یا بیست روزہ چلّہ یا دہ روزہ چلّہ یا پنج روزہ چلّہ یا دو روزہ چلّہ یا یک روزہ چلّہ واگر عطا لطف کند بعد از نمازِ فجر تا طلوعِ آفتاب تمامیّت مقصود و مطلب رساند کہ پیشِ خود طالبِ اللہ را نشاند و بنظرش کمال مطلوبِ کُل مقامات طی کنانیدہ در حضور مشرّف پُرنور محفل محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدخل کند، قائم مقام ماند بصدق تا ابدالا باد و اگر صدق فاسد شود از مجلس وراہِ سلک سلوک سلب گردد۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا'' واگر مرشد کامل نباشد طالب را یقین چہ کند؟ کہ یقین نامِ بینائیٔ چشم است نہ مرشد گاؤ عصار چشم ۔ مرشد چہار حروف است، از حرف ''م'' مردانِ خدا از خود جدا خادم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اصفیاء و از حرف ''ر'' روا ندارد غیر ماسویٰ اللہ بجز توحیدِ اللہ تعالیٰ و از حرف ''ش'' شوق ریز دقلب

خیز دبعشق محبّت عارف باللہ بوحدت واز حرف ''د'' دائم حضور غرق فنافی اللہ وطالب نیز چہار حروف است' از حرف ''ط'' طلاق دہد جمیع علائق غیر ماسوی اللہ را واز حرف ''ا'' الوہیّت ربوبیّت رسد۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ واز حرف ''ل'' لائقِ درگاہ بی علائق خلائق۔ از حرف ''ب'' بدی بدکاری بگذارد باادب بامراد صبح تا شام رساند وشام تا صبح برآرد بی ریا گو خدا جُو واز غیر ماسوی اللہ دل بشوٗ بامرشد اخلاص چنانچہ اخلاص آب باآبجو۔ ہر کہ این احوال ندارد نہ مرشد نہ طالب بروہوائے نفس غالب۔ مرشد کامل مکمّل آنرا گویند کہ بیک نظرش طالبِ اللہ را ہمچنان شناسد چنانچہ محک ذہب را' چنانچہ صرّاف زر را' چنانچہ شہسوار اسپ را' چنانچہ آفتاب سنگِ لعل را' چنانچہ عالم علمِ صرف را۔ مرشد کامل مکمّل بمثلِ کعبہ است۔ بمجرّد داخل شدن درحرم نیک نیک' بد بد۔ بیک نظرش مرشد کامل صالح صالح شود ومقبول و طالع طالع شود ومردود۔ درصرّاف ہیچ تقصیر نیست اگر در ہزار مہر یا روپیہ یک راست باشد ودیگرش دروغی صرّاف ہمون یک را بدست گیرد ودیگرش ہمہ را برتابد۔ تا آنکہ در دکانِ صراف زر نیاید ودر آتش نیفتد ہرگز تحقیق ہیچ کس نتواند کرد۔ مرشد صاحبِ تحقیقات است اہلِ صفات واہلِ ذات را چنانچہ عالم در کتاب حرفِ غلط نگذارد چون نسخہ صحیح شود ہم چنان فقیر طالب اللہ را از غیر ماسوی اللہ می برآرد ودِل طالب اللہ بذکر اَللّٰہُ جاری صاحبِ تسبیح شود۔

ابیات: باھُوؒ مرد ما را شد حجابش خلوتش گوشہ نشین

از چہل چلّہ بہتر است یک نظر مرشد عین بین

باھُوؒ ہر کہ خواہد طالبش خود مدعا نیست زان بہتر کہ مرشد پیشوا

قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَّةِ الْخَالِقِ خُذْ مَا صَفَآءَ وَدَعْ مَا كَدَرًا''۔ خبردار باش بشریعت یار باش از بدعت بیزار باش۔ طالبِ اللہ صاحبِ صدق باید۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ'' وبی صدق کہ در دل حُبِّ دنیا داشتہ باشد۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّ اللّٰه ثَالِثُ ثَلٰثَةَ'' یک دنیا کہ از خدا عزیز تر دارند' دوم فرزند کہ مہتر حضرت ابراہیم علیہ السلام قربانی داد' وسیوم خدا اندانند ونشناسند احمق نادان اند کہ عاقبت کار بخدا تعالیٰ خواہد افتاد وخدا تعالیٰ با بندہ ہمراہ وبندہ از خدا تعالیٰ گمراہ ''نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا'' ابیاتِ باھُوؒ:

باھُوؒ بردار پردہ وعدۂ فردا چہ کار رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ راببین ای یارِ غار

اوّلش دیدارِ اللہ خوش ببیند مصطفیٰؐ انبیاء و اولیائے بعد ازان بیند اِلٰہ

باھُوؒ آنچہ دیدم بہ کس نگویم سِرّ راز لائقی کس نیست سِرّش جان بباز

مراقبہ پیغامِ حضور است واہلِ مراقبہ خاص مغفور است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَغْمِضْ عَیْنَیْكَ یَا عَلِیُّ وَ اسْمَعْ فِیْ قَلْبِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''۔ کسی کہ در مراقبہ کمالیّت رسد احتیاج چشم پوشی نماند چنانچہ غوّاص در آب غوطہ زند در آب ہمہ آب بہ بیند۔ ابیات باھُوؒ:

گر توحیدش گشت توحیدش خدا   خود نمانده درمیان وحدت صفا

فقر بکس ورثہ ہفت کرسی نیست   در گفتگو حقیقت پرسی نیست

یک عطا است چنانچہ موجِ دریا منتظر فقیران برائے آن موج نشستہ اند بہر کہ اللہ تعالیٰ بخشد۔

ابیات:

مرا ز پیرِ طریقت نصیحتی یاد است   کہ غیر یادِ خدا ہرچہ ہست برباد است

دولت بسگان دادند نعمت بخران   ما امن امانیم تماشا نگران

دنیا ہر دو قسم بد است، ہم حلال و ہم حرام۔ حلال را حساب و حرام را عذاب۔ اہلِ حلال را بر صراط استادہ کنند و بگویند کہ بشمار کہ کدام کدام جائی تصرّف کردہ۔ ہر کہ درم دنیا بدست کرد و حُبِّ دوستی بآن درم آورد شیطان میگوید کہ آن بندۂ من شدہ کہ دنیا متاعِ من است۔ اہلِ دنیا را سہ نشان است، اوّل حرص کہ بمثلِ آتشِ دوزخ است، دوم درم جمع کند بمثلِ ہیزم و از آن چیزی تصرّف نکند بی نصیب یا نصیبِ دیگران یا خاک سیوم آنکہ حسرت برد از ان درم کہ آن درم دشمن بود بعد از مُردن او شودٔ مار کژدم شدہ و گوشت او خورند۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا'' پس یقین است کہ اہلِ دنیا اہلِ شیطان اند، اہلِ شیطان و ذاکر رحمٰن چہ نسبت دارد؟ دنیا دروغ و ذکر راستی۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَلدُّنْيَا زُوْرٌ لَا يَحْصِلُهَا اِلَّا بِزُوْرٍ''۔ اہلِ حضور از دُور باید، ایمان اقرار کردی ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' یعنی نیست کسی بجز خدا عزّ و جل چرا بدیگرش طلب سوال کنی والتماس والتجا بدیگرش می بری، مشرک شوی ''نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا''۔ بر اہلِ دنیا عقبیٰ حرام و بر اہلِ عقبیٰ دنیا حرام و بر اہلِ دیدار ہر دو حرام۔ ہمان قدر کسیکہ دنیا را دوست دارد، ہمون قدر از قربِ خدا تعالیٰ بعید افتد۔ میانِ بندہ و مولیٰ کہ حجاب است ہمین دنیا است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَصْلُ كُلِّ فِتْنَةٍ دُنْيَاءٌ وَّ حِجَابٌ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ الْعَبْدِ''۔ ہر کہ دنیا را محبّت کند، دنیا آنرا بر خود مبتلا گرداند و در بلا چنان اندازد کہ باز از دنیا بیرون نہ برآید، اہلِ اللہ و حبیب اللہ دوستِ خدا تعالیٰ از برای این قبول نکردند۔ بیت:

زر کہ زردی می زند از بہر چیست؟   زانکہ پیشِ اہلِ ہمّت زرد رُوست

طالبِ مولیٰ مذکّر آنست کہ از دنیا وضو کند و از آخرت غسل کند۔ ہر چیزی کہ باشد مال، فرزند، خانہ، دل و جان از خدا تعالیٰ دریغ ندارد۔ پس ذاکرِ قلب آنرا گویند کہ در قلب غیر ماسویٰ اللہ طلب ندارد و الّا نہ کلب است۔ بیت

باھُوؒ! بہر از خدا باید چہ کرد   از جان عزیزش نیست جانم خود سپرد

در وجودِ آدمی چنانچہ چہار ذکر است۔ زبان، قلب، روح، سِرّ، ہر چہار ذکر صورت دارد و در مراقبہ ہر یک صورت ملاقات کند و تابع شود۔ گوئیکہ ہر چہار نفس تابع شود۔ وجودِ آدمی اربع عناصر است، صورتِ باد دیگر است و صورتِ خاک دیگر است و صورتِ آب دیگر است و صورتِ آتش دیگر است۔ از ہر یک صورت ہفتاد ہزار صورت پیدا

شود۔ظاہر باطن بافقراء ملاقات کند۔ ’’اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ‘‘ وکل شی محتاجِ اُوست۔دولکھ وہشتاد ہزارصورت از وجودِفقیر برآید وظاہر ہم مجلس شود۔بعدازآن بمراتبِ فقر برسدوہم اینہا صاحبِ توحیداہلِ ذکر اللہ۔قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ’’اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ‘‘۔ چون فقیر باین مراتب رسد‘ تنہا باشدوہیچ وقت نماز قضا نکند‘ خود امام شود وصورتِ پنہان مقتدی وہم صاحب سنّت جماعت۔بیتِ باھُوؒ:

باھُوؒ خود امامش مقتدی با خود نماز   این چنین فقرش بود با حق نیاز

گرچہ باین مراتب رسد از شریعت یک ذرّہ خلاف نکند کہ ظاہر عام و باطن خاص۔قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ’’اَلنَّاسُ عَلٰی تَحْتِ اللِّبَاسِ‘‘۔خاکی آدمی است وآبی فرشتگان اندوبادی شہیدان اندوآتشی جنّ است۔پس مراقبہ نامِ یک دلی راگویند‘ دودلی منافق است۔مراقبہ واہلِ دنیا چہ نسبت داردکہ بادشاہانِ دنیاوبادشاہی وخانمانِ خود بہرِ مراقبہ وفقر ترک دادہ اند۔ودرفقر غریبی ویتیمی قدم نہادہ اند‘ مرکبِ نفس درمیدانِ توحید راندہ اند۔ہرگز از عشق محبّت شوقِ الٰہی نماندہ اند۔عاقبت گوئی بردہ اند۔خودرا بخدای خودسپردہ اند‘ اگرچہ مُردہ اندنمردہ اند۔اہلِ اللہ اہلِ حاجی اندبی حجاب اللہ۔بعضی بزرگ برخوددہ سال احرام بستہ اندوبعضی چہل سال وبعضی تمام عمرخودشب وروز درمراقبہ غرق۔ بیت:

باھُوؒ! روئی ماباسوئی کعبہ‘ کعبہ راباسوئی من   کعبہ قبلہ گشت در دل آنچہ دارم جان تن

احرام نامِ کم آزاریست ودل بیداریست وشب بیداریست‘ احرام بمثلِ پوشیدن کفن است۔احرام مراتبِ ’’مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا‘‘ است۔

بیا در عشق جانی خوش بدہ خویش   کہ ہر دم می برآید جان درویش

فقیر درویش را ہفتاد جان است   بہر جانی ہزاران جاودان است

نہ مذہبِ عاشقی درویش دانی   چرا درپیش درویشی نخوانی

باھُوؒ لانی مزن فقرش عظیم است   بمااللہ معین مارا چہ بیم است

علم و دانش باطن را طلب کن   جملہ علمش می درآید در یک سخن

دیدارش کی روا باشد کہ دل بیدار نیست   سجدہ بادیدار سنگ دیوار نیست

فقیر آنست کہ دردلِ وی نکتہ ءہردوجہان است۔

ابیات باھُوؒ:

باھُوؒ! ترازو وزن کردم جاودانی   فنا فی اللہ شدم با یار جانی

ازل ابد دو چشمہ در چشم ہر بینی بہ بین   عین را با عین بینم سجدہ کردم با جبین

چشم با چشم است سخنش با سخن　　　　این مراتب گر بخواہی نفس را گردن بزن

فقر منتہی باید۔

ہر کہ با معروف یکتا معرفت بروی حرام　　　　معرفت را فخر کردن عارفی آن ناتمام

معرفت مقامِ میان است پیشتر مقام لا مکان است۔ بیت:

در وجودِ تو دو خدا جانی　　　　بخدا واحد لا شریک رسیدن کی توانی

قطعہ ءباھُوؒ:

عاشقان را راز محرم نی کسی جز آن خدا　　　　دو خدا در خویش کُشتم یافتم آن یک خدا

یک خدائے دو خدائے سہ خدائے شد آن رحیم　　　　دو خدا را قطع کردم یافتم آن ربّ رحیم

در خلوت خللِ شیطانی پیدا می شود۔ بیت:

یار در بغل کنار است تو بخلوت نشین　　　　ز خلوت توبہ ہزار است یار پیش ببین

قرب، وصال، حضوری حجاب است۔ بیت:

قرب غفلت، حضوری ز حق دوری　　　　باھُوؒ بنورش نور گشتہ عین نوری

خلوت مکرِ عظیم است۔ ابیات:

باھُوؒ! خلوت چیست دانی راہزن　　　　صد ہزاران خلوتش بستہ دہن

پیشوائی یار ساقی یافتی　　　　دیگران فانی تو باقی یافتی

دلا خوشباش با خوش نوش بادہ　　　　کہ ساغر ساقیت از شوق دادہ

بشنو! علم از عمل حاصل شود، ہمچنان فقیر بجز مراقبہ غرق واصل نگردد۔ از علم عقل حاصل شود و از عقل نیز دو چیز، یک اکل دوم مسائل مطالعہ ءکتاب نقل و از مراقبہ موت حاصل شود و از موت مراتبِ اوؒلیاء۔ فقیر را در حیات مُردگی و در مُردگی حیات۔ این مراتبِ صاحبِ ذات، علم صفات در مراقبہ ذات۔ فقیر را در مراقبہ دو حال است۔ اگر فقیر در وصال فنا فی اللہ اغراق است، خوش وقت باشوق مشتاق است بمقامِ ''لِیْ مَعَ اللّٰہ'' ہیچ کس نگنجد و اگر جدا فراق است، پریشان ہلاک است۔ بجہتِ استغراق ہیچ چیزی خوش نیاید۔ این مقامِ قبض بسط است نہ دائم وصال نہ دائم فراق۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ ۖ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ'' بیت:

مشرک مشو کافر مشو راہِ راست گیر　　　　جز شریعت نیست نبویؐ راہ فقیر

مردم کہ مشرک و کافر میشوند از بسیاریٔ دنیا، چرا کہ مفلس کسی دعویٰ خدائی نکردہ، ہر کہ کرد اہلِ دنیا کرد۔ بیت:

ترا مقصود و معبود است دنیا　　　　بنظرِ عاشقان مردود است دنیا

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ فَاجْعَلْ فِیْھَا طَاعَۃٌ''۔

قطعہء باھُوؒ

بدنیا مزرعۃ آخر زراعت تصرف راہِ مولیٰ ہر بساعت

کسی دارد فلوسی را نگاہی ہزاران پردہ افتد صد گناہی

فقیر چہار قسم است۔ اوّل فقیر صاحبِ آگاہ' دوم فقیر صاحبِ نگاہ' سیوم فقیر صاحبِ راہ' چہارم فقیر صاحبِ ہمراہ و ہمراہ چیست؟ ''مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ'' فقیر آنست کہ ہر دو را ردکرد برخود ہم دنیا و ہم عقبیٰ۔ بشنو! ای سوختہ عشق جان باز! کار خود را در فقر فنا فی اللہ راسخ واستوار بساز' دنیا و عقبیٰ ہر دو بر پسِ پشت انداز تا ترا دست گیر د فقیر رہبرِ دین حق الیقین۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

صاحبِ زمان لامکان طریقہ قادری است۔ قادری نیز دو طریق است' یکی قادری زاہدی دوم قادری سروری۔ قادری سروری چیست؟ قادری زاہدی کیست؟ قادری سروری اینست چنانچہ این فقیر بحضورِ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشرّف شد' فقیر را دست بیعت نمودند' خندیدہ فرمودند کہ با خلقِ خدا ہمّت بکن۔ بعد از تلقین صلوٰت اللہ دستِ فقیر گرفتہ بدستِ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدّین رحمۃ اللہ علیہ سپردہ وحضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیز سرفراز کردو حکم تلقین فرمود۔ بعد ازان بنظرش ظاہر باطن ہر طالبی را کہ از راہِ برزخ اسم اللہ واسم محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمودہ بحضور مجلس ہر دم بی ذکر' بی مشقّت وطالبانِ اللہ ہر طرف کہ نظر کردند اسم اللہ ذات دیدند و ہیچ پردہ حجاب نماندہ۔ راہِ فیض است سروری قادری کم حوصلہ نبود۔ مردم طالبان را بعضی با آتشِ اسم اللہ گرمی مُردہ کردہ و بعضی اسم اللہ را بار نبرداشتند' عاجز شدند و بعضی مردود و مرتد گشتند۔ ابیات:

آدم چو صراحی بود و روح چو مے قالب چو نے بود صدای در وے

دانی چہ بود آدم خاکی و خام؟ فانوس خالی و چراغی در وے

بعضی ہمیشہ حضورِ مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برحال ماندند و مر ا روز بروز ترقّی و درجات یوم فیوم' ساعت فساعت است' انشاء اللہ تعالیٰ تا ابد الاباد خواہد ماند کہ حکمِ سروری سرمدیست۔ محمد مصطفیٰ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را و مرا علمِ ظاہر ہیچ نبود' از علمِ حضور است و ظاہر باطن علم چندین واردات وفتوحات کشادہ است کہ دفترہا باید لیکن بزرگان مَا قَلَّ وَ دَلَّ فرمودہ اند۔ طالب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را کہ در باطن از پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پردہ حجاب پارہ شود' راہِ فقر فی اللہ کشاید' برسرِ اُو مراتب اویسیؒ برآید۔ این را اویسی نیز گویند کہ ہم ظاہر ہم باطن اِشتغال اللہ و باخلاص درست تصدیقِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

طریقہء زاہدی قادری آنست کہ طالبِ اللہ با زہد و ریاضت رنج بسیار کشد۔ بعد ازان دوازدہ سال یا سی سال

بحضورِ مشرّف حضرت پیرِ دستگیر قدس سرّہٗ العزیز شود حضرت پیر قدس سرہٗ آنرا دست بدست بہ پیغمبر صلوات اللہ علیہ رساند و بحضورِ مشرف و سرفراز گرداند۔ این طریقہء زاہدی قادری است۔ مبتدیٔ قادری، منتہیٔ دیگر خانوادہ است و منتہیٔ قادری را مرتبہء محبوبیّتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دارد یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ۔ کسی کہ بایشان یا با طالب مرید ایشان عداوت کند سلب گردد و مراتب اِبلیس رسد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ ہر کہ شک آرد و در شک افتد کافر گردد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ کہ نائب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و وارثِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، کلیدِ ہر دو جہان بدست محبوبِ سبحانی شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز۔ ہر کہ باین اعتقاد نیارد آن طائفہء شیطانی راندۂ فقر دو جہانی سرگردانی پریشانی است۔ اہلِ مراقبہ را انتہا بدریای ژرف است۔ دریای ژرف چیست؟ دریای ژرف دریای توحید است کہ ہمیشہ مدِّ نظر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم است۔ کسیکہ بحکمِ خدا تعالیٰ و رسولِ خدا تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درآن دریای ژرف غوطہ خورد، تارکِ دنیا فقیر فنا فی اللہ شود۔ دریای ژرف دریای فقر است۔ فقر لا یحتاج ہمونست کہ بدریای ژرف غوطہ خورد و از غیر ما سویٰ اللہ پاک شود۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ کلیہ حق رخ نماید در وجود او باطل نہ ماند۔



فقیر آنست کہ ہفت ذکر با ہفت فکر باشد۔ اوّل ذکر فکرِ موت پس خوابِ غفلت را ترک دہد و دوم ذکر فکرِ منکر نکیر با خدا تعالیٰ یگانہ شود و از خلق غیر ما سویٰ اللہ بیگانہ شود۔ سیوم ذکر فکرِ قبر نفسِ گبر را با عذاب معذب عذابی کند کہ مسلمان شود۔ چہارم ذکر فکرِ دفترِ اعمالنامہ۔ زبانِ خود را از بدگوئی نگہدارد۔ پنجم ذکر فکر جزای حشر نفسی نفسی باشتغال اللہ مشغول شود۔ ششم ذکر فکرِ پل صراط، از صراطِ دنیا بسلامتی ایمان بگذرد و گذر آن صراط آسان گردد یعنی با حب دنیا دل بہ بندد۔ ہفتم ذکر فکرِ طلبِ مولیٰ۔ لذّت بہشت و بیم دوزخ نسیان کند۔ بعد ازان در تفکّر فنا فی اللہ غرق چنان شود کہ ازین ہفت ذکر فکر بگذرد۔ اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ فقیر کہ این ہفت ذکر فکر نداند بروی فقیری حرام است۔ چون روز برآید فقیر روزِ محشر داند و ہژدہ ہزار عالم بحسابِ نیکی و بدی و خدا را قاضی داند و بانفس خود محاسب باشد و چون شب برآید، شب را قبر داند تنہا و بی خواب۔ سِرًّا وَّ جَھْرًا الَّیْلًا وَّ نَھَارًا با خبر باشد۔

باب ہفتم

ذکرِ اَللّٰہُ بزبان، قلب، روح، سِرّ و ذکرِ جہر و خفیہ کلمہ طیّب

فِیْ اَفْضَلُ الذِّکْرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مِثْلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَ الَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مِثْلُ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ قال علیہ السلام اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادَوْ وَ اَھْلَمُوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیُحْفُوْنَھُمْ بِاَجْنِحَتِھِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قال علیہ السلام قَالَ مَعَاذُ اٰخِرُ کَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ قُلْتُ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنْہُ قُلْتُ یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَوْصِیْنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَاسْتَطَعْتَ وَاذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَّ شَجَرٍ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکٰھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَ اَرْفَعُھَا فِیْ دَرَجٰتِکُمْ وَ خَیْرٌلَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٌلَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقُوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَ یَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُاللّٰہِ تَعَالٰی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام مَا صَدَقَۃُ اَفْضَلُ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ ذکرہم چون باید چنانچہ سنمتر' سنمتر نامِ مرغ است کہ در برہیزم چیدہ جمع کند بمثلِ قلعہ۔ چون قلعہء ہیزم تیار کند خود در آن قلعۂ ہیزم بنشیند و بذکر اَللّٰہُ و ذکرِ ھُوْ مشغول شود۔ بشروع کردن ذکر کہ دم باھُوْ کشد، اوّل حال از وجودش گرمیٔ ذکر اَللّٰہُ ذکرِ ھُوْ آتش از وجود او چنان برآید کہ آتش باہیزم چسپیدہ شود و مرغ سوختہ خاکستر گردد۔ بعد ازان بارانِ رحمت برآن خاکستر بارد۔ و ازآن خاکستر یک بیضہ پیدا شود و ازآن بیضہ یک بچہ برآید و چون بچہ بجائے پدر رسد باز ہمون طور کارِ پدر کند و سوختہ و خاکستر گردد تا ابد آلاباد۔ پس فقیر ذاکر نیز ہر دم مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا است۔ فقر چیست؟ فقر خانہء ویران را گویند' چنانچہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ویران کرد در راہِ خدا تعالیٰ تصرّف وسہ طلاق دنیا را داد کہ نہ بہرِ روغن چراغ درم ماند و بوریا بہرِ فرش نماند۔ فقیر ہمین را گویند کہ آنچہ خدا دہد بخدا دہد و آنچہ خدا دہاند بخدا دہد۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ قَالُوْا وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَ لَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ لَوْ یُضْرِبُ بِالسَّیْفِ حَتّٰی یَنْقَطِعُ"۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ سَیَعْلَمُ اَھْلُ الْجَمْعِ الْیَوْمَ مِنْ اَھْلِ الْکَرَمِ قِیْلَ مَنْ اَھْلُ الْکَرَمِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَھْلُ مَجَالِسُ الذِّکْرِ مِنَ الْمَسَاجِدِ" قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حُجْرَۃٍ دِرْھَمٌ یَقْسِمُھَا وَآخِرُ یَذْکُرُ اللّٰہَ کَانَ الذَّاکِرُ اللّٰہِ اَفْضَلُ" قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "مَا مِنْ اٰدَمِیٍّ اِلَّا فِیْ

قَلْبِهٖ بَيْتَانِ فِيْ اَحَدِهِمَا الْمَلَكُ وَفِيْ اٰخَرِهِمَا الشَّيْطَانُ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَّسَ اَیْ تَاَخَّرَ وَتَنَحّٰی وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ وَضَعَ الشَّيْطٰنُ مِنْقَارَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ وَسْوِسَ لَهٗ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''وَاِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حَلَقَةُ الذِّكْرِ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا وَّ تَفَرَّقُوْا مِنْهُ وَلَمْ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰی فِيْهِ كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَّكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''وَمَا مَشٰی اَحَدُكُمْ تَمْشِيْ وَلَمْ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰی فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تَرْهَقٌ'' قال علیہ السلام ''مَا اٰوٰی اَحَدُكُمْ اِلٰی فِرَاشِهٖ وَلَمْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تَرْهَقٌ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام لَا يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰی سَاعَةٍ مَّرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰی حَتّٰی يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اِنَّ الْجَبَلَ يُنَادِی الْجَبَلَ بِاِسْمِهٖ اَیْ فُلَانٌ هَلْ مَرَّبِكَ اَحَدٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَاِذَا قَالَ نَعَمْ اَسْتَبْشِرُوْا''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قَوْمٌ فِي الدُّنْيَا عَلٰی فَرْشِ الْمُمَهَّدَةِ يَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةِ الْعُلٰی'' قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَزَالُ اَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةً مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ''۔ حدیثِ قدسی ''اَنَا مَعَ عَبْدِيْ يَذْكُرُنِيْ فِيْ تَحَرُّكِ الشَّفَتَانِ''۔ حدیثِ قدسی ''اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَ اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنَّ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٌ مِّنْهُمْ''۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ''يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ اَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَهٗ مِثْلُهَا اَوْ اُغْفِرُ وَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَّ مَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً وَ مَنْ لَّقِيَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةٍ وَّ لَا يُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً''۔ بشنو! اگر کسی تمام عمر روزہ دارد و نماز خواند و حج کند و در تلاوتِ قرآن شب و روز مشغول باشد وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ وکلمہ طیب بر زبان نراند ہرگز مسلمان نشود و عبادت اوہیچ قبول نیست چنانچہ عبادت کافر استدراج۔ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عبادت محتاجِ ذکر است و اہلِ ذکر و اہلِ فقر لا یحتاج۔ پس ہر کرا تصدیقِ دل نیست او ذاکر ہم نیست' خدا نخواستہ باشد کہ اورا مومن مسلمان می گویند و خدا ترسی و صفائی و تصدیقِ دل از ذکر پیدا شود۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''لِكُلِّ شَيْءٍ مُصْقِلَةٌ وَّ مُصْقِلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ ذِكْرُهٗ وَعَلَامَةُ بُغْضِ اللّٰهِ عَدَمُ ذِكْرُهٗ قولہٗ تعالیٰ ''كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ''۔ خدا ترس باش۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ'' قولہٗ تعالیٰ ''وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِيْمًا''۔

حدیثِ قدسی ''اِذَا رَاَیۡتَ عَبۡدِیۡ لَا یَذۡکُرُنِیۡ فَاَنَا اَحۡجُبُہٗ عَنۡ ذٰلِکَ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَفۡضَلُ الۡعِبَادِ عِنۡدَ اللّٰہِ الذَّاکِرُوۡنَ'' قال علیہ السلام ''ذِکۡرُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَمُ الۡاِیۡمَانِ وَ بَرَآءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَ حِصۡنٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ'' قال علیہ السلام ''اَفۡضَلُ الذِّکۡرِ ذِکۡرُ اللّٰہِ تَعَالٰی''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اِنَّ فِیۡ ذِکۡرِ الۡجَلِیِّ عَشَرَ فَوَائِدٍ صَفَآءُ الۡقُلُوۡبِ وَتَنۡبِیۡہُ الۡغَافِلِیۡنَ وَصِحَّۃُ الۡاَبۡدَانِ وَ مُحَارَبَۃٌ بِاَعۡدَآءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِظۡہَارُ الدِّیۡنِ وَنَفۡیُ خَوَاطِرِ الشَّیۡطَانِیَّۃِ وَ نَفۡیُ خَوَاطِرِ النَّفۡسَانِیَّۃِ وَّ تَوَجُّہٌ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَ الۡاَعۡرَاضُ عَنۡ غَیۡرِ اللّٰہِ وَ فِیۡہِ یَرۡفَعُ الۡحِجَابِ بَیۡنَہٗ وَ بَیۡنَ اللّٰہِ''۔

این فقیر باھُو میگوید کہ ذکر چیست و ذکر کرا گویند و از ذکر چہ چیز حاصل شود؟ و ذاکر را چہ مراتب مقام است؟ ذکر نامِ ذکیّا است۔ چنانچہ از مال زکوٰۃ مال حلال و پاک شود ہمچنان آدمی را در وجود ذکر است۔ چنانچہ پارچہ را صابون ہمچنان آدمی را ذکر است۔ چنانچہ آتش ہیزم را خورد ہمچنان ذکر گناہ را دور کند۔ چنانچہ باران گیاہِ پژمردہ را سبز و حیات کند ہمچنان ایمان آدمی را آراستہ کند۔ چنانچہ میوہ با درخت ہمچنان آدمی را ذکر اَللّٰہُ۔ چنانچہ تاریکی را روشنائی ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ با گل خوشبو ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ نمک در طعام ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ حیوان را تکبیر حلال و ذبح کند ہمچنان آدمی را ذکر اللہ تعالیٰ۔ اوّل ذکر اللہ تعالیٰ بعد از ان نمازِ وقت۔ چنانچہ اوّل پاک ذکر اللہ تعالیٰ است دوم اولیٰ تکبیرِ تحریمہ ذکر اللہ تعالیٰ و بعد از ان در نماز نیز ذکر اللہ تعالیٰ است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام'' اَفۡضَلُ الذِّکۡرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ'' اوّل ذکر اللہ بعد از ان تلاوتِ قرآن مجید است ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' پس بِسۡمِ اللّٰہ اسم اللّٰہ ذکر اللہ تعالیٰ است۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ'' اوّل قرآن مجید کہ نزول شد باسم اللّٰہ ذکر اَللّٰہُ۔ وقتِ جان کندن نیز ذکر اللہ تعالیٰ باید ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ'' یا اسم اللّٰہ بگوید یا کلمہ شہادت بگوید۔ این ہمہ ذکر اَللّٰہُ است و در قبر فرشتہ ہم نامِ اللہ پُرسند۔ آن نیز ذکر اَللّٰہُ است و بر اعمال نامہ برسرِ نام اسم اللّٰہ باشد آن اعمالنامہ بدستِ راست دہند و بر ترازو وزن کنند۔ طرفیکہ اسم اللّٰہ باشد گران تر گردد و بر صراط کسیکہ اسم اللّٰہ بگوید دوزخ از و بترسد و بسلامت بگذرد و بر درِ بہشت کسیکہ نامِ اللہ تعالیٰ بگوید دروازہ بہشت کشادہ گردد۔ وقت دیدار کسیکہ نام اللہ بگوید مست گردد با تجلّی تمام دوام۔ پس کسیکہ بر ذکر اللہ تعالیٰ بخند دیا خشم کند یا دشمنی دارد لعین است۔ ہر آنکس از سہ حکمت خالی نباشد' یا کافر یا منافق یا فاسق چنانچہ در وقتِ صاحبِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر سہ قوم بودند' کافران و منافقان و فاسقان۔ ہر کہ از ذکر اَللّٰہُ مانع شود از آن قوم باشد۔ ذکر بناءِ اسلام است و استواریٔ دین است۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و اصحابان کہ با کفار جنگ کردند اوّل شروع نعرۂ ذکر اللہ تعالیٰ کردند۔ دوم در باطن با نفس جنگ نیز با ذکر اللہ تعالیٰ است۔ ابیاتِ باھُوؒ:

هر بموئی را زبانش ذاکران را بربدن — قلب قلقل وجد آید استخوان رگ پوست تن
دل بمثل دیگ جوشد زیرِ آتش عشق سوز — گاه گرمی گاه سردی ذاکران را شب و روز
سلک باید سالکی را راه هادی پیشوا — باسیر سرّش میرساند با محمد مصطفیٰؐ
باھُوؒ عشق را بامِ بلند است اسم اللہ نردبان — هر مکانی بی نشانی می برد در لامکان

ذکر جاری قلب بیداری راچہ نشان است؟ کہ بعد از مُردن قلب زندہ باجان است۔ دل زندہ ہرگز نمیرد وخاک و کِرم گوشت اونخواہد خورد اگرچہ ہزار سال ہا افتادہ باشد۔ این نہ قلب است کہ ترا معلوم شود جنبشِ دل در شکم طرفِ چپ' در بدن از راہِ قلب خدانخواستہ باشد این کلب است چنانچہ کفّار منافق مومن مسلم کہ دارد۔ قلب سہ قسم است۔ یکی قلبِ اہل النار پُرنور ذکر عشق محبت آتشِ شوق۔ این قلب است کہ بجز اللہ طلب دیگر ندارد۔ دوم قلب اہلِ زنار کفّار ''حُبُّ الدُّنْیَا ظُلْمَۃٌ'' چنانچہ ظاہر مومن و باطن کافر و صاحبِ ریا تابع ملوک اہلِ دنیا۔ سیوم اہلِ دنیا سلب بے معرفت اہلِ خوار کہ از باطن بیخبر و بار بردار چنانچہ خر۔ پیر مرید رجوعاتِ خَلق' استخوانِ آبا وٗاجداد فروش و در قلبی کہ نارِ اللہ تعالیٰ است از سر تا پا استیلائے شوق و تعطّش چنان لذّت دہد چنانچہ آتشِ زمستان خوش آید۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''لَذَّۃُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّۃِ الْاَذْکَارِ'' ذکر با فکر آنست کہ فکر حبِّ دنیا و حبِّ علم و حبِّ قیل و قال سر دردی ندارد بموافق آیت قولہٗ تعالیٰ ''وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ'' حدیث ''اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ''۔ پس ذکر با فکر آن است کہ بر ذاکر موکّل باشد اگرچہ ذاکر از فکر ذکر غفلت کند ذکر از و غافل نباشد۔ چون ذاکر را ذکرِ قلبی یا روحی یا سِرّی یا زبانی یا حبس یا پاس انفاس' ہر کرا ذکر باشد۔ ذکر چیست؟ یگانہء خدا و روح و قلب و یگانہء مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر انبیاء و اولیاء و اصفیاء و متابعت شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و بیگانہء نفس شیطان معصیّت گناہ حُبِّ دنیا و اہلِ دنیا۔ چون ذاکر ذکر شروع کند ذکر آنرا گویند کہ بتوحید ببرد یا در مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا در مجلس اصحاب کرام یا اولیاء اللہ یا با مشاہدۂ ہر مقامات از عرش تا کرسی معلوم کند۔ چون از استغراق برآید خوئی نیک گردد کہ آنرا سیری و گرسنگی برابر' خواب و بیداری برابر' مستی و ہوشیاری برابر ہر کہ این احوال ندارد اگرچہ وقتِ حال از خود بیخود شود بدانکہ آنرا شیطان یا دیو طمانچہ زدہ است۔ چنانچہ وقتِ شروع کردن ذکر شیطان زمین آسمان ہر مقامِ عرش و کرسی ہفت طبق زمین و ہفت طبقِ آسمان از خود پیدا کند در آنچہ استدراج شود پیشِ ذاکر بیارد۔ چون بینی کہ شخصی اہلِ بدعت است یا اہلِ فسق است و یا اہلِ گمراہ است پس اہلِ بدعت و اہلِ فسق و اہلِ گمراہ را چیزی مگو' کسیکہ آن را در بدعت انداختہ است بآن جنگ بکن' کسیکہ آن را در فسق انداختہ است بآن جنگ باید کرد کسیکہ آن را گمراہ کردہ است بآن نصیحت باید کرد۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ''۔ قولہٗ تعالیٰ ''تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ''۔ قولہٗ تعالیٰ ''یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ''

" یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ ''۔ جاہل بمثلِ زمینِ خشک است کہ ہیچ از آن تخم بر نیاید و عالم زمین بآب تر، در آن تخم عملِ ذکر اَللّٰہُ است و گاؤ معرفت قلبہ تفکّر و شریعت خار بندی و طریقت علف زاری سبزی است و حقیقت خوشہ است و معرفت غلہء پاک است و آتشِ عشق نان پختن است و فقر فاقہ محبتِ الٰہی قُوت است، نہ قدم انداختن کارِ مردم ناسوت است۔ خرد آنست کہ بخدا برد۔ علم آنست کہ از ان معرفتِ وحدت بمعلوم برسد۔ اگر ذاکر خبردار است ذکر اَللّٰہُ کند، ہمہ مقاماتِ شیطانی و خطراتِ ہوائی نفسانی غائب شود، بیشتر سیرِ اصلی فلک ملک گردد۔ در مشاہدہ آنچہ چیزی صاحبِ ہدایت بہ بیند راہِ اصلی معراج است و در بدعت آنچہ بہ بیند راہِ استدراج است۔ ابیاتِ باھُوؒ:

بذکرش آن بود در سیر سرورؐ — کہ ذکر و فکر جاری یار در بر

کسی در ذکر نبویؐ راہ نہ بیند — سیاہی دل بہ مجلسِ بد نشیند

کہ ذکر خاص باشد پاس انفاس — نہ ذاکر دلق پوشاں مکر لباس

باھُوؒ بذکرش ذاکران را کی حجاب است — فنا فی اللہ گشتہ این جواب است

وجود باید کہ در ذکرِ معبود قرار و آرام گیرد نہ کم حوصلہ سبک وجود۔ معلوم شد کہ ذکر اَللّٰہُ جامہء اہلِ محبت ذاکران و عارفان است کہ آن غریب اند با خدا حبیب اند۔ غریب چیست؟ کہ از و غیر برخیزد و اہلِ محبت مسکین اند۔ مسکین چیست؟ ساکن مع اللہ، پس ساکن مع اللہ چیست؟ فقیر و فقیر چیست؟ ذاکر و ذاکر چیست؟ حدیث قدسی ''اَنَا جَلِیۡسُ مَعَ مَنۡ ذَکَرَنِیۡ''۔ اہلِ محبت یتیم اند۔ یتیم آنست کہ مادر و پدر او مردہ بجز اُمیدِ خدا دیگر ندارد، نزدیکِ خدا تعالیٰ یوم فیوم مرتبہ او در ترقّی گردد۔ پس اہلِ ذکر را وجود کم حوصلہ نباید و پاک باشد کہ اسم اَللّٰہُ پاک است و در جائی پاک قرار گیرد۔ کسیکہ ذکر کند بار شاد مرشد و جامہء او پلید است با حُبِّ دنیا چندروز اسم اَللّٰہُ در او تاثیر نکند، بآلائش و پلیدیٔ حُبِّ دنیا کدورت و زنگاری سیاہ دل گردد چنانچہ بود ہم چنان تاریکی دل گردد۔ پس مرشد چہ کند؟ ذکر بمثلِ صابون است و وجودِ طالب بمثلِ پارچہء پلید۔ باید کہ بآبِ خوف و صابونِ ذکر شب و روز بشوید وَ اِلّا مرشد چہ کند؟

بشنو! اہلِ علم کہ اسمِ اعظم را در قرآن نمی یابند بجہت آنکہ اسمِ اعظم در وجودِ اعظم قرار بگیرد۔ کسیرا کہ اسمِ اعظم اگر معلوم میشود و می خواند ہرگز تاثیر نکند ہر کہ وجود بی اعظم را اسمِ اعظم چہ کند؟ ذکر جاری بغیر از اسمِ اعظم نمی شود و اسمِ اعظم در وجود قرار گیرد، یک فقیر کامل مکمّل، دوم علمائے عامل۔ و علمائی عامل آن است کہ فقیر کامل۔ کسی کہ بر اسمِ اعظم اعتقاد دارد و از خدا عزّ وجل اعتقاد بردارد احمق است۔ اسمِ اعظم آنرا حاصل شود کہ صاحبِ مسمّٰی و آن صاحب اسمِ اعظم است۔ در شکمِ علماء عامل و فقیر کامل لقمہء حرام ہرگز نیفتد اگرچہ ظاہر باطن درمیانِ زمین و آسمان کلیہ حرام شود چرا کہ ایشان والیٔ ولایت اند۔ تمام عالم از مشرق تا مغرب بہ برکتِ ایشان قائم است، آنچہ بخورند از گردنش اہلِ ملک حق ساقط شود، چنانچہ حق پیغمبر بر اُمّت است حقِ علماء عامل و فقراء کامل بر خلقِ اللہ است۔ فقیرِ کامل آن است

کسے را کہ ذکرِ سلطانی ذکرِ حامل جاری باشد۔ ذکرِ حامل کرا گویند کہ بے گمان و بے فکر جاری گردد و در استخوان، مغز، رگ، قلب، روح، سرّ موئے پوست ہمہ اوست۔ قولہٗ تعالیٰ ''فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ''۔ نزدیکِ فقراء این مراتب نیز سہل است۔ ذکر بگذار مذکور را طالب شو بشنو ای صاحبِ قلب۔ بیت:

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتان   بیت المقدس است مکن جای بت گران

قلب سہ قسم است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''اَلْقَلْبُ ثَلٰثٌ قَلْبٌ سَلِيْمٌ وَ قَلْبٌ مُنِيْبٌ وَ قَلْبٌ شَهِيْدٌ اَمَّا قَلْبٌ سَلِيْمٌ فَهُوَ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ بِغَيْرِ مِعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَمَّا قَلْبٌ مُنِيْبٌ فَهُوَ الَّذِي اَلْمَآبُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَمَّا قَلْبٌ شَهِيْدٌ فَهُوَ الَّذِيْ كَانَ فِيْ مُشَاهِدَةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ'' بیت:

باھُوؒ! نماز و روزہ و بسیار طاعت   از آن بہتر بود دل ذکر ساعت

نماز روزہ نفل نہ فرض۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''فِيْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارٌ هُوَ اَحَرُّ نَارُ الْجَحِيْمِ اَبْرَدُهَا'' بدلی کہ محبتِ خدا تعالیٰ نباشد تحقیق آن دل در دوزخ خواہد سوخت۔ آتشِ دوزخ ہر آنکس افروخت کہ بآتشِ عشق نسوخت۔ نشنیدہ ای کہ ''اَلنَّارُ تَرَحَّمُ لِمَنْ فِيْ قَلْبِهٖ نَارٌ'' ابیات:

چون در آتشِ عشق شد منزلم   دلِ دوزخ آتش گرفت از دلم

دل کہ از اسرارِ خدا غافل است   دل نتوان گفت کہ مُشتِ گِل است

دل یکی خانہ ایست ربّانی   خانۂ دیو را چہ دل خوانی

دل کعبۂ اعظم است ازان کعبۂ آب و گل   آن صد ہزار کعبہ بود درمیان دل

این فقیر میگوید کہ دل صورتِ گلِ نیلوفر دارد و گردِ پہلو چہار خانہ است و در ہر خانہ ولایت است وسیع از چہاردہ طبق زمین و آسمان و خانۂ پائین در نشیبِ دل است، در آن سرِّ لا مکان است و در ہر خانہ خزانہ الٰہی است و بر ہر خانہ پردہ است و بر ہر پردہ مؤکل است از شیطان۔ اوّل پردۂ غفلت است نسیان الموت، و پردۂ دوم حرص است، و پردۂ سوم حسد است، و پردۂ چہارم کبر است و باہر یک متفق اند خنّاس، خرطوم، خطرات، وسوسہ و در ہر خانہ خزانۂ الٰہی است۔ اوّل علم، دوم ذکر، سیوم معرفت، چہارم فقر فنا فی اللہ، بقا باللہ۔ قولہٗ تعالیٰ ''الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ'' و دافع ہر چہار مؤکلِ شیطانی اینست اوّل علمِ شریعت، دوم ذکرِ طریقت، سیوم فکرِ معرفت قطع النّفس، چہارم ترکِ معصیّت حُبِّ دنیا و سرا پردۂ دل نکشاید مگر بہ نظر مرشد کامل کہ قلب گنجینۂ اسرارِ معرفت وحدانیتِ الٰہی است کہ از میانِ دل الوہیّت ربوبیّت خیزد۔ دانا و آگاہ باش۔ قولہٗ تعالیٰ ''مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ'' ابیات:

باھُوؒ! علمِ نحو و صَرف خوانی فقہ یا اصول   جُز وصالِ حق تعالیٰ نیست زان چیزی وصول

باھُوؒ! درمیانِ علم فقرش گفتگو　　　هرچه دانی جُز خدا زان دل بشو

حدیثِ قدسی ''اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ'' ابیات:

دل دم روح در یک فکر باید　　　که ذکر خاص از دل می بر آید

ترا شعور باید زان شعوری　　　دمی غافل مباش از حق حضوری

حضوری صد خطر آن بیم جانی　　　که واصل در حضوری لا مکانی

حضوری شرک، کبر و گشت آنی　　　فنا فی اللہ بشو از خویش فانی

چون ازعلم عالم را نورانی اسرار و انوارِ الٰہی نازل شوؔ و چون زبان بادل مومن موافق میباشد دل بازبان یکی میگردد، آنگاه انوارِ عشق آنجا مسکن میسازند۔ اگر دل و زبان بایک دیگر موافق نہ اند، انوارِ محبت از آنجا نمی گردند۔ در عشق ثابت کیست؟ کہ از قدم استقامت باز نگردد۔ بیت:

باھُوؒ عاشقانرا از این است ذکرِ ھُو گوید دوام　　　دم بدم ذکر ھُو گوید کارِ آں گردد تمام

دل نیز سہ قسم است۔ اوّل دل بمثلِ کوہ است کہ از جای جنبیدن نتواند، آن دلِ محبّان است۔ دوّم دل بمثلِ درخت است بیخ ثابت۔ سیوم دل بمثلِ برگ است کہ باد ہر سوی برد، ہرگز از میانِ خود متفرّق نشوند۔ ہم چنان اصل آدمی از حق تعالیٰ است، ہر آفتی کہ افتد از حق تعالیٰ او متفرّق نمی شوند با حق استغراق۔ پس طالبِ اللہ مرید کمال آنست کہ بر قول و فعل پیر و مرشد ظاہر باطن بدظن نبرد۔ چنانچہ مریدان بداعتقاد شدند و شیخ فرید الدین عطارؒ ثابت قدم با شیخ صنعان بماند۔ طالب مرید کمال کم است۔ این فقیر باھُو میگوید کہ سی سال در طلبِ مرشد گشتم و سالہا باشد کہ در طلبِ طالبم، طالبِ اللہ بدست نمی آید۔ ابیات:

کس نہ پرسد زمن خدا پرسی　　　تا رسانم بہ عرش و با کرسی

ہیچ پردہ نماند راہِ خدا　　　گشتہ یکتا شوی ز غیر خدا

عاشقانی کہ وصل برد نمرد　　　جانِ خود را بخوش خدای سپرد

باھُوؒ! این چنین راہنما باید مرد　　　فقر فی اللہ فنا و صاحبِ درد

ذکر از حرارتِ گرمیٔ آتش باشد یک ذرّہ از محبت عشق سوزش تپ لرزہ است کہ از و گرمی سُکر پیدا شود۔ ذکر آتش لذّتِ زمستان است۔ ذوق از آنست۔ در آتش تپ نہ قرار و نہ آرام بلکہ حیرت و سر دردی و پریشانی ہلاکت تمام است۔ راہِ مذکور حضور وصال محبت فقر پیشتر بیشتر جدائی از خَلق و خویش تر۔ تا آنکہ فناء الفناء نشوی ہرگز بخدا نرسی چنانچہ قند و شکر در آب افتد و در آتش پختہ کند آن را حلوہ گویند نہ نامِ آن قند و شکر ماند و نہ نامِ آن آب۔ پس قند و شکر بمثلِ توحید است و آب مثل بندہ عبد است و حلوہ بمثلِ معرفت صاحبِ وصال فنا فی اللہ بقا باللہ۔ فقیر فنا فی اللہ را

دوزخ مثل خانہ حمام است لذّت زِمستان گرم تمام آرام ومقامِ جنت برایشان حرام' بجُز دیدارِ مولیٰ مشرّف کدام است؟ طالبِ نفس مطلوب بسیار وطالبِ مولیٰ دیدار صاحبِ غم کم۔ بیت:

طوافِ کعبہ کجا میروی صفا اینجا است | سر بسنگ چرا می زنی بیا خدا اینجا است

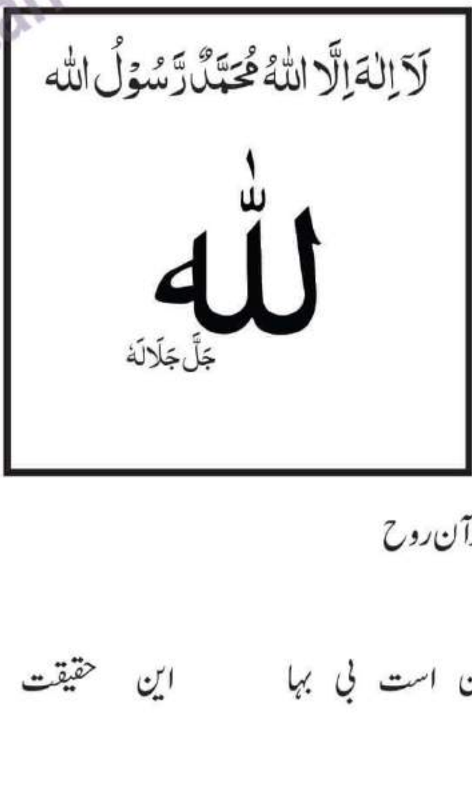
ازنفس ترسا گبر باخبر باش۔ بہرحیلہ ترا در یک بلا مبتلا گرداند۔ بیتِ باھُو:

ساغر از توحید وحدت نوش کُن | دنیا و عقبیٰ ہر دو را فراموش کُن

فقر چیست؟ خاکی بیختہ وآبی در وآمیختہ نہ پہلو پشت پائی را دردی ونہ کف پای راگردی۔ فقیر چیست؟ کہ طمع نکنی' اگر بیابی منع نکنی واگر بگیری جمع نکنی۔ باھُو! فقیر شوظاہر باخُلق باش۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی'' واگر پنہاں شوی باطن بمثلِ حضرت خضر علیہ السلام باش واگر با خَلق باشی ہمچون حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باش۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''یَا رَبِّ مُحَمَّدٍ لَمْ یُخْلَقْ مُحَمَّدًا'' پس دیگری چہ باشد؟ پس معلوم شد کہ اہلِ اَنَا ابلیس است وصاحبِ دعویٰ اہلِ دکان یقین دانید کہ اہلِ شیطان است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام ''مَنْ سَکَتَ عَنِ الْحَقِّ فَھُوَ شَیْطٰنٌ اَخْرَسٌ'' طالب آنست کہ اوّل آدمی باادب صاحبِ شعور۔

ہرکہ باادب است مثل جبریلؑ است | ہر کہ بے ادب است آن ابلیس شد

پُرخطر حلقہ بگوش' طوقِ بندگی در گردنش خاموش' دائم در تصوّرِ برزخ فنافی الشّیخ مع برزخ فنافی اللہ جلَّ جلالہٗ باشد۔ برزخ این است



برزخ لِلّٰہ فی قلب فی دماغ ذکر آن روح

بیت:

اسم اَللّٰہُ بس گران است بی بہا | این حقیقت را بداند مصطفیٰؐ

باب ہشتم

درذکرِ محبت، عشق، فقر فنا فی اللہ وصال احوال

دانی ذکرِ عشق در بلندی پرواز، مگس اگر دست مالد، سر زند، ہزار پر زند، نرسد بمنصب مراتب پرواز شہباز۔ اگرچہ زاہد در ریاضت، نہ صاحبِ راز۔ دانی کہ عشق در مدرسہ ہیچ امامی نگفت از برائی آنکہ بارِ گران است۔ روایتِ عشق بیگانگی جہان است۔ دانی عاشق طالبِ مرگِ جان است از برائی اینکہ مراتبِ او لامکان است و مرگِ عاشق مطلب وصل است۔

خلق را مرگ است، عارف را وصال   موت معراج است، واصل را جمال

چنانچہ دہقان خوش وقت بجہتِ زراعت فصل است۔ عاشق فقیر است، فقیر مذہب و ملت چہ دارد؟ مذہبِ دہقانیان۔ مذہبِ دہقانی چیست؟ گفت آنچہ از تخم زراعت بکارند، ہمون بدروند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ''۔ عشق ہمچنان است چنانچہ صرّاف زرِ قلب را قلب کند و راس را راس۔ ترانہ:

ہر منتہی آغازِ من   کس نیست محرم رازِ من
مگسی کجا شہبازِ من   در عشق اُو پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

کونین واصل یک قدم   اللہ بس مارا چہ غم
این نفس را گردن زنم   در عشق اُو پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

زاہد کجا بس دور تر   از وصلِ عاشق بیخبر
این مدعی اندر دہر   در وحدتش پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

از عرش بالا جاہِ من   شد وحدت اندر راہِ من
ای بشنوی دل خواہِ من   در آتشش پروانہ ام
در وحدتش ہم خانہ ام   از جانِ خود بیگانہ ام

این علم را از دل بشو با شوق اسم اللہ بگو
در وحدتش شو آبجو ہم جان با جانانہ ام
در عشق اُو پروانہ ام از جانِ خود بیگانہ ام

ای عالمان علمش بحر ای جاہلان گاؤ خر
جز عشق حق دیگر مبر در عشق اُو پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

باھُوؒ مرا ھُو یار شد این بختِ من بیدار شد
با ہم نشین دلدار شد در عشق اُو پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

گر سوختم دم کی زنم نی بلبلم نعرہ کشم
در عشق اُو پروانہ ام از جانِ خود بیگانہ ام

بدانکہ فقیر عاشق سِرّ خدا است۔ ہر کہ صاحبِ سِرّ شود ہر آن کس سِرّ شناسد و سِرّ باسِرّ است۔ ہر کہ طمع سر نکند ہر آنکس صاحبِ سِرّ گردد۔ ہر کہ فاش کند سِرّ سر را بگیرد۔ بدان کہ چہار ہزار اسم اللہ در آیاتِ اُم الکتاب غیر متشابہات در قرآن است۔ فقیری کہ ''اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ'' باشوق نامِ اللہ بگوید بااِشتغال اللہ پاس انفاس بہر دم چہار ہزار ختمِ قرآن مجید میکند۔ ہم حافظ رحمانی و ہم حافظ قرآنی، ساکن لامکانی زندہ جاودانی۔ ایشان حافظ یُحِبُّ اللّٰہِ است یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ۔ تمامیّتِ قرآن در اسم اللہ است چنانچہ تمام قرآن بِسْمِ اللہ است کہ سرِ ابتداءِ قرآن حرف ''ب'' آمد ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' و آخر انتہاءِ قرآن حرف ''س'' آمد ''مِنَ الْجِنَّۃِ وَ النَّاسِ'' فقیر صاحبِ تحصیل است و عالم صاحبِ تفصیل است۔ فقیر را طبعِ اللہ است و علماء را طبعِ رسول است و ظل اللہ بادشاہ اولی الامر است۔ طبعِ رسول و اولی الامر ہر دو تابع طبعِ اللہ فقیر است۔ فقراءِ فنافی اللہ از غیر ماسویٰ اللہ فنا است۔ بیت:

باھُوؒ گر بیم ہم اندر وصال است فنائے فقر فی اللہ بس محال است

چون فقیر از خدا جدا فقیر محتاج است۔ چون بمراتبِ ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ'' شد قولہٗ تعالیٰ ''وَ اللّٰہُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ'' گشت و مراتبِ او قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' رخ نمودہ شد بمطلب مقصود۔ جدا گشت از نفس و دنیا مردود، خلوت شد خلوات مبارک باد نہ خدا و نہ از خدا جدا۔ چنانچہ رو در آئینہ و یا آئینہ در رو

ہمچنان است ہر آئینہ رو برو چنانچہ قطرۂ باران در دریا افتد آن قطرہ در نظرش نیاید ہم دریا شود۔ حدیثِ قدسی ''اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ''۔ فقر چیست؟ فقر ورثۂ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اصل ابتداء او در شریعت و انتہا نیز در شریعت۔ مرد پختہ کامل آنست کہ ہر سرّی اسراری احوالِ سکر مستی قبض بسط وقت از الست شوق عشق پیوست' ہرگز قدم از شریعت بیرون نکشد واگر کشد از مراتبِ خاص دور وسلب شود اگر چہ از سکر سرگردان بگردد۔

رزق مقدّر است گردیدن چیست خدا بگرداند پُرسیدن چیست

رزق در طلبِ آدمی ہم چنان است چنانچہ مرگ در طلبِ جان' مرگ ہیچ جا آدمی رانمی گذارد' پس رزق نیز ہم چنان است۔ در فقر قدم نہادن سہ منزل مقام مشکل است۔ اوّل مقامِ دنیا کہ رجوعاتِ خَلق واہلِ دنیا۔ این مقام ناسوت است' اگر درین مقام ماند ناسوتی شد۔ دوم مقامِ عقبیٰ' اگر در مشاہداتِ باطن باغ بام چنانچہ بمثلِ بہشت در خواب مراقبہ پسندیدہ آمد اہلِ ملکوتی جبروتی شد۔ و ہر مقامش را کہ بہ بیند و برآن اعتقاد نکند و برآن ساکن نشود و نہ نشیند در مقامِ لاہوتی رسد۔ چون بہ لاہوتی رسد طالبِ مولیٰ مذکّر شود ''مَنْ لَہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ''۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

فقر چیست؟ فقر ہم چنان است کہ بجہتِ مراتبِ فقر مخدوم جہانیان (رحمتہ اللہ علیہ) باطیر سیر تماشای چہاردہ طبقات دید لیکن بمراتبِ فقر نرسید۔ اگر در فقر انصرام بودی گمنام بودی۔ بجہتِ فقر سلطان ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ ترکِ بادشاہی کرد، سرگردان گردید بکشتنِ فرزند بعد از آن بمراتبِ فقر رسید۔ دانی کہ سلطان بایزید رحمتہ اللہ علیہ تمام عمر ریاضت کشید ونفس را از پوست برآورد ہرگز بمراتبِ فقر نرسید۔ اگر چہ شیخ بہاؤالدّین وشاہ رکنِ عالم رحمتہ اللہ علیہ از جانِ خود برخزید ہرگز بمراتبِ فقر نرسید وحضرت رابعہؒ بصری بخواب دید خوش نسپید، بی واسطہ بمراتبِ فقر رسید وحضرت شاہ محی الدّین قدس سرہُ العزیز در شکمِ مادر بمراتبِ فقر رسید واہلِ فقر قائم مقام برشریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محبوبیّت شد کہ نام خطاب یافت ''یا فقیر محی الدّین''۔ پس فقر لامراتب مالک الملکی است' درغوثی وقطبی کشف کرامات نیست درعین ذات است۔ فقر عطای الٰہی است ہر کرا اللہ تعالیٰ بخشد ہر آنکس خواہ خوردن درسیری باشد خواہ درگرسنگی۔ بیتِ باھُوؒ:

فقر را با خوش رسیدم خوش بدیدم در کنار فقر بودم فقر ہستم عاقبت با فقریار

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ''۔ فقر بزرخرید وفروخت خودفروشی نیست' درگویائی خاموشی دلق پوشی نیست' فقر در شریعت طریقت حقیقت معرفت در سکر بیہوشی نیست' فقر در بدعت گمراہی چرم پوشی شراب نوشی نیست' فقر در رسم رسوم صحو سکرات منزل مقامات نیست' فقر در جہل وعلم وشش جہات نیست' فقر در ذکر فکر حضور وصال در عبادت نیک خصال نیست۔ در وقت حال احوال

نیست، فقر در مراقبہ محاسبہ در حساب کتاب نیست، فقر از خود فناء و با خدا بقا۔ ہر کرا بخشد با کرمِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ بیت:

بر دلِ من شد تحلّی صد ہزاران حق بنور   موسیٰؑ کجا بیگانہ گردد رَبِّ اَرِنِیۡ کوہِ طور

حضرت موسیٰ کلیم اللہ بر کوہِ طور است و ما اہلِ فقر اُمّتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم راحق در کنار حضور است۔

ابیات:

باھُوؒ! در کناریم یافتیم باحق حضور   موسیٰؑ سر باسنگ زدہ بر کوہِ طور

چہ حاجت رَبِّ اَرِنِیۡ روئیت اللہ   کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

قولہٗ تعالیٰ ''کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ''۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ''۔ ابتدای فقر اشتیاق و مشتاق است و انتہای فقر فنا فی اللہ استغراق۔ ابتدای فقر علم است و انتہای فقر برسیدن ''عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ'' است۔ ابتدای فقر ''فَفِرُّوۡٓا اِلَی اللہ'' است و انتہای فقر ''قُلۡ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ'' است۔ ابتدای فقر ازل است و انتہای فقر ابد۔ ابتدای فقر خاموشی است و انتہای فقر خونِ جگر نوشی است۔ ابتدای فقر جامہء کثیف است و انتہای فقر جامہء لطیف است۔ ابتدای فقر ولایت است و انتہای فقر لانہایت است۔ ابتدای فقر ترک است، متوسّطِ فقر فرق است و انتہای فقر بتوحید غرق است۔ ابتدای فقر طلب است طالب، متوسّطِ فقر مطلب است مطالب و انتہای فقر قلب می شود قالب بر نفس غالب۔ ابتدای فقر مجوب است، متوسّطِ فقر مجذوب است، منتہٰی فقر محبوب است۔ حقیقتِ سِرّ اسرارِ فقر بکتاب نسخہء دل است بجز مرشد دریافتن مشکل، نہ در کتاب سطر حرف ورق نہ در ذکر فکر مستی حال غرق۔ ابتدای فقر فناء است، متوسّط فقر راہ از ہر دو جہان جدا است و انتہای فقر یکتا بخدا عزّ وجل است۔

بدانکہ تمام عالم سہ قسم است، اوّل اہلِ دنیا خبر دنیا دہد، دوم علمأ اہلِ عقبیٰ خبر حور و قصور میوہٗ لذّتِ بہشت دہد، سیوم فقرأ خبر از مولیٰ دہد۔ حرصِ دنیا آخر عذاب۔ منتہیٔ فقر را فکرِ عقبیٰ تمام حجاب۔ ہر دو را ترک بدہ۔ اینست جواب باصواب۔ اوّل قطعِ خلایق علایق باید بعدہٗ دریافتن بحق حقائق۔ یکدم فقرأ غرق بتوحید بہتر است از مراتب ہزار مہتر موسیٰ کلیم اللہ محرمِ کلام۔ دوم غرقِ توحید مراتبِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ فقر معراج تمام، دنیا و عقبیٰ ہر دو بر او حرام۔ ابتدای فقر عبودّیت است و انتہای فقر ربوبیّت است۔ بیت:

چار بودم سہ شدم اکنون دویم   و ز دوئی بگذشتم و یکتا شدم

ابتدای فقر اشک است و انتہای فقر عشق است۔ ابتدای فقر تصوّر است و انتہای فقر تصرّف است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''عَسٰی اَنۡ تَکُوۡنَ الۡفَقۡرَ کُفۡرًا''۔ فقیر آن است کہ در وجودش شریعت پنہان است، اگرچہ

مستِ الست ومکانِ اودر لا مکان است۔ ابتدای فقر علم الیقین ومتوسط عین الیقین وانتہائے فقر حق الیقین است۔ ابتدای فقر بینا است وانتہای فقر فنا است ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' پس ہر کہ مُرد برآن ہمہ چیز ساقط شد۔ فقیر آنست کہ در فرض نقصان نکند' فرضِ دائمی' فرضِ وقتی' فرضِ ماہی' فرضِ فصلی' فرضِ سالی۔ از ہمہ فرض ہا بالاتر افضل فرض خدا تعالیٰ را حاضر ناظر دانستن وسنّتِ کلان خانہ تصرّف کردن فی سبیل اللہ۔ ابتداءِ فقر صدق ویقین است و انتہائے فقر با خدا تعالیٰ ہم نشین است۔

نقل است کہ روزی حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم را در خواب دید' رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پُرسید ''یا رابعہؒ! مرا دوست میداری؟'' گفت ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ باشد کہ ترا دوست ندارد؟ لیکن در محبتِ حق چنان دل فرو رفتہ است و در توحید فنا فی اللہ غرق ام کہ خبرِ دوستی و دشمنی در دلم نماندہ''۔ بشنو! وجودِ فقرا قدرتِ خدا ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ'' سِرِّ فقرا با سدرۃ المنتہیٰ۔ فقیر باھُو میگوید کہ مقامِ فقر فنا فی اللہ منفرد از مقامِ اتقیاء' عقباء' نجباء' ابدال واوتاد واخیار وعمدا' وغوث قطب وشیخ مشائخ وعابد زاہد متّقی از ایشان بالا تر است کہ فقیر والیٔ ولایتِ وحدت است' منفرد مذکر مرد تابع در حکم صاحبِ قابَ قوسین است اَوادنیٰ اعلیٰ بکرمِ حق تعالیٰ ونامِ منفرد نور الہدیٰ است۔ بیت باھُوؒ:

یار در کنارم من عین آن بدیدم | جائیکہ بود مشکل آنجا بخوش رسیدم

قولہٗ تعالیٰ ''سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ'' ابیات:

بباھُو درمیانِ دو حرف بردار | چو با و الف رفتہ ھُو تو بشمار
نماندہ پردہ باھُوؒ گشت یاھُو | کہ ذکرش روز و شب یاھُو گفت باھُو
کسی بس ذکر گوید ھُو ہویدا | وجودش میشود زان نور پیدا
رسد در لا مکانی در نہانی | تجلّی نور گردد جسم جانی

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''تَفَكَّرُوْا فِیْ اٰیٰتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِیْ ذَاتِهٖ''

بیت

باھُوؒ بہ ھُو میکند جان مغز سوزی | نصیبِ عاشقان از عشق روزی

قولہٗ تعالیٰ ''اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ''۔ ابیات باھُوؒ:

کسی خواہد کہ باحق یار باشم | نمازِ دائمی ہوشیار باشم
تن جدا و دل جدا و سِرّ جدا | ہر بہ تسبیحش بخواند با خدا
باھُوؒ! پردہ است ما را آن نماز | در حضوری غرق گشتم جان بباز

اگرچہ باین مراتب رسد' وقت تاوقت نمازِ وقتی رامنتظر باشد والّا مراتبِ اوسلب شودواستدراج شود۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا''۔ بدانکہ محبّت شوق اللہ بمثلِ چراغ است ورجوعاتِ خَلق' کشت کرامات بمثلِ باداست' کسیکہ چراغ رادر خانہءِ شریعت نپوشد تاریک گردد' باد کشد روشنائی بربادرفت۔ اہلِ ایمان راپنج چیز زوال' ہرکہ این پنج را نہ بنددراہِ فقرنکشاید۔ آن پنج چیز کدام است؟ حواسِ خمسہ۔ این پنج دُزداست دروجود رفیقِ نفس: سامعہ' باصرہ' ذائقہ' شامہ' لامسہ۔ از ہریکی توبہ باید کرد چنانچہ توبہءِ گوش وتوبہءِ چشم وتوبہءِ زبان وتوبہءِ دست وتوبہءِ پا۔ توبۂ گوش اینست آنچہ ناشنیدنی باشدنشود وتوبۂ چشم این است آنچہ نادیدنی باشد نہ بیند وتوبۂ زبان این است آنچہ ناگفتنی نگوید وتوبۂ دست آنست آنچہ ناگرفتنی باشدنگیرد وتوبۂ پای این است کہ آنچہ نارفتنی نرود۔ عالم فاضل قاضی مفتی حاکم بادشاہ ہزار تفحّص موافقِ شرع شریف می کند لیکن یک تفحّص بانفس خویش تمام عمر نتوانند کرد۔ پس فقرا شب وروز در تفحّص نفس محاسبہ و تفحّص است وقاضیٔ عشق برنفس حکمِ کشتن میفرمایدو مفتیٔ محبّت گردن زدن نفس راوحاکمِ ذکرفکر حکم قید بہ زنجیر اخلاصِ اللہ تعالیٰ فرمود وطوقِ بندگی شریعت متابعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اشارت بشارت شد۔ مرا ازان مردم عجب می آید کہ بانفس دیگر تفحّص قید عذاب وبانفسِ خودبی تفحّص خراب۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''سَیَاْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ وَیُصَلُّوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَان''۔

بشنو! ہم پارسائی وعلم بسیارخواندن فرض نیست وعلم باعمل کردن از گناہان بازآمدن فرض است وطاعت بسیارکردن فرض نیست۔ پارسائی وعلم ہرآنکس دارد کہ خودرا از گناہان نگہدارد فرض است واگر کسی تمام شب نماز کند وہرروز روزہ دارد' از یک گناہ باز نیاید سرِ معصیّت ہادوست دارد ہیچ فائدہ نیست۔ پس معلوم باد کہ از استاد طالبِ دنیا علم نباید خواند کہ ''فِیْ صُحْبَۃٍ تَاْثِیْرٌ'' واقع است۔ قولہٗ تعالیٰ ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ'' واز مرشد طالبِ دنیا آشنای بادشاہ ویا امرا ملوک باشد از وتلقین نباید گرفت کہ عاقبت دروجود او تاثیر البتہ خواہد شد۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''حُبُّ الدُّنْیَا ظُلْمَۃٌ وَ زِیْنَۃٌ'' مرادِ دنیا ہرآنکس جوید کہ شرمش نباشد' اگر کسی طالبِ اللہ را گوید کہ دنیا قبول کُن یا ترا گردن زنم' پس بہتر است کہ مرگ قبول کند امّا دنیا قبول نکند چرا کہ دنیا مغضوبہءِ خدا است یعنی دشمنِ خدا۔ ہرروز دنیا راہفتاد بار حکم شود از اللہ تعالیٰ کہ ای دنیا نزدیک دوستانِ من مرو' دُور باش وروی خودرا بایشان زشت وقبیح وسیاہ وبدمی نمائی تا از تُو پرہیز باشند تا از تُو دل ترش وتلخ باشند' تا ترا نخواہند واز تو تائب شوند وباتو مبتلا نگردند کہ ای دنیا! من دوستانِ ترا نمی خواہم وتُو دوستانِ مرا مخواہ۔ پس اہلِ علم کہ فائدہٗ دنیا گرفت فائدہ دین از و برفت زیرانکہ لاجرم کسی حیلہ کند کہ من برای مسلمانان ومستحقان وفقیران ومسکینان درمِ دنیا نگہداشتہ ام این ہمہ مکرو فریب است یعنی بافریب دنیا بسیار جمع شود۔ اہلِ دنیا از طاعت ذکرفکر خلوت حلاوت نیابند۔ ابیاتِ باھُوؒ:

سہ طلاقش داد دنیا را رسولؐ
کی کند با سہ طلاقش زن قبول

یک طلاقش دو طلاقش سہ طلاق ہر کہ دنیا نیک دارد در نفاق

بدانکہ سوال دو قسم است۔ بہرِ حرام و بہرِ حلال۔ حدیث ''اَلسَّوَالُ حَرَامٌ'' سوالِ شیطانی و سوالِ نفس ہوائے شرب لذت دنیا فانی مانندِ این حرام است۔ سوالِ حلال حلال است بطلبِ حلال' سوال کہ از خدا عزّ وجل کند و سوالی کہ از پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و اولیاء اللہ عارف باللہ بجہت حب اللہ کند حلال تام است۔ و اگر این سوال حرام بودی وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ خدائے عزَّ وجلَّ چرا فرمودی؟ سوالِ فقیر اشتغال اللہ است و خواندنِ کلامِ اللہ حلال است ''اَلدَّالُ عَلَی الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ'' امّا فقیر چہ صفت باشد؟ دائم بانفس جنگ و جہاد و غزا بانفس کافر و نفسِ او جزع فزع و عاشق غازی با خدا راضی صاحبِ تفحص بانفس محاسبہ مفتی قاضی۔ عاشق روز ازل قدر قضا طالبِ خدا یا باپاس انفاس ذکرِ اَللّٰهُ از خدا یک دم نیست جدا۔ آنرا لازم است دریوزہ گدائی بادلِ صفا رہنما است۔ کسیکہ این احوال ندارد گدائی بر و حرام است او حرام زادہ نفس پرست است۔ بیتِ باھُوؒ:

بر ہر دری بانفس خود رسوا کنم نفس دشمنِ ما بما او دشمنم

گدائی بر آن طالبِ علم روا است کہ از برائی طلبِ دنیا علم نخواند' برائی اللہ تعالیٰ خواند بر وجودِ او باطن ظاہر شد۔ ہر کہ علم را از برائی دنیا روزگار خواند بر آن گدائی حرام است و سوال۔ قولہٗ تعالیٰ ''قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ'' وطالبِ او بخیل۔ برزخِ نو دنہ نامِ باری تعالیٰ طالبِ اللہ تصوّر کند کہ بر دلِ طالب محبّتِ دنیا نماند۔ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ٥ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' ہر کہ نامِ باری تعالیٰ نو دنہ نام را کہ برزخ بہ بیند صاحبِ محبّت گردد و صاحبِ شوق۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس | اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس
اللہ
اَلْحَیُّ | اَلْقَيُّوْمُ

ابیات:

باھُوؒ! الف اللہ کافی بود ''ب'' راجو ہرچہ خوانی غیر اَللّٰهُ زان دل بشو
باھُوؒ! ذکرِ خدا ایمانِ ما ذکر حاصل میشود از مصطفیٰؐ
میخواستم کہ رفتہ کنم کعبہ را طواف کعبہ جواب داد بما دل بیار صاف
کعبہ دوام حاضر است آن را کہ قلب صاف آنست صاف دل کہ کند نفس را خلاف

قولہٗ تعالیٰ ''عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ''۔ حدیث ''اَدَّبَنِیْ مَا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ''۔

شرح کلمہ طیّب

حدیث ''اَفضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''بعد از نماز کسیکہ بہ آوازِ بلند مدّ کشد و کلمہ طیّب بگوید ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' حرام شود بر اُو آتشِ دوزخ''۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''ہر کہ بگوید کلمہ طیّب بر بہشت بہای اوست'' فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' بیست و چہار حروف است وشب و روز بیست و چہار ساعت است، چون بندہ بگوید ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' بہر حرفے گناہ ہر ساعت بسوزد چنانچہ سوزد آتش ہیزم را۔ فرمودہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ربُّ العزَّت می فرماید کہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' حصارِ من است، ہر کہ در حصارِ من درآید ایمن شود از عذابِ من''۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''ہر کہ بگوید در یک مجلس ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' چہل بار آمرزیدہ شود گناہانِ او ہفتاد سالہ کہ کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' ہمین است کہ علم ابتداء و انتہا تمام بدین و ہمہ درین است و دیگر کتب ہمہ شرحِ اُو است''۔

دوستِ تُو بتو از آئینہء دل بخواہ بجو۔ آئینہ کہ زنگاری کدورت آلودہ کہ روی او سیاہ باشد از ان ہیچ تجلیٔ انوار نمودار رُونما نماید۔ پس بی کدورت دل صفا یابد۔ در دلِ صفا بد خطرات نیاید۔ ہر کہ صد بار بگوید ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' در مدتِ عمر خود حق تعالیٰ ہفت اندامِ اُو را بر آتشِ دوزخ حرام گرداند۔ چون بندہ کلمہ طیّب بگوید، کلمہ رفتہ ستونِ عرش را بجنباند، فرمان شود ''ای ستونِ عرش! ساکن باش''۔ ستون گوید ''خداوندا! چگونہ ساکن باشم کہ گویندۂ این کلمہ طیب را بیامرز''۔ فرمان شود کہ ''آمرزیدہ ام''۔ کلمہ کلید بہشت است۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر کہ بسیار بگوید ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' آتشِ دوزخ اُو را نسوزد۔

لَآ اِلٰہَ آمد و گناہ نماند
ذات آمد جاہ نماند

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''قَائِلُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَّ مُخْلِصُوْنَ قَلِیْلًا''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَّ بِلَا عَذَابٍ''۔ کسے را کہ تصدیقِ دل نباشد اقرارِ زبان بہ ہیچ کار نیاید و فائدہ ندارد۔ حدیث ''اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ''۔ چنانچہ ضربِ بر مہر روپیہ درست نوشتہ است ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' و اندرون

کذّب و دروغی باشد زر و سیم آنرا در آتش انداز دو باز از آتش بیرون کشد۔ اگر اندرون راستی است در انداختن آب فریاد کشد۔ اگر دروغی است شرمنده و خاموش رنگ سیاہ شود۔ پس مدار ہمہ بر تصدیق قلب و تصدیقِ قلب از کجا حاصل شود؟ از ذکرِ قلب۔ ذکرِ قلب کجا حاصل شود؟ از شیخ مرشد واصل۔ شیخ مرشد کرا گویند؟ ''اَلشَّیْخُ یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ۔'' یحی قلب چہ طور معلوم شود؟ چنانچہ لقمہء گوشت زبان است ہمچنان قلب نیز لقمہء گوشت است۔ چنانچہ زبان میگوید بآوازِ بلند اسم اَللّٰہُ قلب نیز ہمچناں بگوید' بگوشِ خود بشنود و ہمہ یارانِ او بشنوند۔ امّا شیخ باین شرط باشد ''اَلشَّیْخُ یُحْیِ السُّنَّتَ وَیُمِیْتُ الْبِدْعَۃَ'' دلیکہ ہنوز حُبِّ دنیا شغلِ شہوات بلذّاتِ نفس آلودہ باشد از مُردار دنیا باز نگردد صیقلِ ذکرِ اَللّٰہُ بر آن دل شود کہ طالبِ مولیٰ باشد۔ مرشد نیز صفتِ مولیٰ دارد۔ قال علی کرم اللہ وجہہ ''مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَائِیْ'' پس آن حرف علیحدہ در قرآن و کتاب تحریر نیست۔ کسیکہ آن حرف داند درمیانِ بندہ و خدا ہیچ حجاب نماند۔ امّا صاحبِ علم قدردان باشد کہ موافقِ نص و حدیث متابعتِ راہ پیغمبری صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رود۔ مرد آن است کسیرا کہ مقامِ لاھُوت باطن تمام گردد و در شریعت تمام شود۔ چنانچہ یک موئی خلافِ شرع نورزد۔ برزخ طرفۃ العین صاحبِ برزخ ہادی رہبر شناسد این است۔ کسیرا کہ شوق تاثیر ذکرِ اسم اَللّٰہُ شود آن راخوش نیاید غیر ما سویٰ اللہ۔ کسی را کہ تاثیر اسم ھو شود انس گرفت با ھو از مردم غیر ما سویٰ اللہ وحشت گیرد چنانچہ آہو ہم صحبت آہو با ھُو ہم جلیس یا ھُو۔ بدانکہ دوستِ خدا اہلِ ذکر اَللّٰہُ فقیر فنا فی اللہ را اہل و عیال خانمان فرزندانش مادر و پدر برادر خویش مونس جانی زر مال درمِ دنیا فانی۔ این ہمہ در نظرش مقامِ تماشا گاہ است کہ آنرا بر عرصات نگاہ است' ہیچ خوش نیاید مراتبِ جاہ۔ فقر لا مراتب ولا ملک است۔ قولہٗ تعالیٰ ''لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا''۔ فقیر اگر بجز اللہ تعالیٰ چیز یرا در ملکِ خود گوید و جائے نشست و آرام گاہ را مقامِ خویش داند مطلق کافر گردد و بہرہ از درویشی و فقیری نیابد۔ ای ولد آدم از سگ کمتر مباش کہ سگ ملک و ساکنت ندارد۔ حدیث ''اَلْوَقْفُ لَا یَمْلِکُ'' پس مسجد جائیگاہ لا ملک و فقیر اہلِ اللہ لا ملک سجدہ خاصۂ خدا است۔



باب نہم

در ذکرِ شراب وحقائقِ اولیاء اللہ وترکِ ماسویٰ اللہ

قولہٗ تعالیٰ ''لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی'' بدانکہ اہلِ شرب باشیطان اہلِ قرب است۔ ہر کہ نوشد اُمُّ الخبائث شراب ہر دو جہان خراب۔ مئے محبتِ حق تعالیٰ باید وساقئ حوضِ کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اہلِ شرب از آن محروم اند۔ ہر کہ شراب نوشد پنج بار در خانہ کعبہ با مادر خود زنا کردہ باشد۔ لعنت است بر آن ہفتاد و پنج بار۔ وہر کہ خورد افیم مردِ احمق نافہیم۔ ہر کہ شرب کند پوست، خدا را دشمن با ابلیس دوست۔ ہر کہ کشد تمباکو دُود رسمِ کفاران یہود نیز بمراتبِ نمرود۔ ہر کہ شرب کند بوزہ از و بیزار نماز وروزہ۔ دنیا کفر سرود است واہلِ شرب را سرود بسیار خوش آید وکافران پیشِ بتان سجدہ وسرود کنند، این ہمہ کذّاب ودروغی واستدراج اند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلْکَذَّابُ لَا اُمَّتِیْ''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اِنِّیْ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ ضُعْفَ الْیَقِیْنِ''۔

بیت:

باھُوؒ! با سرودی اہلِ شربان لعنتی برباد او فاسقان ہم بی نمازان خوک وخر آنرا بگو

بدانی باہلِ شیطان ہم نشین مباش۔ بدانکہ سرود ورقص ہر دو برعکس اند۔ رقص روا بر آن فقراً کہ فنا از نفس وہوا غرق بتوحیدِ خدا۔ مستی سرود بشیطان بردو بی سرود بر رقص مستی ذکر اَللّٰہُ بعشق محبّت حاصل شود۔ رقص بر آن فقیر لازم است، اوّل کسیکہ سماع شروع کند ودرویش فقیر در رقص در آید اوّل از گرمی ذکر اَللّٰہُ آنرا تاثیر تپ شود۔ اگر وقت اصلی است با ہمون تپ ہماندم بیفتد وبمیر دو اگر وقت کمتر است ہیچ در جنبش نیاید بیفتد وجانِ بدنِ اُو سرد گردد گوئیکہ مُردہ۔ باز باشعور شود۔ اگر وقت کم ترین است اوّل از دہنِ اُو دُود بر آید چنانچہ از آتش۔ بعد از آن نارِ اَللّٰہُ برخیزد چنانچہ آتش تیز تمام وجود او بسوزد و خاکستر شود ودر آن خاکستر یک لقمۂ گوشت پیدا شود باز ہمون گوشت در جنبش ذکر اَللّٰہُ در آید و باز صورت درست شود چنانچہ بود۔ یا آنکہ وقت رقص ذکر اَللّٰہُ پارچہ بدن ہمہ سوختہ گردد و پارچہ دیگر بپوشد۔ ہر کرا از اہلِ رقص این احوال نیست در بادیۂ زوال است وشرِ شیطان است ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا''۔ دیگر باقی کسیرا کہ سکر مستی الٰہی است آنرا مستئ دیگر چہ در کار؟ پس معلوم شد کہ اہلِ شرب از مستی حق بے نصیب اند جرعہ ازان مستئ الست نہ چشیدہ اند وبحقیقتِ حق نرسیدہ اند ناتراشیدہ اند وآتشِ دوزخ برائی خود بدستِ خود خریدہ اند

واز دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خودرا بخود بریدہ اند کہ نظارہ بازیٔ طفلان وفحش۔قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ’’اِنِّیْ آخَافُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ‘‘ اہلِ بدعت بی نماز راذکرفکرقبول نیست۔قولہٗ تعالیٰ ’’قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ‘‘۔باقی مراتبِ طیرسیر اگر برآب روی خسی واگرپری مگسی۔نبی صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رارضا مندبکن آنگاہ کسی۔اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔بشنو! از حاصلیّتِ دنیا نصیبِ دونان است ودنیا ذلّتِ جاودان است کہ دنیا درم ملکِ شیطان است واہلِ دنیا از برائی دنیا چہ پریشان است؟ پس اہلِ فقر را با خداعزّوجل ہمچنان است اخلاص باید چنانچہ اہلِ دنیا را با شیطان است۔قولہٗ تعالیٰ ’’یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ج اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ‘‘۔ عجب است کہ با خدا دشمن وبا دنیا وشیطان یقین۔’’نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا‘‘ کہ دنیا نام تمام پریشان است ودوستانِ خودرا نیز پریشان کند وشیطان نام شراست ودوستان خودرا در بلا وشرانداز دواسم اَللّٰہُ نام تمام جمعیت است ودوستانِ خودرا در ہردوجہان جمعیت بخشد سبحان اللہ! مردم از ذات بگریزند وبا وسوسہ خطرات آمیزند ودرخوابِ غفلت وباحرص میخیزند۔گردِ بندہ ہر ذرّہ حساب است ومردم در کذاب است حرصِ دنیا آخرعذاب است واہلِ حرص خراب است۔باھُوْ! اہلِ دنیا بی خرداست کہ شب وروز درم دنیا بایشان تسبیح وِرداست۔درمِ دنیا با اہلِ دنیا ہم چنان است چنانچہ کسی را مطلب مقصود معبود۔اہلِ دنیا طالبِ دنیا مردود۔اہلِ دنیا رالذّتِ احتلام است وبرمردانِ خدا تعالیٰ لذت دنیا حرام است۔دنیا زنِ بے حیا است وطالبِ دنیا بیوفا است۔

ابیات باھُوؒ:

زن ساجدہ یا ذاکرہ صاحبِ سجود   از زنان پرہیز باشی نیست سود

باھُوؒ اگرچہ دنیا زرنقش و نگار است   ہمچون زیبا رو چنانچہ پوستِ مار است

باھُوا! اگرچہ دنیا نقد زراست' طالبِ دنیا سگ گاوٗ خراست' طالبانِ مولیٰ از آن بیخبر است۔بدانکہ فقیری ودرویشی نام بزرگی است۔خدا تعالیٰ فقیری ودرویشی ہیچ کس راندہد بجز پیغمبران واولیاء وبزرگانِ اہلِ دین' صاحبِ صدق خاص یقین۔قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ’’اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ‘‘ دنیا چیست وکرا گویند؟ دنیا آنست کہ بندہ را از خدا تعالیٰ باز دارد۔پس درم غنایت است اگر با قناعت است۔مفلس کسی دعویٰ خدائی نکردہ۔ہر کہ کرد اہلِ دنیا کرد۔رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از برای این تصرّف کردونگاہ نداشت کہ مبادا از اہلِ دنیا شوم۔چنانچہ امام المسلمین حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ قضای یک روز قبول نکرد کہ مبادا روزِ قیامت درسلکِ قاضیان استادہ شوم۔پس دنیا را ہمہ کس بد دانند وبدرا با خود نیک گردانند وخدا را ہمہ کس نیک و پیدا کنندہ دانند واز خدا تعالیٰ عزّوجل مردم روی خودرا بگردانند۔یقین است کہ با اہلِ دنیا ودنیا اخلاص دارد واہلِ دنیا دودل دوروی وزردروی اند۔ بیت:

گر زمین زر میشود سیری نگردد زرد روی   زرد رُو یا رُو سیاہ است رُو نیاردحق بسوی

دنیا ہمہ زر ذلّت است و اہلِ دنیا بی ملت است ۔ بیت :

باھُوؒ! دنیا دانی کفر کافر را نصیب　　ہر کرا حق راہبر است آن حق حبیب

بشنو کسی کہ نامِ اللہ تعالیٰ بلند گیرد باو مردم جنگ کنند و کسی کہ نامِ دنیا بنامِ شیطان میگیر ند باو ہیچ چیز نمی گویند ۔ اگر چہ فرض کفایہ است پس جلّ جلالہٗ ترا گفتن گناہ نیست ۔ معلوم شد کسی کہ بگرفتن نامِ اللہ تعالیٰ آزردہ شود ہر آنکس طالبِ دنیا است یا اہلِ شیطان یا متکبّر ہواءِ نفسانی ' از ین سہ حکمت خالی نباشد ۔ '' نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا '' کسی کہ دوستی با کسی دارد نامِ دوست او را ظاہر و باطن لذّت و حلاوت دہد ۔ کسی کہ پیش او نامِ دشمن گیرد دل بسیار آزردہ شود پس اہلِ فقر را از نام گرفتن دنیا و شیطان بسیار آزردہ شود و اہلِ علماء را نام گرفتن روز معاش زمین فرمان صدر اُمراءِ بادشاہ خوش وقتی پیدا شود ۔ از علماء و طالبِ دنیا صاحبِ حرص خدا پناہ بخشد ' گفتارِ ایشان نشنو د و بر عملِ بد ایشان مرو کہ ورثہءِ عبادت و سعادت از دستِ ایشان رفتہ است پریشان بر درِ اہلِ دنیا و ملوک و خان رفتہ اند ۔ علماء آن زمان ہلاکت و گرسنگی پیش آید کہ از کلام اللہ بی اعتقاد شوند و فقیران را آں زمان ہلاکت و پریشانی و خرابی شود کہ اعتقاد از خدا عزّ و جلّ بردارد و رُوئی بسوئے اہلِ دنیا آرد ۔ '' نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا '' خدا تعالیٰ پناہ دہد از علماءِ بے عمل و فقیر بے توکل و بے صبر ۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس ۔ فقراً اگر چہ دوازدہ سال برگ درختان و گاہ خوردہ اند و بگرسنگی مُردہ اند امّا قدم بر درِ ملوک و اہلِ دنیا نبردہ اند ۔ علما آنکہ عامل اند در فقر فاقہ کامل اند ۔ علماء عامل فقیر کامل است کہ فاقہ فقر او را قُوت است و ہم نشین حیٌّ لا یموت است و فقیر اگر شکم پُر است چنانچہ دیگ و آب چندان کہ باشد ہمہ نوشد چنانچہ ریگ و زبانِ فقیران ہم چنان است چنانچہ تیز تیغ ' ہر چند کہ بہ خورند بسیار ذکر کنند ' نفس را بکشند ۔ فقیر در مقام جلالی یا جمالی دم از خدا تعالیٰ خالی نباشد و خوردنِ فقراً ہم چنان است چنانچہ ہیزم بہ تنور و شکمِ ایشان پُر شعلہ آتشِ عشق نور نہ دائم وصال حضور نہ ہمیشہ بُعد دُور ' گاہ گرم گاہ سرد ' ہم چنان باید مرد با خبر حرف نقطہ زیر زبر ۔ بیت :

زیر زبر و مدّ شَد و تحت و فوق　　عاشقان را مینماید ذوق شوق

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام '' اَلْاَدَمُ بِنَاءُ الرَّبِّ '' ۔ علما میگویند ' ابیات باھُوؒ:

مردم فقیر زشت را این زرچون دادند　　زبہرش آنکہ اسم اللہ بخوانند

منم دانم منم خوانم مسائل　　تو قولش فعل بر خود نیست قائل

درم درویش بر خود گشت مائل　　تو علمِ خویش را خود کردہ زائل

درم درویش را در حق بہ بندد　　نہ درویش آنکہ بر درمش بخندد

درویشی دُرّویشی را گویند نہ درپیشی دُرّویشی ۔ بیت :

کسی پُرسد فقیری تو چہ نام است　　برو از حق بپرسی لامکان است

برلوح ببین شرف کدام است؟ فقیری تمام است ۔ فقیری درویشی نہ در گفتگو نہ در خواندن و نوشتن مسئلہ مسائل

حکایت قصّہ خوانی ۔ فقر در یافتن معرفت ومحوشدن در توحیدِ رحمانی وگشتن ازخویش فانی و بیزار شدن از ہوای نفسانی و معصیّتِ شیطانی وبستن دھن لب بادب زبانی وکردن غیر نسیانی ونگہداشتن جوہر ذکرِ پاس انفاس جسمانی جانی۔ صاحبِ شریعت بیش بہادُر کانی غوطہ خوردن در لاھُوت لامکانی وتوبہ کردن بدیدن روی اہلِ دنیا ظلمانی۔ حدیث "رُؤْيَةُ وَجْهِ الظَّالِمِ يُذْهِبُ ثُلُثَا دِيْنٍ" پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود "کسی کہ روئے بہ بیند اہلِ دنیا ظالم را از برائی دنیا بدیدنش سوم حصہء دین از وی برود"۔ خداوندا! دریائے شہوت در وجود نہادی و گفتی: خبردار باش' الٰہی! بجز رفاقت توبستہ نتوانم کشادہ ونفس وشیطان دشمنِ جانی کردی وبفرمودی کہ باایشان جنگ بکن ۔ من ہر دو دشمنان را بچشمِ ظاہر نمی بینم ۔ الٰہی! چشم بینائی بخش کہ ظاہر و باطن دشمنان را ببینم وبآنہا جنگ کنم ۔ الٰہی! رفیق توفیقِ تو باید۔ وجود را تمام باحرص ہوا طمع بستی وفرمودی کہ بی طمع باش' بجز کرمِ تو از آن خلاص نشوم۔ بیت:

جز خدا نیست باما جان عزیز   طالبان این بس بود عقلش تمیز

در شریعت شوق است خلافِ شر شیطانی شرطِ اسلام آنچہ امر معروف شرم از نافرمودۂ خدا تعالیٰ حلال خوردن و راست گفتن' گناہِ صغیرہ وکبیرہ دانستن' علم دانش آموختن' فرض واجب سنّت مستحب ہر چہار حصار بر گردِ خود استادہ کردن و درمیانِ قلعہء عبادت توفیق رفیق بعونِ اللہ تعالیٰ۔ در طریقت شرطِ شطاری است ۔ چنانچہ پریدن شہباز' پرید و در مقامِ مطلوب رسید وحقیقت دلداریست ہمہ اوست وہرچہ بشود ہمہ از وست' دم مزن ای دوست۔ "خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى"۔ خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ محمد رسول اللہ وشر شیطان است۔ تو کرا خواہی؟ و در معرفت غمخواری است۔ ہر کہ عارف تر است عاجز تر است ۔ ہر کہ حقیقتِ این چہار مقام نداند گاؤ خراست' از سلک سلوکِ تصوّف فقیر بیخبر است ۔ بیت:

ہر چہ بینی بد ازان من بدترم   در غریبی بدترین حق یافتم

بدانکہ در ہر یک مقام قبض بسط سکر است و در مقامِ طریقت سکرات' خدا تعالیٰ پناہ بخشد چنانچہ سکرات الموت مرگِ مفاجات ۔ عبد مبتدی ومتوسّط ومنتہی علی الفور در طریقت در آید احوالِ خود را شناسد و بر خود نگہبان شود کہ در مستی درود خواند سلامت بماند کہ شریعت بمثلِ قدم وطریقت بمثلِ دم وقدم آنزمان بردارد کہ نیتِ سیر سفر باشد۔ طریقت طریق راہ را گویند و در راہ تمام آب وآزقہ باید والّا نہ جان از بلب بر آید۔ شریعت بمثلِ کشتی است وطریقت بمثلِ دریا ہمچون طوفانِ نوحؑ زیر و بالا گرد دیگر دموج بموج است ۔ درین وقت مرشد دستگیر باید بمثلِ بادِ موافق شرطہ باید کہ از طغیانی موج مستی آب کشد کشتی غرق وخراب نگردد۔ و ہر طالبیکہ خراب شد در ورطہء طریقت ۔ سکری عظیم پیدا شود۔ در طریقت ہر کرا کشف وکرامات پیدا شود راہ زند در طریقت و ہر کرا طیر سیر پیدا شود۔ در طریقت ہر کرا حیرت سکر پیدا شود۔ در طریقت ہر کہ از گرمیٔ ذکر سوختہ گردد مجذوب شود۔ در طریقت ہر کرا وسوسہ خطرات خنّاس خرطوم پیدا

شود۔ درطریقت ہرکرادیوانگی بیہوشی و بیزاری از خانمان خَلق تارک الصلوٰۃ پیدا شود۔ درطریقت ہرکرا جذبِ جلالی و جمالی پیدا شود۔ درطریقت بعضی جذبِ طریقت زدہ دیوانہ شدہ' درآبِ دریا غرق شدہ مُردہ اند۔ و بعضی جذبِ طریقت خوردہ درطریقت خفہ بدرخت گرفتہ مُردہ اند و بعضی رُو بصحرا درآوردہ بے طعام وآب مُردہ اند۔ آتشِ سکرِ طریقت شب وروز طالبِ اللہ راچنان سوزد کہ نہ شب خواب وقرار و نہ روز آرام وخاکساری و چرم پوشی ذکرِ قلب خروشی۔ درطریقت وسکر ومشرکی درطریقت قسم طریق دو شود یا طوق درگردنش لعنت یا طوقِ بندگی عبودیّت ربوبیّت وشرب از وصال بُعد وقرب درطریقت و درطریقت طمعِ لذّت مدار۔ درمقامِ طریقت طالب چہل سال بیاشد واگر مرشد کامل مکمّل است بطرفہ زد احوال بیرون از طریقت بہ کشد بمنزل مقامِ حقیقت۔ درحقیقت ادب است' خدا تعالیٰ راحضور داند وصال است نیک خصال باجمعیت باشد وپیش از ان بکرمِ اللہ تعالیٰ مقامہا پیش بفضلِ اللہ تعالیٰ خود کشادہ گردد واحتیاج ہرگز نماند۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ''اَلۡاِسۡلَامُ حَقٌّ وَ الۡکُفۡرُ بَاطِلٌ''۔

ابیات:

باھُوؒ! خاکساری بہ بود آن خاکسار   فرض واجب سنّت اوہم نگہدار
فرض دائم بہ کہ بہ اُو سی و پنج   فقر را این رہ بود با پنج گنج

درطریقت رجوعات کلیہ شود چنانچہ جنّ ملائک اِنس زر و مال بلکہ درحقیقت این رجوعات نیست امتحان از باری تعالیٰ۔ ہزاران ہزار طالبانِ بیشمار درین ورطہء طریقت خراب شدہ اند۔ از ہزاران کسی سلامت بساحل رسیدہ اند بکرمِ خدا تعالیٰ و برکتِ کامل فقراً۔ و مرشد مہر بخش بمثل صلوات اللہ علیہ سرورِ عالم کہ باین غریب بخشید و بہ برکت پیر کہ بہر ساعت دستگیر است۔ پیری کہ ناقص خود درماندہ درطریقت مُردار طلب دنیای دون زشت دستِ طالب کی تواند گرفت۔ بیت:

باھُوؒ! ار رہبر شود حق رہنما   می رساند بمجلسِ مصطفیٰؐ

فقیر بی ریا و عالم بی طمع و غنی باسخا۔ فقیر را صبر مشکل وعلما را سخاوت مشکل و بادشاہ را عدل مشکل وقاضی را بی رشوت شدن مشکل چنانچہ عام را کارِ خاصان مشکل وخاصان را کارِ عام مشکل۔ خاص فقیر وعام دنیادار۔ اگر خاص را زرمالِ تمام عالم بدہی اختیار نکند واگر عام را فقر فاقہ مراتبِ غوثی قطبی بدہی اختیار نکند۔ قولہٗ تعالیٰ ''فَرِیۡقٌ فِی الۡجَنَّۃِ وَ فَرِیۡقٌ فِی السَّعِیۡرِ''۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ اَیۡ لِیَعۡرِفُوۡنِ''۔ اہلِ یَعۡبُدُوۡنِ اہلِ علم است واہلِ یَعۡرِفُوۡنِ اہلِ عارف است۔ پس عابد مبتدی وعارف منتہی۔ پس مبتدی احوالِ منتہی چہ داند؟ شریعت نیز دو قسم است وطریقت نیز دو قسم است۔ شریعتِ اوّل اسلام است۔ قولہٗ تعالیٰ ''اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ'' وشریعتِ انتہا احکام است۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی''۔ اوّل طریقت طریق طی است۔

چون بحقیقت حق رسد حضور بادشاہِ مجازی رو برو است۔ منتظر ہمہ کس روی بسوی ادب لب برلب بستہ خاموش۔ پیش ازمعرفت شریعت احکام است کہ آن شریعت مقام الہام است آوازِ ظاہر چنانچہ پیغام بیک کس دہد۔ این مراتبِ پیغمبرآن است وپیش از شریعت پیغام طریقت انعام است۔ مقامِ خاص الخاص نہ آن عام وآن طریقت بس است بیابی عشق توحید الٰہی۔ ہر کہ درین طریقت رسد عارف باللہ شود و عاشق اللہ واصل فی اللہ معارف صاحبِ عفو۔ این طریق طریقت وحدانیّت است لانہایت۔ بیت:

وحدت اندر وحدت اندر وحدت است ہرچہ بینی غیر وحدت آن بت است

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مَا شَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ''۔ فقر شریعت فقر طریقت فقر حقیقت فقر معرفت۔ نیز منتہی فقر شریعت فقر طریقت فقر عشق فقر لاسویٰ اللہ۔ بدانکہ فقر یک بحر است وآن بہر پُر از قاتل زہر است۔ ہر کہ باین بحر رسید ساغر از آن بحر چشید۔ بہ چشیدن مرد شہادت یافت نمرد و مقام ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' بہ برد۔ خود را بخدای خود سپرد۔ قولہٗ تعالیٰ ''وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ''۔ بدانکہ حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ شریعت است وحضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ طریقت است وحضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حقیقت است وحضرت علی کرم اللہ وجہہٗ معرفت است وحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرّ است۔ وحضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ صدق است وحضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ عدل است بانفس وحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حیا است وحضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جود وکرم است وحضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقر است۔ حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ باد است وحضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آب است وحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آتش است وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ خاک است وحضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درا ربع عناصر جان است۔ انسان است ''اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ'' پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسانِ کامل است ودیگر ہمہ مراتب بمراتب رسید بمطلبِ خود بمراد کہ از ہر دو جہان گشت آزاد۔ بیت:

صدیقؓ صدق وعدل عمرؓ و پُر حیا عثمانؓ بود گوئی فقرش از پیغمبرؐ شاہِ مردانؓ می ربود

''جَزَاكَ اللّٰهُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''مَشْیٌ عَنِ الرَّاْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ''۔ بیت:

باھُوؒ بی سری سیری کنم در لامکان کی تواند کرد وصفِ عاشقان

چون درین مقام عاشق باللہ فقیر فنا فی اللہ رسد مراقبہ او ہمچون شود کہ چون چشمِ خود را بپوشد ہر جا کہ خواہد می رسد چون چشمِ ظاہر واضح کند خود را ظاہر و باطن ہمون جا بیند و بہر مجلس مقام کہ خواہد در آن می نشیند در طریقتِ منتہی رسد۔ در طریقتِ مبتدی ومنتہی چہ فرق است؟ مبتدی طریقت رُو برُو ومنتہی طریقت بیخود خود را بخدا سپرد در مقامِ کبریا تماشا بین

حق الیقین، نہ خدا نہ از خدا جدا۔ ابیات:

باھُوؒ! بہار خوش با یار است　　بی یار بہار چہ کار است

این ہمہ خوار بازیرش آزار است　　چنانچہ اہلِ دنیا گران بار است

''وَالْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ'' سکبسار است۔ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ''۔ در یک نکتہ ہزار کتاب است و در ہزار کتاب یک نکتہ نگنجد کہ اسمِ اللّٰہ یک حرف است و ہر دو جہان بنام تصدّقِ او یک طرف است۔ انسان سہ قسم است اہلِ محجوب حیوانِ ناطق و اہلِ مجذوب و اہلِ جذب احمق مجنون مراتب جن و اہلِ محبوب انسان مراتبِ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ چرا کہ جعل را خوش بوی آبِ گلاب طیّب عنبر خوش بمیرد چنانچہ اہلِ طیب انسان از بد بُو مُردار جان بلب رسد۔ پس فقیر ہمنشینِ اہلِ اللہ اہلِ علم بمثلِ اہلِ خوشبو است و اہلِ دنیا بمثلِ جعل مُردار جو است بد بُو و بدگو۔

بدانکہ تمام عالم سہ قسم است۔ یک قسم فقرا کہ ایشانرا اللہ تعالیٰ ذکر فکر وصال حضور فنا بقا توحید عشق محبّت ساغرِ مستی داد و از غیر ماسویٰ اللہ می خیزد و دیوانہ ساخت کہ بجز طلبِ مولیٰ در طلبِ دیگر نباشند طالبِ مولیٰ مذکّر۔ دوم قسم عالم علم حلم عمل تقویٰ بخشید صاحبِ خرد اہلِ شعور علماء وارث الانبیاء بحوالہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساخت، قول و فعل ہمقدم نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام تارکِ دنیا۔ سوم قسم دنیا و زینت دنیا زر درم مال اشیاء ایشان بحوالہ کفّار منافق سگ خوک خر ساخت از خود دُور انداخت۔ پس طالب درین معاملات خود منصف حق شناس باشد کہ از کدام قسم جسم است؟ بدانکہ فقیر دو قسم است، تارک الدّنیا تارک و فارغِ الدّنیا۔ پس تارکِ دنیا چیست و فارغِ دنیا کیست؟ تارک الدّنیا آنست کہ فقیر شود از بہرِ جمع کردن دنیا کہ از دنیا ترک فرق و با اہلِ دنیا اخلاص۔ پس این تارک دنیا نیست۔ صاحبِ لباس بہ زر خود را میفروشد بدنیا نخاس نہ فقر خاص۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''تَرْکُ الدُّنْیَا لِلدُّنْیَا''۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعنی بعضی درویش فقیر ترکِ دنیا از برائی دنیا۔ فقیر تارک فارغ آنست کہ تارک از دنیا و اہلِ دنیا۔ فقیر آنست کہ آنچہ بہ نذرش آید بہ نذرِ خدا تعالیٰ دہد۔ ہر کہ این صفت دارد فقیر سلطان التارکین است۔ چون فقیر را تارکی و فارغی دنیا بالکل مطلق رُو دہد صاحبِ جمعیت گردد خواہ ساکن خواہ قائم مقام خواہ ہمیشہ در سیر سفر باشد۔ فقیر سلطان العارفین شاہِ جاودانی ہمین را گویند۔ ہر کہ در مدِّ نظرش خدا است بجز خدا تعالیٰ آنرا در نظرش دنیا خوش نیاید، براہِ مولیٰ دہد۔ بدانکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام را از قبیلہء بیگانہ کفّار با خود یگانہ ساخت، ابوجہل را از قبیلہ یگانہ در کعبہ بیگانہ انداخت۔ ابیات:

مرا روزِ ازل ز خیلِ عاشقان نوشت　　ہجران زدہ را چہ مسجد چہ کنشت چہ دوزخ چہ بہشت

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　چراغِ مقبلاں ہرگز نہ میرد

چراغی را کہ ایزد بر فروزد هر آنکس تف زند ریشش بسوزد

این دوکس بے نیاز اند۔ بیت:

بادشاہان و گدایان٬ این دو قومی عجب اند که نبودند و نباشند بفرمانِ کسی

فقیر از برائی این بی نیاز اند کہ ہم نشینِ بی نیاز اند و بادشاہان بی نیاز اند بزر و مالِ فانی و بادشاہیٔ فقراً باقی جاودانی۔ چون اہلِ نار بدوزخ فریاد کنند و اہلِ بہشت با حور و قصور آرام گیرند در بہشت فقراً طالبِ دیدار چنان جزع فزع فریاد کنند از آتشِ عشق و ہجر کہ از فریادِ اہلِ دیدار اہلِ بہشت و اہلِ دوزخ حیران مانند و فریادِ ایشان بحضورِ حق رسد حکم شود کہ شمارا مدخل بہشت کردیم چنانچہ اہلِ بہشت آرام گرفتہ اند شما نیز آرام بگیرید اہلِ دیدار عرض کنند خداوندا بہشت نیز ما را دوزخ است، بجز دیدارِ تو ز ہجران آتشِ عشق محبّت تو در دل چنان سوزان است اگر از جذب یک آہ کشیم بہشت نیز سوختہ گردد٬ ما مشتاقِ دیدار٬ بہشت بر ما مُردار است۔ بعد از ان حکمِ دیدار شود۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ میفرماید کہ بسیار رنج کشیدہ اید بجہتِ دیدار بہ بینید دیدار کہ از شما دریغ ندارم۔ چون اہلِ دیدار را دیدار حاصل شود سالہا سال مست افتاد باشند٬ مستیٔ فقراً از آن مستی است نشانی دیدار است۔

چنین آوردہ اند کہ روزی مہتر عیسی علیہ السلام دنیا را دید بصورتِ بیوہ زن٬ چادرِ رنگین بر سر افگندہ و پشت دوتا کردہ٬ یک دست بہ حنا نگار کردہ و دستِ دوم با خون آلودہ۔ مہتر عیسیٰ علیہ السلام گفت ''ای ملعون! پشت دوتا چیست؟'' گفت ''یا روح اللہ پسر کشتہ ام پشتم دوتا شدہ است''۔ گفت ''این چادرِ رنگین چیست؟'' گفت ''دِلہاءِ جوانان بدین می فریبم''۔ گفت ''دست خون آلودہ چیست؟ چرا کردہ ای؟'' گفت ''شوہر خود را الحال کشتہ ام''۔ گفت ''دست دیگر نگار کردہ چیست''؟ گفت ''ہمین ساعت شوہر دیگر کردہ ام''۔ مہتر عیسی علیہ السلام در تعجّب شد۔ گفت ''ای مہتر عیسیٰ علیہ السلام! ازین تعجب تر آنست کہ اگر پدر را میکشم پسر بر من عاشق می شود و اگر پسر را می کشم پدر بر من عاشق می شود و اگر برادر یکی را می کشم برادر دیگر جویائی من میشود٬۔ ای روح اللہ! از ہمہ تعجب تر آنست کہ چندین ہزار شوہر کشتم ہرگز رُوی بمرگ از من کسی ترش نکردہ است۔ و ہر کہ می خواست مرا مرد نبود۔ ہر کہ مَرد بود مرا نخواست و ہر کہ مرا بخواست من او را نخواستم۔ ہر کہ مرا نخواست من او را بخواستم''۔ بشنو متاعِ دنیا شیطان است۔ چون کسی دست بدرمِ دنیا زد٬ آن را ابلیس ملعون می گوید ''ایمان و دین خود را بمن دہد کہ درمِ دنیا متاعِ من است٬ ہر آن کس دست در متاعِ من زند کہ اُو در دینِ من بیاید و صاحبِ معصیّت شود۔ از دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برگشتہ باشد''۔ این فقیر باھُو میگوید آنچہ در دنیا مال و سیم و زر و آنچہ اعمالِ اہلِ دنیا حج٬ زکوٰۃ٬ تلاوتِ قرآن٬ تصرّفِ خیرات٬ علمِ فقہ مسائل وآنچہ ظاہر فی الدّارین است اگر تمام جمع کنی بمقابلہءِ یک دمِ فقر فاقہ عشق اہلِ محبت نرسد کہ این در معرضِ زوال است و دمِ فقیر لازوال کہ ایشان اہلِ مزدُور٬ و فقرا اہلِ حضور۔ فقر مذہب ملتِ محمد رسول

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دارد۔ مذہب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چیست؟ مذہب مزرع بہشت۔ مزرع چیست؟ آنچہ تخم کارد بدرود۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"۔ رافضی خارجی فاسق اہلِ دنیا را مذہب چہ کند؟ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در مذہبِ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام' تارک الدّنیا' طالب ربِّ جلیل نہ طالبِ دنیا بخیل اہلِ خطرات خلل خراب و مذہبِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اعظم است۔ بدانکہ بر درم دنیا مہر زدند' وشیطان برداشت و بر پیشانیٔ خود نہاد و درم دنیا را گفت "ہر کہ ترا دوست دارد اُو بندۂ من است"۔

ای عزیز! اگر می خواہی کہ بخدا عزّ جلّ برسی این بلای درم دنیا کہ ہم چون کوہ قاف است از سر باید انداخت و این طوقِ لعنت از گردن دُور باید کرد و از سلسلہء شیطانی سر باید کشید۔ بندہ را نباید کہ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نعمتِ خدا را بگذارد و ہم چون سگی دنبال استخوان بگردد' آنرا بندہ نتوان گفت بلکہ سگ است۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَ طَالِبُھَا کِلَابٌ"۔ وجیفہ آنرا گویند کہ بسیار بدبو باشد کہ آنرا جلّاد ہم قبول نکند لائقِ خوردنِ سگان باشد۔ کسیکہ در فقر قدم زند و تارک ہزار سالہ باشد روزی بخاطر بگذارد کہ دنیا ہم خوب است ہنوز حبِ دنیا مرداری دارد طالبِ جاہ است نہ مرد طالبِ راہ۔

نقل است کہ یکی اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درمیانِ اہلِ خانہ و خود یک چادر داشتند۔ چون پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آن اصحاب را بدین حال دید فرمود "چہار صد درم بگیر و تصرّف کُن"۔ اصحاب از زنِ خود پُرسید! بی بی روا نداشت کہ زرِ دنیا بد است دشمن' در خانہ نباید۔ اصحاب گفت "اگر زر نمی گیرم خلافِ فرمودۂ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام میشود"۔ بی بی اصحاب را گفت کہ بدین نیّت دوگانہ نماز بخوان کہ اللہ تعالیٰ از جہان بردارد و درم در خانہء مایان نیاید۔ اصحاب ہچنان کرد و دعا کرد و ہر دو جان بحق تسلیم کردند۔ درین زمانہ ہمہ کس از بہرِ آوردن زر درم دوگانہ می خوانند۔ "نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا"۔ بیتِ باھُوؒ:

درمِ دنیا چیست پائیش در زنجیر   اہل بندی بر نیاید دستگیر

مرد طالب را درین راہِ مولیٰ ہیچ طمع نباید۔ طمع اوّل معصیتی کہ در جہان ظاہر شدہ بود۔ ہر روز ابلیس طبلِ طمع میزند کہ در گوشِ ابلیس آوازِ طمع افتد۔

نقل است کہ بادشاہ دختر بافقیری عقد بست۔ چون دخترِ بادشاہ در خانہء فقیر آمد موزہ از پائش نکشید کہ در خانہ نانِ جوین دید۔ پُرسید کہ این نانِ جوین چیست؟ فقیر گفت کہ دیشب دو نانِ جوین بمن رسید یکی خوردم و دیگری را نگاہ داشتہ ام۔ دخترِ بادشاہ در گریہ آمد۔ فقیر گفت "از برائے این گریہ میکنی کہ من دختر بادشاہ ام، در خانہ مفلس فقیر آمدم"۔ دخترِ بادشاہ گفت کہ من از برائی این گریہ نکنم کہ در خانہ فقیر آمدم ولیکن از برائے این گریہ کنم کہ تو درویش نیستی کہ توکل برابر سگ نداشتی۔ نان را برائی فردا نگاہ داشتی، من بر تو حرام۔ دختر پدر را گفت کہ این درویش

نبود۔ یک اہلِ حرص بود بی توکّل زر مال با طمع جمع کند براہِ خدا تعالیٰ ندہد، اہلِ ابلیس اند کہ دلِ ایشان بجانبِ خدا تعالیٰ نگردد۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلْبَخِيْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ زَاهِدًا'' عدو اللہ اہلِ ملعون است۔ روزِ قیامت اہلِ دنیا ہماں منکر شوند' خداوندا! اگر کسی درویش یا فقیر پیشِ ما آمدند ہمہ از مال براہِ تُو تصرّف می کردم۔ بدانکہ دردِل سائل فقیری خدا می اندازد کہ پیشِ فلان اہلِ دنیا برو کہ آن خزانچیٔ من است' اگر دہد سائل را فقیر درویش را ندہد بخدا دہد و فقیران را نیز خدا تعالیٰ دہاند۔ اگر کسی گوید کہ مرا فلان داد کافر گردد۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا'' اگر کسی گوید کہ من فلان را چیزی دادم نیز کافر گردد' خدا تعالیٰ دہد و خدا تعالیٰ دہاند۔ چنانچہ سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ از دُزدی کفن کش حقیقت کفن کشیدن مردگان پرسید۔ دزد کفن کش گفت ''یا سلطان! یک ہزار و یک قبر را کشادم و کفنش کشیدم' ہیچ کس را رُو بقبلہ ندیدم مگر دو کس را''۔ سلطان فرمود ''راست گفتی' ایشان ہمہ اہلِ دنیا باشند مگر دو کس۔ ہر آنکہ دوست دارد دنیا را ہرگز رُوی ایشان بقبلہ نباشد' درم ایشان را دین و قبلہ است''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''تَرْكُ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ'' فقیر نیز چہار قسم است: اوّل صاحبِ باطن' دوم صاحبِ وطن' چنانچہ اوّل بود ہمچنان آخر۔ سوم صاحبِ معنی۔ چہارم صاحبِ بطن۔ بدانکہ فقیر نیز چہار قسم است۔ صاحبِ حیرت حیران' صاحبِ جرم گریان' صاحبِ عشق جان بریان' صاحبِ شوق قلب ذکر در وحدت وجد جریان است۔

بابِ دہم

درذکرِفنافی اللہ فقراء ترک دنیا ماسوی اللہ

بیت:

باھُوؒ بس حجاب است علم ذکر حضور　　　هر که فی الله فنا شد گشت بنور

ذکروعلم ہردو براہلِ حضور بی ادبی ست چراکہ کسیکہ بحضور بادشاہِ مجازی رُو بروشود نام بادشاہ گرفتن ادب نیست و حضور نیز جدائی از وحدانیّت وشرک است تا آنکہ بوحدت غرق نشود ودر توحید غرق نشودٗ تا آنکہ از لاسوی اللہ جدا و باخدا یکتا نگردد تا آنکہ ازین محبّت عشق فنافی اللہ نگذرد وعلم ذکر نسیان نگردد۔ بیت:

باھُوؒ علم و ذکرش چیست یعنی درد رنج　　　درد رنجی نیست آنجائے کہ گنج

قال علیہ الصلوٰةُ والسلام ''لَذَّةُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّةِ الْاَذْکَارِ''۔ قال علیہ الصلوٰةُ والسلام ''اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ''۔ بدانکہ بعضی سالک یا طالب یا مرشد خودرا حضور دانند۔ باوہم خبر واز حضور خدا تعالیٰ دُورتر بیخبر چنانچہ گاؤ عصار چشم بستہ تمام روز بگردِ چاہ بگردد ومیداند کہ من راہ منزل بسیار کشیدم۔ چون چشم واکند ہمانجا بگردِ چاہ خودرا می بیند۔ بیت باھُوؒ:

ہر آن گوید حضورش حق ز دورش　　　حضورش آنکہ از خود خویش دورش

بدانکہ فقر سہ حرف است ''ف ق ر''۔ از حرف ''ف'' فناء النّفس واز حرف ''ق'' قریب قبر واز حرف ''ر'' روحانیّتِ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا''۔ اگر دوازدہ ہزار صاحبِ دعوت وظائف تسبیح خوان یک جا جمع شوند بمراتبِ یک ذاکر نتوانند رسید واگر دوازدہ ہزار ذاکر جمع شوند بمرتبۂ صاحب مذکور الہام نتوانند رسید واگر دوازدہ ہزار صاحبِ مذکور کلیم اللہ الہام یکجا جمع شوند بمراتب صاحبِ حضور مراقبہ استغراق نتوانند رسید واگر دوازدہ ہزار صاحبِ مراقبہ اِستغراق یکجا جمع شوند بمرتبہء فقر فنافی اللہ نتوانند رسید کہ ''اَلْمُوَحِّدُ فِی التَّوْحِیْدِ بَقَآءَ حَیٌّ فِی الدَّارَیْنِ''۔ ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ''۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ واگر دوازدہ ہزار بار ذکرِ زبان کند از آن بہتر است کہ یک مرتبہ قلب ذکر کند اسم اَللّٰہُ بگوید واگر دوازدہ ہزار بار قلب ذکر کند از آن بہتر است کہ یک مرتبہ ذکر روح کند اگر دوازدہ ہزار بار روح ذکر کند از آن بہتر است کہ یک مرتبہ سِرّ ذکر کند وپیش از سِرّ فقر تمام است کہ ہر گناہ وعبادتِ اُو برابرٗ خواب وبیداری اُو برابرٗ مستی وہوشیاریٔ اُو برابر ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ''۔ بدانکہ فقر حضور راچہ نشان است؟ آنجا نہ خرد باشد ونہ ورد نہ آنجا ذکر باشد ونہ فکر۔ جائیکہ حضور است آنجا سِرِّ ھُوآواز مذکور است۔ جائیکہ ظاہر بادشاہِ

مجاز است آنجا ہیچ غوغا وآ وازِ بلند نباشد کہ غوغا وآ وازِ بلند بادشاہ را ناپسند است ۔ جائیکہ '' لَمۡ یَزَلۡ '' نہ آنجا غوغا نہ خلل ۔ ہر جا کہ سلطان خیمہ زد، غوغا نماند عام را۔ بدانکہ آن نہ فقیر است کہ در نام ناموس غوغا خلل پذیر است ۔ در مجلسِ فقرا اگر چہ بی واسطہ کلام ذکر است ذکرِ خدا یا ذکرِ انبیاء یا ذکرِ اہل اللہ اولیاء و '' ذِکۡرُ الۡاَوۡلِیَآءِ خَیۡرٌ مِّنۡ عِبَادَۃٍ '' واقع است ۔ اگر فقیر کہ کلام کند کلام اللہ یا نبی اللہ یا اولیأ اللہ و اِلّا نہ خاموشی بہتر است ۔ بشنو! این فقیر باھُو میگوید کہ فقیر را آن بہتر است کہ اگر کسی گردن زند و بر در پیش رفتنِ اہلِ دنیا نرود مگر '' حُبًّا لِّلّٰہِ '' فقیر یکہ بہ بادشاہ یا اہلِ دنیا در خانہء آن در آید گناہ بر آن فقیر ساقط نشود مگر سر و ریشِ آن فقیر از حجام بتراشد و بر خر سواری کند و دنبال او رسوائی طفلان و در خَلق رسوا کند و محلّہ بمحلّہ و کوچہ بکوچہ شہر بشہر بگردانند و بگویند کہ فقیر یکہ خدا تعالیٰ را گذاشتہ و از خدا تعالیٰ نا اُمید شدہ بخانہء اہلِ دنیا برائی زر سیم نذر درم در آید ۔ باو تنبیہہ خواہد شد ۔ فقیر اخلاص با دنیا و اہلِ دنیا نکند مگر آنکہ بے معرفت سلب راندۂ درگاہ شود کہ وی را بر دنیا و اہلِ دنیا نگاہ افتد ۔ فقیر محتاج، فقیری او باطل و دروغی استدراج باشد ۔ '' نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡہَا '' ۔ بدانکہ دنیا بمثلِ دریا است و اہلِ دنیا ہم چون ماہی و نہنگ و اہلِ علم بمثل مرغ آبی کہ ہمیشہ ساکن آب میباشد و بآب تر نمی شود و فقرا بمثل مرغ سفید بگلہ کہ بر کنارۂ دریا می نشیند آنچہ قسمت او باشد از آب بکشد و بخورد امّا شرط آنکہ در دریا پانہ انداز د و در آب غرق نمی شود ۔ فقیر از دنیا بی آب اند کہ آبرو از خدا تعالیٰ دارند و اہلِ دنیا زر دُر واند کہ آبرو بایشان زر دادہ اند ۔ پس آبرو با زر درو ئی چہ تعلّق دارد؟

بشنو! وزیری بود کہ وزارتِ دنیا را ترک داد و در سلکِ فقر قدم با عتقاد و اخلاص نہادٗ ناگاہ روزی بر او بادشاہ بگذشت و گفت کہ از ترکِ وزارت و جدائیٔ ما از فقر چہ چیز حاصل کردی؟ جواب داد '' پنج چیز ۔ اوّل آنکہ ہنگامی کہ تو نشستہ بودی ما ہر دو دست با ادب بستہ می استادم گاہی نمی گفتی کہ بہ نشین، آن خداوند تعالیٰ در چہار رکعات نماز مرا دو باری نشاند ۔ دوم آنکہ چون تو بخواب میرفتی، من از دشمنان تو ترا محافظت میکردم، اکنون من بخواب می روم، آن خداوند تعالیٰ حافظِ من است ۔ سوم آنکہ تو طعام میخوردی و مرا بخوردن نمیدادی، آن خداوند تعالیٰ خود نمی خورد و مارا میخوراند کہ روزی بی حساب بخشد ۔ چہارم آنکہ وقتیکہ تو مُردہ می شدی، مرا مردم برائی حساب می برند، آن خداوند تعالیٰ برین بندہ حیٌّ قیوم است کہ از چہ چیز حساب خواہم داد؟ پنجم آنکہ از قہرِ تو ہیچ گاہ ترسِ جان ستم و جور عافیّت نبود آن خداوند تعالیٰ آمرزگار است ۔

نقل است روزی سلطان بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کہ ہر روز روزہ داشتند و ہر شب نماز میگذاردند، یک روز سلطان را در نماز خطرات پیدا شد ۔ سلطانؒ فرمودہ '' ای یاران! تفحّص کنید کہ امروز در خانہء ما دنیا آمدہ است '' ۔ خادمان سوگند خوردند '' یا سلطانؒ! دوازدہ سال شد کہ ہیچ روی درمِ دنیا ندیدہ ایم و بہ طعام پُر دہن لذّت نچشیدہ ایم '' ۔ سلطانؒ فرمود '' خطرۂ من از حکمت خالی نیست '' ۔ چون خادمان تمام خانہ را جاروب کردند زیرِ پای پلنگش خرما

یافتند، پیشِ سلطانؒ ببردند۔ سلطانؒ فرمود ''در خانۂ کسی کہ این قدر متاع باشد آن خانہ سودا گر شد''۔ این فقیر باھُو میگوید کہ فقیر چہار قسم است۔ یکی ظاہر پریشان و باطن آراستہ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام و یکی را ظاہر آراستہ و باطن پریشان چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و یکی را ظاہر و باطن آراستہ است چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و یکی را ظاہر و باطن خراب چنانچہ بلعم باعور۔ پس فقیر را باید کہ اگر نفس طلبِ دنیا کند، نفس را بگوید کہ حد بیار صد بار شلاق بخور و پیشِ اہلِ دنیا برو و سوال کُن کہ ترا سزا ہمین بس است کہ از خدا تعالیٰ نا اُمید شوی و اِلّا مرو سوال مکن۔ و اگر اہلِ دنیا پیشِ فقیر بیاید برای زیارتِ فقیر آنرا بگوید کہ تو اہلِ دنیا ہستی صد پیزار بخور کہ کثافتِ دنیا از وجودِ تو بدر شود و پیشِ من بیا و اِلّا میا۔ اگر صادق باخلاص خدا تعالیٰ است بجہتِ شرمندگی نفس قبول خواہد کرد کہ بیاید، حجابِ اُو برطرف گردد تا رک فقیر خواہد شد و اِلّا از دیدنِ روی اہلِ دنیا خطراتِ شیطانی پیدا شود، آن راہزن فقر است۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا''۔

نقل است کہ فقیری در برخلوت گرفت، بہر قُوت یک خرما نگہداشت، چون فقیر از فاقہ نفس بسیار عاجز و تنگ می آمد آن خرما را در دیگ انداختہ بہ آتش جوشاندہ باہلِ مجلس یک قدحِ آب نوشانیدند، ہمہ یاران سیری گشتند تا پنجاہ سال بدین طریق خرما را خوردہ۔ بعد از ان خرما تصرّف شد، درویش جانِ خود را بخدا سپرد چنانچہ گشت اگر چہ مُرد، قدم بر درِ اہلِ دنیا نبرد۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود ''سہ چیز را آدمی طالبِ اللہ یاد نکند، یکی دنیا را حُبّ۔ دوم اہلِ دنیا را یاد نکند بحُبّ۔ سوم رغبت نکند بہوای نفس۔ بیت باھُوؒ:

فقر دانی چیست دائم در لاھوت   فقر را ہر دم بود بہتر سکوت

قولہٗ تعالیٰ ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ''

بشنو! امام احمد بن حنبلؒ روایت میکند کہ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود کہ زمانہ بر اُمّتِ من پیش آید، کسانی چند پدید آیند کہ بروز آدمی باشند مسلمان و در شب کافر حسپندہ و بعضی کہ در شب مومن حسپندہ و در روز کافر بسبب آنکہ برزبان ناگفتی بسیار گویند و آن کفر بود و ایشان ندانند۔ پس در خبر است پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود ''دینِ ہر آنکس آن زمان سلامت ماند کہ در مجلسِ علماءِ عامل و یا در مجلسِ فقراء کامل کلام اللہ بشنوند و باعلم و باذکرِ اللّٰہ مشغول باشند و یا بگفتہ ایشان اعتقاد کنند و عمل آرند، بسلامتی بمانند از شرک و کفر۔ حدیثِ قدسی ''یَا مُحَمَّدًا کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ وَّعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ''۔ حدیث ''اَلدُّنْیَا جَنَّۃُ الْحِمَارِ''۔ حدیث ''اَلدُّنْیَا بَیْتُ الْکَلْبِ''۔ حدیث ''عَیْشُ الدُّنْیَا فَخْرُ الْکُفَّارِ''۔ حدیث قدسی ''لَذَّتُ الدُّنْیَا لَحْمُ الْخَنْزِیْرِ''۔ حدیث قدسی ''اَلدُّنْیَا سَوَادُ الْقَلْبِ''۔ حدیث ''اَلْعِشْقُ نَارٌ یَحْرِقُ مِنَ الْقَلْبِ مَاسِوَی اللّٰہ''۔ بیت:

باھُوؒ! شکر اللہ شہیدِ عشق نمرد   جانِ خود را فنا فی اللہ ببرد

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَقۡرَبُکُمۡ مِّنِّیۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَطۡوَلُکُمۡ جُوۡعًا وَّتَفَکُّرًا''۔ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمود ''نزدتر از شما نزدِ من روزِ قیامت کسی باشد کہ گرسنگی وتفکّر اُوطویل باشد''۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلۡجُوۡعُ مُخُّ الۡعِبَادَۃِ''۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''گرسنگی مغزِ عبادت است'' لیکن ریاضت و گرسنگی موافقِ شرع باشد نہ آنکہ از ریاضت کافر واز گرسنگی دیوانہ ومغز سوختہ گردد ودر استدراج افتد۔ اگر کسی تماشای زیروزبر تمام هفت طبقِ زمین وآسمان از ماہ تا بماہی بہ بیند بجز فنا فی اللہ غیر شرع ہمہ گمراہی است ''نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡہَا''۔

بشنو روزی بزرگواری از حد زیادہ باحق مشغول بود کہ بر سرش جماعتِ مسلمانان بگذشت۔ گفت ''ای مسلمانان کجا می روید؟'' گفتند ''از برائی غزا جنگ با کفّاران''۔ بزرگوار رانفس گفت کہ ما ہم بایشان برای غزا می رویم وغازی شویم۔ بزرگ نفس را گفت کہ من خوب تر می دانم کہ مرا فریب میدہی کہ از ماندگیٔ راہ قوت بسیار طلب کنی یا از ماندگیٔ راہ از طاعت باز مانی یا از ماندگیٔ راہ خواب بسیار کنی۔ نفس گفت ازین ہیچ نقصان نخواہم کرد۔ بزرگ نفس را گفت تُو دشمنِ خدائی بیدین ہستی ترا با غزا چہ کار است؟ راست بگو مطلبِ تُو چیست؟ نفس گفت ''مطلبِ من ہمین است کہ شب وروز مرا بفقر فاقہ بعشق محبتِ خدا با تیغ ذکر میکشی دم بدم ہر ساعت بساعت پس بہتر واولیٰ تر آنست کہ یک مرتبہ با جنگ کفّار غزا کشتہ شوم وازین عذاب خلاص یابم''۔ پس این فقیر باھُو میگوید کہ ذرّہٴ محبّت از حج وغزا وزکوٰۃِ مال ونماز نوافل از جنّ وانس تمامی عباداتِ دیو پری فرشتہ ملائک بہتر است لیکن درین راہِ محبّت واخلاص خدا فقیر صادق ثابت قدم وراسخ الاعتقاد باشد کہ فقراءِ کامل کارِ خود را در محبّت وعشق بکمال رسانیدہ اند وسینہٴ ایشان بہ تجلّیٔ انوار مالا مال بگردد وصد ہزار سِرّ بضمیرِ بندہٴ صاحبِ محبت عشق برو نازل می گردد۔

بشنو بزرگواری با بزرگ درم بسیار فرستاد۔ آن بزرگ باو گفت ''چیزی را کہ خدا تعالیٰ دشمن داشتہ باشد' پس آن دشمنِ خدا تعالیٰ بپیشِ دوستانِ خدا تعالیٰ میفرستی۔ این چہ جای دوستی است؟ طالبان این بسیار است بایشان بدہی''۔ پس فقیر آنست کہ دنیا واہلِ دنیا را بگوشہٴ چشم نہ بیند چرا کہ بدیدنش دل سیاہ گردد۔

بدانکہ بزرگی صاحبِ عزلت معتکف بود۔ بادشاہ والیٔ ولایت برائی زیارت آمدہ۔ چند زر پیشِ نذرِ درویش آورد۔ درویش فرمود کہ ای دشمنِ خدا! این چہ جای کینہ ونفاق ومنافقت بود کہ بامن داشتی۔ زر از پیشِ نظرِ من بردار۔ کہ دوستداران طالبان این بسیار اند۔ کسیکہ توکّل خدا تعالیٰ دارد ہرگز بدنیا دست نیارد۔ قولہٗ تعالیٰ ''قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ'' واین فقیر باھُو میگوید کہ طالبِ دنیا از دو حکمت خالی نباشد' یا منافق یا صاحبِ ریا۔ دنیا شیطان است و طالبِ دنیا شیاطین است' دنیا فتنہ فساد است وطالبِ دنیا فتنہ انگیز ودنیا نفاق است وطالبِ او منافق دنیا خونِ حیض

است وطالبِ دنیا حائض، دنیا کذّ ب است وطالبِ دنیا کذّ اب است و دنیا شرک است وطالبِ دنیا مشرک است، دنیا خبث است وطالبِ دنیا خبیث و دنیا لعنت است وطالبِ دنیا ملعون ۔ بدانکہ درمِ دنیا آنرا از جان عزیز تر است کہ لادین بیعقل بی تمیز است، دنیا جہل است وطالبِ دنیا او جاہل، دنیا زن است قحبہ فاجرہ واہلِ دنیا شوہرِ دنیا دیوث است کہ زنِ خود را ظاہر و باطن با دیگری می بیند کہ با زنا وفسق فاحشہ است ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلدَّیُوْثُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ''۔ پس فقیر آنرا گویند کہ مرد مذکّر باشد نہ دیوث مخنّث ۔ دنیا عام است وتابع او عام تمام غلام است وبجہتِ آن مردم سرگردان از صبح تا شام است ۔ و بر اہلِ اللہ خاص دنیا عام حرام است ۔ خاص چیست وکرا گویند؟ خاص آنست کہ از دنیا عام خلاص، ہر کہ از دنیا خلاص با خدا عزّوجل با اخلاص ۔ درویش صاحبِ شعور وفقیر صاحبِ حضور ایشان است کہ بدلِ خود حُبِّ جیفہ دنیا ندارد ۔ ہر کہ ہوای شہوت را طلاق دہد صاحبِ شوق است، ہر کہ دنیا را طلاق دہد صاحبِ ذوق است، ہر کہ غیر ماسویٰ اللہ را طلاق دہد آن صاحبِ مشتاق اشتیاق است ہر کہ کشید خود را از ین بلا در عشقِ حق مبتلا ۔ بیت:

باھُوؒ دنیا دانی چیست پُر درد و بلا   می کند از ذکر و فکرِ حق جدا

باھُوا! دنیا چیست؟ نامِ دوئی است ۔ ہر کہ بدوئی دست انداخت خود را در سلکِ شیطان ساخت ۔ قولہٗ تعالیٰ ''سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ'' دنیا لہو ولغو واقع شد ۔ کسی کہ با خدا تعالیٰ دوستی دارد شیطان با او دشمنی دارد وکسی کہ با دنیا دوستی دارد خدا تعالیٰ با او دشمنی دارد ۔ پس معلوم شد ہر کہ باشد اہلِ علم خواہ اہلِ جہل ہر کہ بدنیا راغب است از دوستیٔ خدا تعالیٰ کاذب است ۔ پس بعد از مُردن یک فلوس یا یک درم از ملکِ فقیرِ کامل یا علماءِ عامل میسر آید بدانکہ آن از حق کاذب بود ورفتہ از محبّتِ خدا تعالیٰ خالی دست بی مقصود ۔ باید کہ آن درم در آتش انداختہ چنان سوزش کند چنانچہ آتشِ سرخ وبر پیشانیٔ اُو داغ دہند کہ آن را نشانیٔ اہلِ دنیا باشد ۔ یقین است کسی کہ فلوس درم دنیا را دوست دارد ہر آنکس خدا تعالیٰ عزّوجلّ را عزیز ندارد ۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا''۔ زہی بغفلت کور و نسیان الموت وگور ۔ ایں از درمِ دنیا بر تو قہرِ خدا وجور است ۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ''۔ بیت:

واصلان را بس بود نامِ خدا   روز و شب باعشق وحدتِ کبریا

بدانکہ با پیغمبر علیہ السلام جنگ ودشمنی کہ کرد درمِ دنیا کرد ۔ اگر ابوجہل مفلس بودی تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم می بودی وامام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم را کہ کشت دنیا کشت ۔ اگر یزید مفلس بودی تابعِ امامانؓ می بودی کہ امامانؓ صاحبِ نورِ چشمِ اُمُّ المومنین حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واولادِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بود ۔ پس اہلِ دنیا ابوجہل است ویزید است نہ رابعہؒ وبایزیدؒ ۔ دنیا قاتلِ

اصحابؓ و امامؑ است۔ دنیا را نگاہداشتن شرف کدام است؟ دنیا قہرِ الٰہی وخون است وطالبِ دنیا کافرِ دُون است و دشمنِ بیچون وبچگون است۔ دنیا بدعت است وطالبِ دنیا ملحد است۔ وطالبِ دنیا دعویٰ کش خدائی است۔ چون زن دنیا در ہر دو جہان رُوسیاہ‘ خوار بی اعتبار است‘ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ زر وسیم واسپ وشتر وگاؤ خر وفیل ونوکر و سپاہی خزانہ ولشکرِ ابوجہل و یزید بود وصبر وشکر وذکر فکر ذوق شوق محبت عشق نماز و روزہ فقر فاقہ اصحاب مسلم مومن فرقانِ نص حدیث خزانہ ولشکرِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و اِمامان من بود۔ ونقارہ و دہل و دف و شرنا نوبتِ ابوجہل و یزید بود و بانگ واذان ذکر جہر نعرۂ ذکرِ اَللّٰہُ نوبتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وامامانؑ بود وہست۔ نوبتِ دنیا و بادشاہیٔ دنیا باطل وفانی ونوبت و بادشاہیٔ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باقی۔ اسلام حق و راست ’’ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘۔ قولہٗ تعالیٰ ’ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ قولہٗ تعالیٰ ’’فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا صلے وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ‘‘۔ قولہٗ تعالیٰ ’’لَا وَلِیَّ وَلَا ظَفَرَ اِلَّا بِاللّٰہِ‘‘۔ قولہٗ تعالیٰ ’’ فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطَانًا ‘‘ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ ہمراہِ پیغمبر صلوات اللہ علیہ چہار قسم لشکر بود۔ یک قسم لشکرِ اصحابؓ دوم قسم لشکرِ فرشتہ وشہید‘ سوم قسم لشکرِ علم‘ چہارم قسم لشکرِ خُلق وحلم۔ دو قسم لشکرِ ظاہر بود‘ اصحاب وفرشتہ وشہید و دو قسم لشکرِ باطن بود علم وخُلق وحلم۔ کسی را کہ دین عزیز بود‘ اگر ابوجہل بادشاہیٔ دنیا زر سیم مال داد نظر نہ نمود‘ جان تصرّف براہِ خدا تعالیٰ وتصدّقِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کردند و بعضی منافقان ’’ ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا۔ مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ ‘‘۔ چنانچہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از مکہ کوچ کردہ بحکم اللہ تعالیٰ بجانبِ مدینہ متوجّہ شدند۔ پس اصحابان اختیار کردند کہ اہلِ محبت وجان فدا بودند کہ از نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سر ومال وجان دریغ نداشتند۔ کسانی کہ طمعِ وطن وزر وزمین واہل اقربا کرد از خدمت ہجرتِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جدا ماندند لیکن اہلِ محبّت طائفۂ فقرا اصحابؓ عاشقِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بودند۔ ہر کہ جدا ماند از طمع دنیا۔ قولہٗ تعالیٰ ’’ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ‘‘۔ قولہٗ تعالیٰ ’’ فَاَمَّا مَنْ طَغٰیo وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَاo فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰیo ‘‘۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ’’لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مَنْ وَّلَدِہٖ وَ وَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ‘‘۔ بدانکہ اگر زمین وآسمان پُر زر وآراستہ آرائش کنند و بادشاہیٔ تمام زمین بخشند اہلِ دین آنرا گویند کہ نگاہ بز رنگارش نکند و دینِ خود را نفروشد کہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فایق از کونین است وکونین تصدق دین است دین دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقین یقین محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہای کلمہ ہر دو جہان نبود کلمہ طیّب از ہر دو جہان فائق تر است ’’ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘۔ زیروز بر عرش وکرسی لوحِ محفوظ از ماہ تا ماہی ہمہ در ذکرِ الٰہی۔ بیت:

باھُوؒ! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بر دلِ مومن نوشت
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ شد لسانِ اہلِ بہشت

اللہ بس ما سویٰ اللہ ہوس۔ بدانکہ میانِ حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام دو ہزار بیست و دو سال بود۔ میانِ نوح علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام یک ہزار و صد سال بود۔ میانِ ابراہیم علیہ السلام و داؤد علیہ السلام پانصد و ہفتاد سال بود۔ میانِ داؤد علیہ السلام و میان موسیٰ علیہ السلام پانصد سال بود و میانِ موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام یک ہزار یک صد ہشتاد و ہفت سال بود و میانِ عیسیٰ علیہ السلام و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شش صد سال بود۔ جملہ پنج ہزار و نہ صد ہفتاد و نہ سال بود کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تولّد شدہ بود۔ روایت میکند انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''اَبْدَالُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ فِی الشَّامِ وِثَمَانِیَۃَ عَشَرَ فِی الْعِرَاقِ فَاِنْ مَّاتَ وَاحِدُھُمْ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ فَاِذَا جَآءَ الْاَمْرُ قُبِضُوْا کُلُّھُمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ''۔ معنیٰ حدیث بفارسی۔ ''بزرگانِ اُمتِ من چہل باشند ہمین با خود چہل باشند تا قیامت۔ از آن چہل بیست و دو در زمینِ شام باشند و ہژدہ در زمینِ عراق ہرگاہ کہ از ان چہل یکی بمیرد دیگر از خلائق بمقامِ اُو مدخل میشود، ہرگز از چہل کم نگردند، چون قیامت نزدیک آید ہر چہل یک بار از عالم بیرون شوند۔ روایت عباس ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ ثُلٰثُ مِائَۃَ نَفْسٍ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اٰدَمَ وَلَہٗ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی وَلَہٗ سَبْعَۃٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ وَلَہٗ خَمْسَۃٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ جِبْرَائِیْلَ وَلَہٗ ثَلٰثُ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مِیْکَائِیْلَ وَلَہٗ وَاحِدٌ قَلْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ وَاِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِن ثَلٰثٍ وَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثٍ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ خَمْسَۃٍ وَّ اِذَا مَاتَ مِنْ خَمْسَۃٍ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ اَرْبَعِیْنَ فَاِذَا مَاتَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ ثَلٰثِ مِائَۃٍ وَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثِ مِائَۃٍ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الْعَامَۃِ بِاِسْمٍ یَرْفَعُ اللّٰہُ اَوْلِیَآءَ ھٰذَا الْاُمَّۃِ''۔ معنیٰ حدیث بفارسی چنین باشد۔ عباس ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روایت میکند، فرمود پیغمبرِ خدا تعالیٰ و تقدّس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ''در زمین سہ صد کس باشند کہ دل ایشان چون دلِ آدم علیہ السلام بود و چہل کس باشند کہ دلہائے ایشان چون دلِ موسیٰ علیہ السلام بود و ہفت کس باشند کہ دلہائے ایشان چون دلِ ابراہیم علیہ السلام بود و پنج کس باشند کہ دلہائے ایشان چون دلِ جبرائیلؑ بود و سہ کس باشند کہ دلہائے ایشان چون دل میکائیلؑ اند و یک کس باشد کہ دلِ او چون دلِ اسرافیلؑ بود۔ چون یکی بمیرد از سہ گانہ یکی پایگاہ وی برسد و چون یکی از سہ گانہ بمیرد از پنجگانہ یکی پایگاہ وی برسد و چون از پنجگانہ یکی بمیرد، از ہفتگانہ یکی پایگاہ وی برسد۔ چون یکی از ہفتگانہ بمیرد از ان چہل گانہ یکی پایگاہ وی برسد چون از چہل گانہ یکی بمیرد از سہ صد گانہ پایگاہ وی یکی برسد۔ ہرگاہی کہ ازین سہ صد گانہ یکی بمیرد از جملہ مسلمانان یکی پایگاہ وی برسد۔ تا قیامت ہرگز ازین سہ صد گاہی کم نشوند و ببرکتِ ایشان بلاہا از اُمّت باز ماند۔ حدیثِ قدسی ''ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آفریدم یک آدم را پیش از حضرت آدم علیہ السلام کہ پدرِتست۔ عمر آن

ہزار سال کردم۔ پسِ ازان بمُرد پانزدہ ہزار دیگر آدم بیافریدم عمرِ ہریک کس را دہ ہزار سال ساختم۔ پسِ ازان حضرت آدم علیہ السلام کہ پدرِتست آفریدم۔''

در تفسیر اسرار الفاتحہ نقل است کہ روزی حسن بصریؒ و مالکؒ بن دینار و شفیق بلخیؒ پیش رابعہؒ بصری بودند؛ در صدق سخن میرفت۔ حضرت حسنؒ گفت ''لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوٰہُ مَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلٰہُ''۔ یعنی نیست صادق در دعویٰ خویش کہ صبر نکند بر زخم مولای خویش۔ رابعہؒ گفت ''ازین سخن بوی منّی می آید بیش باید گفت''۔ شفیق بلخیؒ گفت ''لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوٰہُ مَنْ لَّمْ یَتَلَذَّذْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلٰہُ'' یعنی نیست صادق در دعویٰ خویش کہ لذّت نیابد از زخمِ مولیٰ خویش''۔ رابعہؒ گفت ''پیش سخن باید گفت کہ ازین سخن بُوءِ خودی می آید''۔ مالکؒ بن دینار گفت ''لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوٰہُ مَنْ لَّمْ یَشْکُرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلٰہُ''۔ یعنی نیست صادق در دعوٰی خویش کہ شکر نکند بر زخم مولای خویش۔ رابعہؒ گفت ''لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوٰہُ مَنْ لَّمْ یَنْسِیْ ضَرْبِ مَوْلٰہُ فِیْ مُشَاھَدَۃِ رُؤْیَۃِ مَوْلٰہُ''۔ یعنی نیست صادق در دعویٰ خویش کہ فراموش نکند زخم را در مشاہدۂ مطلوبِ خویش۔ این فقیر باھُو جمیع الاولیاء را جواب میدہد ''لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَائِہٖ مَنْ لَّمْ یَنْسَ الْبَدَنَ وَالْمُشَاھَدَۃِ مَوْلِئِہٖ''۔ یعنی نیست صادق در دعویٰ خویش کہ فراموش نکند خویش و مشاہدہ رابغرقِ توحیدِ مولیٰ مطلوب۔

نقل است ''چنین آوردہ اند کہ روزی شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ و ذوالنّونؒ مصری بزیارتِ امام المسلمین امامِ اعظمؒ آمدند۔ امام المسلمین مرخادمِ خود را فرمود کہ بروتاس روشن کُن و ویرا ازشہد پُرکن و یک مُوئی بالای اُوداشتہ بیار پیشِ بزرگان۔ خادم حکم بجا آورد۔ امام صاحب فرمود کہ ای بزرگان! این تاس راواین شہدراواین مُوئی را بیان فرمایند۔ اوّل شیخ بایزیدؒ فرمود ''بہشتِ خدا تعالیٰ ازین تاس روشن تراست ونعمت ہای بہشت ازین شہدشیرین تراست وگزشتن پُلِ صراط ازین موئی باریک تراست''۔ بعدہٗ شیخ ذوالنّونؒ مصری گفت ''اسلامِ خدا تعالیٰ ازین تاس روشن تراست وبودن دراسلام ازین شہدشیرین تراست واسلام رانگہداشتن ازموئی باریک تراست''۔ بعدہٗ امام المسلمینؒ فرمود ''علمِ خدا تعالیٰ ازین تاس روشن تراست' مسائلِ فِقہ علم ازین شہدشیرین تراست وباریکی ہائے علم ازموئی باریک تراست''۔ بعدہٗ خادم امامِ الملسمینؒ گفت ''رُوی مہمان دیدن ازین تاس روشن تراست و خدمتِ مہمان کردن ازین شہدشیرین تراست ودلِ مہمان نگہداشتن ازین موئی باریک تراست''۔ ومصنّفِ کتاب نافع المسلمین می گوید کہ رُوی اولیاء اللہ دیدن ازتاس روشن تراست ومحبّتِ خدا تعالیٰ دردل بودن ازین شہدشیرین تراست وشریعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نگہداشتن ازین مُوئی باریک تراست۔ جمیع اولیاء اللہ راوحضرت امام صاحب راومصنّفِ کتاب وخادم رافقیر باھُوجواب میدہد ''نعمتِ بہشت خوردن کارِ نفس خراست وعلم بیعمل خواندن کارِ بیخبراست ورُوئی مہمان دیدن پُرخطراست ومحبّت بی محنت حق رسیدن ضراست وقدم دراسلام بی صدق ریا

تراست، برزخِ اسم اللہ ازین تاس روشن تراست ولذّتِ مشاہدۂ وحدانیت ازین شہدِ شیرین تراست وغرق فنافی اللہ شدن واز خودئ خویش برآمدن از مُوئی باریک تراست"۔ بیت:

باھُوؒ عاقبت باکار باید کارِ دوست　　　معرفت را مغز باید نی بپوست

چنانچہ روزی حق تعالیٰ فرمود "ای موسیٰ صلوات اللہ علیک! عبادت آن بکُن کہ لائقِ درگاہِ ما باشد۔ از برائی ماچہ میکنی؟" موسیٰ علیہ السلام گفت "خداوندا! علم نماز روزہ حج مال زکوٰۃ خیرات" حق تعالیٰ فرمود "ای موسیٰ این عبادت ہمہ از برائی تن آسائش ولذّتِ نعمتِ بہشت ونفس و پناہ از آتشِ دوزخ است"۔ موسیٰ علیہ السلام عرض نمود "خاص عبادتِ تُو چیست؟ خدا تعالیٰ فرمود "محبّت وصدق وذکر اللہ تعالیٰ باخلاص است"۔ قولہ تعالیٰ " فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ "۔ بدانکہ مردم رادوستی بمسائلِ فقہ است کہ از مسئلہ زرو سیم بدست آرند وذکرِ خفیہ بمثلِ شمشیر است از و بانفس کافر جنگ ببرند۔ بیت:

باھُوؒ فقر چیست؟ یعنی خود فنا　　　از علم پیدا می شود کبر و ریا

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنٰتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبِ"۔ باھُوا! آنچیست کہ در ہر دو جہان فاضل تراست کہ بہتر از آرائشِ سیم وزر است واز آن مردمِ عام بیخبر است۔ علم، آن علم کہ باعمل است وآن عمل کہ از ومعرفتِ حق حاصل میشود وآن معرفت کہ بطرفِ توحیدِ باری تعالیٰ ببرد وآن توحید کہ ہر نَفَس را پاس انفاس بکشد وآن پاس انفاس کہ حق الیقین خاص الخاص وآن خاص الخاص کہ چنان غرق شود در مقامِ لاھُوت فنافی اللہ کہ فیض اللہ درست باشد۔ فیض اللہ درست چیست؟ باخدا مست وباشریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوشیار باش وصاحبِ سلک، صاحبِ معرفت وصاحبِ علم وصاحبِ توحید، صاحبِ سکر، صاحبِ شکر، صاحبِ محبّت، صاحبِ عشق فنا صاحبِ موحّد محقّق رضا اللہ۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ بیت:

علم کثیر آمد و عمرت قصیر　　　آنچہ ضروری است بآن شغل گیر

چون بینی کہ طالبی را از باطن ہیچ راہِ باطنی از ذکر فکر مراقبہ مشاہدہ نکشاید وصاحبِ سیاح باشد وہیچ جای اُورا اعتقاد نشود، باید کہ آنرا بگوید کہ نزدیکِ قبر زندہ قلب درویش فقیر یا غوث یا قطب کہ لایموت باشد۔ وقتِ شب یا نیم شب یا آخرِ شب بطرف پائی قبر یا بر قبر سوار شود چنانچہ سوارِ اسپ، آنچہ داند از قرآن مجید بخواند۔ آن قبر بمثلِ برقِ ابر آنرا در مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ببرد یا در توحیدِ وحدانیتِ غرق کند امّا این شدنی نیست کہ بفرمان مرشد کامل اولی الامر والّا خالی دست وبی حاصل ماند۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "اِذَا تَحَیَّرْ تُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ"۔ واگر طالب از دہشتِ قبر بترسد پس آن طالبِ حق نباشد، طمع جان دارد۔ بیت:

باھُوؒ جانی بدہ خوش جام نوش　　　با تو گویم بشنوی دل بگوش

مرشد مہر محبّت بخش مشفق محرمِ اسرار گویند۔ مرشد بمثلِ سیف است، طالب را کہ سراز گردنِ خود جدا کند پیشِ مرشد بیاید۔ مرشد بمثلِ کارد است، ہر کہ خود را بدستِ خود ذبح کند پیشِ مرشد بیاید۔ مرشد بمثلِ ملک الموت است چنانچہ عزرائیل، ہر کہ طمع جان نکند پیشِ مرشد بیاید۔ مرشد بمثلِ خانۂ گرسنگیٔ فقر است، ہر کہ فاقہ را اختیار کند پیشِ مرشد بیاید۔ مرشد بمثلِ دار است ہر کہ سواری دار اختیار کند پیشِ مرشد بیاید۔ مرشد بمثلِ آتش است، ہر کہ نفس کافر را بسوزد پیشِ مرشد بیاید۔ ہر کہ پیشِ مرشد بیاید باخلاص نگاہ بر محبّت کند نہ بر نیکی و بدی۔ پس نیک و بد را تحقیق کردن کار جاسوس است، طالب اللہ را نیست۔

بزرگی را ہزار طالب بود صاحبِ مراتب کہ بر آبِ روان مصلاّ انداختہ نماز میخواندند۔ کسی از آن بزرگ پُرسید کہ ازین طالبان صاحب اعتقاد چند است؟ آن بزرگ ہمون شخص را گفت کہ شما برو تحقیق بکُن۔ آن شخص در طالبان در آمدہ تحقیق کرد۔ آن بزرگ را گفت کہ از آن ہزار طالب چہل صاحبِ اعتقاد است خاص۔ آن بزرگ گفت از آن چہل؟ گفت ''از آن بیست''۔ گفت ''از آن بیست؟'' گفت ''از آن دہ'' گفت ''از آن دہ؟'' گفت ''از آن پنج''۔ گفت ''از آن پنج؟'' گفت ''دو کس''۔ برابر این دو کس بر زمین طالب اللہ کم باشد''۔ آن بزرگ جواب داد ''چشمِ دیدنِ طالبان نداری، مرا این ہر دو گواہی برائی کشتن بس است''۔ بدانکہ محال است کہ طالب لائقِ سِرّ باشد کہ مدخل اسرارِ الٰہی گردد۔ درین زمانہ طالب اہلِ فرار است یا مطلب دنیا دُون قرار۔ بیت:

باھُوؒ طالبانِ این زمانہ دون بدون　　طالبان را نیست طلبش بی چگون

مرشد اہلِ دکان صاحب طمع، صاحبِ نفس بسیار است و طالب از ہزار یک کس نیک کردار۔ قولہٗ تعالیٰ ''اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ''۔ پس مرشد بمثلِ حکمِ خدا کہ قضا فرمان است و طالب فرمانبردار کہ سوختۂ عشق جان کباب بریان است۔ مرشد بمثلِ بحر است و طالب بمثلِ موج است۔ نہ موج از بحر جدا نہ بحر از موج جدا۔ ہمین طور است طالب فنا فی الشّیخ۔ مرشد بمثلِ چشم است و طالب بمثلِ نظر، نہ نظر از چشم جدا و نہ چشم از نظر جدا۔ علم بمثلِ شہد است و فقر بمثلِ شہادت۔ در علم مفت خوردن و مفت پوشیدن و مفت نوشیدن و آسائش خسپیدن۔ و علم سرگردانی گردیدنِ زبان است و فقر با فاقہ سوختنِ جان است۔

علم کز ترا نہ بستاند　　جہل از آن علم بہ بود بسیار

علم رستگاری است و جہل معصیّت خواری است۔ فقر را دل دریا جاری است۔ بدانکہ بزرگی فرمودہ است ''جوہرِ جہل را خرید و فروخت شیطان است۔ جوہرِ علم را شناسا رحمٰن است۔ جوہرِ فقر را کانِ لامکان است و جوہرِ حیوان را خوردن جمعیتِ جان است''۔ جوابِ فقیر باھُوؒ ''جوہرِ علم در چشم باز بان است، جوہرِ فقر در سینۂ جان است، جوہرِ جہل بد مغز پریشان است''۔ ''نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا'' شیطان ہمہ ظلمت گردد۔ فقر را اوّل الف باید اللہ بس ماسوی اللہ

ہوس۔ الوہیتِ ''اِلٰہٌ وَّاحِدًا''۔ چہار ''ب'' باید۔ اوّل ''ب'' برکتِ ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' دوم ''ب'' بناءِ اسلام۔ سوم ''ب'' بدی را بگذار۔ چہارم ''ب'' بند کند نفس را از ہوا و ہفت ''ت'' باید' اوّل ''ت'' ترک۔ دوم ''ت'' توکّل۔ سوم ''ت'' تکبیرِ تحریمہ' چہارم ''ت'' تواضع۔ پنجم ''ت'' تسلیم' ششم ''ت'' تکبّر نکند۔ ہفتم ''ت'' تیار شود برائے موت و قبر با خبر۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ اگر عالم و عامل و فقیر کامل نبودی در جہان طفلان ببازی و جوانان با کبر مستی ہوا و پیران در غیبت و بسیار گویائی' از بازی و مستی و ہوا و غیبت باز نہ آمدندی۔ ادب با خاموشی است و ذکر در دل جوش است' صبر مراتبِ خون نوش است۔ بہتر آنکہ از خود بیہوش نہ خود فروش۔ فقیر دریا نوش باید۔ با سکوت اگر چہ سکر تمام۔

ز ہجرت الف و سی بودند پنج بودند و ہم پنجاہ
در عمل اورنگ زیب شاہ شد این نکتہء وحدت اِلٰہ

این کتاب عین الفقر تصنیفِ لطیف حضرت سلطان العارفین برہان لواصلین فنا فی اللہ بقا باللہ واصل با ''ھُوْ'' سلطان باھُو ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن ڈیرہ سارنگ خان بلوچ۔

مردم چشم کور مادر زاد تا بلب گور بی معرفت با جور۔ بیت:

باھُوؒ حقیقتِ بد مردم از من چہ پرسی
بدش بدکار آن کرسی بکرسی

اہلِ معرفت یافت وحدت و قتیکہ جان کباب۔ وَاللّٰہ اعلم بالصواب۔

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِکَاتِبِہٖ وَلِحَامِلِہٖ وَلِقَارِیۡہٖ وَلِمَنۡ نَّظَرَ فِیۡہِ بِحُسۡنِ الۡاِعۡتِقَادِ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ وَ نُوۡرِ نُوۡرِہٖ وَ سِرِّ سِرِّہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ O

★★★★★

۞ خوانندہ باید دانست کہ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نوشتہ بود این تصنیفِ لطیف در زبان فارسی قدیم چنانچہ بعض الفاظ و تراکیب مختلف است از زبانِ فارسی جدید۔

عین الفقر (اردو ترجمہ مع فارسی متن)

تصنیف لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

''عین الفقر'' نامور صوفی بزرگ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی سب سے مشہور تصنیف ہے۔ یہ خوبصورت کتاب سب خاص و عام طالبانِ مولیٰ کی ہر باطنی مقام خواہ وہ ابتدائی، متوسط یا انتہائی مقام پر ہوں، رہنمائی کرتی ہے۔ اس کتاب کے ذریعے سلطان باھُوؒ ہر مومن و مسلمان کو قرب و دیدار اور وصالِ الٰہی کی دعوت دیتے ہیں تاکہ انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد، جو کہ معرفتِ حق تعالیٰ ہے، حاصل کیا جا سکے۔ اس کتاب میں سلطان باھُوؒ نے تعلیماتِ فقر کو خوبصورت انداز میں آیاتِ قرآن و حدیث اور دیگر صوفیا کے اقوال کے حوالہ سے بیان فرمایا ہے۔ اس کتاب کا کرشمہ یہ ہے کہ یہ صدق اور یقین سے پڑھے جانے پر اپنے قاری کی باطنی رہنمائی کرتی ہے اور اس کی توجہ اس فانی دنیا اور اس کی لذات سے موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول کرتی ہے۔ اس کتاب میں قرب و معرفتِ حق تعالیٰ کی کلید ذکر و تصور اسم اللہ ذات اور مرشد کامل اکمل کے بارے کثرت سے بیان کیا گیا ہے اسی لیے اپنی اس کتاب کے متعلق سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راہِ حق کے متلاشی طالبانِ مولیٰ کے لیے یہ کتاب مکمل رہنما ہے۔

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)

سلطان الفقر ہاؤس

A/4-5- ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: +92-42-35436600 Cell: +92 322 4722766

ISBN: 978-969-2220-00-2

9 789692 220002

Rs: 650

www.sultan-bahoo.com
www.sultan-bahoo.pk
www.sultan-ul-arifeen.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
Email: sultanulfaqrpublications@tehreekdawatefaqr.com

